جماعت رضائے مصطفیٰ شکاگو (امریکہ)

الحقائق فی الحدائق
المعروف
شرح حدائق بخشش
جلد اول

﴿مصنف﴾

حضور مفسر اعظم پاکستان، فیضِ ملت، شیخ القرآن و الحدیث،

خلیفۂ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الحافظ مفتی

محمد فیض احمد اُویسی رضوی محدث

بہاولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اشاعت: ﴿﴾: بزمِ فیضانِ اویسیہ پاکستان ٹرسٹ

تخریج وتحقیق مع حواشی: ﴿﴾: ادارہ تحقیقاتِ اویسیہ

صفحات: ﴿﴾: صفحات

نظرِ ثانی: ﴿﴾: صاحبزادہ مفتی محمد فیاض احمد اُویسی مدظلہ العالی

سنِ اشاعت: ﴿﴾:

قیمت: ﴿﴾:

خصوصی تعاون: ﴿﴾: جماعت رضائے مصطفیٰ، شکاگو، امریکہ

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ امابعد

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضاؔ مُسَلَّم　　　جس سمت آگئے ہو سکے بٹھادیئے ہیں

عشقِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدولت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کا نام چاردانگِ عالم میں مشہور ہوا، آپ کی تحقیق اور آپ کے کلام کا شہرہ بھی ہر طرف سنائی دیتا ہے، آپ کا منظوم کلام مُسلِم ممالک میں بڑے ذوق وشوق سے پڑھا اور سنا جاتا ہے۔ کلامِ رضا کی شرح ''شرح حدائق بخشش ۲۵ جلدیں'' میرے حضور قبلہ والدِ گرامی مفسرِ اعظم پاکستان، فیضِ ملت، شیخ القرآن والحدیث، خلیفہ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الحافظ مفتی ''محمد فیض احمد اُویسی'' رضوی محدث بہاولپوری نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ نے فرمائی دنیا بھر کے اہل محبت نے اسے سراہا۔

پاکستان کے مختلف اشاعتی اداروں نے اس کی جلدیں شائع کیں، عاشقانِ رضا نے انہیں ہاتھوں ہاتھ لے لیا پاک وہند کے علاوہ یورپ امریکہ تک کے لوگوں نے اس سے استفادہ کیا جیسا کہ حضرت علامہ مولانا محمد محسن مکّی قادری خطیب وامام مسجد عائشہ شکاگو (امریکہ) نے اپنی تحریر میں لکھا! میں ذاتی طور پر فیضِ ملت کی کتابوں اور بالخصوص ''شرح حدائقِ بخشش'' سے کئی سالوں سے استفادہ کر رہا تھا لیکن اس کی چند ہی جلدیں میرے پاس موجود تھیں، اکثر میلاد کی مجالس میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے نعتیہ کلام کی تشریح کا موقعہ ملتا تو فیضِ ملت کی کتاب سے ہی درس وبیان کی سعادت حاصل ہوتی۔ (ملخصاً)

ضرورت اس امر کی تھی اس عظیم شرح کو اس کے شایانِ شان تخریج کے ساتھ شائع کیا

جائے محترم محمد شہزاد برکاتی (باب المدینہ) کے ذریعے فقیر کے ساتھ بمبئی ہند کے احباب نے رابطہ کیا کہ ہم اسے شائع کرنا چاہتے ہیں فقیر نے انہیں چودہ جلدیں بھیج بھی دیں کہ ان کو کمپوز کرائیں پھر رابطہ بھی رکھا مگر..............؟

مدینہ منورہ میں ہمارے راجہ بھائی نے بھی (۱۵تا۲۵ مجلدات) غیر مطبوعہ کلام کی شرح کو شائع کرنے کی حامی بھری اس پر بھی فقیر کام کر رہا ہے۔ لاہور کے اشاعتی اداروں نے برادر طریقت محترم شیخ محمد سرور اویسی (گوجرنوالہ) کے ذریعے اسے طبع کرانے کا کہا اُدھر بزمِ فیضان اویسیہ (انٹرنیشنل) باب المدینہ (کراچی) کے احباب اس کوشش میں لگے رہے کہ اسے ہم شائع کریں چنانچہ انہوں نے مکمل چودہ جلدیں کمپوز کرالیں عزیزِ محترم محمد نعمان اویسی ناظم اعلیٰ بزمِ فیضان اویسیہ نے یہ مژدۂ جان فزاء سنایا کہ پہلی جلد کی تخریج بھی ہو چکی ہے اور اس کی اشاعت کے لیے حضرت علامہ مولانا محسن مکّی قادری زیدمجدہٗ کے ذریعے شکاگو (امریکہ) کے احباب نے تعاون فرمایا ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور فیضِ ملت نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ کے علمی وروحانی فیضان سے ناشرین اور قارئینِ کرام کو فیضیاب فرمائے اور اہلِسنت کے مخیّر حضرات کو ایسے اشاعتی کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطاء فرمائے۔

آمین بجاہ حبیبہ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

نوٹ۔ رضویات کے حوالہ سے حضور فیضِ ملت مفسر اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کی خدمات پر فقیر کا مقالہ آخری صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری محمد فیاض احمد اویسی رضوی

خادم دار التصنیف جامعہ اویسیہ رضویہ محکم الدین سیرانی روڈ بہاولپور پنجاب پاکستان

۱۲ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ، 16 نومبر 2013ء شبِ اتوار

پاسبانِ مسلکِ اعلیٰ حضرت، قاطعِ صلحِ کلّیت

حضرت علامہ مولانا مسعود نوری دامت برکاتھم العالیہ (جے پور، انڈیا)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الۡاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ

صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیۡکَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہ

اولیاء اللہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ ماضی قریب میں حضرت علامہ مولانا مفتی فیض احمد صاحب رضوی اُویسی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا نامِ نامی آپ کی سچی خدمتِ دین اور مسلکِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سچے نقیب کی حیثیت سے خوب ہی جانا پہچانا ہوا ہے۔ ناجائز وحرام طریقوں اور نمائشی اندازِ تبلیغ کے سہارے آج کل لوگ زمانے کی قیادت کا خواب دیکھتے ہیں لیکن قدرِ گوہرِ نایاب اللہ نے ایسی بنائی کہ سمندر کی گہری تہوں میں سے بھی قدرداں اس کو تلاش کر کے نکال لاتے ہیں۔ گوہر کے لئے تعارف نہیں کرایا جاتا کہ یہ گوہر ہے۔

آپ کی علمی فقہی بصیرت کی چمک دمک کی چھاپ آپ کی کتب سے چھپائی نہیں جاسکتی۔ ہر سلگتے ہوئے موضوع اور وقت کی اہم ضرورت کے مطابق حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ نے کتب ورسائل تصنیف فرمائے۔ گمراہی، بدمذہبی نے صلح کلیت کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کا ایمان لوٹنا چاہا لیکن حضرت علیہ الرحمہ نے ان تمام طوفانوں کا اپنے قلمِ فیض رقم سے خاطر خواہ مقابلہ فرمایا۔ آپ سے متعلق ویب سائٹ ”فیض احمد اُویسی ڈاٹ کام“ پر حضرت کی کتب کا بہترین تعارف بلکہ بہت سی کتب وہاں موجود بھی ہیں جن کی تعداد حیرت میں ڈالنے والی ہیں۔ فضول بحث ومباحثہ کے شوقین ان کتب کو پڑھیں تو انشاء اللہ ہدایت کا خزانہ پائینگے۔

اللہ کریم کرے کہ حضرت کے تلامذہ ومُتوسِّلین سلین ومُحِبّین حضرات حضرت علیہ الرحمۃ کے تصلب فی الدین ومسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے آپ کی سچی محبت کو مشعلِ راہ بنا کر آپ کے مشن کو ایسے ہی جاری رکھیں جیسے حضرت مفتی صاحب اپنی زندگی میں چاہتے تھے۔ آج کل ایسے لوگ بھی ہیں جو مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نام اپنی پہچان بنانے کے لئے زور وشور سے لیتے ہیں لیکن دھیرے دھیرے اپنی اصلیت پر آجاتے ہیں۔ حضرت مفتی فیض احمد صاحب اُویسی علیہ الرحمۃ کی تصانیف وتقاریر سے آپ کی جلالتِ علمی کا اندازہ تو ہوتا ہی ہے وہیں آپ کی طبیعت میں سادگی اور خلوصِ نیت اور دینِ متین کی خدمت کے لئے آپ کی سچی تڑپ نمایاں سے نمایاں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کا صدقہ وعطائے نعم وکرم سے مالا مال فرمائے اور ہماری مغفرت فرمائے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل۔ آمین

سگِ بارگاہِ رضوی

مسعود نوری

جے پور، راجستھان۔ ہند

۲۵ شوال المکرم ۱۴۳۴ھ 01-09-2013

﴿حضرت علامہ مولانا محمد شاہد رضا القادری﴾

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ

نَحۡمَدُهٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدّدِ دین وملّت، پروانۂ شمعِ بزمِ ہدایت، شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا قُدِّسَ سِرُّہٗ کی ذاتِ ستودہ صفات عالمِ اسلام کے لئے نعمتِ غیر مترقبہ ہے۔ آپکی ذات صرف عشقِ مصطفیٰ میں فنا فی الرسول ہی نہیں تھی بلکہ آپ نے عشقِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس طور پر آبیاری فرمائی ہے کہ آنے والی نسلیں بھی عشقِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور محبت والفتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار ہوتی رہیں گی۔

اردو نعتیہ شاعری میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو درجۂ امامت حاصل ہے۔ نیز عربی اور فارسی شاعری میں بھی آپ یگانۂ روزگار نظر آتے ہیں، اس لئے ان کے کلام کے فنی کمالات اور ادبی وشعری گلکاریوں کا احاطہ کرلینا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ خلیفۂ اعلیٰ حضرت، محدثِ اعظم ہند حضرت علامہ سیّد احمد کچھوچھوی علیہ الرحمۃ اپنے خطبۂ صدارت میں فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کے زبان وقلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی حفظ وامان میں لے لیا ہے اس لئے ان سے خطا ناممکن ہے۔

آپ کے کلام کی خوبی یہ ہے کہ وہاں پاسِ شریعت بھی ہے، لحاظِ ادب بھی ہے، عظمتِ رسالت ونبوت کے آبشار بھی ہیں، قرآن وحدیث سے مزّین موتیوں کی طرح پروئے ہوئے باسلیقہ اشعار بھی ہیں اور ایک ایک شعر اپنے معنی ومفہوم کے اعتبار سے بحرِ ذخائر بھی ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ

یوں تو دنیا میں ہزاروں ہیں ثناخوانِ نبی
لیکن ان میں ثانی احمد رضا کوئی نہیں

اعلیٰ حضرت قُدِّس سِرُّہُ العزیز اور آپ کے معاصرین کے کلام میں جو نمایاں فرق ہے وہ سچا عشقِ رسول ہے جس نے آپ کو ان سب سے منفرد اور ممتاز کر دیا۔ آپ کے ہر شعر میں عشقِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت نظر آتی ہے، اور یہی آپ کا چراغِ عشقِ مصطفیٰ ہے جس کی روشنی میں آپ ان تمام مشکل ترین منزلوں کو آسانی سے طے کرتے چلے گئے، جہاں بڑے بڑے علماء شعراء اور فصحاء کے قدم ڈگمگانے لگے اور کچھ تو ٹھوکر کھاتے دیکھے گئے اور کتنوں کو آپ نے گرنے سے بچالیا۔

مشہور شاعر جناب اطہر ہاپوری نے اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں ایک نعت ارسال کی جس کا مطلع اس طرح تھا

کب ہیں درخت حضرتِ والا کے سامنے
مجنوں کھڑے ہیں خیمۂ لیلیٰ کے سامنے

اعلیٰ حضرت قُدِّس سِرُّہُ العزیز نے برہم ہو کر فرمایا کہ مصرعۂ ثانی منصب رسالت سے فروتر ہے، حبیبِ خدا محبوبِ کردگار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لیلیٰ سے اور گنبد خضرا کو خیمۂ لیلیٰ سے تشبیہ دینا سخت بے ادبی ہے اور آپ نے قلم برداشتہ اصلاح فرمائی

کب ہے درخت حضرتِ والا کے سامنے
قدسی کھڑے ہیں عرشِ معلیٰ کے سامنے

اعلیٰ حضرت کے تخیل کی پرواز اتنی اونچی ہوتی ہے کہ کوئی اس تک پہنچ ہی نہیں سکتا آپ کا دبستانِ عشق و محبت حدائقِ بخشش نہ صرف عشقِ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک خوبصورت شعری تصویر ہے بلکہ توصیف مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ چڑھتا سورج

ہے، جسکی کرنیں عرب وعجم کو متور کر رہی ہیں آپ کے دیوانِ نعت سے عشق وعرفان کی وہ شعائیں پھوٹ رہی ہیں کہ آنکھوں کے راستے دل میں اتر کر کائناتِ حیات کو تابندہ ومتور کر رہی ہیں حضرت اشرف میاں برکاتی اسی حقیقت کا برملا اظہار کرتے ہوئے نظر آتے ہیں

مینارِ قصرِ رضا تو بلند کافی ہے تم اس کے پہلے ہی زینے پہ چڑھ کے دکھلا دو

فتاوٰی رضویہ تو ایک کرامت ہے ذرا حدائق بخشش ہی پڑھ کے دکھلا دو

بلاشبہ اعلیٰ حضرت کی محبت اور آپ سے والہانہ لگاؤ جس دل میں رہا وہ دل بھی فیضان اعلیٰ حضرت سے عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مدینہ بن گیا اور بحرِ رضا کی علمی موجوں سے ذہن وفکر کی بالیدگی ایسی ہوگئی کہ انکے ذریعہ نا جانے کتنے کثیف دل صاف وشفاف ہوتے نظر آئے۔

مبلغ اسلام، صاحبِ تصانیفِ کثیرہ، مفسّرِ قرآن، فیضِ ملّت، ناشرِ مسلکِ اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ الشاہ مفتی فیض احمد اویسی علیہ رحمۃالقوی مسلکِ رضا کے وہ سپوت ہیں جنھوں نے عقیدۃً، محبتاً، عملاً، قولاً، فعلاً، تحریراً، تصنیفاً، تقریراً، ہر طرح سے فکرِ رضا کا ثبوت پیش کیا ہے

آپ کی پوری زندگی درس وتدریس اور تصنیف وتالیف سے تعبیر ہے زمین کے اوپر رہ کر آپ نے صرف کام ہی کام کیا ہے اس لئے یہ یقین سے کہوں گا کہ اب زمین کے نیچے آرام ہی آرام ہے۔ حضرت فیضِ ملت نے اپنی زندگی کے منٹ منٹ کو کام میں لیا اور ضائع ہونے سے بچایا جبھی تو آج سینکڑوں کی تعداد میں آپکی تصنیف وشروحات دنیا میں پھیلی ہوئی نظر آتی ہیں۔ حضرت علامہ اسماعیل حقی کی تفسیر روح البیان جس کا عربی سے آپ نے اردو زبان میں شاندار ترجمہ فرمایا الحمدللہ رب العلمین جو برابر میرے مطالعہ میں ہے کہنے کو تو یہ ترجمہ ہے مگر میرے اپنے مطالعہ کے اعتبار سے یہ معین التفسیر ہے، جگہ جگہ اضافۂ اویسی

اور ایسا اضافہ کہ اگر آپ نے حاشیہ میں نمبر لگا کر اضافۂ اویسی نہ لکھا ہوتا تو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ یہ اضافۂ اویسی ہے بلکہ اسے بھی حضرت حقی کا ہی کلام سمجھا جاتا اور بہت سے مقام پر آپ نے تفصیل کے ساتھ کئی کئی صفحات پر مشتمل بڑے خوبصورت انداز میں مفید اور معلوماتی عنوانات کا اضافہ فرمایا ہے خصوصاً عقائد کی جہاں بات آگئی وہاں پر آپ نے بڑی قیمتی علمی گفتگو فرمائی ہے جو ایک اردو خواں اور ایک اردوداں کے لئے قیمتی سرمایا ہے، جہاں آپ نے مفید اور علمی گفتگو کا اضافہ فرمایا ہے وہیں آپ نے بدمذہبوں کا بہترین انداز میں رد اور وہابیوں دیوبندیوں اور رافضیوں کا شاندار تعاقب بھی فرمایا ہے۔ حضرت شیخ القرآن نے اپنے ہر تشریحی اضافہ کے بعد یہ بھی رقم فرما دیا کہ تفصیل جاننے کے لئے میری فلاں کتاب کی طرف رجوع کیا جائے۔ تفسیر روح البیان کے ترجمہ کے مطالعہ سے یہ بات تو بالکل ظاہر ہے کہ آپ نے بہت سارے ضروری موضوعات جن پر قلم اٹھانا وقت کا تقاضا تھا آپ نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور حقِ تحقیق بھی ادا فرمایا وقت کی ضرورت کو بھی پورا فرمایا اور قوم کو زیورِ علم سے آراستہ بھی فرمایا۔

اعلیٰ حضرت قُدِّسَ سِرُّہٗ کے کلامِ منیر کی تشریح وہی کر سکتا ہے جو غیر معمولی علم وفن کا حامل ہو کیونکہ کلامِ رضا ایک سمندرِ علم ومعرفت ہے جس میں عشق وعرفان کے موتی بھرے پڑے ہیں مگر انہیں وہی غوّاص نکال سکتا ہے جس کے اندر بصیرتِ رضا کی روشنی جگمگاتی نظر آتی ہو اور جو فکرِ رضا سے ہم آہنگ ہو۔ اگر ہم الحقائق فی الحدائق کا مطالعہ کریں جو اس وقت ہمارے ہاتھوں میں ہے تو واقعتاً اس شرح کلامِ رضا میں وہ آبگینے نظر آتے ہیں جو بڑے ہی سلیقہ سے حضرتِ اُویسی علیہ رحمۃ القوی نے سجائے ہیں، جس میں فکرِ رضا کی جھلکیاں نمایاں ہیں تقریباً (پچیس) جلدوں پر مشتمل کلامِ رضا کی یہ شرح واقعتاً حقائق فی الحدائق ہے۔ اعلیٰ حضرت نے اپنے اشعار میں قرآنِ عظیم کی جن آیتوں اور

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جن احادیثِ مبارکہ کی ترجمانی فرمائی ہے حضرت اُویسی علیہ الرحمہ نے ان آیتوں اور احادیث پر سیرِ حاصل گفتگو فرمائی ہے اور صرف اتنا ہی نہیں۔اس موضوع پر اور بھی بہت ساری حدیثوں کو آپ نے اپنی شرح میں اکھٹا فرمادیا جو ائمہ کرام اور خطباءِ عظام کے لئے ایک عظیم ذخیرہ ہیں اور ائمہ کرام کے مہینوں مہینوں کے کام کو حضرت اویسی نے آسان فرمادیا ہے۔یوں تو کلامِ رضا کی شرح کے بہت سے رُخ ہیں جن پر ایک ہی شرح کے اندر کام کرنا آسان نہیں مختلف علمائے کرام نے الگ الگ رخ سے کلامِ رضا کی تشریح فرمائی ہے۔حضرت اویسی علیہ الرحمہ نے شرح کا رُخ یہ اختیار فرمایا کہ الگ الگ الفاظ کے معانی پہلے بیان فرمائے، پھر شعر کا اصل مفہوم بیان فرمایا اور پھر اس کے شعر کی تشریح پر اپنا قلم اٹھایا تو پڑھنے والا پڑھتا رہا اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دریا میں غوطہ لگاتا رہا۔یوں ہی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالی عنہ کے وہ کلام جو اولیاء کرام کے مناقب میں آپ نے لکھے حضرت فیضِ ملت نے اس کلام کی ایسی تشریح فرمائی ہے کہ جس ولی کی شان میں اعلیٰ حضرت نے منقبت لکھی حضرت فیضِ ملت نے ان بزرگ کی پوری سوانحِ حیات ان کی کرامات کو پورے طور پر اجاگر فرمادیا۔الغرض حدائق بخشش کی یہ شرح علماء، طلباء اور عوامِ اہلسنت ہر ایک کے لیے اپنی اپنی حیثیت کے اعتبار سے بہت ہی کارآمد اور مفید ہے اور اپنے علم میں اضافہ کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔

ضرورت اس بات کی تھی کہ خوبصورت کلام اور اسکی بہترین تشریح کو خوبصورت اور نمایاں انداز میں شائع کر کے لوگوں تک پہنچایا جائے۔الحمد للہ رب العلمین خوبصورت اور قیمتی چیزوں کے قدر دانوں کی تعداد آج بھی کم نہیں ہے انہیں قدر دانوں میں سے ایک نام ''بزمِ فیضانِ اُویسیہ'' ہے جنہوں نے اس بات کا عزمِ مصمم کرلیا ہے کہ شرح حدائق بخشش کو ایک منفرد اور خوبصورت انداز میں چھاپ کر قوم تک پہنچانا ہے اور جب ایک مومن کی نیت

مضبوط ہوتی ہے تو اللہ ربّ العزّت کی تائید اور اسکی رحمت اسے بہت بڑا سہارا دیتی ہے۔ بزمِ فیضانِ اُویسیہ کی مضبوط اور پختہ نیک نیتی ہی کا یہ ثمرہ ہے کہ شرح حدائقِ بخشش، الحقائق فی الحدائق کی صورت میں آپکے ہاتھوں میں ہے اللہ رب العزت اپنے حبیبِ لبیب صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں اپنی بارگاہِ کرم میں اسے قبول فرمائے اور عوام اہلسنت کو اس سے نفع اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

یکے از غلامان تاج الشریعہ

الفقیر محمد شاہد رضا مصباحی غفرلہ

خطیب وامام (لمبی سنی جامع مسجد ملاوی (افریقہ)

۲۶ رجب المرجب ۱۴۳۵ھ بمطابق ۲۶ مئی ۲۰۱۴

﴿حضرت علاّمہ مفتی سجّاد حیدر قادری﴾

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ

محترم اراکین! بزمِ فیضانِ اُویسیہ پاکستان (ٹرسٹ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ نے امامِ اہلسنّت، مجدّدِ دین وملّت، پروانۂ شمعِ رسالت، قاطعِ بدعت، فاتحِ نجدیت و رافضیت، سیّدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان حنفی قادری رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ کے مجموعۂ نعت ''حدائقِ بخشش''، پر فیضِ ملت، پیرِ طریقت، مُفسّرِ اعظم پاکستان حضرت علاّمہ مولانا مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی محدث بہاولپوری رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ کی تحریر کردہ شرح ''الحقائق فی الحدائق''، پر مجھ بندہ ناچیز کو اپنی کم علمی وکم عمری کے باوجود تقریظ لکھنے کا حکم فرمایا جو میرے لیے باعثِ سعادت ہے۔

سیّدی اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت امام الکلام تھے اور آپ کا کلام امامُ الکلام ہے۔
آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے کلام میں قرآن کی تفسیر بیان کی یا پھر کسی حدیث کی شرح کلامِ اعلیٰ حضرت کے معنی ومفہوم کو سمجھنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں مگر اس کے باوجود جب کلامِ اعلیٰ حضرت پڑھا جاتا ہے تو اس وقت اپنے تو اپنے غیر بھی جھومنے پر مجبور ہو جاتے ہیں لیکن ضرورت اس امر کی تھی کہ اعلیٰ حضرت کے کلام کو کم پڑھے عام آدمی کی سمجھ میں بھی لایا جائے جو کمی فیضِ ملت محدّث بہاولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''الحقائق فی الحدائق'' لکھ کر پوری کردی۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے مفتی صاحب کے مزار پر کروڑوں رحمتوں کا نزول فرمائے۔ آمین

آپ کی بزمِ اویسیہ پاکستان (ٹرسٹ) کے لیے بھی دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اس بزم کو تا قیامت سلامت رکھے اور اسی جوش و جذبہ کی ساتھ مفتی صاحب اور دیگر علماءِ اہلسنت کی کتب پر کام کرتے رہیں۔آمین

دعاءِ استقامت وشہادت کا طالب

سجاد حیدر قادری

ایڈیٹر ماہنامہ سنی ترجمان کراچی

03457922641

﴿جماعت رضائے مصطفی شکاگو﴾

جماعت رضائے مصطفیٰ شکاگو کا قیام اسی سال ماہ ربیع النور کے بعد میلاد کی مجالس میں ہوا۔ میں ذاتی طور پر فیضِ ملت کی کتابوں اور بالخصوص ''شرح حدائق بخشش'' سے کئی سالوں سے استفادہ کر رہا تھا لیکن اس کی چند ہی جلدیں میرے پاس موجود تھیں، اکثر میلاد کی مجالس میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے نعتیہ کلام کی تشریح کا موقع ملتا تو فیضِ ملت کی کتاب سے ہی درس و بیان کی سعادت حاصل ہوتی۔ ایک دن ماہنامہ فیضِ عالم میں یہ خبر پڑھی کہ آپ کی شرح کی اتنی جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں اور اتنی جلدیں باقی ہیں۔ دل میں فیضِ رضا نے انگڑائی لی اور مجلسِ میلاد ہی میں لوگوں کو اس کی اشاعت کی طرف ترغیب دلائی۔ الحمد للہ چند ساعتوں میں اچھی خاصی رقم جمع ہوگئی۔

چند احباب نے دل کھول کر اس کارِ خیر میں حصہ لیا۔ باقی مسجدِ عائشہ اور مدینہ مسجد کے مصلیوں نے اور خاص کر گجراتی بھائیوں نے جو اعلیٰ حضرت کے دیوانے ہیں اُنھوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

اللہ کریم ان تمام چندہ دینے والوں کو اپنے کرمِ خاص سے نوازے۔ اور ان کے مرحومین کی مغفرت فرمائے (آمین)

پھر اس سلسلے میں شکاگو کے غلامانِ رضا کو ممبر بنا کر جماعت رضائے مصطفیٰ شکاگو برائے اشاعتِ کتب کی بنیاد رکھی تا کہ وہ علماء اور مشائخ جو اعلیٰ حضرت کے مشن پر کام کرتے ہیں انکی تصانیف کو بھی منظرِ عام پر لا سکیں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

خادمِ غوث و خواجہ و رضا

حضرت مولانا محسن مکّی قادری

خطیب و امام مسجد عائشہ شکاگو (امریکہ) ۹/ ۱۳/ ۲۰۱۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

تعارف

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ

جس بحرُ العلوم وکنزُ الفنون کے متعلق فقیر کچھ لکھنا چاہتا ہے پہلے ان کی زندگی مبارک کا اجمالی خاکہ سامنے رکھئے کہ اس شخصیت کے لمحاتِ زندگی کیسے ہیں اوران قدوسی لمحات کواس قدسیِ صفات نے سرورِ کائنات آقائے مخلوقات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دینِ متین کی خدمات میں کس طرح صرف فرمایا ہے۔

حیاتِ رضا کا اجمالی خاکہ

	سن ہجری	سن عیسوی
ولادتِ باسعادت	۱۰شوال ۱۲۷۲ھ	۱۴جون ۱۸۵۶ء
ختمِ کلامِ پاک	۱۲۷۶ھ	۱۸۶۰ء
پہلا وعظ	۱۲۷۸ھ	۱۸۶۲ء
پہلی تصنیف	۱۲۸۰ھ	۱۸۶۳ء
وصالِ جدِّ امجد مولانا رضا علی خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ	۱۲۸۲ھ	۱۸۶۵ء
تحصیلِ علم سے فراغت	۱۲۸۶ھ	۱۸۶۹ء
مسندِ افتاء پر جلوہ افروزی	۱۲۸۶ھ	۱۸۶۹ء
شادی مبارک	۱۲۹۱ھ	۱۸۷۴ء
ولادتِ خلفِ اکبر مولانا حامد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ	۱۲۹۲ھ	۱۸۷۴ء
بیعتِ مبارکہ	۱۲۹۴ھ	۱۸۷۷ء

پہلا حج وحاضریٔ مدینۂ طیبہ	۱۲۹۵ھ	۱۸۷۷ء
مکہ ومدینہ میں علم وفضل کی دھوم	۱۲۹۶ھ	۱۸۷۸ء
وصالِ والدِ ماجد مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ (ولادت ۱۲۴۶ھ)	۱۲۹۷ھ	۱۸۷۹ء
شیعیت اور تفضلیت کی بیخ کنی از ۱۲۹۷ھ	۱۲۹۷ھ	۱۸۷۹ء
مقامِ مجددیت پر جلوہ افروزی آفتابِ مجددیت کا طلوع	۱۳۰۱ھ	۱۸۸۳ء
ندویوں کا تاریخی رد، مکہ مدینہ کے علما کی تصدیق	۱۳۱۶ھ	۱۸۸۸ء
منکرِ ختمِ نبوت کی تکفیر پر تصنیفی کارنامہ	۱۳۱۷ھ	۱۸۸۹ء
نجدیوں کے خلاف متحدہ محاذ	۱۳۱۸ھ	۱۹۰۱ء
توہینِ رسالت پر امورِ وہابیہ کی تکفیر	۱۳۲۰ھ	۱۹۰۲ء
دوسرا حج وحاضریٔ مدینۂ طیبہ	۱۳۲۳ھ	۱۹۰۵ء
علمائے عرب وعجم کا آپ کی مجددیت پر اتفاق	۱۳۲۶ھ	۱۹۰۸ء
ہندو مسلم اتحاد کے نام پر غیرِ اسلامی طریقہ کار کی شدید مخالفت	۱۳۲۸ھ	۱۹۱۰ء
ہندوستان اور افریقہ میں آپ اور آپ کے خلفاء کا دو قومی نظریہ کا پہلا نعرہ	۱۳۲۹ھ	۱۹۱۱ء
اشرف علی کا آخری دعوتِ مناظرہ سے فرار	۱۳۲۹ھ	۱۹۱۱ء
خلافت کمیٹی کی ہندو نواز پالیسی کے خلاف انتباہ	۱۳۲۹ھ	۱۹۱۱ء
ہندوستانی ائمہ وہابیہ کی تکفیر پر علمائے عرب وعجم کا اتفاق	۱۳۲۴ھ	۱۹۲۰ء
وصالِ برادرِ اوسط مولانا حسن رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ	۱۳۲۶ھ	۱۹۰۸ء

وصال شریف آفتابِ مجددیّت کا غروب (اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّآاِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)	۲۵صفر ۱۳۴۰ھ	۱۹۲۱ء

ان لمحاتِ مبارکہ سے بچپن اور تحصیلِ علوم اور سفر وحضر کے لوازمات وحوائج ضرور یہ روزمرہ اور تدریس ودیگر ضروری اوقات کو منہا کرکے بقایا اوقات کو آپ کی تصنیفات کے اوراق کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو منصف مزاج انسان کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اس انسانی شکل میں نورِ حقانی جلوہ گر تھا۔ فقیر آپ کی ہزاروں تصانیف جو اکثر وبیشتر ہزاروں صفحات پر مشتمل ہیں، ان کا نقشہ تو نہیں پیش کرسکتا البتہ مشتے نمونہ ضرور چند حواشی کی نشاندہی کرتا ہے اس سے باقی تصانیف مبارکہ کا اندازہ لگانا آسان ہو جائے گا۔

فن تفسیر پر نقشہ حواشی بزبان عربی

1	حاشیہ تفسیرِ بَیْضَاوِی شریف	4	حاشیہ عِنَایَتُ الْقَاضِی
2	حاشیہ مَعَالِمُ التَّنْزِیْل	5	تَفْسِیْرِ خَازِنْ
3	حاشیہ اِتْقَان فِی عُلُوْمِ الْقُرْآنْ	6	حاشیہ دُرِّالْمَنْثُوْر

اعلیٰ حضرت قُدِّسَ سِرُّہٗ کے شَجَرٌ فِی التَّفْسِیْر (1) کی تفصیل فقیر نے اجمالاً لکھی تھی وہ ترجمانِ اہلِ سنت کراچی میں شائع ہوئی۔ آپ نے اگرچہ مستقل کوئی تفسیر نہیں لکھی، لیکن آپ کی تصانیفِ مبارکہ سے مواد جمع کیا جائے تو ایک ضخیم تفسیر تیار ہو سکتی ہے۔ فقیر نے چند تصانیف سے چند آیات کو مُرتّب کرکے تفسیرِ احمد رضا کے نام سے موسوم کیا ہے اگر کسی صاحبِ ثروت نے اشاعت کا ذمہ اُٹھایا تو اہلِ علم بہرہ ور ہو کر یقیناً بے ساختہ کہہ اُٹھیں گے کہ آج اگر امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ زندہ ہوتے تو رضوی

(1) علم تفسیر کا درخت ہونا۔ مطلب یہ کہ آپ علم تفسیر میں انتہائی ماہر تھے۔

قلم کو چوم لیتے۔ کاش اس بحرِ ذخائر کے مذکورہ بالا حواشی آج مطبوعہ ہوتے تو مخالفین اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی حدیث دانی کے متعلق لب کشائی نہ کرتے۔ ان بے چاروں کو رضوی کشکول سے بے خبری نے غلط بیان پر مجبور کیا اگر مذکورہ بالاحواشی کتاب دیکھ لیتے تو جیسے وہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے فتاویٰ رضویہ جلد اول کے مطالعہ سے متاثر ہو کر آپ کو ابوحنیفہ ثانی کہنے پر مجبور ہو گئے تو آپ کے تَبَحُّرْ فِي الْحَدِيْث (1) کو دیکھ کر ثانی امام بخاری کہنا پڑتا فقیر نے "امام احمد رضا اور علمُ الحدیث" ایک مقالہ لکھا جس کے مرکزی بزم رضا لاہور نے کئی ایڈیشن مفت شائع کئے ہیں۔ ہاں وہ صرف مقالہ تھا اگر فقیر کو حالات اجازت دیتے تو مستقل تصنیف پیش کرتا جس سے معلوم ہوتا کہ فاضل بریلوی قدس سرہ کس بلند پایہ کے حدیث دان تھے

علمِ حدیث پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے عربی حواشی

1	حاشیہ صَحِیْحُ الْبُخَارِیْ شریف عربی	10	حاشیہ اَلتَّرْغِیْبُ وَالتَّرْھِیْبُ عربی
2	حاشیہ صَحِیْح مُسْلِمْ شریف عربی	11	حاشیہ کَنْزُ الْعُمَّالُ عربی
3	حاشیہ تِرْمِذِیْ شریف عربی	12	حاشیہ اَلْاَسْمَاءُ وَالصِّفَاتُ عربی
4	حاشیہ نَسَائِیْ شریف عربی	13	حاشیہ اَلْقَوْلُ الْبَدِیْعُ عربی
5	حاشیہ اِبْنِ مَاجَۃْ شَرِیْفُ عربی	14	حاشیہ نَیْلُ الْاَوْطَارُ عربی
6	حاشیہ مُسْندِ اِمَامِ اَعْظَمْ عربی	15	حاشیہ المَقَاصِدُ الْحَسَنَۃ
7	حاشیہ مُسْندِ اِمَام اَحْمَدُ بِنْ حَنْبَلْ عربی	16	اللآلی المصنوعة عربی
8	کتابُ الحِجَج عربی	17	حاشیہ مَوْضُوْعَاتِ کَبِیْرْ عربی
9	حاشیہ کتابُ الْآثَار عربی	18	حاشیہ سُنَنِ دَارِمِیْ شریف عربی

(1) علمِ حدیث کا سمندر ہونا۔ مقصد یہ کہ وسیع علمِ حدیث رکھتے تھے۔

نمبر	کتاب	نمبر	کتاب
19	حاشیہ عربی	22	حاشیہ نَصْبُ الرَّایَۃ عربی
20	حاشیہ طَحَاوِیْ شریف عربی	23	حاشیہ اَلْخَصَائِصُ الْکُبْریٰ عربی
21	حاشیہ اَلتَّعَقُّبَاتُ عَلَی الْمَوْضُوْعَاتْ عربی	24	حاشیہ جَمْعُ الْوَسائل فِی شَرْحِ الشَّمَائِل عربی

کتب اسماء الرجال پر حواشی

نمبر	کتاب	نمبر	کتاب
1	حاشیہ تَقْرِیْبُ عربی	2	حاشیہ خلاصہ تَھْذِیْبُ الْکَمَالُ عربی
3	حاشیہ تَذْکِرَۃُ الْحُفَّاظْ عربی	4	حاشیہ تَھْذِیْبُ التَّھْذِیْبْ عربی
5	حاشیہ فَتْحُ الْمُغِیْثُ	6	حاشیہ اَلْاِصَابَۃُ فِیْ مَعْرِفَۃِ الصَّحَابَۃُ عربی
7	حاشیہ مِیْزَانُ الْاِعْتِدَالُ عربی	8	حاشیہ مَجْمَعُ بِحَارِالْاَنْوَارُ عربی

شروح حدیث پر حواشی

نمبر	کتاب	نمبر	کتاب
1	حاشیہ عُمْدَۃُ الْقَارِیْ شَرْحُ صَحِیْحِ الْبُخَارِیْ عربی	2	حاشیہ فَتْحُ الْبَارِیْ شَرْحُ صَحِیْحِ الْبُخَارِیْ عربی
3	حاشیہ فَیْضُ الْقَدِیْرُ شَرْحُ جَامِعِ الصَّغِیْرُ عربی	4	حاشیۃ اَلتَّیْسِیْرُ بِشَرْحِ جَامِعِ الصَّغِیْرُ عربی
5	حاشیہ اِرْشَادُ السَّارِیْ عربی	6	حاشیہ مِرْقَاۃُ الْمَفَاتِیْحُ عربی
7	حاشیہ اَشِعَّۃُ اللَّمْعَاتُ عربی		

فقہ و اصول فقہ پر حواشی

نمبر	کتاب	نمبر	کتاب
1	حاشیہ فَوَاتِحُ الرَّحْمُوْتْ بشرح مسلم الثبوت عربی	2	حاشیہ اَلْاِسْعَافُ فِیْ اَحْکَامِ الْاَوْقَافُ عربی
3	حاشیہ شَرْحُ الْاَشْبَاہِ وَالنَّظَائِرُ لِلْحَمَوِیْ عربی	4	حاشیہ شِفَاءُ السِّقَامِ فِیْ زِیَارَۃِ خَیْرِالْاَنَامُ عربی
5	حاشیہ اِتِّحَافُ الْاَبْصَارُ عربی	6	حاشیہ کِتَابُ الْخَرَاجُ عربی

7	حاشیہ مِیزَانُ الشَّرِیْعَۃِ الْکُبْرٰی عربی	8	حاشیہ ہِدَایَۃُ اٰخِیْرَیْنُ عربی
9	حاشیہ کَشْفُ الْغُمَّۃُ فِیْ مَعْرِفَۃِ الْاَئِمَّۃُ عربی	10	حاشیہ مُعِیْنُ الْحُکَّام عَلٰی الْقَضَایَا وَالْاَحْکَام عربی
11	حاشیہ شَرْحِ ہِدَایَۃُ فَتْحُ الْقَدِیْرُ مَعَ عِنَایَۃُ وَحَلْبِیْ عربی	12	حاشیہ رَدُّ الْمُحْتَارُ عربی اول، دوم، سوم
13	حاشیہ بَدَائِعُ الصَّنَائِعُ عربی	14	حاشیہ جَوَاھِرُ الاَخْلَاطِیْ عربی
15	حاشیہ الشذا الفَیَاحُ مِنْ عُلُوْمِ اِبْنِ الصَّلَاحُ عربی	16	حاشیہ مَرَاقِی الْفَلَاحُ عربی
17	حاشیہ مَجْمَعُ الْاَنْھَرُ عربی	18	حاشیہ جَامِعُ الْفُصُوْلَیْنُ عربی
19	حاشیہ مسلک شرح متقط عربی	20	حاشیہ جَامِعُ الرُّمُوْزُ عربی
21	حاشیہ تَبْیِیْنُ الْحَقَائِقُ عربی	22	حاشیہ غُنْیَۃُ الْمُسْتَمِلِیْ عربی
23	حاشیہ رَسَائِلُ الْاَرْکَانَ عربی	24	حاشیہ فَوَائِدُ کُتُبِ عَدِیْدَۃُ عربی
25	حاشیہ حِلْیَۃُ الْمَحَلِّیْ عربی	26	حاشیہ کِتَابُ الْاَنْوَارُ عربی
27	حاشیہ بَحْرُ الرَّائِقُ عربی	28	حاشیہ رَسَائِلِ شَامِیْ عربی
29	حاشیہ طَحْطَاوِیْ عَلَی الدُّرِ الْمُخْتَارُ عربی	30	حاشیہ فَتْحُ المُعِیْنُ عربی
31	حاشیہ اَلْاِعْلَامْ بِقَوَاطِعِ الْاِسْلَامْ عربی	32	حاشیہ اَلْجَوْھَرَۃُ النَّیِّرَۃُ عربی

جلد چہارم مع تکملہ

چونکہ آپ کی فقاہت کا اعتراف مخالفین کو بھی ہے اسی لئے اس پر مزید تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ہاں شائقین فقیر کی کتاب ''الدرۃ البیضا فی فقہ احمد رضا'' کا مطالعہ کریں۔

فقیر نے نمونہ کی چند تصنیفیں اور وہ بھی حواشی عربی اور صرف تفسیر وحدیث وفقہ کی

لکھی ہیں پھر کمال یہ ہے کہ آپ کے حاشیہ میں بجائے خود کئی مستقل تصانیف کا علمی مواد ہے اور یہ بھی وہ جنہیں مستقل طور پر حاشیہ کا نام دیا گیا ہے ورنہ آپ کے کتب خانے میں ایسی کتاب ہو جو فاضل بریلوی کے مطالعہ میں رہی ہو اور آپ نے اس پر تھوڑا بہت حاشیہ تحریر نہ فرمایا، نعم (جی ہاں) قال الشاعر:

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضاؔ مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

واقعی حق ہے۔ آپ کے علم وفضل کے سامنے کوئی کتاب مشکل ہے نہ کوئی فن دشوار ہے اور نہ عربی کتابت میں رکاوٹ ہے۔ سچ ہے

جس نے روشن کردیئے ہیں علم ودانش کے چراغ
پھر زمانے کو وہی احمد رضاؔ درکار ہے
وہ کون سا کمال تھا جس میں نہ تھا کمال
بیٹھا ہوا قلوب پہ سکہ رضاؔ کا ہے

بہر حال سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نازشِ علم وفن قدس سرہ العزیز نے علم لدنی (1)، اعانتِ نبوی وفیضانِ غوثیت کی بدولت کثیرُ التعداد مستقل کتب ورسائل ہزاروں تصنیف فرمائے ہیں اور آپ کے مختلف علوم وفنون کی بکثرت بلند پایہ تصانیف دو ورقی چار ورقی نہیں بلکہ ہزاروں سینکڑوں اور درجنوں صفحات پر مشتمل ہیں اور نام کے مصنفین کی طرح نہ تو آدھار کھا تا کہ کام چل جائے اور نہ ہی سرقہ سے اور نہ یہ کہ اپنی تصانیف مختلف سے کچھ ادھر اور کچھ ادھر سے لے کر ایک اور نام لگا کر دیگر علیحدہ تصانیف کا انبار لگا دیا بلکہ

---

(1) وہ علم جو خدا کی طرف سے براہِ راست بغیر استاد کے حاصل ہوا ہو۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تصانیف کا مطالعہ کرنے والے خوب جانتے ہیں کہ جب یہ رہبر رواں دواں ہوتا ہے تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ گویا ملکوتی مخلوق (1) ہاتھوں پر اُٹھائے لے جارہے ہوں۔ اپنوں کے علاوہ بیگانوں نے بھی مانا کہ امام احمد رضا قلم کا بادشاہ ہے۔

اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ (2)

ناظرین کی طبعِ نازک کو باور کرانے کے لئے آپ کی ایک بلند پایہ تصنیف کا صرف ایک خطبہ حوالہ قلم کرتا ہوں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

نَحمده ونصَلی علٰی رسوله الکریم

الحمد للّٰہ هو الفقه الاکبر ÷ والجامع الکبیر لزیادات فیضه المبسوط الدرر والغرر ÷ به الهدایة ÷ ومنه البدایة ÷ والیه النهایة ÷ بحمده الوقایة ÷ ونقایة الدرایة ÷ وعین العنایة ÷ وحسن الکفایة ÷ والصّلاة والسلام علی الامام الاعظم للرسل الکرام ÷ مالکی وشافعی احمد الکرام ÷ یقول الحسن بلاتوقف ÷ محمد الحَسَنُ ابویوسف ÷ فانه الاصل المحیط ÷ لکل فضل بسیط ÷ ووجیز ووسیط ÷ البحر الزخار ÷ والدر المختار ÷ وخزائن الاسرار ÷ وتنویر الابصار ÷ وردالمحتار ÷ علٰی منح الغفار ÷ وفتح القدیر ÷ وزاد الفقیر ÷ وملتقی الابحر ÷ ومجمع الانهر ÷ وکنز الدقائق ÷ وتبیین الحقائق ÷ والبحر الرائق ÷ منه یستمد کل نهر فائق ÷ فیه المنیة ÷ وبه الغنیة ÷ ومراقی الفلاح ÷ وامداد الفتاح ÷ وایضاح الاصلاح

---

(1) فرشتے یا فرشتہ صفت انسان (2) وہ فضل یا ملکہ جس کی گواہی دشمنوں نے بھی دی۔

÷ونور الایضاح ÷ وکشف المضمرات÷ وحل المشکلات÷ والدرر المنتقی÷ وینابیع المبتغی÷ وتنویر البصائر÷ وزواهر الجواهر÷ البدائع النوادر÷ المنزه وجوبا عن الاشباه والنظائر÷ مغنی السائلین÷ ونصاب المساکین÷ الحاوی القدسی÷ لکل کمال قدسی وانسی÷ الکافی الوافی الشافی÷ المصفی المصطفی المستصفی المجتبی المنتقی الصافی÷ عُمدة النوازل÷وانفع الوسائل÷ لاسعاف السائل÷ بعیون المسائل÷ عمدة الاواخر وخلاصة الاوائل÷ وعلٰی اٰلہٖ وصحبہٖ÷وحزبه÷مصابیح الدّجی÷ ومفاتیح الهدی÷ لاسیما الشیخین الصاحبین÷ الاٰخذین من الشریعة والحقیقة بکلا الطرفین÷ والختنین الکریمین÷ کل منها نورالعین÷ ومجمع البحرین÷ وعلٰی مجتهدی ملته÷ وائمة امته÷ خصوصا الارکان الاربعة÷ والانوار اللامعة÷ وابنه الاکرم÷ الغوث الاعظم÷ ذخیرة الاولیاء ÷ وتحفة الفقهاء ÷ وجامع الفصولین÷ فصول الحقائق والشرع المهذب بکل زین÷ وعلینا معهم÷ وبهم ولهم÷ یاارحم الرحمین÷ اٰمین اٰمین÷ والحمدللّٰه رب العٰلمین.

یہ خطبۂ مبارکہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے فتاویٰ مبارک کے جلداول سے لیا گیا ہے جس کا نامِ مبارک (اَلْعَطَایَا النَّبَوِیَّةُ فِیْ فَتَاوَی الرَّضَوِیَّه) ہے۔

ترجمہ :بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ.
ہم اس کی حمد کرتے اور اس کے کرم والے رسول پر درود بھیجتے ہیں سب خوبیاں خدا کو ہیں یہی سب سے بڑی فقہ و دانشمندی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فیض کشادہ کی افزائشیں کہ نہایت روشن موتی ہیں اُن کے لیے بڑی جامع ہے، اللہ ہی سے آغاز ہے اور اسی کی طرف انتہا، اسی کی حمد سے حفظ ہے اور عقل کی پاکیزگی اور عنایت کی نگاہ اور کفایت کی خوبی، اور درود وسلام ان پر جو تمام معزز رسولوں کے امام اعظم ہیں، میرے مالک اور میرے شافع احمد کمال کرم والے، حسن بے توقف کہتا ہے کہ حسن والے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد ہیں کیونکہ وہی اصل ہیں جو ہر فضیلت کبیرہ وصغیرہ ومتوسط کو محیط ہیں، نہایت چھلکتے دریا ہیں اور چُنے ہوئے موتی، اور رازوں کے خزانے، اور آنکھیں روشن کرنے والے، اور حیران کُن اللہ غفار کی عطاؤں کی طرف پلٹانے والے، قادر مطلق کی کشائش ہیں، اور محتاجوں کے توشے، تمام کمالات کے سمندر انہیں میں جاکر ملتے ہیں اور سب خوبیوں کی نہریں انہیں میں جمع ہیں، باریکیوں کے خزانے ہیں، اور تمام حقائق کے روشن بیان، اور خوشنما صاف شفاف سمندر کہ ہر فوقیت والی نہر انہیں سے مدد لیتی ہے، انہیں میں آرزو ہے اور انہیں کے سبب باقی سب سے بے نیازی، اور مراد پانے کے زینے اور تمام ابواب خیر کھولنے والے کی مدد، اور آراستگی کی روشنی، اور اس روشنی کے لئے نور، اور غیبوں کا کھلنا، اور مشکلوں کا حل ہونا، اور چُنا ہُوا موتی، اور مراد کے چشمے، اور دلوں کی روشنیاں، اور نہایت چمکتے جواہر عجب و نادر، وہ مثل ونظیر سے ایسے پاک ہیں کہ ان کا مثل ممکن نہیں، سائلوں کو غنی فرمانے والے ہیں، اور مسکینوں کی تونگری، ہر کمال ملکوتی وانسانی کے پاک جامع ہیں، تمام مُہمات میں کافی ہیں، بھرپور بخشنے والے، سب بیماریوں سے شفا دینے والے، مصطفٰی برگزیدہ پاکیزہ چُنے ہوئے، ستھرے صاف، سب سختیوں کی دقت کے

لئے سازوسامان ہیں، سائل کونہایت عمدہ منہ مانگی مرادیں ملنے کے لئے سب سے زیادہ نفع بخش وسیلے ہیں، پچھلوں کے تکیہ گاہ اور اگلوں کے خلاصے، اوران کے آل واصحاب اور ازواج وگروہ پر درودوسلام جوظلمتوں کے چراغ اور ہدایت کی کنجیاں ہیں، خصوصاً اسلام کے دونوں بزرگ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں یار کہ شریعت وحقیقت دونوں کناروں کے حاوی ہیں، اور دونوں کرم والے شادیوں کے سبب فرزندی اقدس سے مشرف کہ اُن میں ہرایک آنکھ کی روشنی اور دونوں سمندروں کا مجمع ہے، اوران کے دین کے مجتہد ولیِ امت کے اماموں پر خصوصاً شریعت کے چاروں رکن چمکتے نور، اوران کے نہایت کریم بیٹے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ پر کہ اولیاء کے لئے ذخیرہ ہیں، اور فقہا کے لئے تحفہ، اور حقیقت اور وہ شریعت کہ ہرزینت سے آراستہ ہے دونوں کی فصول کے جامع، اور ہم سب پراُن کے ساتھ ان کے صدقہ میں اُن کے طفیل اے سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان سن لے قبول کر۔

نمونہ تصانیف

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکتہ سیدنا شاہ احمد رضا قدس سرہ کی ہر تصنیف الہامی اور علمِ لاثانی کی شاہدِ عدل ہے لیکن یہ اسے محسوس ہوتا ہے جو آپ کے تصانیف کے مطالعہ سے سرشار ہو اور جو سرے سے آپ کا اسمِ گرامی سن کر غیظ وغضب سے جل جائے تو اس کا کیا علاج لیکن انصاف پسندوں کے سامنے آپ کی چند تصانیف کے چند اسماء یہاں لکھے جاتے ہیں۔

متعلق بہ نبوت

(۱)تَجَلِّی الْیَقِیْنُ بِاَنَّ نَبِیَّنَاسَیِّدُ الْمُرْسَلِیْنُ (۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء)

(۲)اِقَامَۃُ الْقِیَامَۃُعلٰی طَاعِنِ الْقِیَامِ لِنَّبِیِّ تِھَامَۃُ (۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء)

(۳)سَلْطَنَۃُ الْمُصْطَفیٰ فِیْ مَلَکُوْتِ کُلِّ الْوَرٰیٰ (۱۲۹۷ھ/۱۸۷۹ء)

(۴)نَفْیُ الْفَیْءُ عَمَّنْ اِسْتِنَارَبِنُوْرِہٖ کُلَّ شَیْءُ(۱۲۹۶ھ)

(۵) قَمَرُ التَّمَامُ فِیْ نَفْیِ الظِّلِّ عَنْ سَیِّدِ الْاَنَامُ(۱۲۹۷ھ/۱۸۷۹ء)

(۶)ھُدَی الْحَیْرَانُ فِی نَفْیِ الْفَیْءِ عَنْ شَمْسِ الْاَکْوَانِ(۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء)

(۷)تلالُوُ الْاَفْلاکُ بِجَلالِ حَدِیْثِ لَوْلاکُ (۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء)

(۸)اَلْقِیَامُ الْمَسْعُوْدُ بِتَنْقِیْحِ الْمَقَامِ الْمَحْمُوْدُ (۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء)

(۹)اِجْلالُ جِبْرِیْلُ بِجَعْلِہٖ خَادِماً لِلْمَحْبُوْبِ الْجَمِیْلُ(۱۲۹۸ھ/۱۸۸۰ء)

(۱۰)اِسْمَاعُ الْاَرْبَعِیْنُ فِیْ شَفَاعَۃِ سَیِّدِ الْمَحْبُوْبِیْنُ(۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء)

---

(۱)یقین کا اظہار اس بات کے ساتھ کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں کے سردار ہیں (فتاوی رضویہ شریف جلد۳۰ صفحہ۱۲۹)(۲) نبی تہامہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے قیامِ تعظیمی پراعتراض کرنے والے پر قیامت قائم کرنا (فتاوی رضویہ شریف جلد۲۶ صفحہ۴۹۵)(۳) تمام مخلوقات میں مصطفیٰ کریم علیہ السلام کی بادشاہت (۴)اس ذات اقدس کے سائے کی نفی جس کے نور سے ہر مخلوق منور ہوئی (فتاوی رضویہ شریف جلد۳۰ صفحہ ۶۹۵)(۵) سرورِعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سایہ کی نفی میں کامل چاند (فتاوی رضویہ شریف جلد۳۰ صفحہ۷۱۵)(۶) سرورِکائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سایہ کی نفی کے بارے میں حیرت زدہ کے لئے راہنمائی (فتاوی رضویہ شریف جلد۳۰ صفحہ۷۳۷)(۷) حدیث لولاک کی عظمت کے بیان میں آسمانوں کا چمکنا (۸)مقامِ محمود کی وضاحت میں کامیاب دفاع (۹) محبوبِ جمیل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خادم بنا کر جبرئیل امین علیہ السلام کو عزت دینا (۱۰) محبوبوں کے سردار کی شفاعت کے بارے میں چالیس حدیثیں سنانا (فتاوی رضویہ شریف جلد۲۹ صفحہ۵۷۱)

(۱۱)اَلسَّمعُ وَالطَّاعَةُ لِاَحَادِيثِ الشَّفَاعَةِ (۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء)

(۱۲)اَلْبَحثُ الْفَاحِصُ عَنْ طُرُقِ اَحَادِيثِ الْخَصَائِصُ

تفضیلِ شیخین سے متعلق

(۱۳)مُنتَهَى التَّفْضِيلُ لِمَبْحَثِ التَّفْضِيلُ

(۱۴)مَطْلَعُ الْقَمَرَيْنُ فِیْ اِبَانَةِ سَبْقَةِ الْعُمَرَيْنُ (۱۲۹۷ھ/۱۸۷۹ء)

(۱۵)اَلزُّلَالُ الْاَنْقٰی مِنْ بَحرِ سَبْقَةِ الْاَتْقٰی (۱۳۰۰ھ/۱۸۸۲ء)

(۱۶)اَلْکَلَامُ الْبَهِیّ فِیْ تَشَبُّهِ الصِّدِّیْقِ بِالنَّبِیّ (۱۲۹۷ھ/۱۸۷۹ء)

(۱۷)وَجْدُ الْمَشُوْق بِجَلْوَةِ اَسْمَاءِ الصِّدِّیْقِ وَالْفَارُوْق (۱۲۹۷ھ/۱۸۷۹ء)

اہل بیت اور صحابہ سے متعلق

(۱۸)اِحْیَاءُ الْقَلْبِ الْمَیِّتُ بِنَشْرِ مَنَاقِبِ اَهْلِ بَیْتُ

(۱۹)ظِلَالُ السَّحَابَةُ فِیْ اِجْلَالِ الصَّحَابَةُ

---

(۱۱)احادیثِ شفاعت کا سننا اور ماننا۔ اس رسالہ کا نام یوں بھی ملا ہے "سمع و طاعة لِاحادیث الشفاعة" (ماہنامہ معارفِ رضا جون ۲۰۱۰ صفحہ ۶۹ ناشر ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا) مدنی (۱۲) خصائصِ مصطفٰی کی احادیث کی اسناد پر تحقیقی بحث (۱۳) مسئلہ تفضیل کی انتہائی تفصیل۔ شیخین کی فضیلت کی بحث میں انتہائی تفصیل (۱۴) صدیق و فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما کی فضیلت کی وضاحت میں سورج و چاند کی روشنی (بحوالہ حیات اعلٰی حضرت جلد دوم صفحہ ۱۱) (۱۵) سب (متقیوں) سے بڑے پرہیز گار کی سبقت کے دریا سے صاف ستھرا میٹھا پانی (فتاوی رضویہ شریف جلد ۲۸ صفحہ ۴۹۱) (۱۶) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کی نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مشابہت کے بارے میں روشن کلام (بحوالہ حیات اعلٰی حضرت جلد دوم صفحہ ۱۰) (۱۷) صدیق و فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما کے ناموں کے جلووں میں شوق کا پایا جانا (بحوالہ حیات اعلٰی حضرت جلد دوم صفحہ ۱۰) (۱۸) اہل بیت رضی اللہ تعالٰی عنہم کے فضائل بیان کر کے مردہ دلوں کو زندہ کرنا۔

(۱۹) تعظیم صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کے بیان میں بادلوں کے سائے

(۲۰)رَفْعُ الْعُرُوْشِ الْخَاوِیَۃ عَنْ اَدَبِ الْاَمِیْرِ مُعَاوِیَۃ

(۲۱)اَلْاَحَادِیْثُ الرَّاوِیَۃ لِمَدْحِ الْاَمِیْرِ الْمُعَاوِیَۃ (۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء)

اولیائے کرام سے متعلق

(۲۲)اَلْاِھْلَالُ بِفَیْضِ الْاَوْلِیَاءِ بَعْدَ الْوِصَالِ

(۲۳)اَنْھَارُ الْاَنْوَارُ مِنْ یَمِّ صَلَاۃِ الْاَسْرَارْ (۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء)

(۲۴)اَزْھَارُ الْاَنْوَارُ مِنْ صَبَا صَلٰوۃِ الْاَسْرَارْ (۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء)

(۲۵)طَوَالِعُ النُّوْرُ فِیْ حُکْمِ السِّرَاجِ عَلَی الْقُبُوْرْ

(۲۶) مُجِیْرُ مُعَظَّمُ شَرْحُ قَصِیْدَۃُ اِکْسِیْرِ اَعْظَمْ (۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء)

اختلافی مسائل سے متعلق

(۲۷)حَیَاتُ الْمَوَاتُ فِیْ بَیَانِ سِمَاعِ الْاَمْوَاتْ (۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء)

(۲۸)مُنِیْرُ الْعَیْنُ فِیْ حُکْمِ تَقْبِیْلِ الْاِبْھَامَیْنْ (۱۳۰۱ھ/۱۸۸۳ء)

(۲۹)نَسِیْمُ الصَّبَا فِیْ اَنَّ الْاَذَانَ یَحُوْلُ الْوَبَا (۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء)

(۳۰)اَلْبَارِقَۃُ الشَّارِقَۃُ عَلٰی مَارِقَۃِ الْمُشَارِقَۃُ

---

(۲۰)امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ادب سے خالی سلطنت کا زوال.(۲۱)امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ادب یا مدح میں نقل ہونے والی احادیث (۲۲)وصال کے بعد اولیاء کے فیض کے چاند کا طلوع ہونا (۲۳) صلوٰۃُ الاسرار کے پانی سے انوار کی نہریں (فتاوی رضویہ شریف جلد ۷ صفحہ ۵۶۹)(۲۴) صلوٰۃُ الاسرار کی بادِصبا سے غنچوں کے پھول (فتاوی رضویہ شریف جلد ۷ صفحہ ۶۳۳)(۲۵) قبروں پر چراغ جلانے کے حکم میں نور کی شعائیں (بحوالہ حیات اعلیٰ حضرت جلد دوم صفحہ ۱۳)(۲۶) قصیدہ اکسیر اعظم کی شرح میں سب سے بڑی پناہ (بحوالہ حیات اعلیٰ حضرت جلد دوم صفحہ ۱۳)(۲۷) بے جان کی زندگی، مُردوں کی سماعت کے بیان میں (فتاوی رضویہ شریف جلد ۹ صفحہ ۶۷۵)(۲۸)انگوٹھے چُومنے کے سبب آنکھوں کا روشن ہونا (فتاوی رضویہ شریف جلد ۵ صفحہ ۴۲۹) (۲۹)اذان سے بلاؤں کے ٹلنے میں خوشگوار ہوا (بحوالہ حیات اعلیٰ حضرت جلد دوم)(۳۰)مشرقی مرتدین پر بجلی

حدیث سے متعلق

(۳۱)اَلنُّجُوْمُ الثَّوَاقِبُ فِیْ تَخْرِیْجِ اَحَادِیْثِ الْکَوَاکِب

(۳۲)نُوْرُ عَیْنِیْ فِی الْاِنْتِصَارِ لِلْاِمَامِ الْعَیْنِیْ

(۳۳)اَلرَّوْضُ الْبَهِیْجُ فِیْ آدَابِ التَّخْرِیْجِ

اگراس سے قبل اس فن میں کوئی کتاب نہیں ملتی تو مصنّف کواس (فن) تصنیف کا موجد کہہ سکتے ہیں۔

فقہ سے متعلق

(۳۴)عَبْقَرِیٌّ حِسَانٌ فِیْ اِجَابَةِ الْاَذَانْ (۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء)

(۳۵)حُسْنُ الْبَرَاعَةُ فِیْ تَنْقِیْدِ حُکْمِ الْجَمَاعَةُ (۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء)

(۳۶)اَزْکَی الْاِهْلَالُ بِاِبْطَالِ مَا اَحْدَثَ النَّاسُ فِیْ اَمْرِ الْهِلَالْ

(۳۷)اَلْاَحْلٰی مِنَ السُّکَّرُ لِطَلَبَةِ سُکَّرِ رَوْسَرُ (۱۳۰۳ھ/۱۸۸۵ء)

رَوْسَرَ انگریزوں کی ایک تجارتی کمپنی کا نام ہے جنھوں نے شاہجہانپور میں شکراور چینی کا کارخانہ جاری کیا ہے وہ جانوروں کی ہڈیاں جلا کراس کے کوئلوں سے شکر وغیرہ صاف کرتے ہیں۔

گراتے بادل(۳۱)احادیث کواکب کی تخریج میں چمکتے ستارے(۳۲)امام عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مدد میں میری آنکھوں کا نور(۳۳)تخریج کے آداب کے بیان میں چمکتا ہوا نور)(۳۴)اذان کے جواب کے حکم کے بارے میں نمایاں خوبیاں(۳۵)جماعت کے حکم کو پرکھنے میں حسنِ مہارت("تَنْفِیْذ" بحوالہ حیات اعلٰحضرت جلد دوم صفحہ ۱۱)مگر چونکہ فتاوی رضویہ جدید میں تمام مقامات پر اس رسالہ کا نام اسی طرح مرقوم ہے جیسا کہ مصنف علیہ الرحمۃ نے ذکر کیا ہے لہٰذا اسی لفظ کا لحاظ رکھتے ہوئے رسالۂ مبارک کے نام کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

(۳۶)(رؤیتِ ہلال کے بارے میں لوگوں کی ایجاد کردہ خبر(تار اور خط)کو باطل کرنے میں عُمدہ بحث)(فتاوی رضویہ شریف جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۹)(۳۷)(شکرِ روسر(سے متعلق حکم شرعی)کے طالبوں کے لیے شکر سے زیادہ میٹھا بیان(فتاوی رضویہ شریف جلد ۴ صفحہ ۴۷۳)

(۳۸)اَجوَدُالْقِرىٰ لِطَالِبِ الصِّحَّةِ فِیْ اِجَارَةِ الْقُرىٰ (۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء)

(۳۹)اَلنَّيِّرَةُ الْوَضِيَّة شرح الْجَوْهَرَةِ الْمَضِيه مع حاشية اَلطُّرَّةُ الرَّضِيَّة عَلَى النَّيِّرَةِ الْوَضِيَّة

(۴۰)جُمَلٌ مُجلِّيَة فِیْ اَنَّ الْمَکْرُوْهَ تَنْزِيْها لَيْسَ بِمَعْصِيَة (۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء)

(۴۱)اَلْاَمِرُبِاحْتِرَامِ الْمَقَابِرُ (۱۲۹۸ھ)

(۴۲)اَلْبَارِقَةُ اللَّمْعَا فِیْ سُوْءِ نُطْقٍ بِکُفْرٍ طَوْعًا (۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء)

(۴۳)اَلْمَقَالَةُ الْمُسْفِرَهُ عَنْ اَحْکَامِ الْبِدْعَةِ الْمُکَفِّرَه (۱۳۰۱ھ/۱۸۸۳ء)

---

(۳۸)(دیہات کے ٹھیکہ کی صحت کے طلبگار کے لئے بہترین مہمانی)(فتاوی رضویہ شریف جلد ۱۹ صفحہ ۵۴۱) (اس مقام پر محقق مولانا ندیم احمد ندیم قادری نورانی صاحب لکھتے ہیں کہ ''المجمل المعدد، تصانیف امام احمد رضا اور تذکرہ علماء ہند میں یہ نام اسی طرح (یعنی لِمَنْ يَطْلُبُ) لکھا ہوا ہے جبکہ فتاوی رضویہ قدیم وجدید دونوں میں'' لِطَالِب'' مرقوم ہے۔اگر ''لِطَالِب ''کو درست مانیے تو اس نام کے اعداد'' ۱۳۰۲'' بنتے ہیں جبکہ اعلیٰ حضرت کی ولادت ۱۲۷۲ھ میں ہوئی اور اگر '' لِمَنْ يَطْلُبُ ''کو صحیح مانا جائے تو اس نام کے اعداد'' ۱۳۰۱'' حاصل ہوتے ہیں جبکہ مذکورہ تمام کتب میں اس رسالے کا سالِ تصنیف'' ۱۳۰۲'' مذکور ہے۔فقیر کے خیال میں '' لمن يطالب'' (یطالب اور لطالب کے اندازِ تحریر میں مشابہت پائی جاتی ہے) ہونا چاہیے،اس سے اعداد'' ۱۳۰۲ھ'' بھی حاصل ہوں گے اور معنیٰ بھی درست رہیں گے اور یہ بھی ممکن ہے کہ لمن يطلب ہی درست ہو اور اس کا درست سن تصنیف'' ۱۳۰۱ھ'' ہو یا لمن يطلب بھی درست ہو اور سن تصنیف ۱۳۰۲ھ بھی صحیح ہو (فہرست رسائل فتاوی رضویہ ص ۸۰) مدنی (۳۹)(اَلنَّيِّرَةُ الْوَضِيَّة متن ہے، معنی ہے پاکیزہ راستہ)(الْجَوْهَرَةِ الْمَضِيه شرح ہے، جسکا معنی ہے پرانے قیمتی پتھر)(اَلطُّرَّةُ الرَّضِيَّة حاشیہ ہے، جسکا معنی ہے پسندیدہ کنارہ یا پسندیدہ گوٹ)(متن از عالم اجل مولانا سید حسین بن صالح جمل اللیل فاطمی حسینی امام وخطیب شافعیہ مکہ مکرمہ رحمہ اللہ، شرح وحاشیہ از اعلی حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ العزیز)(فتاوی رضویہ شریف جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۷)(۴۰) چمکدار جملے اس بات کے بیان میں کہ مکروہ تنزیہی گناہ نہیں۔(۴۱) قبروں کے احترام کا حکم دینے والا (بیان یا رسالہ)(۴۲) لاپرواہی سے کلمہ کفر بکنے والے کے حکم میں چمکتے بادل (۴۳) کفریہ بدعات کے

(۴۴)اِحْکَامُ الْاَحْکَامْ فِی التَّنَاوُلِ مِنْ یَّدِمِنْ مَّالِہٖ حَرَام

(۴۵)فَصْلُ الْقَضَاءُ فِیْ رَسْمِ الْاِفْتَاءُ (۱۲۹۸ھ/۱۸۸۰ء)

متفرق ابواب سے متعلق

(۴۶)مَقَامِعُ الْحَدِیْدُ عَلٰی خَدِّ الْمُنْطِقِ الْجَدِیْدُ (۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء)

(۴۷)اِعْتِبَارُ الطَّالِبْ بِمَبْحَثِ اَبِیْ طَالِبْ (۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء)

(۴۸)اَلسَّعْیُ الْمَشْکُوْرُ فِیْ اِبْدَاءِ الْحَقِ الْمَھْجُوْرُ

(۴۹)مُنْتَھَی الْاٰمَالُ فِی الْاَوْفَاقِ وَالْاَعْمَالُ

احکام سے متعلق نتیجہ خیز مقالہ (۴۴) مالِ حرام کی کمائی سے کھانے کے بارے میں پختہ فیصلے (۴۵) فتویٰ نویسی کے متعلق آدابِ فتوی (۴۶) لوہے کے گرز منطقِ جدید کے رخسار پر (فتاوی رضویہ شریف جلد ۲۷ صفحہ ۱۰۵) (۴۷) اس نام کا رسالہ تلاش کرنے میں ہم کامیاب نہ ہوسکے البتہ "شَرْحُ الْمَطَالِب فِیْ مَبْحَثِ اَبِیْ طَالِب" (مطالب کی وضاحت ابو طالب کی بحث میں) نام کا رسالہ ملا جو فتاوی رضویہ شریف جلد ۲۹ صفحہ ۱۳۲ پر موجود ہے۔نوٹ: "الجمل المعدد" میں ملک العلما حضرت علامہ سید محمد ظفر الدین بہاری رسالہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "مُعْتَبَرُ الطَّالِبْ فِیْ شُیُوْنِ اَبِیْ طَالِبْ ۱۲۹۴ھ" کے غیر مطبوعہ (مبیضہ) نسخے کے متعلق لکھتے ہیں: شرح المطالب میں داخل کردیا گیا ہے۔خود اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "شَرْحُ الْمَطَالِب فِیْ مَبْحَثِ اَبِیْ طَالِب" کے آخر میں لکھتے ہیں: پہلے سوال بدایوں سے آیا تھا۔جواب میں ایک موجز رسالہ چند ورق کا لکھا اور اس کا نام "مُعْتَبَرُ الطَّالِبْ فِیْ شُیُوْنِ اَبِیْ طَالِبْ ۱۲۹۴ھ" رکھا۔رسالہ ہذا کے نام "شَرْحُ الْمَطَالِب" میں موجود لفظ شرح سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس رسالے کو "مُعْتَبَرُ الطَّالِب" کی شرح قرار دیا ہے اور اس غیر مطبوعہ نسخے کو اس میں شامل فرمادیا ہے۔(۴۸) متروکہ حق کو ظاہر کرنے میں پسندیدہ کوشش (۴۹) تعویذات اور عملیات کے بیان میں امیدوں کی انتہا (بحوالہ حیات اعلیٰ حضرت جلد دوم صفحہ ۵۵) (۱۲۹۰ھ) البتہ بعض حواشی میں اس رسالہ کا نام "اَلْفَوْزُ الْاٰمَالُ فِی الْاَوْفَاقِ وَالْاَعْمَال" بھی ملا ہے جس سے رسالہ مبارکہ کے نام کا ترجمہ قدرِ مختلف ہوگا" کامیاب امیدیں عملیات اور

(۵۰) مَاقَلَّ وَكَفٰى مِنْ اَدْعِيَةِ الْمُصْطَفٰى صلی اللہ علیہ آلہ وسلم

یہ چند تصانیف ہم نے تذکرہ علمائے ہند سے لی ہیں جس کے مؤلف مولانا رحمٰن علی مرحوم ہیں۔ مؤلف متذکرہ نے مختلف مکاتبِ فکر کے اہلِ علم افراد کا ذکر کیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ تذکرہ ایک غیر جانبدارانہ تالیف کی حیثیت رکھتا ہے۔ تذکرہ نگار نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے حوالے سے حالات درج کئے ہیں جو تفصیلات اور علمی کام اس وقت تک تذکرہ نگار کو معلوم ہوسکا تھا وہ اس نے توجہ اور فخر کے ساتھ سپردِ قلم کیا ہے ورنہ سینکڑوں تصانیف بعد کی مرتب ہوئیں جن کا مختصر تذکرہ مولانا ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک علیحدہ رسالہ میں فرمایا ہے۔

دعوتِ فکر

ناظرین غور فرمائیں کہ کیسے پیارے انداز اور محققانہ طور پر براعتِ استہلال (1) کا حق ادا کیا ہے چونکہ فتاویٰ رضویہ شریف کا فقہ شریف سے تعلق ہے اور اس میں مسائل فقہ کا بیان و تحقیق ہے اس لئے آپ نے اس مناسبت سے کتاب کے شروع میں جو عربی خطبہ تحریر فرمایا ہے وہ علم و ادب کا ایک نرالا شاہکار و نادر نمونہ ہے اس خطبہ میں فقہ شریف کی مشہور کتب، حضراتِ ائمہ اربعہ و دیگر امامانِ فقہ کے اسماءِ مبارکہ اور فقہ کی اصطلاحات کو سلسلہ حمد و نعت و مناقب میں جس عمدگی کے ساتھ پرو دیا ہے جس خوبی کے ساتھ نبھایا اور

تعویذات کے بیان میں ''لیکن اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتاوی رضویہ شریف کی دوسری جلد میں وہی نام ذکر کیا جیسا کہ مصنف علیہ الرحمۃ نے درج کیا ہے۔ رضوی (۵۰) مصطفیٰ کریم علیہ السلام کی مختصر اور جامع دعائیں۔

(1) علمِ بدیع کی ایک صفت کا نام ہے جس میں ایسے الفاظ یا جملے شروع میں لاتے ہیں جن سے تمام عبارت کے اصل مضمون کا پتہ چلتا ہو۔

فٹ کیا ہے اور فصاحت (1) و بلاغت (2) معانی و مطالب کا دریا جس طرح کوزے میں بند فرمایا ہے اس پر بے اختیار داد دینے کو جی چاہتا ہے آپ کی دیگر تصانیف و مکمل فتاوی رضویہ سے قطع نظر آپ کے اس خطبہ کو ہی بغور پڑھا جائے تو تنہا یہ خطبہ ہی آپ کے امام و علاّمہ اور علم کے بادشاہ ہونے کا نہایت واضح ثبوت ہے۔ اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت قدس سرہ العزیز اس باب میں منفرد ہیں اور آپ کا یہ نہایت عظیم الشان کمال ہے کہ کم وبیش ایک ہزار تصانیف کے باوجود ہر تصنیف کا نام ایسا پیارا نرالا اور دلکش رکھا ہے جسے پڑھ کر اہلِ علم واہلِ ذوق عش عش کر اُٹھتے ہیں۔ ہر ایک کتاب کا نام حسین و جمیل جملوں اور فقروں کی صورت میں علم وادب میں ڈوبا ہوا، فصاحت وبلاغت میں ڈھلا ہوا اور معانی (3) و بیان (4) کے میزان پر وزن کیا ہوا ہے اور جس کتاب میں جس موضوع پر کلام ہے اس کے نام میں مختصر طور پر قاری کے سامنے آجاتا ہے۔

عوام تو عوام کسی چھوٹے موٹے عالم کے لئے بھی صحیح طور پر اعلیٰ حضرت کی کتابوں کا نام پڑھ کر اس کا مطلب سمجھ لینا کچھ آسان نہیں ہے اور لطف بالائے لطف یہ ہے کہ جملہ تصانیف میں سے ہر ایک تصنیف کا تاریخی نام ہے جس سے کتاب کی تصنیف کا زمانہ اور علیحدہ علیحدہ عربی خطبہ ہے اور اعلیٰ حضرت کا یہ وہ عظیم الشان شاہکار و بے مثال کارنامہ ہے کہ دنیائے تصنیف میں اس کا کوئی جواب نہیں اور اس باب میں مصنّفین کی جماعت میں سے کوئی بھی آپ کا شریک نہیں۔

---

(1) علم معانی کے مطابق کلام میں ایسے الفاظ لانا جو روزمرہ اور محاورے کے خلاف نہ ہوں اور موقع اور محل کے مطابق ہوں۔ (2) کلام کو مقتضائے حال کے مطابق لانا۔ مقام وموقع کے مطابق کلام کرنا بلاغت فی الکلام ہے۔ (3) وہ علم جس سے الفاظ کا صحیح موقع پر استعمال اور معانی کا درست وموزوں ہونا معلوم ہوتا ہے۔ (4) ایک علم جس میں تشبیہ، استعارہ، مجاز اور کنایہ وغیرہ سے بحث کی جاتی ہے۔

ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ(1)

ترجمۂ کنزالایمان: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

تاریخی اسماء

ذیل میں فقیر چند کتب نمونہ کے طور پر درج کرتا ہے جن سے اندازہ لگانا آسان ہو کہ اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت قدس سرہ کی تصانیف مبارکہ موضوع کے مطابق ادبی محاورات کو سامنے رکھ کر تاریخ میں کس طرح متعین فرماتے ہیں۔ نمونہ ملاحظہ ہو

(1) اَلۡاِسۡتِمۡدَادُ عَلٰی اِجۡیَالِ الۡاِرۡتِدَاد (۱۳۳۷ھ)

(2) اَلۡاَمۡنُ وَالۡعُلٰی لِنَاعِتِی الۡمُصۡطَفٰی بِدَافِعِ الۡبَلَاءُ (۱۳۱۱ھ)

(3) اَلدَّوۡلَۃُ الۡمَکِّیَّۃُ بِالۡمَادَّۃِ الۡغَیۡبِیَّۃُ (۱۳۲۳ھ)

(4) حَیَاتُ الۡمَوَاتُ فِیۡ بَیَانِ سِمَاعِ الۡاَمۡوَاتُ (۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء)

(5) مُنِیۡرُ الۡعَیۡنُ فِیۡ حُکۡمِ تَقۡبِیۡلِ الۡاِبۡھَامَیۡنُ (۱۳۰۱ھ/۱۸۸۳ء)

(6) جَزاء اللّٰه عدوه بابائه ختم النبوة (۱۳۱۷ھ)

(7) اَلزُّبۡدَۃُ الزَّکِیَّۃُ لِتَحۡرِیۡمِ سُجُوۡدِ التَّحِیَّۃُ (۱۳۳۷ھ)

---

(1) القرآن پارہ ۲۸ سورۃ الجمعۃ آیت ۴

(1) گروہِ مرتدین کے خلاف بارگاہِ ایزدی سے مدد طلب کرنا (2) کلمہ دافع البلا کے ساتھ مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی نعت بیان کرنے والوں کے لئے بلاؤں سے امن اور انکے مرتبے کی بلندی ہے (فتاوی رضویہ شریف جلد ۳۰ صفحہ ۳۵۹) (3) علم غیب کے موضوع پر حکامِ مکہ کی تائید (4) بے جان کی زندگی، مردوں کی سماعت کے بیان میں (فتاوی رضویہ شریف جلد ۹ صفحہ ۶۷۵) (5) انگوٹھے چومنے کے سبب آنکھوں کا روشن ہونا (فتاوی رضویہ شریف جلد ۵ صفحہ ۴۲۹) (6) دشمن خدا کے ختم نبوت کا انکار کرنے پر خدائی جزا۔ (فتاوی رضویہ شریف جلد ۱۵ صفحہ ۶۲۹) (7) سجدہ تعظیمی کے حرام ہونے کے بارے میں پاکیزہ مکھن (فتاوی رضویہ شریف جلد ۲۲ صفحہ ۴۲۵)

(8) سُبْحَانَ السُّبُّوْحُ عَنْ عَيْبِ كِذْبٍ مَّقْبُوْحُ (۱۳۰۷ھ)

(9) حُسَامُ الْحَرَمَيْنْ عَلٰى مُنْحَرِ الْكُفْرِ وَالْمَيْنْ (۱۳۲۴ھ)

(10) تَجَلِّيُ الْيَقِيْنُ بِاَنَّ نَبِيَّنَاسَيِّدُ الْمُرْسَلِيْنُ (۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء)

(11) مَقَالُ الْعُرَفَاءُ بِاِعْزَازِ شَرْعٍ وَعُلَمَاءُ (۱۳۲۷ھ)

وصال

اور یہ تاریخی اسماء نہ صرف تصانیف مبارکہ میں چلتے تھے بلکہ آپ اہم امور کو تاریخی اسماء سے مزین فرماتے یہاں تک کہ قبل از وفات اپنی تاریخِ وفات آیت قرآنی سے یوں کہی:

وَ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّ اَكْوَابٍ (1) ۱۳۴۰ھ

ترجمۂ کنز الایمان: اور ان پر چاندی کے برتنوں اور کوزوں کا دور ہوگا۔

یہ بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی کرامات میں سے ایک کرامت ہے کہ وصال سے پہلے اپنی موت کی خبر دے دی اور اسے آیت قرآنی سے تاریخی حیثیت سے بیان فرمایا ہے۔ یہاں فقیر اپنے مضمون کو ختم کرتا ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی

رضوی غفرلہ بھاولپور۔ پاکستان

---

(8) کذب جیسے بدترین عیب سے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ومنزہ ہے (فتاوی رضویہ شریف جلد ۱۵ صفحہ ۳۱۱) (9) کفر اور جھوٹ کے گلے پر حرمین کی تلوار (10) یقین کا اظہار اس بات کے ساتھ کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں کے سردار ہیں (فتاوی رضویہ شریف جلد ۳۰ صفحہ ۱۲۹) (11) علماء اور شریعت کی افضلیت پر اہل معرفت کا کلام (فتاوی رضویہ شریف جلد ۲۱ صفحہ ۵۲۱) (1) (القرآن پارہ ۲۹، سورۃ الدھر، آیت ۱۵)

کیا شبہ رضا کی بیمثالی میں ہے
محصور جہان دانی وعالی میں ہے

ہر شخص کو ایک وصف میں ہوتا ہے کمال
بندے کو کمال بے کمالی میں ہے

(بشکریہ سالنامہ معارف رضا کراچی)

ایک اہم معروض

فقیر اُویسی غفرلہ نے ڈرتے ڈرتے جلد اول شائع کرنے کے لئے کارکنانِ مکتبہ اُویسیہ کو سپرد کی اگرچہ اس میں اَغلاطِ لفظی معنوی ہر دونوں ہوں گے لیکن امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے فیض و برکت سے بجائے اَغلاط کی نشاندہی کے عوام و خواصِ اہلِ سنت نے شرح حدائقِ بخشش کو نہ صرف آنکھوں میں جگہ دی بلکہ دل سے ایسا مقام بخشا کہ ہر سو دعاؤں وثناؤں کے پھول برسائے گئے اور تھوڑے سے عرصہ میں نہ صرف شرح حدائقِ بخشش کا پہلا حصّہ بلکہ دوسرا اور تیسرا حصّہ بھی ہاتھوں ہاتھ نکل گیا۔ اس سے فقیر کو بہت زیادہ نہ صرف تقویت بلکہ راحت وفرحت نصیب ہوئی کہ دلجمعی سے آگے کے مُجلّدات شائع کراؤں۔

الحمدللہ! اعلیٰ حضرت محدّث بریلوی قدس سرہٗ کے فیض اور روحانی تصرّف سے اس سے کام آگے بڑھتا جارہا ہے چنانچہ جلدِ اوّل کی طباعتِ ثانی تک متعدد جلدیں شائع ہوچکی ہیں جن کی تفصیل آگے آئے گی۔

فقیر مندرجہ ذیل ترتیب سے شرحِ حدائق بخشش کو ڈھال رہا ہے۔

نمبر شمار	مضمون	جلد/نام	کیفیت
۱	نعتیں ہی نعتیں	۸ جلد	مطبوعہ ۴ جلد باقی جاری
۲	روئیدادِ حج امام احمد رضا	ا جلد	غیر مطبوعہ زیر کتابت
۳	شرح قصیدہ نور	ا جلد	غیر مطبوعہ

۴	شرح قصیدہ معراجیہ	۱جلد	کتابت ہو چکی ہے
۵	شرح کلام فارسی احمد رضا	۱جلد	غیر مطبوعہ
۶	شرح رباعیات نعتیہ فارسی اردو	۱جلد	غیر مطبوعہ
۷	شرح مثنوی امام احمد رضا بریلوی	۲ جلد	کتابت ہو چکی ہے
۸	شرح درود و سلام رضا	۲ جلد	غیر مطبوعہ
۹	قصائد مختلفہ معہ مناقب صحابہ اجلہ	۱جلد	غیر مطبوعہ
۱۰	مناقب غوث الوریٰ بقلم امام احمد رضا	۱جلد	نصف کتابت ہو چکی ہے
۱۱	شرح قادریہ سلسلہ برکاتیہ	۱جلد	غیر مطبوعہ
۱۲	شرح قصیدہ اکسیر اعظم	۱جلد	غیر مطبوعہ
۱۳	شرح قصیدہ نظم معطر	۱جلد	غیر مطبوعہ
۱۴	شرح اشعارِ مختلفہ	۱جلد	غیر مطبوعہ
۱۵	شرح قصیدۂ غوثیہ شریف	۱جلد	غیر مطبوعہ

اتنی ضخیم مُجلّدات (1) کی اشاعت فقیر کے بس سے باہر ہے۔ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ اور ماہنامہ فیضِ عالم بہاولپور پاکستان نے ان کی اشاعت کی اپیل شائع کی۔ محبانِ رضا میں کوئی مردِ میدان میدان میں آئے لیکن تا حال

وہی رفتارِ خوش رنگی جو پہلے تھی وہ اب بھی ہے

یعنی ہمارے ہاں باتوں کے سمندر تو بہہ رہے ہیں عملی حالت کَالْعُنْقَا (2) نہیں تو

(1) بڑی کتاب جو کئی جلدوں پر مشتمل ہو۔ (2) عنقا کی طرح۔ عنقا ایک خیالی پرندہ ہے جو کائنات میں پایا نہیں جاتا ہے۔ یہ جملہ یا بات اس وقت کہی جاتی ہے جب کسی چیز کا وجود پایا جانا ممکن تو ہو لیکن پائی نہ جاتی ہو۔

بحرِ شِیر لانے کے مترادف (1) ضرور ہے۔ لیکن الحمدللہ! فقیر کو اپنے بزرگوں بالخصوص سیّدُ نا غوثِ اعظم جیلانی محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظرِ عنایت اور امام احمد رضا محدّث بریلوی قدس سرہ کے فیضِ باطنی سے امید ہے کہ جس طرح فیوض الرحمٰن ضخیم تفسیر جس کے تخمیناً (2) پندرہ ہزار صفحات ضعیف ونحیف (3) جیسے انسان سے شائع کرالی ہے اِن ۲۵ مُجلّداتِ شرح حدائقِ بخشش کی اشاعت بھی ہوجائے گی۔

اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالیٰ ثُمَّ اِنْ شَاءَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

راسخینِ علمائے اہلِ سنت اور عارفین مشائخِ اہلِ سنت سے اپیل ہے کہ اس بہت بڑے اہم اور مشکل کام سے عہدہ برآ ہونے کے لئے دعاؤں سے نہ بھولیں اور جتنی جلدیں شائع ہوچکی ہیں انہیں نگاہِ تلطف (4) سے نوازیں۔ علمی، عملی خامیوں سے آگاہی بخشیں، اپنے حلقۂ احباب کو شرح کے مطالعہ کی طرف متوجّہ فرمائیں۔

عوام اہلِ سنّت سے اپیل ہے کہ شرح حدائقِ بخشش کی جتنی جلدیں شائع ہوتی جارہی ہیں انہیں زیادہ سے زیادہ اہل اسلام تک پہنچائیں اگر اللہ تعالیٰ نے مالی حیثیت بہتر بنائی ہے تو اس کے نسخے بطورِ ہدایا وتحائف علماء ومشائخ کی خدمت میں پیش کریں۔

فقیر کے دو عزیز الحاج قاری غلام عباس نقشبندی گوجرنوالہ اور الحاج صوفی مقصود حسین کراچی باوجود مالی حالت کی کمزوری کے یک صد مختلف مجلّدات احباب ومشائخ وعلماء کی خدمت میں ہدایا وتحائف پیش کرچکے ہیں اور آگے بھی ان عزیزوں کا سلسلہ جاری و ساری ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ان عزیزوں کی مَساعیِ جمیلہ (5) کی قبولیت کی دعا ہے۔

---

(1) دودھ کا سمندر لانے کی طرح ہے۔ مقصد یہ کام انتہائی مشکل ہے۔ (2) اندازاً، قیاساً۔ (3) کمزور۔
(4) مہربانی کی نظر (5) خوبصورت کوششیں

آخری گزارش

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ اپنے پچاس علوم وفنون بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اسی حدائق بخشش میں دریا درکوزہ میں بند کرنے کے مترادف کا کام کردکھایا ہے اگر اسے مبالغہ سمجھیں تو تجربہ کرلیں۔ فقیر نے اس کے ساحل پر کھڑے کھڑے ایک چلولیا اس کی شرح بھی سمندر۔

حمد وصلوۃ

ازامام احمد رضا خان قدس سرہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْکَوْنِ وَالْبَشَرْ　　حَمْدًا یَدُوْمُ دَوَامًا غَیْرَ مُنْحَصَرْ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جو سارے جہانوں اور انسانوں کا پالنے والا ہے

اور اس کی حمد ہمیشہ لاتعداد غیر محدود ہوتی رہے گی

وَأَفْضَلُ الصَّلوٰاتِ الزَّاکِیَاتِ عَلٰی　　خَیْرِ الْبَرِیَّۃِ مُنْجِی النَّاسِ مِنْ سَقَرْ

سب سے عمدہ رحمت خدا کی پاکیزگی سے پُر ان پر جو خشکی میں سب سے بہتر

اور لوگوں کو جہنم سے آزادی دلانے والے ہیں

بِکَ الْعِیَاذُ اِلٰہِیْ اِنْ شَاءَ حُکْمًا　　سِوَاکَ یَا رَبَّنَا یَامُنْزِلَ النُّذُرْ

اے اللہ تیرے سوا کسی کا حکم نہیں چلتا میں تیری پناہ چاہتا ہوں

اور مجھے اس مقام پر پہنچا جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے

☆☆☆☆☆☆

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الۡمُتَوَحِّدِ　　بِجَلَالِهِ الۡمُتَفَرِّدِ

تمام تعریفیں اللہ وَحۡدَہٗ لاشریک کے لئے ہیں
جو اپنی عظمت و بزرگی میں بے مثل بے مثال ہے

وَصَلَاتُهٗ دَوَامًا عَلٰی　　خَيۡرِ الۡاَنَامِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

اس کی رحمت کاملہ موجودات
محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ ہمیشہ نازل ہوتی رہے

وَالۡاٰلِ وَالۡاَصۡحَابِ هُمۡ　　مَأۡوٰی عِنۡدَ شَدَائِدِیۡ

سختی ودشواری میں آپ کے آل واصحاب ہماری جائے پناہ ہیں

فَاِلَی الۡعَظِيۡمِ تَوَسُّلِیۡ　　بِكِتَابِهٖ وَبِاَحۡمَدٍ

میں سخت دشواریوں میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور قرآن کو بارگاہ ایزدی میں وسیلہ بناتا ہوں

امـا بـعد! فقیر اُویسی غفرلہ نے جب ہوش سنبھالا تو امام احمد رضا قدس سرہ کا تعارف دیوانِ ''حدائق بخشش'' کے نام سے ہوا جوں جوں زندگی کی منزلیں طے ہوتی رہیں امام احمد رضا قدس سرہ سے عقیدت میں اضافہ ہوتا رہا۔ خوش قسمتی سے بوسیلۂ غزالی زماں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محدّثِ اعظم پاکستان علامہ محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں دورۂ حدیث پڑھنے کا شرف نصیب ہوا۔ یہی میری خوش نصیبی کی معراج ثابت ہوئی کہ جامعہ رضویہ میں ہی تصنیفی سلسلہ کا آغاز ہوا۔ دورانِ تصانیف ایک دن خیال آیا کہ ''حدائقِ بخشش'' کی شرح بھی لکھ ڈالوں اس میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سمندر موجزن ہے ممکن ہے فقیر کو اسی سے ایک بوند نصیب ہوجائے۔ اس کا آغاز تو کر دیا لیکن ''قلمے دارم ولے درم'' قلم کا بندنہ ٹوٹ سکا لیکن

ہمت نہ ہاری اس پر لکھتا ہی رہا بالآخر پانچ ضخیم مُجلّدات معرضِ تحریر(1) میں آئے اور شرح میں صرف ایک پہلو سامنے رکھا یعنی امام احمد رضا خان رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کا کلام قرآن وحدیث اور اسلاف کے عقائد کا ترجمان ہے اگر اس کے ہر پہلو پر گفتگو ہو تو اس کے کئی ضخیم مجلدات تیار ہوں لیکن چونکہ مجھے صرف اور صرف مسلک حق اہل سنت کا تحفظ مدِّ نظر ہے اسی لئے امام احمد رضا قدس سرہ کے اشعار کی شرح قرآن وحدیث اور عباراتِ اسلاف سے عرض کروں گا۔ چونکہ عجمِ مجسّم (2) ہوں علماءِ کرام سے اپیل ہے کہ خطاؤں سے درگزر فرما کر اصلاح فرمائیں۔

(1) تحریری صورت میں (2) غیر عربی یعنی عجمی ہوں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ وَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الۡمُرۡسَلِيۡنَ

نعت ۱

(۱) واہ کیا جُود و کرم ہے شہ بطحا تیرا

آغاز بخیر :۔امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالی عنہ کے دیوانِ مبارک کا آغاز حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے جود و کرم کے وصف سے شروع ہو رہا ہے غور سے دیکھا جائے تو یہی وصف جامع جمیع الاوصاف ہے اس لئے عرض کی واہ کیا جود و کرم الخ۔

حلِّ لُغات :۔(واہ) کلمۂ تحسین، کیا بات ہے، کیا کہنا۔ یہاں ان تینوں میں کوئی ایک مراد ہے۔ یہ تعجب اور تحقیر(1) وطنز کا کلمہ ہے اور یہاں تعجب (برائے اظہارِ شان) مطلوب ہے۔ ''شہ'' فارسی لفظ شاہ کا مخفف(2) ہے بادشاہ، فرمانروا یہ مضاف(3) ہے اور بطحا کا لفظ مضاف الیہ(4) ہے لفظ شاہ کی مزید تحقیق و تفصیل فقیر کی کتاب ''فیض یزداں شرح گلستاں'' میں دیکھئے بطحا، بالفتح وحاء مہملہ وادئ مکہ معظمہ از بطحا مکہ معظمہ مراد باشد(5)۔ یہاں یہی مراد ہے اس لئے کہ آپ ہی دیارِ عرب کے مرکز کے حقیقی بادشاہ ہیں اور اصل لغت کشادہ زمین کہ گذرگاہ آب سیل باشد۔ سنگریزہ ہا بسیار باشد(6) (غیاث) ''جہاں پانی کا گزر ہوگا وہاں بہت پتھر ہونگے''

(1) حقیر سمجھنا(2) وہ لفظ جس میں سے کوئی حرف کم کیا گیا ہو۔(3) علمِ نحو میں وہ اسم جس کو دوسرے یعنی بعد والے اسم سے نسبت حاصل ہو۔(4) علمِ نحو میں وہ اسم جو پہلے اسم کی طرف منسوب ہو۔(5) بطحا حا جو بغیر نکتہ والا ہے اس کے زبر کے ساتھ اس کا معنی ہے مکہ مکرمہ کی ایک وادی۔(6) بطحا کا لغوی معنی ہے کشادہ زمین کہ جہاں سے سیلاب کا پانی گذرتا ہو، جس میں سنگریزے زیادہ ہوں۔

شرح :۔ اہلِ ادب و محققین شعراء کہتے ہیں کہ زبان بیان کی نداءت، فصاحت و بلاغت وروزمرّہ کی صفائی اور اثر آفرینی (1) کے اعتبار سے یہ نعت بلند پایہ ہے۔

فائدہ :۔ محققین شعراء کرام کو معلوم ہو کہ اس نعت شریف میں امام احمد رضا قدس سرہ نے اس کثرت سے محاورات (2) و استعارات (3) استعمال فرمائے ہیں کہ ان سب کو جمع کیا جائے تو ایک بہت بڑا دفتر تیار ہو سکتا ہے ماہرینِ فن کو دعوتِ فکر ہے۔

خلاصۂ شعر :۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس وصفِ مبارک کا ذکر ہے کہ آپ کے جود و سخا کا یہ عالم ہے کہ دِن مانگے بھکاریوں کو خود بخود مل رہا ہے اُنہیں سوال کرنے کی ضرورت ہی نہیں یعنی اے حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے جود و عطا کا کیا کہنا آپ اپنے سائل کو اتنا عطا فرماتے ہیں کہ خود اسے بھی معلوم نہیں ہوتا کہ اسے کیا اور کتنا ملا ہے اور اسے محسوس تک بھی نہیں ہوتا کہ وہ کیسے ملا اور کس طرح ملا۔ اُن عطاؤں کی طرف اشارہ ہے جو صحابۂ کرام کو غیر محسوس و غیرِ مبصر (4) وغیرہ مشاہدات نصیب ہوئے اور وہ عطیات بھی کسی خاص نعمت سے نہیں بلکہ ہر طرح کی نعمتیں و عطائیں بخشیں۔

نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

شرح :۔ پہلا لفظ نہیں ''لا'' کا ترجمہ ہے، دوسرا (نہیں) فعلِ مضارع (5) کی نفی کا ہے اور لفظ ''ہی'' اردو میں حصر (6) کا فائدہ دے رہا ہے، اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جود و سخا کے کمال کا وہ بیان ہے کہ اس کی مثال مخلوق میں محال اور ناممکن ہے کیونکہ جو وصفِ

(1) اچھے اثرات مرتب کرنے (2) محاورات عربی جمع ہے محاورہ کی۔ جس کا معنی ہے وہ کلمہ یا کلام جسے اہلِ زبان نے کسی خاص مفہوم کیلئے مخصوص کرلیا ہو۔ (3) استعارات عربی جمع ہے استعارہ کی، جس کا معنی ہے ادھار لینا۔ (4) جس کو محسوس نہ کیا جاسکتا ہو۔ اور جس کو دیکھا نہ جاسکتا ہو۔ (5) عربی گرامر میں وہ فعل جس میں حال اور استقبال دو زمانے پائے جاتے ہیں۔ (6) محدود

جُود آپ میں محصور ہو گیا وہ دوسروں میں کہاں۔ جیسا کہ اس کی چند مثالیں آگے چل کر عرض کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

جود وکرم میں فرق: ۔علماءِ کرام فرماتے ہیں

اَلْجُوْدُ مَا کَانَ بِغَیْرِ سُؤَالٍ وَالْکَرَمُ بِسُؤَالٍ.(1)

جُود بے مانگے دینے کو کہتے ہیں اور کرم مانگنے پر عطا کرنے کو کہتے ہیں۔

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہر دونوں صفتیں بدرجۂ **اَتَم وَ اَکْمَلْ** (2) تھیں جیسا کہ آئیگا۔ **اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی**

قرآن وحدیث: ۔یہ شعر آیت قرآنی

وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ o (3)

ترجمۂ کنزالایمان: اور منگتا کو نہ جھڑکو۔

حدیث شریف میں ہے: **عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ اِذَا کَانَ حَدِیثُ عَھْدٍ بِجِبْرِیلَ عَلَیْہِ السَّلَام یُدَارِسُہُ کَانَ أَجْوَدَ بِالْخَیْرِ مِنَ الرِّیحِ الْمُرْسَلَۃِ(4)**

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے ملاقات کے بعد (جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کرنے کے لئے آتے تھے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سخاوت میں تیز آندھی سے بھی زیادہ ہو جاتے تھے۔ غرضیکہ ہر منگتا منہ مانگی مراد پاتا کوئی بھی آپ کے درِ اقدس سے محروم نہ جاتا۔

....

(1) نزھۃ المجالس ومنتخب النفائس ، باب الکرم والفتوۃ ورد السلام، الصفحۃ ۲۳۸، المکتب الثقافی للنشر والتوزیع القاھرۃ (2) سب سے زیادہ کامل اور سب زیادہ مکمل (3) القرآن پارہ ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت ۱۰ (4) مسند احمد بن حنبل ، حدیث السیدۃ عائشۃ رضی اللہ عنہا، حدیث ۲۵۷۲۷، الجزء العاشر، الصفحۃ ۲۷۱، دار الکتب العلمیۃ بیروت

خلاصہ :۔ جودِ حقیقی یہ ہے کہ بغیر غَرض وعِوض کے ہواور یہ صفت حق سبحانہٗ کی ہے کہ جس نے بغیر کسی غَرض وعِوض کے تمام ظاہری وباطنی نعمتیں اور تمام تر کمالات خلائق پر افاضہ کئے ہیں، اللہ تعالیٰ کے بعد اَجْوَدُ الْاَجْوَدِیْنُ (1) اس کے حبیبِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے مَظْهَرِ اَتَمُ (2) ہیں اسی لئے آپ سے کبھی کسی چیز کا سوال کیا گیا اس کے مقابل آپ نے لا ''نہیں'' نہیں فرمایا یعنی آپ کسی کے سوال کو رد نہیں فرماتے۔ اگر موجود ہوتا تو عطا فرماتے اور اگر پاس نہ ہوتا تو قرض لے کر دیتے یا وعدہ فرمالیتے۔

جود وکرم واقعات کی روشنی میں :۔ ایک دفعہ ایک سائل آپ کی خدمت شریف میں آیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے پاس کوئی چیز نہیں مگر یہ کہ تو مجھ پر قرض کرلے جب ہمارے پاس آجائے گا ہم اسے ادا کردیں گے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! خدا نے آپ کو اس چیز کی تکلیف نہیں دی جو آپ کی قدرت میں نہیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند نہ آئی۔ انصار میں ایک شخص بولا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! عطا کیجئے اور عرش کے مالک سے تقلیل (3) کا خوف نہ کیجئے یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسّم فرمایا اور آپ کے روئے مبارک پر تازگی پائی گئی، فرمایا اسی کا امر کیا گیا ہے۔(4)

(1) تمام سخاوت کرنے والوں سے بڑھ کر سخاوت کرنے والے (2) یعنی وہ ذات ہیں جس کا وجود خدا تعالی کے وجود کا پتہ دیتا ہے (3) کم ہونے (4) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ، أَنَّ رَجُلاً جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ أَنْ يُعْطِيَهُ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عِنْدِي شَيْءٌ وَلَكِنِ ابْتَعْ عَلَيَّ ، فَإِذَا جَاءَنِي شَيْءٌ قَضَيْتُهُ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، قَدْ أَعْطَيْتَهُ فَمَا كَلَّفَكَ اللَّهُ مَا لَا تَقْدِرُ عَلَيْهِ . فَكَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَ عُمَرَ ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، أَنْفِقْ وَلَا تَخَفْ مِنْ ذِي الْعَرْشِ إِقْلَالاً ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعُرِفَ فِي وَجْهِهِ

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بحرین سے مال آیا فرمایا اسے مسجد میں پھیلا دو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس سے زیادہ مال کبھی نہیں آیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لئے تشریف لے گئے اور اُس کی طرف توجہ فرمائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو اُس کے پاس بیٹھ گئے اور جس کو دیکھتے اُسے عطا فرما دیتے۔ اتنے میں حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے بھی دیجئے اس لئے کہ میں نے اپنا بھی اور عقیل کا بھی فدیہ (جنگ بدر کے موقع پر) دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آپ خود لے لیں۔ انہوں نے دونوں ہاتھوں سے کپڑے میں لے لیا پھر اسے اُٹھانے لگے تو اُٹھا نہ سکے تو عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو حکم دیں یہ اُٹھا دے، فرمایا نہیں عرض کیا آپ ہی اُٹھا دیں، فرمایا نہیں، تو اس میں سے کچھ گرایا پھر اُٹھانے لگے تو نہ اُٹھا سکے۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو حکم دیں اُٹھا دے فرمایا نہیں عرض کیا تو آپ ہی اُٹھا دیں۔ فرمایا نہیں پھر کچھ نکال دیا پھر اس کے بعد اُٹھایا اور اپنے کاندھے پر رکھا اور تشریف لے گئے جب تک وہ نظر آتے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی حرص پر تعجب کرتے ہوئے دیکھتے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

البشر لقول الأنصاري، ثُمّ قال بهذا أُمرْتُ (الشمائل المحمدية، باب ماجاء في خلق رسول الله صلى الله عليه وسلم الخ، رقم الحديث ۳۴۹، الصفحة ۲۰۷، دار الحديث بيروت لبنان) حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو کر کچھ مانگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (اس وقت) میرے پاس کچھ نہیں لیکن تم میرے نام پر خرید لو جب میرے پاس کچھ آئے گا تو ادا کر دوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ایک بار) آپ اس کو دے چکے ہیں اور آپ کو اللہ تعالی نے طاقت سے بڑھ کر مکلف نہیں بنایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی بات پسند نہ آئی۔ ایک انصاری نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ خرچ فرمائیں اور عرش والے سے محتاجی کی فکر نہ کریں

وہاں سے اُس وقت کھڑے ہوئے جب ایک درہم بھی اُس میں سے کچھ بھی باقی نہ رہا۔ (1)

اس سے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مال کے حرص کا طعنہ غلط ہے اس کی ایک وجہ تھی تفصیل فقیر کی کتاب ''ذکر صحابہ'' میں ملاحظہ ہو۔ اُویسی غفرلہ

ابن ابی شیبہ میں بروایت حمید بن ہلال بطریق ارسال (2) مروی ہے کہ وہ مال ایک لاکھ درہم تھا اور اسے علاء بن الحضرمی نے بحرین کے خراج میں بھیجا تھا اور یہ پہلا مال تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ (3)

....

کریں (اس پر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور انصاری کی اس بات سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ اقدس پر خوشی کے آثار نمایاں ہوگئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ (1) عَنْ أنسٍ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فقَالَ انْثُرُوهُ فِي الْمَسْجِدِ وَكَانَ أَكْثَرَ مَالٍ أُتِيَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فخرج رسولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الى الصلاة ولم يلتفت اليه فلما قضى الصلاة جاء فجلس اليه فما كان يرى أحدا الا اعطاه إِذْ جَاءَهُ الْعَبَّاسُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَعْطِنِي فإنِّي فَادَيْتُ نَفْسِي وَفَادَيْتُ عَقِيلًا فقَالَ له رسول اللّٰه خُذْ فحثا فِي ثَوْبِهِ ثُمَّ ذَهَبَ يُقِلُّهُ فَلَمْ يَسْتَطِعْ فقال يا رسول اللّٰه أُؤْمُرْ بَعْضَهُمْ يَرْفَعْهُ إِلَيَّ قَالَ لا قَالَ فَارْفَعْهُ أَنْتَ عَلَيَّ قَالَ لا فَنَثَرَ مِنْهُ ثُمَّ ذَهَبَ يُقِلُّهُ فقال يارسول اللّٰه اؤْمُرْ بَعْضَهُمْ يَرْفَعْهُ عليَّ قال لا قال فارْفَعْهُ أَنْتَ عَلَيَّ قَالَ لا فَنَثَرَ مِنْهُ ثُمَّ احْتَمَلَهُ فألقاه على كاهله ثُمَّ انْطَلَقَ فَمَا زَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُتْبِعُهُ بَصَرَهُ حتى خفي علينا عجباً مِنْ حِرْصِه فما قام رسول اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَمَّ مِنْهَا دِرْهَمٌ (صحيح البخاری، كتاب الصلاة، باب القسمة وتعليق القنو في المسجد، رقم الحديث، الصفحة ١١٤، دار ابن كثير دمشق بيروت) (2) مرسل سند سے (3) حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ الْأَنْصَارِيَّ وَهُوَ حَلِيفٌ لِبَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ يَأْتِي بِجِزْيَتِهَا وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَالَحَ أَهْلَ الْبَحْرَيْنِ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ فَقَدِمَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَسَمِعَتِ الْأَنْصَارُ بِقُدُومِ أَبِي عُبَيْدَةَ فَوَافَتْ صَلَاةَ الصُّبْحِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا صَلَّى بِهِمُ الْفَجْرَ انْصَرَفَ فَتَعَرَّضُوا لَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ رَآهُمْ وَقَالَ أَظُنُّكُمْ قَدْ سَمِعْتُمْ أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ قَدْ جَاءَ بِشَيْءٍ قَالُوا أَجَلْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَأَبْشِرُوا وَأَمِّلُوا مَا يَسُرُّكُمْ فَوَاللّٰهِ لَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ وَلَكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوهَا كَمَا تَنَافَسُوهَا وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ (صحيح البخاری، كتاب الجزية والموادعة، باب الجزية والموادعة مع أهل الذمة والحرب، رقم الحديث ٣١٥٨، الصفحة ٧٧٩ و ٧٨٠، دار ابن كثير دمشق

غنائم حنین کی تفصیل :۔اس میں آپ کی سخاوت حدِّ قیاس سے خارج تھی آپ نے اَعراب میں بہت سوں کو سو سو اونٹ عطا فرمائے مگر اس دن آپ کی سخاوت زیادہ تر مُؤَلَّفَةُ الْقُلُوْبُ کے لئے تھی۔حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص (صفوان بن امیہ) نے بکریوں کا سوال کیا جن سے دو پہاڑوں کا درمیانی جنگل پُر تھا آپ نے وہ سب اس کو دے دیں، اس نے اپنی قوم میں جا کر کہا اے میری قوم! تم اسلام لاؤ، اللہ کی قسم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایسی سخاوت کرتے ہیں کہ فقر سے بھی نہیں ڈرتے۔(1)

حضرت صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ :۔حضرت سعید بن میتب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ صفوان بن امیہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حنین کے دن مجھے مال عطا فرمانے لگے حالانکہ آپ میری نظر میں مبغوض ترین خَلق تھے پس آپ مجھے عطا فرماتے رہے یہاں تک کہ میری نظر میں محبوب ترین خَلق

بیروت) حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی کہ عمرو بن عوف انصاری اور یہ بنی عامر بن لوی کے حلیف تھے اور بدر میں شریک تھے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو بحرین وہاں کا جزیہ لینے کے لئے بھیجا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بحرین سے صلح کر لی تھی اور ان پر علاء بن حضرمی کو حاکم بنا دیا تھا۔حضرت ابوعبیدہ بحرین سے مال لے کر مدینہ طیبہ واپس آئے۔انصار نے ان کی بحرین سے واپسی کو سنا تو سب انصار کرام نے صبح کی نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی۔حضور نماز پڑھا کر جب فارغ ہوئے اور ان کی طرف رُخ انور کیا تو انصار سامنے حاضر ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ملاحظہ فرما کر مسکرا پڑے اور فرمایا میرا گمان ہے کہ تم لوگوں نے یہ سن لیا ہے کہ ابوعبیدہ کچھ لے کر آئے ہیں۔انصار نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا تمہیں بشارت ہو تم لوگ خوش کرنے والی باتوں کی امید رکھو بخدا تم پر تنگدستی کا اندیشہ نہیں ہاں اس کا اندیشہ ہے کہ دنیا تمہارے لئے کشادہ کر دی جائے گی جیسا کہ تم سے پہلے والوں پر کی گئی تھی پھر تم لوگ اسے دوسروں سے زیادہ حاصل کرنے کی رغبت کرو گے اور دنیا تم کو تباہ کر دے گی جیسے پہلے والوں کو تباہ کر دیا۔ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ جعرانہ کے غنائم تقسیم کرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علاء بن حضرمی کو بحرین بھیجا تھا کہ وہاں کے حاکم کو اسلام کی دعوت دیں، وہ مشرف باسلام ہو گیا اور وہاں کے باشندوں نے جزیہ دینا منظور کیا یہ اکثر مجوسی تھے۔حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلی بار جزیے کی رقم لانے گئے تھے یہ رقم ایک لاکھ تھی۔بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں جزیے کی یہ پہلی رقم تھی۔ (1)عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ، فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ، فَأَتَى قَوْمَهُ فَقَالَ أَيْ قَوْمِ أَسْلِمُوا، فَوَاللهِ إِنَّ مُحَمَّدًا

ہو گئے۔(1)

بادیہ نشین:۔حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہے تھے اور حضور کے ساتھ اور لوگ بھی تھے۔حُنین سے واپسی کے

....

لَيُعْطِي عَطاءً مَا يَخَافُ الْفَقْرَ .(صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب ماسئل رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئا قط فقال لا وكثرة عطائه، رقم الحديث ۵۹۱۵، الصفحة ۱۱۵۶،دار الفكر بيروت) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی بکریاں مانگیں جو پہاڑوں کے درمیانی نالہ کو بھر دیں چنانچہ آپ نے اس کو اتنی بکریاں دے دیں،اس کے بعد وہ شخص اپنی قوم میں آیا اور کہا اے میری قوم کے لوگو!اسلام قبول کرلو اللہ کی قسم محمد(صلی اللہ علیہ وسلم) اتنا دیتے ہیں کہ فقر و افلاس سے بھی نہیں ڈرتے۔(1)حَدَّثَنَا الحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الخَلَّالُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنِ ابْنِ المُبَارَكِ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ أَعْطَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ، وَإِنَّهُ لَأَبْغَضُ الخَلْقِ إِلَيَّ، فَمَا زَالَ يُعْطِينِي، حَتَّى إِنَّهُ لَأَحَبُّ الخَلْقِ إِلَيَّ حَدَّثَنِي الحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ بِهَذَا أَوْ شِبْهِهِ فِي المُذَاكَرَةِ وَفِي البَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ حَدِيثُ صَفْوَانَ رَوَاهُ مَعْمَرٌ، وَغَيْرُهُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ المُسَيِّبِ، أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ قَالَ أَعْطَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَأَنَّ هَذَا الحَدِيثَ أَصَحُّ وَأَشْبَهُ إِنَّمَا هُوَ سَعِيدُ بْنُ المُسَيِّبِ أَنَّ صَفْوَانَ، وَقَدْ اخْتَلَفَ أَهْلُ العِلْمِ فِي إِعْطَاءِ المُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ، فَرَأَى أَكْثَرُ أَهْلِ العِلْمِ أَنْ لَا يُعْطَوْا، وَقَالُوا إِنَّمَا كَانُوا قَوْمًا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَأَلَّفُهُمْ عَلَى الإِسْلَامِ حَتَّى أَسْلَمُوا، وَلَمْ يَرَوْا أَنْ يُعْطَوْا اليَوْمَ مِنَ الزَّكَاةِ عَلَى مِثْلِ هَذَا المَعْنَى، وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَأَهْلِ الكُوفَةِ، وَغَيْرِهِمْ، وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ وقَالَ بَعْضُهُمْ مَنْ كَانَ اليَوْمَ عَلَى مِثْلِ حَالِ هَؤُلَاءِ وَرَأَى الإِمَامُ أَنْ يَتَأَلَّفَهُمْ عَلَى الإِسْلَامِ، فَأَعْطَاهُمْ جَازَ ذَلِكَ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ .(سنن الترمذي، كتاب الزكاة عن رسول الله، باب ماجاء في اعطاء المؤلفة قلوبهم،رقم الحديث ۶۶۶، الصفحة ۱۶۷و۱۶۸،مكتبة المعارف الرياض) حسن بن علی خلال، یحیٰی بن آدم، ابن مبارک، یونس، زہری، سعید بن مسیب، صفوان بن امیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ حنین کے دن مال عطا فرمایا حالانکہ اس وقت آپ میرے نزدیک مخلوق میں سب سے زیادہ قابل نفرت تھے آپ مجھے مسلسل دیتے رہے یہاں تک آپ میرے نزدیک مخلوق میں سے محبوب ترین ہو گئے۔امام ترمذی فرماتے ہیں حسن بن علی نے مجھ سے یہ حدیث یا اس کے مشابہ حدیث بیان فرمائی۔اس باب میں حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت منقول ہے۔امام ترمذی فرماتے ہیں حدیث صفوان وغیرہ نے بواسطہ زہری سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کی کہ صفوان بن امیہ نے فرمایا(آخر تک) یہ حدیث اصح اور اشبہ ہے کہ سعید بن مسیب بلاواسطہ صفوان بن امیہ سے راوی ہیں مؤلفہ قلوب کو زکوۃ دینے میں علماء کا اختلاف ہے۔اکثر علماء فرماتے ہیں نہ دی جائے وہ فرماتے ہیں یہ وہ لوگ تھے جن کے دلوں کو عہد رسالت میں اسلام کے لئے نرم کیا جارہا تھا یہاں تک وہ اسلام لے آئے لیکن آج اس مقصد کے لئے ان کو(زکوۃ وغیرہ) نہ دی جائے۔سفیان ثوری،اہل کوفہ وغیرہم کا یہی قول ہے۔امام احمد اور اسحق بھی یہی کہتے ہیں بعض علماء کا خیال یہ ہے کہ جو لوگ آج بھی اس حالت پر ہیں اور مسلمانوں کے امام کی رائے ان کو زکوۃ دینے کے حق میں ہے تو دینا جائز ہے امام شافعی کا یہی قول ہے۔

موقع پر کہ دیہاتی حضور سے لپٹ گئے وہ حضور سے مانگنے لگے یہاں تک کہ حضور کو ایک درخت کی طرف دھکیل دیا اور حضور کی چادر لے لی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے اور فرمایا: مجھے میری چادر دو اگر ان درختوں کے برابر میرے پاس اونٹ ہوتے تو بھی میں تقسیم کردیتا پھر تم لوگ مجھے نہ بخیل پاؤ گے نہ خلافِ واقعہ بات کرنے والا اور نہ بزدل۔(1)

کوہِ احد:۔حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں پتھریلی زمین میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا اور ہمارے سامنے اُحد پہاڑ تھا تو آپ نے فرمایا اے ابوذر! میں عرض گزار ہوا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوں۔فرمایا کہ مجھے اس بات کی کوئی خوشی نہیں کہ میرے پاس کوہِ احد کے برابر سونا ہو اور تین رات میرے پاس رہے اور اُس میں سے ایک دینار بھی بچا رہے البتہ جو قرض ادا کرنے کے لئے رکھ چھوڑوں.(2)

گھر کا سونا:۔حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے عصر کی نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی،سلام پھیرنے کے بعد نبی

---

(1)قال أخبرني جبير بن مطعم، أنه بينا هو مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ومعه الناس، مقبلا من حنين، علقت رسول الله صلى الله عليه وسلم الأعراب يسألونه حتى اضطروه إلى سمرة، فخطفت رداء ه، فوقف رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال أعطوني ردائي، فلو كان عدد هذه العضاه نعما، لقسمته بينكم، ثم لا تجدوني بخيلا، ولا كذوبا، ولا جبانا(صحيح البخاری، کتاب فرض الخمس، باب ما کان النبی ﷺ یعطی المؤلفة قلوبهم وغیرهم من الخمس، رقم الحدیث ۳۱۴۸،الصفحة۷۷۷،دارابن کثیر دمشق بیروت)

(2)حدثنا زيد بن وهب، حدثنا والله أبو ذر، بالربذة قال: كنت أمشي مع النبي صلى الله عليه وسلم في حرة المدينة عشاء، استقبلنا أحد، فقال يا أبا ذر، ما أحب أن أحدا لي ذهبا، يأتي علي ليلة أو ثلاث، عندي منه دينار إلا أرصده لدين، إلا أن أقول به في عباد الله هكذا وهكذا وهكذا(صحیح بخاری، کتاب الاستئذان، باب من اجاب بلبیک وسعدیک، رقم الحدیث ۶۲۶۸ ،الصفحة ۱۵۶۵ ،دارابن کثیر دمشق بیروت)

کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیزی سے اُٹھے اور کسی زوجۂ محترمہ کے حجرے میں چلے گئے تھوڑی دیر بعد باہر آئے اور دیکھا کہ لوگوں کے چہروں پر تعجب کے آثار ہیں، تو فرمایا کہ مجھے نماز میں یہ بات یاد آ گئی تھی کہ ہمارے پاس چاندی کا ایک ٹکڑا پڑا رہ گیا ہے میں نے اس بات کو گوارا نہ کیا کہ شام تک یا رات تک وہ ہمارے پاس ہی رہے اس لئے اسے تقسیم کرنے کا حکم دے کر آیا ہوں۔(1)

چادر مبارک:۔حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ ایک عورت ایک بردہ (چادر) لے کر حاضرِ بارگاہ ہوئی۔حضرت سہل رضی اللہ تعالی عنہ نے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ بردہ کیا ہوتی ہے؟ کہا ہاں، چادر جس کے حاشیے بنائے ہوئے ہوں۔وہ عورت عرض گزار ہوئی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ چادر آپ کے استعمال کے لئے میں نے اپنے ہاتھ سے بُنی ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ لے لی اور آپ کو اُس کی ضرورت بھی تھی۔پھر آپ اُسے ازار کی جگہ باندھ کر ہمارے پاس تشریف لائے۔لوگوں میں سے ایک آدمی نے اُسے چھوا اور کہنے لگا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے یہ پہنا دیجئے فرمایا: اچھا۔پھر آپ مجلس میں تشریف فرما رہے جب تک کہ اللہ کو منظور ہوا پھر جب واپس تشریف لے گئے تو چادر لپیٹ کر اُس کے پاس بھیج دی۔لوگوں نے اُس سے کہا کہ تم نے اچھا نہیں کیا تم نے یہ چادر مانگ لی حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ آپ سائل کو رد نہیں فرماتے۔اُس آدمی نے کہا خدا کی قسم میں نے یہ صرف اس لئے مانگی ہے کہ جس روز مروں تو

---

(1) عن عُقبة بن الحارث قال صلّيتُ مع رسول الله صلّى الله عليه وسلّم العصر فلمّا سلّم قام سريعًا فدخل على بعض نسائه ثُمّ خرج ورأى ما فى وجوه القوم من تعاجُبهم لسرعته قال ذكرتُ وأنا فى الصّلاة تبرًا عندنا فكرهتُ أن يُمسى أو يبيت عندنا فأمرتُ بقسمه.(مسند احمد بن حنبل. كتاب مسند المدنيين، باب حديث عقبة بن الحرث رضى الله تعالى عنه، رقم الحديث ١٩٩٥٤، الجزء الثامن. الصفحة ٢٣ و ٢٤، دار الكتب العلمية بيروت)

یہ میرا کفن بنے۔ حضرت سہل رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ وہی اُس کا کفن بنی۔(1)

کافر مہمان:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مہمان آیا وہ شخص کافر تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے ایک بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا اس نے وہ دودھ پی لیا۔ پھر دوسری بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا اس نے اس کو بھی پی لیا حتیٰ کہ اس نے اسی طرح سات بکریوں کا دودھ پی لیا پھر صبح کو وہ اسلام لے آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے ایک بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا اس نے وہ دودھ پی لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دوسری بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا وہ اس کا سارا دودھ نہ پی سکا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں پیتا ہے۔(2)

---

(1) حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ بِبُرْدَةٍ، قَالَ سَهْلٌ هَلْ تَدْرُونَ مَا الْبُرْدَةُ؟ قَالَ نَعَمْ، هِيَ الشَّمْلَةُ مَنْسُوجٌ فِي حَاشِيَتِهَا، قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي نَسَجْتُ هَذِهِ بِيَدِي أَكْسُوكَهَا، فَأَخَذَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا، فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَيْنَا وَإِنَّهَا لَإِزَارُهُ، فَجَسَّهَا رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، اكْسُنِيهَا، قَالَ نَعَمْ فَجَلَسَ مَا شَاءَ اللَّهُ فِي الْمَجْلِسِ، ثُمَّ رَجَعَ فَطَوَاهَا، ثُمَّ أَرْسَلَ بِهَا إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ مَا أَحْسَنْتَ، سَأَلْتَهَا إِيَّاهُ، وَقَدْ عَرَفْتَ أَنَّهُ لاَ يَرُدُّ سَائِلاً، فَقَالَ الرَّجُلُ وَاللَّهِ مَا سَأَلْتُهَا إِلاَّ لِتَكُونَ كَفَنِي يَوْمَ أَمُوتُ قَالَ سَهْلٌ فَكَانَتْ كَفَنَهُ (صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب البرود والحبر والشملة، رقم الحدیث ۵۸۱۰، الصفحة ۱۴۷۰، دار ابن کثیر دمشق بیروت) (2) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ عِيسَى أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَافَهُ ضَيْفٌ وَهُوَ كَافِرٌ فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَهَا ثُمَّ أُخْرَى فَشَرِبَهُ ثُمَّ أُخْرَى فَشَرِبَهُ حَتَّى شَرِبَ حِلَابَ سَبْعِ شِيَاهٍ ثُمَّ إِنَّهُ أَصْبَحَ فَأَسْلَمَ فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَشَرِبَ حِلَابَهَا ثُمَّ أَمَرَ بِأُخْرَى فَلَمْ يَسْتَتِمَّهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُ يَشْرَبُ فِي مِعًى وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَشْرَبُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ. (صحیح مسلم، کتاب الاطعمة تبعاً الاشربة، باب المومن یا کل فی معی واحد والکافر یا کل فی سبعة امعاء، رقم الحدیث ۵۲۷۳، الصفحة ۱۰۴۱، دار الفکر بیروت) ☆ حدیث میں جس شخص کا ذکر ہے کہ وہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا اور اسلام لانے کے بعد صرف ایک بکری کا دودھ پی سکا اس کا نام ثمامہ بن اثال تھا، ایک قول یہ ہے کہ اس کا جہجاہ غفاری تھا اور ایک قول یہ ہے کہ اس کا نام نضرہ بن ابی نضرہ غفاری تھا۔

جود وسخا کا کیا کہنا :۔حضرت بلال مؤذِنِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خزانچی تھے۔

عبداللہ ہوزنی کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذِن حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حَلَب کے مقام پر ملا تو میں نے کہا اے بلال! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح خرچ فرمایا کرتے تھے؟ فرمایا کہ آپ کے پاس کوئی چیز ہوتی تو آپ کی طرف سے میں اسے خرچ کرتا اس وقت سے جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا اور وصال تک۔جب کوئی مسلمان آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ اسے ننگا دیکھتے تو مجھے حکم فرماتے میں جا کر قرض لیتا اور اس کے لئے چادر خرید کر اسے پہناتا اور کھانا کھلاتا۔ یہاں تک کہ مشرکوں میں سے ایک آدمی مجھے ملا اور اس نے کہا اے بلال! میرے پاس بڑا مال ہے لہٰذا آپ میرے سوا کسی سے قرض نہ لیا کریں میں نے ایسا ہی کیا۔ایک روز کا واقعہ ہے کہ میں نے وضو کیا پھر نماز کے لئے اذان کہنے کو کھڑا ہوا تو وہی مشرک چند تاجروں کو لے کر آ گیا اس نے مجھے دیکھ کر کہا اے حبشی! میں نے کہا میں حاضر ہوں۔وہ مجھے جھڑکنے لگا میرے لئے سخت الفاظ استعمال کئے اور کہا تمہیں معلوم ہے کہ وعدے میں کتنے دن رہ گئے ہیں؟ میں نے کہا کہ قریب ہی ہے اس سے کہا کہ چار دن ہیں۔اس نے کہا کہ اپنا قرضہ تم سے لے کر چھوڑوں گا اور تم پہلے کی طرح بکریاں چراتے رہ جاؤ گے۔مجھے بڑی غیرت آئی جیسا کہ ہر شخص کو آتی ہے۔یہاں تک کہ جب میں نے نمازِ عشاء پڑھ لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر والوں کی طرف لوٹے۔میں نے اجازت طلب کی تو مجھے اجازت مرحمت فرما دی گئی عرض گزار ہوا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان، وہی مشرک جس سے میں قرض لیا کرتا ہوں اس نے میرے لئے نازیبا الفاظ کہے ہیں جبکہ آپ کے پاس اتنا مال نہیں کہ میرا قرضہ ادا ہو جائے اور نہ میرے پاس

ہے وہ چونکہ مجھ سے لڑتا ہے، لہٰذا آپ مجھے اجازت مَرحمت فرمائیں کہ مسلمانوں کے کسی قبیلے میں چلا جاؤں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مال عطا فرمائے جس سے میرا قرضہ ادا ہوجائے۔ پس میں آپ کے پاس سے اپنی رہائش گاہ پر آگیا۔ میں نے اپنی تلوار، موزے، جوتے اور ڈھال اپنے سرہانے رکھ لی یہاں تک کہ جب پَو پھٹی تو میں نے جانے کا ارادہ کیا۔ پس ایک آدمی نے مجھے آواز دی اے بلال! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو بلاتے ہیں، میں چل دیا اور حاضر خدمت ہوگیا۔ دیکھا تو چار اونٹنیاں مال سے لدی ہوئی بیٹھی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا! تمہیں بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا قرضہ ادا کروا دیا ہے، پھر فرمایا کیا تم نے لدِی ہوئی چار اونٹنیاں نہیں دیکھیں ہیں؟ عرض گزار ہوا کیوں نہیں، فرمایا! کہ یہ جانور اور جو کچھ ان پر ہے وہ تمہارا ہے۔ یہ رئیسِ فِدَک نے مجھے تحفہ بھیجا ہے تم انہیں لے کر اپنا قرض ادا کردو میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر باقی حدیث بیان کرتے ہوئے کہا، پھر میں مسجد کی طرف گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، میں نے سلام عرض کیا تو فرمایا اس مال کا کیا بنایا؟ میں عرض گزار ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جو کچھ تھا اللہ تعالیٰ نے سارا قرض ادا کروا دیا اور اب کوئی قرض باقی نہیں رہا۔ فرمایا کہ کچھ بچا بھی ہے؟ عرض گزار ہوا ہاں، فرمایا کہ اسے خرچ کردو کیونکہ میں اس وقت تک اپنی کسی بیوی کے پاس نہیں جاؤں گا جب تک تم اسے خرچ نہ کردو۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نمازِ عشاء پڑھ لی تو مجھے طلب فرمایا۔ ارشاد ہوا کہ تم نے بچے ہوئے مال کا کیا بنایا؟ عرض کی کہ وہ میرے پاس ہے کوئی حاجت مند آیا ہی نہیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں رات گزاری اور باقی حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جب اگلے روز نمازِ عشاء پڑھ لی تو مجھے بلا کر فرمایا تم نے بچے ہوئے مال کا کیا بنایا؟ عرض گزار ہوا کہ

یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے اسے خرچ کردیا ہے۔ آپ نے تکبیر کہی اور خدا کا شکرادا کیا، آپ کو ڈر تھا کہ اس مال کی موجودگی میں کہیں وصال نہ ہوجائے۔ پھر میں آپ کے پیچھے چل دیا یہاں تک کہ اپنی ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللہ تعالی عنہما کے پاس تشریف لے گئے ہر زوجہ مطہرہ رضی اللہ تعالی عنہا کو سلام کیا یہاں تک کہ اپنی خواب گاہ میں جلوہ افروز ہوئے۔ یہ ہے وہ طرزِ عمل جس کے متعلق آپ نے مجھ سے دریافت کیا۔(1)

---

(1) حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ الْهَوْزَنِيُّ، قَالَ لَقِيتُ بِلَالًا مُؤَذِّنَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَلَبَ، فَقُلْتُ يَا بِلَالُ حَدِّثْنِي كَيْفَ كَانَتْ نَفَقَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ مَا كَانَ لَهُ شَيْءٌ كُنْتُ أَنَا الَّذِي أَلِي ذٰلِكَ مِنْهُ مُنْذُ بَعَثَهُ اللهُ إِلَى أَنْ تُوُفِّيَ، وَكَانَ إِذَا أَتَاهُ الْإِنْسَانُ مُسْلِمًا، فَرَآهُ عَارِيًا، يَأْمُرُنِي فَأَنْطَلِقُ فَأَسْتَقْرِضُ فَأَشْتَرِي لَهُ الْبُرْدَةَ فَأَكْسُوهُ، وَأُطْعِمُهُ، حَتَّى اعْتَرَضَنِي رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَقَالَ يَا بِلَالُ، إِنَّ عِنْدِي سَعَةً، فَلَا تَسْتَقْرِضْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا مِنِّي، فَفَعَلْتُ فَلَمَّا أَنْ كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ تَوَضَّأْتُ، ثُمَّ قُمْتُ لِأُؤَذِّنَ بِالصَّلَاةِ، فَإِذَا الْمُشْرِكُ قَدْ أَقْبَلَ فِي عِصَابَةٍ مِنَ التُّجَّارِ، فَلَمَّا أَنْ رَآنِي، قَالَ يَا حَبَشِيُّ، قُلْتُ يَا لَبَّاهُ فَتَجَهَّمَنِي، وَقَالَ لِي قَوْلًا غَلِيظًا، وَقَالَ لِي أَتَدْرِي كَمْ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الشَّهْرِ؟ قَالَ قُلْتُ قَرِيبٌ، قَالَ إِنَّمَا بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ أَرْبَعٌ، فَآخُذُكَ بِالَّذِي عَلَيْكَ، فَأَرُدُّكَ تَرْعَى الْغَنَمَ، كَمَا كُنْتَ قَبْلَ ذٰلِكَ فَأَخَذَ فِي نَفْسِي مَا يَأْخُذُ فِي أَنْفُسِ النَّاسِ، حَتَّى إِذَا صَلَّيْتُ الْعَتَمَةَ، رَجَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهِ عليه وسلم إِلَى أَهْلِهِ، فَاسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ فَأَذِنَ لِي، فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، إِنَّ الْمُشْرِكَ الَّذِي كُنْتُ أَتَدَيَّنُ مِنْهُ، قَالَ لِي كَذَا وَكَذَا، وَلَيْسَ عِنْدَكَ مَا تَقْضِي عَنِّي، وَلَا عِنْدِي، وَهُوَ فَاضِحِي، فَأْذَنْ لِي أَنْ آبَقَ إِلَى بَعْضِ هٰؤُلَاءِ الْأَحْيَاءِ الَّذِينَ قَدْ أَسْلَمُوا، حَتَّى يَرْزُقَ اللهُ رَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَقْضِي عَنِّي، فَخَرَجْتُ حَتَّى إِذَا أَتَيْتُ مَنْزِلِي، فَجَعَلْتُ سَيْفِي وَجِرَابِي وَنَعْلِي وَمِجَنِّي عِنْدَ رَأْسِي، حَتَّى إِذَا انْشَقَّ عَمُودُ الصُّبْحِ الْأَوَّلِ أَرَدْتُ أَنْ أَنْطَلِقَ، فَإِذَا إِنْسَانٌ يَسْعَى يَدْعُو يَا بِلَالُ أَجِبْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَانْطَلَقْتُ حَتَّى أَتَيْتُهُ، فَإِذَا أَرْبَعُ رَكَائِبَ مُنَاخَاتٌ عَلَيْهِنَّ أَحْمَالُهُنَّ، فَاسْتَأْذَنْتُ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَبْشِرْ فَقَدْ جَاءَكَ اللهُ بِقَضَائِكَ ثُمَّ قَالَ أَلَمْ تَرَ الرَّكَائِبَ الْمُنَاخَاتِ الْأَرْبَعَ فَقُلْتُ بَلَى. فَقَالَ إِنَّ لَكَ رِقَابَهُنَّ وَمَا عَلَيْهِنَّ. فَإِنَّ عَلَيْهِنَّ كِسْوَةً وَطَعَامًا أَهْدَاهُنَّ إِلَيَّ عَظِيمُ فَدَكَ فَاقْبِضْهُنَّ، وَاقْضِ دَيْنَكَ فَفَعَلْتُ. فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، ثُمَّ انْطَلَقْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَإِذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ فِي الْمَسْجِدِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ مَا فَعَلَ مَا قِبَلَكَ؟ قُلْتُ قَدْ قَضَى اللهُ كُلَّ شَيْءٍ كَانَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَلَمْ يَبْقَ شَيْءٌ قَالَ أَفَضَلَ شَيْءٌ؟ قُلْتُ نَعَمْ، قَالَ انْظُرْ أَنْ تُرِيحَنِي مِنْهُ، فَإِنِّي لَسْتُ بِدَاخِلٍ عَلَى أَحَدٍ مِنْ أَهْلِي حَتَّى تُرِيحَنِي مِنْهُ فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَتَمَةَ دَعَانِي، فَقَالَ مَا فَعَلَ الَّذِي قِبَلَكَ؟ قَالَ قُلْتُ هُوَ مَعِي لَمْ يَأْتِنَا أَحَدٌ، فَبَاتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي الْمَسْجِدِ، وَقَصَّ الْحَدِيثَ حَتَّى إِذَا صَلَّى الْعَتَمَةَ يَعْنِي مِنَ الْغَدِ دَعَانِي. قَالَ: مَا فَعَلَ الَّذِي قِبَلَكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: قَدْ أَرَاحَكَ اللهُ مِنْهُ يَا رَسُولَ اللهِ، فَكَبَّرَ وَحَمِدَ اللهَ شَفَقًا مِنْ أَنْ يُدْرِكَهُ الْمَوْتُ،

کتنا دیا:۔ بعض وقت ایسا ہوتا کہ آپ کسی شخص سے ایک چیز خریدتے قیمت چکا دینے کے بعد وہ اسی کو یا کسی دوسرے کو عطا فرماتے۔ چنانچہ آپ نے حضرت جابر بن عبداللہ سے ایک اونٹ خریدا پھر وہی اونٹ ان کو بطورِ عَطِیَّہ عنایت فرمایا۔ (بخاری)(1)

وَعِنْدَهُ ذٰلِکَ، ثُمَّ اتَّبَعْتُهُ، حَتّٰی إِذَا جَاءَ أَزْوَاجَهُ فَسَلَّمَ عَلَی امْرَأَةٍ، امْرَأَةٍ حَتّٰی أَتٰی مَبِيتَهُ فَهٰذَا الَّذِی سَأَلْتَنِی عَنْهُ .(سنن ابی داؤد، کتاب الخراج والامارۃ والفیء، باب فی الامام یقبل ھدایا المشرکین ،رقم الحدیث ۳۰۵۵، الجزء الثالث، الصفحۃ ۱۷۱ و ۱۷۲، المکتبۃ العصریۃ صیدا، بیروت)

(1) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَاشْتَرَى مِنِّي بَعِيرًا فَجَعَلَ لِي ظَهْرَهُ حَتّٰى أَقْدَمَ الْمَدِينَةَ فَلَمَّا قَدِمْتُ أَتَيْتُهُ بِالْبَعِيرِ فَدَفَعْتُهُ إِلَيْهِ وَأَمَرَ لِي بِالثَّمَنِ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ لَحِقَنِي قَالَ قُلْتُ قَدْ بَدَا لَهُ قَالَ فَلَمَّا أَتَيْتُهُ دَفَعَ إِلَيَّ الْبَعِيرَ وَقَالَ هُوَ لَکَ فَمَرَرْتُ بِرَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ فَأَخْبَرْتُهُ قَالَ فَجَعَلَ يَعْجَبُ قَالَ فَقَالَ اشْتَرَى مِنْکَ الْبَعِيرَ وَدَفَعَ إِلَيْکَ الثَّمَنَ وَوَهَبَهُ لَکَ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ

(مسند احمد بن حنبل، باب مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث ۱۴۶۲۲، الجزء السادس، الصفحۃ ۳۹ و ۴۰، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ ایک سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے میرا اونٹ خرید لیا اور مجھے مدینہ منورہ تک اس پر سواری کی اجازت دیدی، مدینہ واپسی کے بعد میں وہ اونٹ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا اور اونٹ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کر دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قیمت ادا کر دی اور میں واپس ہو گیا راستے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ مجھے آ ملے میں نے سوچا کہ شاید آپ کی رائے بدل گئی ہے، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اونٹ میرے حوالے کر دیا، فرمایا کہ یہ بھی تمہارا ہوا، اتفاقاً میرا گذر ایک یہودی کے پاس سے ہوا میں نے اسے یہ واقعہ بتایا تو وہ تعجب کرنے لگا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے اونٹ خریدا پھر اسکی قیمت ادا کر دی اور وہ اونٹ بھی تمہیں ہبہ کر دیا، میں نے کہا جی ہاں۔ اسی طرح ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اونٹ خرید کر پھر بطور عطیہ ان کے صاحبزادہ کو عطا فرمایا☆وَقَالَ الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا عَمْرٌو، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، وَكُنْتُ عَلَى بَكْرٍ صَعْبٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ بِعْنِيهِ فَابْتَاعَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَکَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ (صحیح البخاری، کتاب الھبۃ وفضلھا والتحریض علیھا، باب اذا وھب بعیر الرجل وھو راکبہ فھو جائز، رقم الحدیث ۲۶۱۱، الصفحۃ ۶۳۴، دار ابن کثیر بیروت دمشق) اور حمیدی نے کہا کہ مجھ سے سفیان نے بواسطہ عمرو ابن عمر کا قول نقل کیا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے اور میں ایک سرکش اونٹ پر تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر سے فرمایا اس کو میرے ہاتھ بیچ دو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خرید لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ! یہ اونٹ تمہارا ہے۔

دَھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کِھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرّہ تیرا

حلِّ لغات :۔دھارے، اردو لفظ ہے دھارا کی جمع ہے آبشار، وہ پانی جو اونچی جگہ سے گرتا ہے، گہرے سمندر و دریا میں تیزی سے خوب پانی بہتا ہو، یہاں یہ معنی مراد ہے اور یہ بندوقوں کے فائر اور تلی کے معنی میں بھی آیا ہے۔ذرّہ، عربی لفظ ہے بمعنی ایک جز، مادے کا نہایت چھوٹا ٹکڑا، ریزہ، تھوڑا، قلیل، جمع اس کی ذرات۔

شرح :۔عطائے الٰہی عَزَّوَجَل کے فوارے جو چل رہے ہیں وہ آپ کے فیض و فضل کا ایک قطرہ ہے، اور سخاوت کے جو تارے کِھلے ہیں وہ تو آپ کے کرم کے بالمقابل ایک ذرّہ ہیں، اس لئے کہ جو فضل و کرم آپ کو بارگاہِ حق سے عنایت ہوا اس کا کنارہ کہاں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ کَانَ فَضۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡکَ عَظِیۡمًا (1)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ تعالیٰ کا تم پر بہت بڑا فضل ہے۔

مزید توضیح :۔ظاہر و باطن کے ہَودہ ہَودہ ہزار عالَم میں آپ کے عطیات و بخشش کے سمندر جاری ہیں جس میں ہر ایک کی کشتیِ حیات تیر رہی ہے، اے محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم! یہ سب کچھ آپ کے اَتھاہ اور بے پایاں سمندر کی محض ایک بُوند ہے اور اے محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی خیرات سے لوگ خوش و خُرّم زندگی گزار رہے ہیں اور آپ کے صَدَقات سے آسمانوں کے جملہ تارے (شمس و قمر و کواکب) بھی منور ہیں جو شب و روز چمک کر عالم کو بھی روشن و منوّر کرتے ہیں حالانکہ یہ سب آپ کے خزانۂ بخشش کے ایک ذرّہ کی مقدار ہیں، جیسا کہ امام محمد بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ

(1) (القرآن پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۱۱۳)

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَ ضَرَّتَھَا(1)

آپ کے جودوکرم سے دنیاوآخرت (ایک حصہ) ہے۔

قرآن مجید:۔شعرِ مذکورآیت

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ o(2)

ترجمۂ کنزالایمان: اے محبوب! بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطافرمائیں۔

کی تشریح وتفسیر ہے۔

تفسیر الکوثر:۔الکوثر سے جملہ مفسرین بلکہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنھم اجمعین نے خیرِ کثیر مراد لی ہے:

ھُوَ الْخَیْرُ الْکَثِیْرُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ(3)

اس آیتِ کریمہ کے مطابق حضوراکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو ربِّ تعالیٰ نے دنیاوآخرت کی نعمتوں سے مالامال فرمایاہے اوراللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کواپنی جملہ نعمتوں پرحقِ تصرُّف واختیاردیاہے اسی لئے "الاستمداد" صفحہ ۷ میں امامِ اہلِ سُنّت فاضلِ بریلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے فرمایا:

ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے — مالکِ کُل کہلاتے یہ ہیں
اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرْ — ساری کثرت پاتے یہ ہیں
رب ہے مُعْطِی یہ ہیں قَاسِمْ — رزق اُس کاہے کھلاتے یہ ہیں

---

(1)قصیدہ بردہ شریف (2)(القرآن پارہ ۳۰، سورۃ الکوثر، آیت ۱)(3)وہ خیرِ کثیر ہے دنیاوآخرت میں۔
(تفسیر ابن کثیر ،سورۃ الکوثر آیت ۱،الجزء الثامن،الصفحۃ ۵۰۱،دارطیبۃ المملکۃ العربیۃ السعودیۃ)

فیض ہے یَا شَہِ تَسْنِیْم نرالہ تیرا
آپ پیاسوں کے تَجَسُّس میں ہے دریا تیرا

حلِّ لغات:۔فیض، عربی لفظ ہے بمعنی پانی کا برتن وغیرہ سے یا نہر اور دریا میں سیلاب سے اُبلنا، مجازاً بمعنی بہت زیادہ عطاوفائدہ وغیرہ۔ ''یَا شَہِ تَسْنِیْم'' حضور سرورِعالَم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو پکارا گیا جیسے ہم اَہلِسُنّت وجماعت کا شعار ہے کہ:

بیٹھے اُٹھتے یارسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا

جس پر دورہ حاضرہ میں خوب بحثیں چل رہی ہیں چونکہ حدائقِ بخشش شریف میں ایسی ندا بکثرت ہیں اور ہمارے مسلک کا خصوصی اور امتیازی مسئلہ بھی ہے اسی لئے یہاں اس پر مختصراً بحث کرنا موزوں ہوگا۔شہ، بادشاہ کا مُخَفَّف، مُضَاف، تَسْنِیْم مُضَاف اِلَیْہُ۔ اس سے حضور سلطانِ کائنات صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مراد ہیں اور تسنیم جنت میں ایک نہر کا نام ہے اس کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے۔نرالا، اردو لفظ ہے بمعنی انوکھا اور عجیب و غریب، تَجَسُّس، عربی لفظ ہے بمعنی جستجو اور تلاش۔

شرح:۔اے بہشتی نہر تسنیم کے مالک! آپ کی عطاء بخشش بالکل انوکھی ہے کہ آپ کا سمندرِ بیکراں خود پیاسوں کو تلاش کرتا پھرتا ہے حالانکہ ہونا تو یہ تھا کہ پیاسے تجسس و جستجو میں ہوتے لیکن یہاں معاملہ برعکس ہے۔

تَسْنِیْم:۔ تسنیم کے بہ ہمہ وجوہ مِنْ جَانِبِ اللّٰہ(1) مالک و مُتَصَرِّف(2) ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ؕ(3)

اے محبوب! بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔

---

(1) اللہ تعالیٰ کی طرف سے (2) تصرف (تبدیل) کرنے والا (3) القرآن پارہ ۳۰، سورۃ الکوثر، آیت ۱

کوثر سے احادیث وتفاسیر میں جنّت کی نہر مراد لی ہے جو قیامت میں صرف اور صرف ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زیرِ قبضہ ہوگی اور پیاسوں کو وہاں پر پہنچنے کا پتہ بتایا کہ

فَاطْلُبْنِی عِنْدَ الْحَوْضِ (1)

مجھے حوض (کوثر) کے پاس ڈھونڈنا۔

اورحدیثِ مبارک میں ہے کہ حضور صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن کوثر وتسنیم پر میں خود ہوں گا میرے حوض کی طرف سے جوکوئی آئے گا میں اُسے پلاؤں گا۔

فائدہ :۔جب وہاں سے جسے جام ملے گا تواس کے پینے سے ساری تلخی اور گھبراہٹ دور ہوجائے گی اوردل کوایسا سکون نصیب ہوگا کہ پھرکبھی پیاس نہ ستائے گی۔

حدیث شریف میں ہے:

....

(1) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْهَاشِمِيُّ حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ مَيْمُونٍ الْأَنْصَارِيُّ أَبُو الْخَطَّابِ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَشْفَعَ لِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ أَنَا فَاعِلٌ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ فَأَيْنَ أَطْلُبُكَ قَالَ اطْلُبْنِي أَوَّلَ مَا تَطْلُبُنِي عَلَى الصِّرَاطِ قَالَ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ أَلْقَكَ عَلَى الصِّرَاطِ قَالَ فَاطْلُبْنِي عِنْدَ الْمِيزَانِ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ أَلْقَكَ عِنْدَ الْمِيزَانِ قَالَ فَاطْلُبْنِي عِنْدَ الْحَوْضِ فَإِنِّي لَا أُخْطِئُ هَذِهِ الثَّلَاثَ الْمَوَاطِنَ. (سنن الترمذی، کتاب صفة القیامة والرقائق والورع عن رسول اللہ **صلی اللہ تعالی علیہ وسلم**،باب ماجاء فی شان الصراط، رقم الحدیث ۲۴۳۳، الصفحة ۵۴۸، مکتبة المعارف الریاض) عبداللہ بن الصباح ہاشمی، بدل بن محبر، حرب بن میمون انصاری ابوخطاب، نضر، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی **صلی اللہ تعالی علیہ وسلم** سے قیامت کے دن اپنی شفاعت کی درخواست کی، آپ **صلی اللہ تعالی علیہ وسلم** نے فرمایاہاں میں کروں گا، میں نے عرض کیایارسول اللہ **صلی اللہ تعالی علیہ وسلم** میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ آپ **صلی اللہ تعالی علیہ وسلم** نے فرمایاسب سے پہلے مجھے پلِ صراط پرڈھونڈنا، میں نے عرض کیااگر میں آپ کو پلِ صراط پرنہ پاؤں، آپ نے فرمایاپھر مجھے میزان کے پاس تلاش کرنا، میں نے عرض کیااگرآپ وہاں بھی نہ ہوں تو آپ **صلی اللہ تعالی علیہ وسلم** نے فرمایاپھر حوضِ کوثر پر دیکھ لینا کیونکہ میں ان تینوں مقامات میں سے کسی نہ کسی مقام پرضرورملوں گا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو غیرہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی "اَلْکَوْثَرُ نَھْرٌ فِی الْجَنَّۃِ" (1) یعنی کوثر جنت میں ایک نہر کا نام ہے جس کی درازی ایک ماہ کی راہ ہے پانی اس کا دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے کوزے اس پر مثل ستاروں کے روشن اور عدد میں ان سے زیادہ ہیں جو شخص اس سے ایک مرتبہ پئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

(1) حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَوْثَرُ نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ حَافَّتَاهُ مِنْ ذَهَبٍ وَمَجْرَاهُ عَلَى الدُّرِّ وَالْيَاقُوتِ تُرْبَتُهُ أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَمَاؤُهُ أَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ وَأَبْيَضُ مِنَ الثَّلْجِ قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. (سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة الکوثر، رقم الحدیث ۳۳۶۱، الصفحة ۷۶۳، مکتبة المعارف الریاض) ہناد، محمد بن فضیل، عطاء، سائب، محارب بن دثار، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوثر جنت کی ایک نہر ہے جس کے دونوں جانب سونے کے خیمے ہیں۔اس کا پانی موتی اور یاقوت پر بہتا ہے۔اس کی مٹی مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ سفید ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ عَنْ أَنَسٍ، فِي قَوْلِهِ تَعَالَى (إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ) أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُوَ نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ نَهْرًا فِي الْجَنَّةِ حَافَّتَيْهِ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ قُلْتُ مَا هَذَا يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ هَذَا الْكَوْثَرُ الَّذِي أَعْطَاكَهُ اللهُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة الکوثر، رقم الحدیث ۳۳۵۹، الصفحة ۷۶۲، مکتبة المعارف الریاض) حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے "إِنَّا أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ" کے بارے میں مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ (کوثر) جنت میں ایک نہر ہے۔ راوی فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید فرمایا میں نے جنت میں ایک نہر دیکھی جس کے دونوں کنارے موتیوں کے قبے (گنبد) ہیں۔ میں نے پوچھا اے جبریل! یہ کیا ہے؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی یہ وہ کوثر ہے جو اللہ تعالی نے آپ کو عطا فرمائی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ سَمِعْتُ جُنْدَبًا، قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب فی الحوض، رقم الحدیث ۶۵۸۹، الصفحة ۱۶۳۲، دار ابن کثیر دمشق بیروت) و (صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب اثبات حوض نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وصفاته، رقم الحدیث ۲۲۸۹، الصفحة ۱۱۴۷، دار الفکر بیروت) حضرت جندب رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں حوض کوثر پر تمہارا پیش رو (مقتدی) کارساز (کام بنانے والا) ہوں۔ عَنْ أَبِي سَلَّامٍ الْحَبَشِيِّ. قَالَ بَعَثَ إِلَيَّ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَحُمِلْتُ عَلَى الْبَرِيدِ، قَالَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَقَدْ شَقَّ عَلَيَّ مَرْكَبِي الْبَرِيدَ، فَقَالَ: يَا أَبَا سَلَّامٍ مَا أَرَدْتُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ وَلَكِنْ بَلَغَنِي عَنْكَ حَدِيثٌ

تُحدِّثُهُ، عَنْ ثَوْبَانَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الحَوْضِ فَأَحْبَبْتُ أَنْ تُشَافِهَنِي بِهِ، قَالَ أَبُو سَلَّامٍ، حَدَّثَنِي ثَوْبَانُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: حَوْضِي مِنْ عَدَنَ إِلَى عَمَّانَ البَلْقَاءِ، مَاؤُهُ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَأَحْلَى مِنَ العَسَلِ، وَأَكْوَابُهُ عَدَدُ نُجُومِ السَّمَاءِ، مَنْ شَرِبَ مِنْهُ شَرْبَةً لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهَا أَبَدًا، أَوَّلُ النَّاسِ وُرُودًا عَلَيْهِ فُقَرَاءُ المُهَاجِرِينَ، الشُّعْثُ رُءُوسًا، الدُّنْسُ ثِيَابًا الَّذِينَ لَا يَنْكِحُونَ المُتَنَعِّمَاتِ وَلَا تُفْتَحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السُّدَدِ قَالَ عُمَرُ: لَكِنِّي نَكَحْتُ المُتَنَعِّمَاتِ، وَفُتِحَ لِيَ السُّدَدُ، وَنَكَحْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ عَبْدِ المَلِكِ لَا جَرَمَ أَنِّي لَا أَغْسِلُ رَأْسِي حَتَّى يَشْعَثَ، وَلَا أَغْسِلُ ثَوْبِي الَّذِي يَلِي جَسَدِي حَتَّى يَتَّسِخَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الحَدِيثُ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ ثَوْبَانَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، "وَأَبُو سَلَّامٍ الحَبَشِيُّ اسْمُهُ مَمْطُورٌ". (سنن الترمذی، کتاب صفة القیامة والرقائق والورع عن رسول اللهﷺ، باب ماجاء فی صفة أو انی الحوض، رقم الحدیث ۲۴۴۴، الصفحة ۵۰۱، مکتبة المعارف الریاض) (سنن ابن ماجة، کتاب الزهد، باب ذکر الحوض، حدیث ۴۳۰۳، الصفحة ۴۷۶، دار الجیل بیروت) ابوسلام حبشی سے روایت ہے فرماتے ہیں مجھے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلا بھیجا، پس میں خچر پر سوار ہوا حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں پہنچا تو عرض کیا اے امیر! مجھے خچر کی سواری سے مشقت اُٹھانی پڑی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا اے ابوسلام! میرا ارادہ آپ کو تکلیف دینے کا نہ تھا لیکن مجھے آپ سے ایک حدیث پہنچی جو آپ نے حضرت ثوبان کے واسطے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حوض کوثر کے متعلق روایت کی میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے سامنے وہ حدیث بیان کریں۔ ابوسلام نے کہا مجھ سے حضرت ثوبان نے بیان کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرا حوض عدن سے بلقاء کے عمان تک ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اس کے کوزے آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں، جو اس سے پیئے گا اس کے بعد کبھی پیاسا نہ ہوگا اس پر سب سے پہلے جانے والے فقراء مہاجرین ہیں جن کے بال گرد آلود اور کپڑے میلے ہیں وہ ناز و نعمت میں پلی ہوئی عورتوں سے نکاح نہیں کرتے اور ان کے لئے بند دروازے کھولے نہیں جاتے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا لیکن میں نے تو ناز و نعمت میں پرورش پانے والیوں سے نکاح کیا اور میرے لئے بند دروازے کھولے گئے۔ میں نے فاطمہ بنت عبدالملک سے نکاح کیا یقیناً جب تک میرا سر گرد آلود نہ ہو جائے میں اسے نہیں دھوتا۔ یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔ معدان بن ابی طلحہ نے بھی یہ حدیث بواسطہ ثوبان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی۔ ابوسلام حبشی کا نام ممطور ہے۔

حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ قَالَ قَالَ لِي مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ مَا سَمِعْتَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَذْكُرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي الكَوْثَرِ فَقُلْتُ سَمِعْتُهُ يَقُولُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَذَا الخَيْرُ الكَثِيرُ فَقَالَ مُحَارِبٌ سُبْحَانَ اللَّهِ مَا أَقَلَّ مَا يَسْقُطُ لِابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلٌ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ لَمَّا أُنْزِلَتْ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الكَوْثَرَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ نَهَرٌ فِي الجَنَّةِ حَافَتَاهُ مِنْ ذَهَبٍ يَجْرِي عَلَى جَنَادِلِ الدُّرِّ وَاليَاقُوتِ شَرَابُهُ أَحْلَى مِنَ العَسَلِ وَأَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَأَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ وَأَطْيَبُ مِنْ رِيحِ المِسْكِ قَالَ صَدَقَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَذَا وَاللَّهِ الخَيْرُ الكَثِيرُ

(مسند احمد بن حنبل، باب مسند عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث ۲۰۵۴، الجزء الثالث، الصفحة ۳۷۷، دار الکتب العلمیة بیروت)

عطاء بن سائب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھ سے محارب بن دثار نے کہا کہ آپ نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے کوثر کے متعلق کیا فرماتے ہوئے سنا ہے؟ میں نے کہا کہ میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ

حضرت انس رضی اللّٰہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے حوض کے چار رکن ہیں اول ہاتھ میں ابو بکر صدیق اور ثانی عمر فاروق کے اور ثالث عثمان ذِی النُّورَین کے رابع علی مرتضٰی کے رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین ۔ پس جو کوئی ابو بکر و علی رضی اللہ تعالی عنہما سے محبت اور عمر و عثمان رضی اللہ تعالی عنہما سے بغض و عداوت رکھے گا اسے ابو بکر و علی رضی اللّٰہ تعالی عنہما آبِ کوثر سے سیراب نہ فرمائیں گے کَذَا نُقِلَ فِیْ الْمَوَاہِب (1) مگر مشہور یہ ہے کہ ساقی کوثر قیامت کے دن حضرت مولا علی کرم اللّٰہ وجہہ الکریم ہوں گے، آپ فرماتے ہیں کہ جس کے دل میں ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت نہ ہوگی اور جو ان سے بغض و عداوت رکھتا ہوگا میں اسے قیامت کے دن آبِ کوثر سے سیراب نہ کروں گا ۔ الغرض اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا آقائے دو عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو اس شعر میں کوثر و تسنیم کا مالک کہنا احادیثِ مبارکہ کے عین مطابق ہے۔

اغنیا پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا
اصفیاء چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستہ تیرا

حلِّ لغات: ۔ اغنیا، غنی کی جمع ہے بمعنی مالدار ۔ باڑا، ہندی لفظ ہے بمعنی اِحاطہ، چار دیواری، دائرہ، میدان، حویلی، مکان، خانقاہ اور انعام اس طرح تقسیم کرنا کہ کوئی محروم نہ رہے یہاں یہی آخری معنی مراد ہے ۔ اَصفیاء، صفی کی جمع نیک اور عابد و زاہد اور خداترس و

اس سے مراد خیر کثیر ہے ۔ محارب نے کہا سبحان اللہ! حضرت ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ کا قول اتنا کم وزن نہیں ہوسکتا، میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب سورت کوثر نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوثر جنت کی ایک نہر کا نام ہے، جس کا پانی موتیوں اور یاقوت کی کنکریوں پر بہتا ہے، اس کا پانی شہد سے زیادہ شریں، دودھ سے زیادہ سفید، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے، محارب نے یہ سن کر کہا کہ پھر تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے صحیح فرمایا کیونکہ واللہ یہ خیر کثیر ہی تو ہے ۔ (1) اسی طرح مواہب اللدنیہ (سیرت کی کتاب) میں نقل کیا گیا ہے۔

خدارسیدہ لوگ، پرہیزگار۔ رستہ، اردو لفظ ہے اور راستہ کا مُخَفَّف اردو میں "ہا" کی جگہ الف بولا اور کبھی لکھا جاتا ہے، ڈگر، راہ، طور وطریقہ، رستہ چلنا طریقہ وسیرت پر چلنا۔

شرح:۔اے حبیبِ کبریا شہِ ہر دوسرا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا دربارِ گہربار ایسی عام بخشش وسخاوت کا گھر اور حویلی ہے جہاں سے غریب تو غریب مالدار اور امیر لوگ بھی پرورش پاتے ہیں اور انہیں جو کچھ ملا ہے یا مل رہا ہے وہ سب کچھ آپ ہی کی بارگاہ کا عَطِیَّہ (1) ہے اور آپ کا راستہ وہ راستہ ہے جس پر نیک اور عابد وزاہد اور خداترس لوگ ماتھے کے بل چلتے ہیں یعنی انتہائی تعظیم اور عقیدت مندی کے ساتھ آپ کے طریقہ پر گامزن ہو کر سعادت مندی اور تَقَرُّبُ اِلَی اللّٰہ (2) کی منزل پالیتے ہیں۔

فائدہ:۔اس شعر کا مصرعۂ اولیٰ (3) سابقہ بیان کا تتمہ (4) ہے، جسے امام اہلِ سنت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھائی مولانا حسن رضا رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمایا

منگتا تو ہیں منگتا کوئی شاہوں میں دکھا دے جس کو مِرے سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو

دوسرے مصرعہ میں دربارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق محبوبانِ خدا (صحابۂ کرام، اہلِ بیت، اولیاء) کے ادب اور تعظیم وتکریم کی طرف اشارہ فرمایا ہے جیسا کہ احادیث مبارکہ صحابۂ کرام واہلِ بیتِ عظام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عادات کی تصریحات بتاتی ہیں کہ وہ حضرات کس طرح اپنے آقائے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر بجالاتے اور آپ کا ادب مَلْحُوظ رکھتے تھے۔

(۱) مَاہِ ذِیْقَعْدَہ ۶ھ میں جب حضور حُدَیبیہ میں تھے تو بُدَیْلُ بْنُ وَرْقَاءُ خُزَاعِیُ کے بعد عُرْوَہ بِنْ مَسْعُوْد جو اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

(1) انعام (2) اللہ تعالیٰ کا قرب پانا (3) شعر کا پہلا حصہ یا نصف اول (4) کلام کو مکمل کرنے والا۔

وسلم سے گفتگو کرنے کے لئے حاضرِ خدمتِ اقدس ہوئے وہ واپس جا کر قریش سے یوں کہنے لگا۔

اَیْ قَوْمِ، وَاللّٰہِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَی الْمُلُوکِ، وَوَفَدْتُ عَلٰی قَیْصَرَ وَکِسْرَی وَالنَّجَاشِیِّ، وَاللّٰہِ إِنْ رَأَیْتُ مَلِیکًا قَطُّ یُعَظِّمُہُ أَصْحَابُہُ مَا یُعَظِّمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدًا، وَاللّٰہِ إِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَۃً إِلَّا وَقَعَتْ فِی کَفِّ رَجُلٍ مِنْہُمْ، فَدَلَکَ بِہَا وَجْہَہُ وَجِلْدَہُ، وَإِذَا أَمَرَہُمُ ابْتَدَرُوا أَمْرَہُ، وَإِذَا تَوَضَّأَ کَادُوا یَقْتَتِلُونَ عَلَی وَضُوئِہِ، وَإِذَا تَکَلَّمُوا خَفَضُوا أَصْوَاتَہُمْ عِنْدَہُ، وَمَا یُحِدُّونَ إِلَیْہِ النَّظَرَ تَعْظِیمًا لَہُ، وَإِنَّہُ قَدْ عَرَضَ عَلَیْکُمْ خُطَّۃَ رُشْدٍ فَاقْبَلُوہَا(1)

(بخاری کتاب شروط)

اے لوگو! اللہ کی قسم، میں بادشاہوں کے دربار میں گیا، قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار میں گیا، مگر اللہ کی قسم میں نے کسی بادشاہ کو ایسا نہیں دیکھا کہ اس کے مصاحب اس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنی محمد (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کی یہ تعظیم کرتے ہیں، اللہ کی قسم، جب تھوکتے ہیں، تو وہ جس کسی کے ہاتھ پڑتا ہے، وہ اس کو اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا ہے، اور جب وہ کسی بات کے کرنے کا حکم دیتے ہیں، تو ان کے اصحاب بہت جلد اس حکم کی تعمیل کرتے ہیں، جب وضو کرتے ہیں، تو ان کے غسالہَ وضو کیلئے لڑتے مرتے ہیں (ایک کہتا ہے ہم اس کو لیں گے، دوسرا کہتا ہے کہ ہم لیں گے) اپنی آوازیں ان کے سامنے پست رکھتے ہیں، نیز بغرضِ تعظیم ان کی طرف دیکھتے تک نہیں، بے شک انہوں نے تمہارے سامنے ایک عمدہ امر پیش کیا ہے، لہٰذا تم اس کو مان لو۔

---

(1) صحیح البخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجہاد والمصالحۃ مع الحرب وکتابۃ الشروط، رقم الحدیث ٢٧٣١ و ٢٧٣٢، الصفحۃ ١٧١٢، دار ابن کثیر دمشق بیروت)

صحابۂ کرام و اہلِ بیت عظام رضی اللہ عنہم کے آداب کی تفصیل فقیر نے اپنی کتاب ''باادب صحابہ'' اور ''اَلۡاِصَابَۃ فِیۡ عَقَائِدِ الصَّحَابَۃ'' میں عرض کردی ہے اور اولیائے کرام کے آداب کا قصہ بھی طویل ہے، بالخصوص درِ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حاضری کی تو پُر کیف داستانیں ہیں۔ فقیر نے کتاب ''زائرینِ مدینہ'' میں کچھ واقعات درج کیے ہیں یہاں اس دربارِ عالی کی حاضری کے آداب کا ایک عربی قصیدہ حاضر ہے جس سے ان حضرات کے آداب کا پتہ چل جائیگا۔

شیخ الاسلام حافظ ابوالفتح تقی الدین بن دقیق العید (المتوفی ۱۱صفر ۷۰۲ھ) فرماتے ہیں

یَا سائراً نحو الحجاز مُشمراً — اجُهَدُ فَدَیْتک فِی المَسیر وَفِی السُّری

وإذا سهرتَ اللیلَ فِی طلب العُلا — فحذار ثُمَّ حَذَار من خدع الکَرَی

فالقصد حَیُثُ النور یشرق ساطعاً — والطرف حَیُثُ تری الثَّرَی مُتعطرا

قِفُ بالمنازل والمَناهل من لَدُنُ — وادی قباء اِلَی حِمی اُمِّ القُری

وَتَوَخَّ آثار النَّبی فضَع بِهَا — متشرفاً خَدَّیک فِی عَفرِ الثَّری

وإذا رأیتَ مَهَابط الوحی الَّتِی — نشرت عَلَی الآفاق نوراً أنورا

فاعلم بأنک مَا رأیتَ شبیهها — مذ کنتَ فِی ماضی الزمان ولا تری(1)

(فوات الوافیات ترجمہ ابن دقیق العید)

ترجمہ: اے حجاز کی طرف تیزی سے چلنے والے! میں تجھ پر فدا! تو رات دن چلنے میں کوشش کرنا اور جب تو بزرگوں کی طلب میں رات کو جاگے تو اونگھ کے فریب سے بچنا پھر بچنا تو اس جگہ کا قصد کرنا جہاں نور خوب چمک رہا ہے اور جہاں خاک خوشبودار نظر آتی ہے تو ان منازل اور چشموں پر ٹھہر جانا جو وادئ قباء کے قریب سے اُمُّ القُریٰ(2) کے سبزہ زار تک ہے اور

---

(1) فوات الوفیات والذیل علیها، حرف المیم، الشیخ تقی الدین ابن دقیق العید، الجزء الثالث، الصفحة ۴۴۴، دار صادر بیروت (2) مکة المکرمه

نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے آثار کا قصد کرنا اور ان کی زیارت سے مُشرَّف ہو وہاں اپنے ہر دو رُخسار کو روئے خاک پر رکھ دینا اور جب تو وحی کے اُترنے کی جگہوں کو دیکھے، جنھوں نے تمام دنیا پر نورِ انور پھیلا دیا ہے تو جان لینا کہ تو نے اپنی گذشتہ عمر میں ان کی مثل نہیں دیکھا اور نہ آئندہ دیکھے گا۔

ایک فارسی شعر میں ان حضرات کی حاضری کا خوب فیصلہ کیا گیا ہے۔

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر

نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا(1)

نوٹ :۔یاد رہے کہ ایسے حضرات کے مدینہ پاک کے آداب بھی حیرت انگیز ہیں۔امام مالک مدینۂ منورہ میں جانور پر سوار نہ ہوتے اور فرماتے میں اللہ عزّ وجل سے شرماتا ہوں اس بات میں کہ اس پاک مٹی کو اپنی سواری کے کُھروں سے روندوں جس مٹی میں حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم آرام فرما ہیں اس قسم کے بے شمار واقعات فقیر کی کتاب ''باادب بانصیب'' میں بیان کئے گئے ہیں۔

فرش والے تیری شوکت کا عُـــلُـــو کیا جانیں

خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

حلّ لغات :۔فرش بمعنی بچھونا اور زمین یہاں مُطلق عالمِ دنیا کے لوگ مراد ہیں۔ شوکت، عربی لفظ مجازاً ہیبت ودَبدبہ پر بولا جاتا ہے۔عُلُوّ، بِضَمَّتَینُ وَتَشْدِیْدِ واؤ بمعنی بلندی(2) اور بِالضَّمُ وَبِالْکَسرُ (3) بھی اسی معنی میں آتا ہے اور فارسی

---

(1) آسمان کے نیچے عرش سے زیادہ نازک یہ ادب کی جگہ ہے جہاں جنید و بایزید بھی سانس روک لیتے ہیں۔(2) یعنی پہلے دو حرفوں (ع اور ل) پر پیش اور واو پر تشدید کی صورت میں اس کا معنی بلندی ہے۔(3) ع پر پیش اور ل پر زیر کے ساتھ

(اور اردو) بضمتین و تخفیف واؤ آتا ہے(1)۔ (غیاث اللغات ۱۲) یہاں بالتخفیف (2) پڑھا جائے گا بمعنی بلندی و رِفعت۔ خسرو میں الف ندائیہ ہے(3) اور خُسر و بالضم (4) گزشتہ زمانے میں دو بادشاہوں کے نام ہیں لیکن اب مجازاً ہر بادشاہ کو کہا جاتا ہے۔ عرش بمعنی تخت، چھت لیکن یہاں وہ عرشِ اعظم مراد ہے جو تمام آسمانوں اور بہشت اور کرسی اور سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی (5) کے اوپر ہے۔ ''پھریرا'' اردو لفظ ہے بمعنی جھنڈا اور علم اور جھنڈے کا کپڑا اور کم سوکھا ہوا اور کھلا ہوا یہاں پہلا معنی مراد ہے۔

شرح :۔ اے اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم آپ کی شان وعظمت بہت ہی بلند و بالا ہے آپ کا مقام اتنا بلند ہے کہ آپ کی عظمت کے جھنڈے عرشِ اعظم پر لہرا رہے ہیں زمین والے آپ کی شان وشوکت کو اچھی طرح سمجھ نہیں سکتے۔ کاش وہ آپ کی بلند ترین شان وعظمت سے باخبر ہوتے جو عرش بلکہ لامکاں تک پھیلی ہوئی ہے۔

قرآنِ پاک :۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝** (6)

اور ہم نے تمہارے لئے تمہارے ذکر کو بلند کردیا

احادیثِ مبارکہ

(۱) حدیثِ قدسی (7) میں ہے: **إِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِي**(8)

---

(1) (یعنی پہلے دو حرفوں (ع اور ل) پر پیش اور واو پر بغیر تشدید کی صورت میں (2) بغیر تشدید کے (3) وہ الف جس کو اسم کے آخر میں لگا کر پکارا جاتا ہے۔ (4) خ کے پیش کے ساتھ (5) ساتویں آسمان پر بیری کا درخت جس کے آگے کوئی نہیں جا سکتا، جبرئیل کا مقام (6) القرآن پارہ ۳۰ سورہ الم نشرح، آیت ۴ (7) وہ حدیث جس میں کلام اللہ تعالیٰ کا ہو اور الفاظ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہوں۔ (8) مسند ابی یعلی الموصلی ،باب من مسند أبی سعید الخدری، رقم الحدیث ۱۳۸۰، الجزء الثانی ،الصفحة ۵۲۲، دار المامون للتراث، دمشق

جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں ساتھ تمہارا ذکر ہوگا۔

فائدہ:۔رب تعالیٰ کا ذکر زمینوں میں بھی ہوتا ہے اور آسمانوں میں بھی فرش پر بھی ہوتا ہے اور عرش پر بھی تو لازمی طور پر حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ذکر مبارک بھی فرش وعرش پر ہوتا ہے بلکہ جنت میں بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اسمِ گرامی کا بول بالا ہے حدیث پاک میں ہے کہ جنت کے درختوں کے ہر پتے پر حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا نامِ نامی اسمِ گرامی لکھا ہوا ہے۔ بقولِ شاعر

مُنَقَّش (1) سبھی اسم احمد سے اختر

ہیں جنت کے برگ و شجر (2) اللہ اللہ

مفصل مضمون فقیر کی کتاب ''شہد سے میٹھا نامِ محمد'' کا مطالعہ کیجئے۔

(۲) حدیث میں وارد ہوا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی پیدائش کے وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے جس طرح ایک جھنڈا کعبہ معظمہ پر اور ایک بیتُ المقدس پر اور ایک زمین وآسمان کے درمیان نصب فرمایا اسی طرح بحکمِ الٰہی آسمانوں کے اوپر بَیْتُ الْمَعْمُوْرُ (3) کے بالکل سیدھ میں بالکل کعبہ جیسی ایک عمارت ہے ایک جھنڈا اس عمارت پر بھی لہرایا۔

فائدہ:۔ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ آپ کو سربلندی بلکہ کائنات کی سلطنت وبادشاہت عطا فرمائی ہے، آپ یقیناً شہنشاہِ کونین ، نبیِّ آخِرُالزَّماں، رحمتِ کون ومکاں ، شفیعُ الْمُذْنِبِیْن ، مَحْبُوبِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنُ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہیں۔ کائنات کا ذرّہ ذرّہ آپ کو اسی حیثیت سے جانتا اور پہچانتا ہے، ہاں بعض

---

(1) جس پر کوئی نقش یا ڈیزائن بنا ہوا ہو۔(2) برگ: پتے۔ شجر: درخت (3) خانہ کعبہ کے عین اوپر آسمانوں پر وہ جگہ جس کے گرد فرشتے عبادت اور طواف کرتے ہیں۔

ایمان سے محروم جن وانسان آپ کو اس حیثیت سے نہیں جانتے پہچانتے اس لئے کوئی نبوت کا مُدّعی نظر آتا ہے، تو کوئی ہمسری کا دعویدار، کوئی سرے سے منکرِ رسالت ہے تو کوئی منکرِ سلطنت واختیار۔ عصرِ حاضر(1) میں بیسیوں فرقے موجود ہیں جو نبی اور صفاتِ نبی کے انکار جیسے جرم کے مُـرْتَـکِبْ ہیں اور ایسے نا قابلِ معافی جرائم کے مرتکبین صرف انسان و جنات ہی میں پائے جاتے ہیں اور کسی مخلوق میں نہیں۔ خود سرکارِ محبوبِ کبریا صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى النَّاسِ قَالَ إِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا يَعْلَمُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَّا عَاصِيَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ(2)

مجھے کائنات کی ہر چیز جانتی پہچانتی ہے سوائے سرکش جن اور انسان کے۔

....

(1) اس زمانے میں (2) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ حَتَّى إِذَا دَفَعْنَا إِلَى حَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ بَنِي النَّجَّارِ إِذَا فِيهِ جَمَلٌ لَا يَدْخُلُ الْحَائِطَ أَحَدٌ إِلَّا شَدَّ عَلَيْهِ قَالَ فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ حَتَّى أَتَى الْحَائِطَ فَدَعَا الْبَعِيرَ فَجَاءَ وَاضِعًا مِشْفَرَهُ إِلَى الْأَرْضِ حَتَّى بَرَكَ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَاتُوا خِطَامًا فَخَطَمَهُ وَدَفَعَهُ إِلَى صَاحِبِهِ قَالَ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى النَّاسِ فَقَالَ إِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا يَعْلَمُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَّا عَاصِيَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ (مسند احمد بن حنبل، باب مسند جابر بن عبداللّٰه رضی اللّٰه عنه، رقم الحديث ١٤٢٠٦، الجزء السادس، الصفحة ٦٣، دار الكتب العلمية بيروت) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر سے واپس آ رہے تھے جب ہم نجار کے ایک باغ کے قریب پہنچے تو پتہ چلا کہ اس باغ میں ایک اونٹ ہے، جو باغ میں داخل ہونے والے ہر شخص پر حملہ کر دیتا ہے لوگوں نے یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس باغ میں تشریف لائے اور اس اونٹ کو بلایا وہ اپنی گردن جھکائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور آپ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی لگام لاؤ، وہ لگام اس کے منہ میں ڈال کر اونٹ اس کے مالک کے حوالے کر دیا پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ آسمان وزمین کے درمیان جتنی چیزیں ہیں سوائے نافرمان جنات اور انسانوں کے، سب جانتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

پھیریرا :۔اس میں حضور سلطانِ بحروبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس رفعت وعظمت کی طرف اشارہ ہے جسے خود سلطانُ الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا کہ دن رات میں میرا اللہ کے ساتھ ایک خاص وقت مقرر ہے جس میں میری اور رب کی ملاقات ہوتی ہے اور اس وقت پورے عالم میں کسی کو دم مارنے (1) کی بھی مجال نہیں ہوتی۔(2)

---

(1)مُداخلت (2)عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُوَاصِلُوا قَالُوا إِنَّكَ تُوَاصِلُ، قَالَ لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنْكُمْ إِنِّي أُطْعَمُ، وَأُسْقَى، أَوْ إِنِّي أَبِيتُ أُطْعَمُ وَأُسْقَى.(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب الوصال ومن قال لیس فی اللیل صیام،لقوله عزوجل(ثُمَّ أَتِمُّوا الصيام الى اليل)ونهى النبی ﷺ عنه رحمة لهم وابقاءً عليهم ومايكره من التعمق، رقم الحدیث ۱۹۶۱ ،الصفحة ۴۷۲،دارابن کثیر دمشق بیروت) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا کہ فرمایا صوم وصال مت رکھو۔لوگوں نے عرض کیا حضور رکھتے ہیں تو فرمایا میں تم میں سے کسی کے مثل نہیں مجھے کھلایا جاتا ہے اور پلایا جاتا ہے یا یہ فرمایا میں رات گزارتا ہوں کھلایا پلایا جاتا ہے۔عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ رَحْمَةً لَهُمْ، فَقَالُوا إِنَّكَ تُوَاصِلُ، قَالَ :إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّي يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي(صحیح البخاری ، کتاب الصوم، باب الوصال ومن قال لیس فی اللیل صیام،لقوله عزوجل(ثُمَّ أَتِمُّوا الصيام الى اليل)ونهى النبی ﷺ عنه رحمة لهم وابقاءً عليهم ومايكره من التعمق، حدیث ۱۹۶۴ ،الصفحة ۴۷۲،دارابن کثیر دمشق بیروت)(صحیح مسلم،کتاب الصیام، باب النهی عن الوصال فی الصوم، رقم الحدیث ۲۴۶۱ ، الصفحة ۵۰۵ ،دارالفکر بیروت) اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان پر مہربانی کی بناء پر انہیں صوم وصال سے منع فرمایا۔لوگوں نے عرض کیا حضور صوم وصال رکھتے ہیں فرمایا میں تمہارے جیسا نہیں مجھے میرا رب کھلاتا پلاتا ہے۔تفسیر روح البیان میں ہے:حضرت شیخ رکن الدین علاء الدولة سمنانی قدس سره فرود آمده مذکوراست که حضرت رسالت را صلی اللہ علیه وسلّم سه صورتست یکی بشری

عرش پہ پھریرا:۔اس میں اَعلٰی حَضرَتُ ، اِمَامِ اَھلِ سُنَّتُ فَاضِلِ بَرَیلُوِی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے حضور سرورِ کائنات ، سلطانُ الانبیاءصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہژدہ ہزار عالم کی سلطنت وحکومت کی طرف اشارہ فرمایا ہے، جس سلطنت کا مرکزی مقام''عرشِ اعظم'' ہے اوراس پر آپ کے علَم اور جھنڈا لہرانے کا ذکر احادیث میں ہے، مِنجُملَۂ(1) ان کے ایک عرض کردوں۔

مولانا برزنجی اپنے مولود شریف میں لکھتے ہیں:

☆وَنُوْدِیَ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بِحَمْلِھَا لِاَنْوَارِہِ الذَّاتِیَّۃُ

☆وَصَبَا کُلُّ صَبٍّ لِھُبُوْبِ نَسِیْم صِبَاہُ

☆وَکُسِیَتِ الْاَرْضُ بَعْدَ طُوْلِ جَدْبِھَا مِنَ النَّبَاتِ حُلَلًا سُنْدُ سِیَّۃُ

☆وَاَیْنَعَتِ الثِّمَارُ وَاَدْنَی الشَّجَرُ لِلْجَانِیْ جَنَاہُ

☆وَنَطَقَتْ بِحَمْلِہٖ کُلُّ دَابَّۃٍ لِقُرَیْشٍ بِفِصَاحِ الْاَلْسُنِ الْعَرَبِیَّۃُ

☆وَخَرَّتِ الْاَسِرَّۃُ وَالْاَصْنَامُ عَلَی الْوُجُوْہِ وَالْاَفْوَاہ

کقولہ تعالی (إِنَمآ أَنا بشرٌ مِّثلُکُم)دوم ملکی چنانکہ فرمودہ است (لست کأحد ابیت عند ربی)سیوم حقی کما قال(لی مع اللّٰہ وقت لا یسعنی فیہ ملك مقرب ولا نبی مرسل)

(تفسیر روح البیان،سورۃ مریم، الجلد الخامس ،الصفحۃ ۲ ۱ ۳،دارالفکر بیروت) حضرت شیخ رکن الدولہ سمنانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام کی تین صورتیں ہیں ۔(۱) صورتِ بشری جس کا بیان آیت (إِنَمآ أَنا بشرٌ مِّثلُکُم) میں ہے۔(۲) صورتِ ملکی جس کے متعلق خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہاری مثل نہیں ہوں میں اپنے رب کے پاس رات گزارتا ہوں۔(۳) صورتِ حقی جس کے متعلق فرمایا میرے لئے خدا کے ساتھ ایک ایسی ساعت ہے جس میں نبیِّ مُرسَل(وہ نبی علیہ السلام جو رسول بھی ہوں) اور ملکِ مقرب (جبریل امین علیہ السلام) کی بھی رسائی نہیں ہے۔(1) خلاصہ،حاصلِ کلام

☆وَتَبَاشَرَتْ وُحُوْشُ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ وَدَوَابُّهَا الْبَحْرِيَّةُ
☆وَاحْتَسَتِ الْعَوَالِمُ مِنَ السُّرُوْرِ كَأْسَ حَمَيَّاهُ
☆وَلَهِجَ بِخَبَرِهِ كُلُّ حَبْرٍ خَبِيْرٍ وَفِيْ حُلَا حُسْنِهِ تَاهُ
☆وَبَشَّرَتِ الْجِنُّ بِأُظْلَالِ زَمَنِهِ وَانْتُهِكَتِ الْكَهَانَةُ وَرَهِبَتِ الرَّهْبَانِيَّةُ
☆وَأُتِيَتْ أُمُّهُ فِي الْمَنَامِ فَقِيْلَ لَهَا اَنَّكِ قَدْ حَمَلْتِ بِسَيِّدِ الْعَالَمِيْنَ وَخَيْرِ الْبَرِيَّةِ وَسَمِّيْهِ اِذَا وَضَعْتِهِ مُحَمَّداً ، لِاَنَّهُ سَتُحْمَدُ عُقْبَاهُ.(1)

ترجمہ:۔اور آسمانوں اور زمین میں ندا کر دی گئی کہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ذاتِ محمدی (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کے انوار سے حاملہ ہو گئی ہیں اور ہر ایک عاشق اُس کی بادِ صبا کے چلنے سے مشتاق ہو گیا اور زمین مدت کی خشک سالی کے بعد روئیدگی (2) کی مخملی پوشاکیں پہنائی گئیں، پھل پک گئے، درختوں نے توڑنے والوں کے لئے اپنے پھل جھکائے اور قریش کا ہر ایک چارپایہ فصیح عربی زبانوں میں آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا کے حمل کی خبر کے ساتھ گویا ہوا۔ تخت اور بت اپنی پیشانیوں اور منہ کے بل گر پڑے، مشرق و مغرب کے وحشی چرند و پرند اور دریائی جانوروں نے ایک دوسرے کو خوشخبری دی۔ تمام جہان نے اس خوشی کی شراب کا پیالہ پیا۔ جنوں نے آپ کے زمانے کے قریب آنے کی خوشخبری دی۔ کہانت (3) کی آبرو

---

(1)(مولد البرزنجی ،صفحہ ۱۰۴، ۱۰۵ ،مطبوعہ اصدارات الساحة الخزرجية، ابوظبی، دولة الامارات العربية المتحدة) (2) اگنا، نباتات کا نمو یعنی بڑھنا، ہریالی (3) اکثر لوگوں نے ذکر کیا ہے کہ کہانت اُس شیطان کی طرف سے ہوا کرتی تھی جو کاہن کو غائب چیزوں کی خبر دے دیتا تھا۔ شیاطین چوری سے فرشتوں سے سن لیتے تھے اور کاہنوں کو بتا دیتے تھے اور کاہن اُن خبروں کو اسی طرح لوگوں تک پہونچا دیتے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس کی نسبت خبر دی ہے چنانچہ فرمایا: وَ اَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِیْدًا وَّ شُهُبًاo(القرآن پارہ ۲۹، سورۃ الجن، آیت ۸) اور یہ کہ ہم نے آسمان کو چھوا تو اسے پایا کہ

جاتی رہی، رہبانیت پر خوف طاری ہوا، ہر ایک ہوشیار عالم آپ کی خبر کا مشتاق ہوا اور آپ کے حسن کی خوبیوں میں حیران ہوا اور آپ کی والدہ نے خواب میں سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ تیرے پیٹ میں خَیْرُ الْخَلْق اور سارے جہان کا سردار ہے جب وہ پیدا ہوں تو اُن کا نام محمد (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) رکھنا اس لئے کہ اُن کی عاقبت محمود ہوگی۔

پھر حکم ہوا جبرئیل علیہ السلام کو فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ ایک عَلَمِ سبز محمدی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لے کر دنیا میں جاؤ اور اس عَلَم کو کعبہ کی چھت پر کھڑا کرو اور ندا کرو کہ آج کی رات نور محمدی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا مشرف ہوئی ہیں اور اہلِ زمین خوش ہو اور فخر کرو کہ دونوں جہاں کے سردار حَبِیْبُ اللّٰه مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ خوش قسمتی اس امت کی کہ مُحَمَّد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سا پیغمبر پائے اور زہے تقدیر اس شخص کی کہ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر ایمان لائے اور پڑھے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم)(1)

سخت پہرے اور آگ کی چنگاریوں سے بھر دیا گیا ہے۔ دوسری جگہ فرمایا ہے یُوْحِیْ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا۔ (القرآن پارہ ۸، سورۃ الانعام، آیت ۱۱۲) شیطان کہ ان میں ایک دوسرے پر خفیہ ڈالتا ہے بناوٹ کی بات دھوکے کو۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے: وَ اِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰی اَوْلِیٰٓـئِهِمْ لِیُجَادِلُوْكُمْ ۔ (پارہ ۸، سورۃ الانعام، آیت ۱۲۱) اور بے شک شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں کہ تم سے جھگڑیں۔ جن وشیاطین غیب نہیں جانتے مگر فرشتوں سے چھپ کر سن لیتے تھے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے: فَلَمَّا خَرَّ تَبَیَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ الْغَیْبَ مَا لَبِثُوْا فِی الْعَذَابِ الْمُهِیْنِ ۝ (پارہ ۲۲، سورہ سباء، آیت ۱۴) پھر جب سلیمان زمین پر آیا جنوں کی حقیقت کھل گئی اگر غیب جانتے ہوتے تو اس خواری کے عذاب میں نہ ہوتے۔ (1) اشعار کا خلاصہ احادیث مبارکہ کی روشنی میں ﷺ ابونعیم نے

ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے حاملہ ہونے کی علامت یہ تھی کہ اُس رات قریش کا ہر ایک چارپایہ گویا ہوا اور بول اُٹھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماں کے پیٹ میں آگئے۔ کعبہ کے رب کی قسم! وہ دنیا کے امام اور علماء کے چراغ ہیں اور دنیا کے بادشاہوں میں کسی کا تخت نہ رہا کہ اوندھا نہ ہوا ہو اور مشرق کے حیوانات مغرب کے حیوانات کے پاس خوشخبریاں لے کر گئے اور اسی طرح بحری حیوانات نے آپس میں ایک دوسرے کو خوشخبری دی اور آپ کے حمل کے مہینوں میں سے ہر مہینے میں زمین و آسمان میں آواز آتی تھی کہ خوش ہو جاؤ، کیونکہ وقت آپہونچا ہے کہ برکت والے اَبُو الْقَاسِم صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوں۔ (اور ابونعیم نے روایت کی ہے کہ) حمل شریف کے چھ مہینے کے بعد کوئی آنے والا آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے پاس (خواب میں) آیا اور کہا اے آمنہ! رضی اللہ تعالٰی عنہا بیشک تیرے پیٹ میں خَیْرُ الْعٰلَمِیْنَ ہیں، جب وہ پیدا ہوں تو اُن کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھنا اور اپنا حال چھپائے رکھنا۔ پھر جب آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کو دردِزِہ (بچہ پیدا ہونے کا درد) شروع ہوا اور وہ اکیلی تھیں تو اُنہوں نے دیکھا کہ ایک سفید پرندے نے اس کے دل پر مسح کر دیا پس اُس کا ڈر جاتا رہا آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے پاس سفید شربت لایا گیا پس اُس کو پی لیا اور اُس کے لئے بڑا نور روشن ہوا پھر اُس نے کھجور کی طرح لمبی عورتیں دیکھیں، پس اُنہوں نے آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کو گھیر لیا آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے پوچھا! تم نے کہاں سے مجھے جان لیا؟ ایک روایت میں ہے کہ اُنہوں نے مجھ سے کہا ہم فرعون کی بیوی آسیہ اور عمران کی بیٹی ہیں اور یہ حورعین (بڑی آنکھوں والی عورت) ہیں۔ پھر آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے سفید زیبا زمین و آسمان میں بچھی ہوئی دیکھی اور کئی اشخاص دیکھے جن کے ہاتھوں میں چاندی کے کوزے تھے اور پرندوں کا ایک غول آیا، جس نے حجرے کو ڈھانپ لیا اُن کی چونچیں زُمُرد کی اور بازو یاقوت کے تھے اور آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے زمین کے مشرق و مغرب دیکھے اور تین جھنڈے گڑھے ہوئے دیکھے ایک جھنڈا مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک کعبہ کی پشت پر۔ پس نفاس شروع ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے پس ناگاہ تضرع وزاری کرنے والے شخص کی طرح سجدہ کر رہے تھے اور اپنی دونوں انگلیوں کو آسمان کی طرف اُٹھائے ہوئے تھے پھر آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے دیکھا کہ ایک سفید بادل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھانپ لیا اور آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے آپ کو غائب کر دیا پس آمنہ نے ایک ندا کرنے والے کو یہ کہتے سنا کہ ان کو زمین کے مشارق و مغارب میں گشت کراؤ اور سمندروں میں داخل کرو تاکہ وہ ان کو ان کے نام ونعت وصورت سے پہچان لیں اور جان لیں کہ کوئی شرک باقی نہ رہے گا جو ان کے زمانے میں مٹایا نہ جائے گا پھر وہ بادل بہت جلد آپ سے دور ہو گیا۔

آسماں خوان زمیں خوان زمانہ مہمان
صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

حلّ لغات:۔ خوان، فارسی لفظ ہے، بمعنی دستر خوان، جسے بچھا کر کھانا کھاتے ہیں۔ کس کا ہے، استفہام کے بعد جواب خود دیا کہ اے سلطانِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا ہی لقب ہے صاحبِ خانہ۔ صاحب خانہ، گھر والا، میزبان۔

شرح:۔ اے دونوں عالم کے بادشاہ یہ پھیلے ہوئے سارے آسمان اور ساری زمین آپ ہی کے لیے بچھے ہوئے دو دستر خوان ہیں، جس پر سارا عالم باعزت وعظمت مہمان کی حیثیت سے اپنا رزق کھا رہا ہے، یعنی سارے عالم کے آپ میزبان ہیں اور صاحبِ خانہ آپ کا ہی لقب ہے اس لئے کہ کائنات کو جو کچھ مل رہا ہے آپ کے دستِ اقدس کی عطاء ہے۔

قرآن مجید

(۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَ وَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی(1)

اور تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا۔

فائدہ:۔ صاحب رُوح البیان نے فرمایا کہ عائل (عیالداری) سے عام مراد ہے۔

(۲) وَ مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ(2)

اور جو کچھ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمائیں وہ لو۔

فائدہ:۔ حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یہ "مَا" عام ہے دنیا و آخرت وغیرہا کے امور۔

---

(1) القرآن پارہ ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت ۸ (2) القرآن پارہ ۲۸، سورۃ الحشر، آیت ۷

حدیث

(۱) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمینوں اور آسمانوں کے خزانوں کی چابیاں مجھے عطا کر دی ہیں۔

(۲) ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو پہاڑ سونے کا بن کر میرے ساتھ چلا کرے۔

(۳) ایک اور حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي (1)

میں صرف بانٹنے والا ہوں اور اللہ دیتا ہے۔

---

(1) قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ، خَطِيبًا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ، وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي، وَلَنْ تَزَالَ هٰذِهِ الْأُمَّةُ قَائِمَةً عَلَى أَمْرِ اللّٰهِ، لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ، حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من یرد اللہ بہ خیرا یفقهه فی الدین، رقم الحدیث ۷۱، الصفحة ۳۰، دار ابن کثیر دمشق بیروت) حُمَيْدُ بنُ عَبْدُ الرَّحْمٰن کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرتِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا وہ کہہ رہے تھے، کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا حضور فرماتے تھے کہ اللہ جس کے ساتھ زیادہ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، اسے دین میں سمجھ عطا فرماتا ہے میں صرف بانٹنے والا ہوں اور اللہ دیتا ہے۔ یہ امت ہمیشہ اللہ کے دین پر قائم رہے گی مخالفین ان کو ضرر نہیں پہونچا سکیں گے یہاں تک کہ قیامت آجائے انہی سے مروی دوسری روایت کے الفاظ ہیں: وَاللّٰهُ الْمُعْطِي وَأَنَا الْقَاسِمُ (صحیح البخاری، کتاب فرض الخمس، باب قول اللہ تعالیٰ "فان للہ خمسه وللرسول (سورۂ انفال ۴۱) رقم الحدیث ۳۱۱۶، الصفحة ۷۶۸، دار ابن کثیر دمشق بیروت) اللہ عطا کرنے والا ہے میں تقسیم کرنے والا ہوں تیسری روایت کے الفاظ ہیں: إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَخَازِنٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي (صحیح البخاری، کتاب فرض الخمس، باب قول اللہ تعالیٰ "فان للہ خمسه وللرسول (سورۂ انفال ۴۱) الصفحة ۷۶۷، دار ابن کثیر دمشق بیروت) میں قاسم اور خازن ہوں اور عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ

فائدہ :۔ان اَحادیثِ مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بظاہر کچھ نہیں ہے مگر حقیقت میں دنیا کی ہر چیز کے مالک ومختار ہیں اسی حقیقت کی طرف اَعلیٰ حَضرت، عَظِیمُ البَرَکَتْ اَلشَّاہْ اَحمَدْ رَضا خَانْ فَاضِل بَرَیْلوِیْ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ایک شعر میں کیا خوب اشارہ فرمایا ہے

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دوجہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

فائدہ: لفظ "اِنَّمَا" (1) عربی زبان میں حصر کا فائدہ دیتا ہے، اب یہ معنی ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی قاسم ہیں ان کے سوا اور کوئی قاسم نہیں ہے ہر نعمت کی تقسیم ان کے سپرد ہے، جس کو جو ملے گا انہیں کے در سے انہیں کے وسیلے سے اور واسطہ سے ملے گا ان

ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ مروی ہیں: إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ أَضَعُ حَيْثُ أُمِرْتُ (صحیح البخاری، کتاب فرض الخمس، باب قول اللہ تعالی "فان للہ خمسه وللرسول (سورۂ انفال ۴۱)، رقم الحدیث ۳۱۱۷، الصفحة ۷۶۸، دار ابن کثیر دمشق بیروت) میں تقسیم کنندہ ہوں اور وہاں ہی خرچ کرتا ہوں جہاں کا حکم ہوتا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنه سے مروی ہے: بُعِثْتُ قَاسِمًا أُقْسِمُ بَيْنَكُمْ۔ (صحیح مسلم، کتاب الاستئذان (الآداب)، باب النھی عن التکنی بابی القاسم و بیان ما یستحب من الاسماء، رقم الحدیث ۵۴۸۲، الصفحة ۱۰۷۴، دار الفکر بیروت) مجھے قاسم بنا کر بھیجا گیا ہے تاکہ میں تم میں (اللہ کے خزانے) تقسیم کروں۔ ان تمام روایات کو پڑھئے کسی جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم کو محدود نہیں کیا گیا۔ جب اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا خازن قرار دے دیا تو اب اس کے بعد یہ کہنا ہرگز درست نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف علم کا خزانہ دیا گیا ہے، دیگر خزائن نہیں دیئے گئے۔ اگر ایسی قید لگانا ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود لگادیتے محض ضد وہٹ دھرمی کی بنیاد پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم کو محدود کرنا کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا، پھر یہاں اللہ تعالی کی عطا کا بھی ذکر ہے۔ کیا وہ بھی علم تک ہی محدود ہوگی؟؟؟ جیسے اللہ تعالی کی عطا متعین نہیں اسی طرح اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم بھی متعین نہیں۔ (1) اِنَّ حرفِ مُشَبَّہ بالفعل اور ما کافہ ہے

کے وسیلے کے بغیر اگر خدا سے طلب کیا جائے تو ہر گز نہ ملے گا۔

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ کرے عطا

حاشا(1) غلط غلط یہ ہوس بے بصر(2) کی ہے

یہ حدیث مختصر ہے لیکن معانی کے لحاظ سے نہایت جامع ہے۔ اس لئے کہ جیسے لفظ "یُعْطِیْ" (3) کا مَفْعُوْلُ (4) مقدّر (5) ہے ایسے ہی "قَاسِمٌ" (6) کا، اور قاعدہ ہے جہاں فعل کا مفعول مقدر ہو وہاں عموم (7) مراد ہوتا ہے اور جب قاسم کسی قید سے مقید نہیں ہے نہ اس میں زمانے کی قید ہے، نہ وقت کی، نہ ساعت کی قید ہے نہ مانگنے والے کی، نہ عطیہ کی قید ہے نہ لینے والے کی۔ گویا مقصودِ حدیث یہ ہے کہ ہر چیز کا مُعْطِیْ (8) خدا ہے اور میں اس ہر چیز کا قاسم ہوں۔

لَا وَرَبِّ الْعَرْش (9) جس کو جو ملا ان سے ملا

بٹتی ہے کونین میں نعمت رَسُوْلُ اللّٰہ کی

اَبُوالْقَاسِم صلی اللہ علیہ وسلم:۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت مبارکہ بھی اسی معنی پر ہے کہ آپ حقیقی طور پر خدا تعالیٰ کی تمام نعمتوں کے تقسیم کنندہ ہیں۔ چنانچہ علماء محققین نے یہی معنی کیا ہے چنانچہ حضرت امام قسطلانی مواہب الدنیہ میں لکھتے ہیں کہ:

وَكُنِيَّتُهٗ اَبُو الْقَاسِمِ لِاَنَّهٗ يُقَسِّمُ الْجَنَّةَ بَيْنَ اَهْلِهَا. (10)

---

(1) ہر گز نہیں (2) اندھا ہے مراد عقل کا اندھا ہے یعنی بد مذہب (3) فعلِ مضارع (4) علمِ نحو میں وہ اسم ہے جس پر فاعل اپنا فعل واقع کرے اور فعلِ متعدی اسے نصب دے (5) وہ لفظ ہے جو عبارت میں مذکور نہ ہو مگر اسکے معنیٰ کلام سے سمجھے جا سکتے ہوں (6) اسم فاعل (7) عام ہونا (8) عطا کرنے والا (9) عرش کے رب کی قسم

(10) المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، المقصد الثانى فى ذكر أسمائه ﷺ وأولاده و أزواجه وغير ذلك، تتمه شرح بعض الأسماء، الجزء الثانى، الصفحة ٥٢، المكتب

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت ابو القاسم ہے کہ جنت کو اس کے حقداروں میں تقسیم فرمائیں گے۔

عام مخلوق کی تو بات ہی کیا ہے انبیاء علیہم السلام بھی آپ کے خوانِ یغما(1) کے محتاج ہیں۔کل قیامت میں ہم سب آنکھوں سے دیکھیں گے کہ ہر نبی علیہ السلام بھی یہاں تک خلیل اللہ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر بھی ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درِ کریم کے سائل ہوں گے۔اَعْلیٰ حَضْرَتْ، امام اہلسنت فَاضِل بَرَیْلوِی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے دوسرے مقام پر فرمایا

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مُسْتَغْنِی(2) ہوا
ہے خَلِیْلُ اللّٰہ(3) کو حاجت رَسُوْلُ اللّٰہ کی (ﷺ)

سب کا والی صلی اللہ علیہ وسلم:۔صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کا عقیدہ تھا کہ کل کائنات آپ کی عیال (4) ہے چنانچہ جب سیدنا حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہوئی حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکے یہاں تشریف لے گئے اور ان کے یتیم بچوں کو خدمتِ اقدس میں یاد فرمایا وہ حاضر ہوئے حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالی عنہما اسے بیان کر کے فرماتے ہیں:

میری ماں نے حاضر ہو کر حضور پناہِ بیکساں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہماری یتیمی کی شکایت عرض کی

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْعَیْلَۃُ تخَافِیْنَ عَلَیْھِمْ وَاَنَا

الاسلامی بیروت (1) سخاوت کے دستر خوان (2) بے پرواہ، آزاد (3) حضرت ابراہیم علیہ السلام (4) بال بچے، زن و فرزند

وَلِیُّهُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ.(1)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا ان پر محتاجی کا اندیشہ کرتی ہے حالانکہ میں انکا ولی وکارساز ہوں دنیا وآخرت میں۔

نائب اعظم :۔حدیث شریف میں ہے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے خلیفۂ اکبر اور نائبِ اعظم ہیں۔چنانچہ امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالی علیہ حضرت عبداللہ بن سلام (صحابی) رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتے ہیں:

إِنَّ أُكْرَمَ خَلِيفَةِ اللّٰهِ عَلَى اللّٰهِ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ (2)

(خصائص الکبریٰ جلد۲ صفحہ ۱۹۸)

بیشک اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے خلیفہ حضور ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

خلیفہ کا معنی :۔خلیفہ خدا کا (نائب) اور اس کی قُدرت کا نمونہ ہوتا ہے۔ شہنشاہ نعمتوں اور دولتوں کی تقسیم نائبوں سے کراتے ہیں، چونکہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے خلیفۂ اکبر ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور دولتوں کی تقسیم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربارِ دُربار(3) سے ہوتی ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے دوسرے مقام پر فرمایا:

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مَفر (4) مَقر (5)

جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

---

(5)مسند احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہما، رقم الحدیث ۱۷۷۷، الجزء الاول، الصفحة ۵۵۲، دار الکتب العلمیة بیروت)(1)(الخصائص الکبری، باب اختصاصه ﷺ بشرح الصدر ووضع الوزر الخ، الجزء الثانی، الصفحة ۳۴۱، دار الکتب العلمیة بیروت)(2) بادشاہ کی مجلس ،شاہی عدالت (3) فرار ہونے کی جگہ (4) قرار پانے کی جگہ

خلاصہ:۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کُل کائنات کی تمام نعمتوں کے قاسم ہیں فتح ونصرت، علم ومعرفت، رحمت ومغفرت، نعمت وبرکت۔ غرضیکہ کارخانۂ الٰہیہ کی باگ ڈور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے مقدس ہاتھ میں ہے۔

دونوں جہاں میں بانٹتے ہیں صدقہ صبح وشام
بندھے ہوئے ہیں رسول خدا کے ہاتھ میں

....

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و مُحِبّ میں نہیں میرا تیرا

حل لغات:۔ میں تو مالک ہی کہوں گا دعویٰ ہے، اس کی دلیل میں فرمایا: ہو مالک کے حبیب، پھر یہ دعویٰ ہے اس کی دلیل میں فرمایا کہ ''محبوب ومحب میں میرا تیرا نہیں ہوتا''

شرح:۔ شعرِ ہذا امام نعمت گویان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قادر الکلامی اور ان کی فصاحت وبلاغت اور فنِ شعری کی امامت کی اعلیٰ دلیل ہے۔ قرآنِ مجید کی بلاغت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں دعویٰ کے ساتھ دلیل بھی ہوتی ہے پھر وہ جملہ جو پہلے دلیل تھا اب وہ دعویٰ بھی بن جاتا ہے جس کے لئے اس کا دوسرا جملہ دلیل بن جاتا ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''الحمد للہ'' یہ دعویٰ ہے، اس کی دلیل رب العالمین ہے، پھر یہی جملہ دعویٰ ہے اور اس کی دلیل آنے والا جملہ ہے۔ الخ

یعنی اے رب العالمین کے پیارے میں تو آپ کو دونوں جہاں کا مالک وحاکم ہی مانتا ہوں اس لئے کہ مالکِ حقیقی وذاتی خداوند قدوس جل شانہ کے آپ پیارے اور چہیتے محبوب ہیں اور محبّ ومحبوب کے درمیان بیگانگی اور غیریت نہیں ہوا کرتی، بلکہ محب اور دوست اپنی ساری چیزوں میں اپنے محبوب اور پیارے کو اجازت واختیار دے دیا کرتا ہے،

جو پیار ومحبت کا پورا پورا تقاضا ہے یعنی محب محبوب سے کوئی شے چھپاتا نہیں بلکہ ہر شے کا اختیار دیتا ہے۔

امام اہل سنت رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ نے کیسا مُدَلَّلْ (1) بیان فرمایا کہ ایک مصرعہ میں دعویٰ دوسرے میں دلیل ۔ہم اسے قرآن واحادیثِ مبارکہ کی روشنی میں عرض کرتے ہیں۔

قرآنِ کریم :۔آیتِ کوثر کے علاوہ آیتِ ذیل بھی اس دعویٰ کی دلیل ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ (2)

یوں عرض کر اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے۔

شانِ نزول:۔فتحِ مکہ کے وقت سَیِّدُ الْاَنبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو ملکِ فارس وروم کی سلطنت کا وعدہ فرمایا تو یہود ومنافقین نے اس کو بہت بعید سمجھا اور کہنے لگے کہاں محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کہاں فارس وروم کے ملک وہ تو بڑے زبردست اور نہایت مضبوط ہیں اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔(3)

فائدہ :۔بِفَضْلِهٖ تَعَالٰی (4) آخر یہ وعدہ پورا ہو کر رہا۔اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ صحابۂ کرام رضی اللّٰہ تعالی عنھم کا عقیدہ یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ممالک کا مالک اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنادیا لیکن منافقین اور یہودیوں نے اس وقت مانا نہ اب مانتے ہیں۔

---

(1) دلائل سے بھرپور (2) پارہ ۳،سورۂ آل عمران،آیت ۲۶ (3) خزائن العرفان پارہ ۳ سورہ ال عمران آیت ۲۶ (4) اللہ تعالیٰ کے فضل سے

چند واقعات ملاحظہ ہوں:

کسریٰ کے کنگن :۔ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سُراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے سُراقہ !اس وقت تمہاری کیا شان ہوگی جب کسریٰ کے طلائی کنگن (1) تمہارے ہاتھوں میں پہنائے جائیں گے۔ چنانچہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دی ہوئی یہ غیب کی خبر حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں پوری ہوئی۔ایران فتح ہوا تو مالِ غنیمت میں کسریٰ کے کنگن بھی آئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر ان کے ہاتھوں میں وہ کنگن پہنائے۔(2) (السنن الکبریٰ للبیہقی)

(ا) حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ولادت کے بعد ایک کہنے والا کہہ رہا ہے:

قَبِضَ مُحَمَّدٌ عَلٰى مَفَاتِيحِ النُّصْرَةِ وَ مَفَاتِيحِ الرِّيحِ، وَمَفَاتِيحِ النُّبُوَّةِ، ثُمَّ أَقْبَلَتْ سَحَابَةٌ أُخْرٰى .... حَتّٰى غَشِيَهُ فَغَابَ عَنْ عَيْنِي، ... ثُمَّ تَجَلَّتْ عَنْهُ فَإِذَا أَنَا بِهِ قَدْ قَبِضَ عَلٰى حَرِيْرَةٍ خَضْرَآءَ مَطْوِيَّةٌ، وَإِذَا قَائِلٌ يَقُوْلُ: بَخٌ بَخٌ قَبِضَ مُحَمَّدٌ ﷺ عَلَى الدُّنْيَا كُلِّهَا لَمْ يَبْقَ خَلْقٌ مِنْ أَهْلِهَا إِلَّا

---

(1) سونے کے کنگن (2) سنن الکبری للبیھقی ،دَلَائِلُ النُّبُوَّہ لِلْبَیْھَقِی میں بطریق الحسن مروی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرمایا: كَيْفَ بِكَ إِذَا لَبِسْتَ سَوَارَيْ كِسْرٰى وہ وقت تیرا کیسا وقت ہوگا جب تجھے کسریٰ بادشاہ ایران کے کنگن پہنائے جائیں گے۔جب ایران زمانہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ میں فتح ہوا اور کسریٰ کے کنگن کمر بند اور تاج خدمتِ فاروقی میں حاضر کئے گئے امیر المومنین نے انہیں پہنائے اور فرمایا'' اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہو'' اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ سَلَبَهُمَا مِنْ كِسْرٰى بْنُ هُرْمُزْ وَأَلْبَسَهُمَا سُرَاقَة بن جعشم أعرابيا (سنن الکبریٰ للبیھقی ، کتاب قسم الفئی والغنیمة،باب الاختیار فی التعجیل بقسمة مال الفئ، رقم الحدیث ۱۳۰۳۳،الجزء

دَخَلَ فِي قَبْضَتِهِ.(1) (خصائص الکبریٰ جلداول صفحہ ۴۸)

ترجمہ: نفع کی کنجیاں، نبوت کی کنجیاں سب پر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبضہ فرمایا پھر

السادس، الصفحة ۱۸۵، دار الکتب العلمیة بیروت) اللہ بہت بڑا ہے سب خوبیاں اللہ کو جس نے یہ کنگن کسریٰ بن ہرمز سے چھینے اور سراقہ بن جعشم دیہاتی کو پہنائے۔

(1) أَبُوْ نُعَيْم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور مالک غیور صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں: فَلَمَّا خَرَجَ مِنْ بَطْنِي نَظَرْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا أَنَا بِهِ سَاجِدًا قَدْ رَفَعَ إِصْبَعَيْهِ كَالْمُتَضَرِّعِ الْمُبْتَهِلِ، ثُمَّ رَأَيْتُ سَحَابَةً بَيْضَاءَ قَدْ أَقْبَلَتْ مِنَ السَّمَآءِ حَتّٰى غَشِيَتْهُ، فَغُيِّبَ عَنْ وَجْهِي ......ثُمَّ تَجَلَّتْ عَنْهُ فِي السَّرْعِ وَقْتٌ فَإِذَا أَنَا بِهِ مُدْرَجٌ فِي ثَوْبِ صُوْفٍ أَبْيَضَ وَتَحْتَهُ حَرِيْرَةٌ خَضْرَاءُ، وَقَدْ قَبَضَ عَلٰى ثَلَاثَةِ مَفَاتِيْحَ مِنَ اللُّؤْلُؤِ الرُّطَبِ، وَإِذَا قَائِلٌ يَقُوْلُ: قَبَضَ مُحَمَّدٌ عَلٰى مَفَاتِيْحِ النُّصْرَةِ وَ مَفَاتِيْحِ الرِّيْحِ، وَمَفَاتِيْحِ النُّبُوَّةِ، ثُمَّ أَقْبَلَتْ سَحَابَةٌ أُخْرٰى .... حَتّٰى غَشِيَتْهُ فَغُيِّبَ عَنْ عَيْنِي، ... ثُمَّ تَجَلَّتْ عَنْهُ فَإِذَا أَنَا بِهِ قَدْ قَبَضَ عَلٰى حَرِيْرَةٍ خَضْرَآءَ مَطْوِيَّةٍ، وَإِذَا قَائِلٌ يَقُوْلُ: بَخٍ بَخٍ قَبَضَ مُحَمَّدٌ ﷺ عَلَى الدُّنْيَا كُلِّهَا لَمْ يَبْقَ خَلْقٌ مِنْ أَهْلِهَا إِلَّا دَخَلَ فِي قَبْضَتِهِ." هٰذَا مُخْتَصَرٌ" (الخصائص الکبریٰ، باب ما ظهر فی لیلة مولده صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم من المعجزات والخصائص، الجزء الاول، الصفحة ۸۲، دار الکتب العلمیة بیروت) جب حضور صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے شکم (پیٹ) سے پیدا ہوئے میں نے دیکھا سجدے میں پڑے ہیں، پھر ایک سفید اَبر (بادل) نے آسمان سے آکر حضور کو ڈھانپ لیا کہ میرے سامنے سے غائب ہو گئے پھر وہ پردہ ہٹا تو میں کیا دیکھتی ہوں کہ حضور صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک اونی سفید کپڑے میں لپٹے ہیں اور سبز ریشمی بچھونا بچھا ہے اور گوہر شاداب (نایاب موتی) کی تین کنجیاں حضور کی مٹھی میں ہیں اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے کہ نصرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں، نبوت کی کنجیاں سب پر محمد صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبضہ فرمایا پھر اور اَبر نے آکر حضور کو ڈھانپا کہ میری نگاہ سے چھپ گئے پھر روشن ہوا تو کیا دیکھتی ہوں کہ ایک سبز ریشم کا لپٹا ہوا کپڑا حضور کی مٹھی میں ہے اور کوئی منادی پکار رہا ہے واہ واہ ساری دنیا محمد صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مٹھی میں آئی، زمین و آسمان میں کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو ان کے قبضہ میں نہ آئی۔

اور اَبر نے آکر حضور کوڈھانپا کہ میری نگاہ سے چھپ گئے پھر روشن ہوا تو کیا دیکھتی ہوں کہ ایک سبز ریشم کا لپٹا ہوا کپڑا حضور کی مٹھی میں ہے اور کوئی منادی پکار رہا ہے واہ واہ ساری دنیا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مٹھی میں آئی، زمین وآسمان میں کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو ان کے قبضہ میں نہ آئی۔

(۲) حضرت عقبہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ:

وَإِنِّی قَدْ أُعْطِیتُ خَزَائِنَ مَفَاتِیحِ الأَرْض(1)

بے شک مجھے روئے زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئی ہیں۔

(بخاری جلد۲ صفحہ ۵۵۸ و جلد۲ صفحہ ۹۷۵ و مسلم جلد۲ صفحہ ۲۵۰)

---

(1) أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ یَوْمًا فَصَلَّی عَلَی أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَی الْمَیِّتِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنِّی فَرَطٌ لَكُمْ، وَأَنَا شَهِیدٌ عَلَیْكُمْ، إِنِّی وَاللّٰهِ لَأَنْظُرُ إِلَی حَوْضِی الْآنَ، وَإِنِّی قَدْ أُعْطِیتُ خَزَائِنَ مَفَاتِیحِ الْأَرْضِ، وَإِنِّی وَاللّٰهِ مَا أَخَافُ بَعْدِی أَنْ تُشْرِكُوا، وَلَكِنْ أَخَافُ أَنْ تَنَافَسُوا فِیهَا.(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام، رقم الحدیث ۳۵۹٦ ،الصفحة ۸۸۵ ،دار ابن کثیر دمشق بیروت) (صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب اثبات حوض نبینا صلی اللّٰه علیه وسلم وصفاته، رقم الحدیث ۵۸۷۱، الصفحة ۱۱۴۹ ،دار الفکر بیروت)(مسند احمدبن حنبل ،باب حدیث عقبة بن عامر الجهنی عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم،رقم الحدیث ۱۷۸۰۷ ،الجزء السابع، الصفحة ۱۹۳ ،دار الکتب العلمیة بیروت) حضرت عُقبہ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر گئے اور اہلِ اُحد کی نماز جنازہ پڑھی پھر منبر پر پلٹ آئے اور فرمایا میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں گا اور میں تمہاری گواہی دوں گا اور بخدا لاریب میں اب بھی اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھے روئے زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئی ہیں یا روئے زمین کی چابیاں فرمایا اور بے شک خدا کی قسم مجھے تمہارے متعلق یہ خدشہ نہیں ہے کہ تم (سب) میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے لیکن مجھے تمہارے متعلق یہ خدشہ ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرو گے۔

(۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ

أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِي.(1)

خواب میں زمین کے خزانوں کی چابیاں لاکر میرے ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔

(بخاری جلد۲ صفحہ۱۰۴۲ و مسلم جلد۲ صفحہ۲۴۴)

(۴) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أُوتِيتُ بِمَقَالِيدِ الدُّنْيَا عَلٰى فَرَسٍ أَبْلَقٍ عَلَيْهِ قَطِيفَةٌ مِّنْ سُنْدُسٍ.(2)

دنیا کی کنجیاں اَبْلَق گھوڑے پر رکھ کر میری خدمت میں حاضر کی گئیں، اس پر نازک ریشم کا

---

(1) أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ فَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُوتِيتُ مَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِي قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَقَدْ ذَهَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمْ تَنْتَثِلُونَهَا(صحيح البخاری، کتاب الجهاد والسير، باب قول النبی صلی اللّٰه عليه وسلم نصرت بالرعب مسيرة شهر وقول الله عزوجل ﴿سنلقی فی قلوب الخ﴾،رقم الحديث ۲۹۷۷،الصفحة ۷۳۴،دارابن كثير دمشق بيروت) (صحيح المسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة،رقم الحديث ۱۰۵۵، الصفحة ۲۴۶ ، دارالفكر بيروت)(سنن النسائی ، کتاب الجهاد، باب وجوب الجهاد، رقم الحديث ۳۰۸۷، الصفحة ۴۷۵،مكتبة المعارف الرياض) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جَوامعُ الْکَلِمْ کے ساتھ مبعوث کیا گیا میری رعب کے ذریعہ مدد کی گئی۔ خواب میں زمین کے خزانوں کی چابیاں لاکر میرے ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو دنیا سے تشریف لے گئے اور تم وہ خزانے نکال رہے ہو۔ (یعنی اسلامی فتوحات) (جَوامعُ الْکَلِم سے مراد زیادہ معانی پر مشتمل کم عبارت ہے)

(2) (مسند احمد بن حنبل، باب مسند جابر بن عبدالله رضی الله عنه،رقم الحديث ۱۴۸۸۷ ،الجزء السادس ،الصفحة ۱۱۳ ،دارالكتب العلمية بيروت)

زین پوش(1) بانقش ونگار پڑا تھا۔

(خصائص الکبری جلد۲ صفحہ۱۹۵ وزرقانی علی المواہب جلد۵ صفحہ۲۶۰، ۹ وسراج المنیر صفحہ۴۳)

(۵) حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَأَعْطَانِی الْكَنْزَيْنِ الْأَحْمَرَ وَالْأَبْيَضَ.(2)

مجھے سُرخ اور سفید دو خزانے عطا فرمائے۔

(مسلم، مشکوۃ صفحہ۵۱۲)

(٦) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اُوْتِيتُ مَفَاتِيحَ كُلِّ شَيْئٍ.(3)

مجھے ہر چیز کی کنجیاں دے دی گئی ہیں۔

(مسند احمد، خصائص کبریٰ جلد۱ صفحہ۱۹۵)

---

(1) وہ کپڑا جو گھوڑے کی زین کے اوپر ڈالتے ہیں۔(2) عَنْ ثَوْبَانَ، أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى زَوَى لِي الْأَرْضَ، حَتَّى رَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا، وَأَعْطَانِي الْكَنْزَيْنِ الْأَحْمَرَ وَالْأَبْيَضَ. (صحيح مسلم، كتاب الفتن واشراط الساعة، باب هلاک هذه الامة بعضهم ببعض، رقم الحديث ٧١٥٣، الصفحة ١٤١٤، دار الفكر بيروت) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام روئے زمین کو میرے لئے لپیٹ دیا حتیٰ کہ میں نے اس کے تمام مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے سُرخ اور سفید دو خزانے عطا فرمائے۔(3) أُوتِيتُ مَفَاتِيحَ كُلِّ شَيْءٍ (مسند احمد بن حنبل، مسند عبدالله بن عمر بن الخطاب رضى الله عنه، رقم الحديث ٥٧١٢، الجزء الثالث، الصفحة ٢٩٦، دار الكتب العلمية بيروت) (الخصائص الكبرى، باب اختصاصه ﷺ بالنصر بالرعب الخ، الجزء الثانى الصفحة ٣٣٤، دار الكتب العلمية بيروت) مجھے ہر شئے (یعنی ہر نعمت) کے خزانے کی کنجیاں دی گئیں۔

(۷) **حضور پرنور سید عالم** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **نے فرمایا:**

إِذَا أَيِسُوا، الْكَرَامَةُ وَالْمَفَاتِيحُ يَوْمَئِذٍ بِيَدِي،

وَلِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَئِذٍ بِيَدِي .(1) (دارمی، مشکوۃ صفحہ ۵۱۴)

جب لوگوں پر نا اُمیدی اور مایوسی چھائی ہوگی تو (اہلِ ایمان کو) مغفرت ورحمت کی بشارت دینے والا میں ہوں گا، اس (قیامت کے) دن شرف وکرامت اور جنت کی کنجیاں میرے ہاتھ میں (یعنی میرے تصرُّف) میں ہوں گی، اس دن حمد کا پرچم میرے ہاتھ میں ہوگا،

---

(1) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَوَّلُهُمْ خُرُوجًا، وَأَنَا قَائِدُهُمْ إِذَا وَفَدُوا، وَأَنَا خَطِيبُهُمْ إِذَا أَنْصَتُوا وَأَنَا مُسْتَشْفِعُهُمْ إِذَا حُبِسُوا وَأَنَا مُبَشِّرُهُمْ إِذَا أَيِسُوا، الْكَرَامَةُ وَالْمَفَاتِيحُ يَوْمَئِذٍ بِيَدِي، وَلِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَئِذٍ بِيَدِي، وَأَنَا أَكْرَمُ وَلَدِ آدَمَ عَلَى رَبِّي يَطُوفُ عَلَىَّ أَلْفُ خَادِمٍ، كَأَنَّهُمْ بَيْضٌ مَكْنُونٌ، أَوْ لُؤْلُؤٌ مَنْثُورٌ.(شرح السنة للبغوی، کتاب الفضائل، باب فضائل سید الأولین والآخرین محمد صلوات اللّٰه وسلامه علیه وآله أجمعین وشمائله، رقم الحدیث ۳۶۲۴، الجزء الثالث عشر، الصفحة ۲۰۳، المکتب الاسلامی بیروت) حضرت انس رضی اللّٰہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: (قیامت کے دن) جب لوگوں کو دوبارہ زندہ کرکے اٹھایا جائے گا، تو سب سے پہلے قبر میں سے مَیں نکلوں گا، جب لوگ بارگاہِ الٰہی میں پیش ہوں گے تو مَیں ان کی قیادت کروں گا، جب تمام لوگ خاموش ہوں گے تو میری زبان سب کی ترجمانی کرے گی، اور جب لوگوں کو موقف میں روک دیا جائے گا تو مَیں ان کی خلاصی کے لئے شفاعت وسفارش کروں گا، جب لوگوں پر نا اُمیدی اور مایوسی چھائی ہوگی تو (اہلِ ایمان کو) مغفرت ورحمت کی بشارت دینے والا میں ہوں گا، اس (قیامت کے) دن شرف وکرامت اور جنت کی کنجیاں میرے ہاتھ میں (یعنی میرے تصرف) میں ہوں گی، اس دن حمد کا پرچم میرے ہاتھ میں ہوگا، اس دن پروردگار کے نزدیک آدم کے بیٹوں میں سب سے بزرگ واشرف میری ہی ذات ہوگی، میرے آگے پیچھے ہزاروں خادم پھرتے ہوں گے جیسے وہ چھپے ہوئے انڈے یا بکھرے موتی ہیں۔

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے　　محبوب کیا، مالک ومختار بنایا(1)

گھر کی گواہی :۔حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے گلزارِ معرفت میں کہا

خداعاشق تمہارا اور ہو محبوب تم اس کے　　ہے ایسا مرتبہ کس کا سناؤ یارسول اللہ (ﷺ)

ان کے تتبع میں دیو بندیوں کے مولوی محمد قاسم نے قصائد قاسمی صفحہ ۵ مطبوعہ کتب خانہ دیو بندیوپی نے لکھا

خدا تیرا تو خدا کا حبیب اور محبوب　　خدا ہے آپ کا عاشق تم اس کے عاشقِ زار

غلطی کا ازالہ :۔اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عاشق ومعشوق کا اطلاق ناجائز ہے، اس لئے اس لفظ کے اطلاق کا غلبہ قبیح (نازیبا) عشق والوں کے لئے عام ہے اسی لئے جو لفظ عرفِ عام میں قبیح (نازیبا) اشیاء پر اطلاق ہوتا ہے وہ اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ناجائز ہے۔ لیکن افسوس کہ آج کل کے جاہل شعراء اللہ تعالیٰ پر اس کا اطلاق اپنا فخر سمجھتے ہیں اور مذکورہ بالا عاشق ومعشوق دونوں کے اشعار میں آجانا حجت نہیں یہ ان کا سہو وخطا ہے اور نہ ہمارے لئے حجت۔

لطیفہ :۔دیو بندیوں کے قاسم العلوم والخیرات صاحب نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہا ”خدا تیرا تو خدا کا حبیب“ یہ ان لوگوں کو گوارا ہے اور امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے کہا ”یعنی محبوب ومحب میں نہیں تیرا میرا“ یہ ان لوگوں کو گوارا نہیں بلکہ شرک۔ اس کو کہتے ہیں تعصُّب۔

عقیدت :۔الحمدللہ ہم اہلِ سنت اپنے آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عقیدت سے بھرپور سرشار ہیں کہ آپ سے جس شے کو بھی نسبت ہوگئی وہ بھی اللہ تعالیٰ کی

(1) ذوقِ نعت کلام ”ایسا تجھے خالق نے طرح دار بنایا“ صفحہ ۳۵ مطبوعہ شبیر برادرز

محبوب ہے۔

ہمارے امام اعلیٰ حضرت بریلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے کہا

بس عطر محبوبی کبریا سے　　عبائے محمد قبائے محمد (ﷺ)

شریعت کی پاسداری اور رسول اللہ ﷺ پر جاں نثاری

اپنی ایک نعت میں امام احمد رضا قُدِّسَ سِرُّہٗ نے کہا کہ

لیکن رضا نے ختم سخن اس پر کر دیا　　خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

اس سے کچے ذہن اس وہم میں مبتلا ہو سکتے ہیں کہ حضور سرورِ عالم صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم بس صرف اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں آپ نے عبدیت کے ساتھ شانِ محبوبیت کا اظہار فرمایا تا کہ کچا ذہن یہ بھی تو دیکھے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبوب عبد ہیں اور محبوب کا مرتبہ بھی بتا دیا کہ میں تو مالک کہونگا۔ یعنی میں تو اے آقائے کون ومکاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو ساری کائنات کا (مجازی) مالک ہی کہوں گا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مالکِ دوجہاں کے حبیب ہیں چونکہ محبت کا تقاضا یہی ہے کہ مُحبّ اور محبوب کے درمیان یہ سوال ہی ختم ہوتا ہے کہ یہ میرا ہے اور وہ تیرا ہے بلکہ جس شئے کا مُحبّ مالک ہوتا ہے محبوب کو بھی اس کا مالک بنا دیتا ہے۔ فاضل بریلوی رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ نے حبیب کی ملکیّت ومملوکیّت کو ثابت کیا ہے اور شَرِیْعَتِ مُطَهَّرَہ کے عین مطابق عقیدہ ظاہر کیا۔

قاسم نانوتوی پٹڑی سے اتر گیا:۔ بانی مدرسۂ دیو بند مولوی محمد قاسم نانوتوی کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیے جسے سرخیل علمائے دیو بند مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنے خطبات میں تحریر کیا ہے

گرفت ہوگی ایک بندہ کہنے پر　　جو ہو سکے بھی خدائی کا اک نری انکار

یعنی اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدائی کا انکار ممکن بھی ہوتو پھر آپ کو بندہ کہنے پر گرفت یقینی ہے بالفاظ دگر۔ کوئی تیری خدائی نہ بھی تسلیم کرے تب بھی تجھے بندہ نہیں کہا جاسکتا ورنہ گرفت ہوگی۔ یہ عقیدۂ توحید ورسالت سے کس قدر نا آشنائی ہے صحیح عقیدہ وہ ہے جو اعلیٰ حضرت نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا۔ دیکھئے نانوتوی صاحب ایک جانب تو حبیبِ خدا کی خدائی کا انکار ناممکن بتارہے ہیں اور دوسری جانب اسے گرفت کی وعید سنا رہے ہیں جو آپ کو بندہ کہے حالانکہ تمام کائنات سے افضل اور بعداز خدا بزرگ وبرتر ہونے کے باوجود یقیناً آپ خدا کے بندے ہیں۔

مالک کے حبیب:۔ یہ وہ لقب ہے جس پر حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فخر ہے لیکن افسوس کہ دورِ حاضرہ میں ایک برادری کو اس لقب میں تأمل ہے لیکن ارشاداتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کون منکر ہوسکتا ہے۔

احادیث مبارکہ

(۱) صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کی مدح فرمارہے ہیں کہ کوئی کہتا آدم صفیُ اللہ ہیں کوئی کہتا ابراہیم خلیلُ اللہ ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ان کی گفتگو کے دوران حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا:

اَلا وَاَنَا حَبِیْبُ اللّٰہِ وَلَافَخْرَ. (1)

خبردار! میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور یہ فخراً نہیں کہہ رہا۔

(رواہ الترمذی والدارمی ومشکوۃ باب فضائل سید المرسلین)

---

(1) حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ نَصْرِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِیدِ قَالَ حَدَّثَنَا زَمْعَةُ ابْنُ صَالِحٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ وَهْرَامٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَلَسَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰہِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْتَظِرُونَهُ قَالَ فَخَرَجَ حَتَّى إِذَا دَنَا مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ يَتَذَاكَرُونَ فَسَمِعَ حَدِيثَهُمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ عَجَبًا إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ اتَّخَذَ مِنْ خَلْقِهِ خَلِيلًا اتَّخَذَ من إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا وَقَالَ آخَرُ مَاذَا بِأَعْجَبَ مِنْ كَلَامِ مُوسَى كَلَّمَهُ تَكْلِيمًا وَقَالَ آخَرُ فَعِيسَى كَلِمَةُ اللَّهِ وَرُوحُهُ وَقَالَ آخَرُ آدَمُ اصْطَفَاهُ اللَّهُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَسَلَّمَ وَقَالَ قَدْ سَمِعْتُ كَلَامَكُمْ وَعَجَبَكُمْ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلُ اللَّهِ وَهُوَ كَذَلِكَ وَمُوسَى كَلِيمُ اللَّهِ وَهُوَ كَذَلِكَ وَعِيسَى رُوحُه وَكَلِمَتُهُ وَهُوَ كَذَلِكَ وَآدَمُ اصْطَفَاهُ اللَّهُ وَهُوَ كَذَلِكَ أَلَا وَأَنَا حَبِيبُ اللَّهِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُحَرِّكُ حِلَقَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللَّهُ لِي فَيُدْخِلُنِيهَا وَمَعِي فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَكْرَمُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ وَلَا فَخْرَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. (سنن الترمذی ، کتاب المناقب عن رسول ﷺ، باب فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث ۳۶۱۶، الصفحۃ ۸۲۳، مکتبۃ المعارف الریاض) علی بن نصر بن علی عبیداللہ بن عبدالمجید، زمعہ بن صالح، سلمہ بن وہرام، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں کہ چند صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں آپ تشریف لائے جب قریب پہنچے تو انہیں کچھ گفتگو کرتے ہوئے سنا (آپ نے سنا کہ) ان میں سے بعض نے کہا تعجب کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا۔ دوسرے نے کہا یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونے سے زیادہ تعجب خیز تو نہیں۔ ایک نے کہا عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور روح ہیں کسی نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو چن لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے سلام کیا اور فرمایا میں نے تمہاری گفتگو اور تمہارا تعجب کرنا سنا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہیں، بلاشبہ وہ ایسے ہی ہیں حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام ہیں بیشک وہ اسی طرح ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں واقعی وہ اسی طرح ہیں۔ آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا وہ بھی یقیناً ایسے ہی ہیں۔ سن لو میں اللہ کا حبیب ہوں اور کوئی فخر نہیں میں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا اٹھانے والا ہوں اور کوئی فخر نہیں قیامت کے دن سب سے پہلا شفیع بھی میں ہی ہوں اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی اور کوئی فخر نہیں۔ سب سے پہلے جنت کا کنڈا کھٹکھٹانے والا بھی میں ہوں اللہ تعالیٰ میرے لئے اسے کھولے گا اور مجھے داخل کرے گا میرے ساتھ فقیر وغریب مومن ہونگے اور کوئی فخر نہیں۔ میں اولین وآخرین میں سب سے زیادہ مکرم ہوں لیکن کوئی فخر نہیں۔ یہ حدیث غریب ہے

فائدہ:۔اس حدیث کی شرح ملاعلی قاری رحمة اللّٰه تعالٰی علیه نے لکھا کہ

وَأَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ أَىْ مُحِبُّهٗ وَمَحْبُوْبُهٗ(1)

یعنی میں اللہ کا حبیب کا معنی محبّ بھی ہے اور محبوب بھی۔

اس کے بعد حبیب وخلیل کے درمیان فرق میں طویل بحث لکھ کر فرمایا: والأظهر فی الاستدلال علی أن مرتبة محبوبیته فی درجة الکمال قول ذی الجلال والجمال "قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ" استدلال میں ظاہر تر یہ ہے کہ محبوبیت درجہ کمال میں ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا قول "قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ" روشن دلیل ہے۔(مرقات جلد۵ صفحہ ۳۶۹)(2)

حبیب کے غلام بھی محبوب ھیں: ۔آیتِ قرآنی نے مزید تصریح فرمائی کہ جو بھی حضور صلی اللّٰه علیه وآله وسلم کی غلامی میں آ گیا وہ بھی اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے اسی لئے ہم اہلِ سنّت، صحابۂ کرام واہلِ بیت اور جملہ اولیاء کرام رضی اللّٰه تعالٰی علیهم کو محبوبانِ خدا مانتے ہیں۔

دوسرا حوالہ:۔شیخُ المحدثین فی الہند حضرت شاہ عبدالحق مُحَدِّث دہلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ حدیثِ مذکور کی شرح میں لکھتے ہیں: اَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ ..... وانا وآگاہ باشید ومن دوست داشتہ خداام و گفتہ اند کہ حبیب محب کہ بمقام

---

(1)(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الفضائل والشمائل، باب فضائل سيد المرسلين صلوات اللّٰه وسلامه عليه، رقم الحديث ۵۷۶۲، الجزء العاشر، الصفحة ۴۴۳، دار الكتب العلمية بيروت) (2)(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح. كتاب الفضائل والشمائل، باب فضائل سيد المرسلين صلوات اللّٰه وسلامه عليه، رقم الحديث ۵۷۶۲، الجزء العاشر الصفحة ۴۴۳، دار الكتب العلمية بيروت)

محبوبیت رسیده باشد وخلیل محب مطلق واگرچه انبیاء ورسل بلکه مؤمنا ن نیز همه محب محبوب درگاه الٰهی اند ولیکن سخن درینجادر اعلا مرتبۂ کمال است واخص درجات آن وبعضی از عرفاء وعلماء اورا فرق میان حبیب وخلیل کلامی است غریب که در شرح ذکر کرده شده است۔(اشعۃ اللمعات جلد۴ صفحہ ۴۷۶)(1)

(حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) سنو! میں اللہ کا محبوب ہوں مگر فخر نہیں اور شارحین فرماتے ہیں کہ حبیب وہ محبّ ہوتا ہے جو مقامِ محبوبیت پر پہنچا ہوا ہو اور خلیل محبِ مطلق کو کہا جاتا ہے۔اگرچہ تمام انبیاء علیہم السلام بلکہ تمام اہلِ ایمان بارگاہِ الٰہی میں محبّ ومحبوب ہیں لیکن یہاں گفتگو اعلی مرتبۂ کمال اور خصوصی درجات میں ہو رہی ہے۔ بعض اہلِ معرفت اور اہلِ علم کے ہاں حبیب وخلیل کے درمیان بڑی نادر گفتگو ہے جو شرح میں مذکور ہے۔

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا

حلِّ لُغات :۔ قدموں میں ہونا، کسی کی صحبت وخدمت میں رہنا مراد ہے، یہ نہایت تعظیم وتکریم کے وقت بولا جاتا ہے۔ غیر کا منہ دیکھنا، بیگانوں کی شکل وصورت دیکھنا اس سے غیروں سے استغناء ولا پرواہی مراد ہے۔ نظروں پہ چڑھنا، پسند آجانا، کسی کے ساتھ دل لگ جانا۔ تلوا، اُردو لفظ ہے پنجہ اور ایڑی کی درمیانی جگہ۔

شرح :۔ سلطانِ حسیناں اور سرتاجِ مہ جبیناں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو حضرات آپ

---

(1)(اشعة اللمعات، باب فضائل سید المرسلین (صلی اللہ علیہ وسلم) جلد چهارم، صفحه ۲۵۸)

کی صحبتِ بابرکت اور خدمتِ باشرافت میں رہتے ہیں وہ غیروں کی صورت وشکل بھی دیکھنا پسند نہیں کرتے آپ کا مبارک تلوا اتنا حسین وجمیل اور پُرکشش ہے کہ اس کی زیارت کے بعد کسی حسین وجمیل کا چہرہ بھی دیکھنا گوارا نہیں ہوسکتا۔اس مضمون کو کسی نے یوں ادا کیا ہے

تختِ سکندری پر وہ تھوکتے نہیں ہیں
بستر لگا ہوا ہے جن کا تیری گلی میں

قرآنِ مجید:۔اللہ تعالیٰ اپنے محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصافِ جمیلہ واخلاقِ کریمہ کے بارے میں فرماتا ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ج وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ص(1)

تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لئے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہوجاتے۔

احادیث مبارکہ:۔ایسے وجد آفرین اور روح پرور واقعات کُتُبِ سِیَر (2) میں بیشمار ہیں کہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُخِ تاباں (3) کو جو کوئی ایک مرتبہ دیکھ لیتا یا آپ کی خدمتِ بابرکت میں تھوڑی دیر بیٹھ جاتا اس کے دل میں ہمیشہ یہ تمنا انگڑائی لیتی کہ ان کی بارگاہِ بیکس پناہ میں ہمیشہ حاضر رہے اور جن لوگوں کو مَکارمِ اخلاق (4) کی چاشنی مل جاتی تکالیف ومصائب کے باوجود نہ ماں باپ کی شفقت یاد رہتی نہ دوست وآشنا کا تعلق ذہن میں جگہ لیتا بلکہ کسی بڑے سے بڑے بادشاہ کی طرف آنکھ اُٹھا

---

(1) القرآن پارہ ۴ سورہ آل عمران آیت ۱۵۹ (1) سیرت کی کتابیں (2) چمکدار چہرہ، نورانی چہرہ (3) اچھے اخلاق، قابلِ تعریف اخلاق

کرنہ دیکھتا ایسے کئی واقعات ہیں بطورِ نمونہ ایک عرض کئے دیتا ہوں۔

سیّدُنَا زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ:۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ زمانہ جاہلیت میں اپنی والدہ کے ساتھ ننھیال جارہے تھے بنو قیس نے قافلہ کو لوٹا جس میں حضرت زید رضی اللہ تعالی عنہ بھی تھے، ان کو مکہ کے بازار میں لا کر بیچا حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کے لئے ان کو خرید لیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا سے ہوا تو انہوں نے حضرت زید رضی اللہ تعالی عنہ کو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ھَدِیۃً کے طور پر پیش کر دیا۔ حضرت زید رضی اللہ تعالی عنہ کے والد کو ان کے فراق کا بہت صدمہ تھا اور ہونا ہی چاہیے تھا کہ اولاد کی محبت فطری چیز ہے وہ حضرت زید رضی اللہ تعالی عنہ کے فراق میں روتے اور اشعار پڑھتے پھرا کرتے تھے۔ اتفاق سے ان کی قوم کے چند لوگوں کا حج کو جانا ہوا اور انہوں نے حضرت زید رضی اللہ تعالی عنہ کو پہچانا، باپ کا حال سنایا، شعر سنائے، ان کی یادو فراق داستان سنائی۔ حضرت زید رضی اللہ تعالی عنہ نے ان کے ہاتھ تین شعر کہہ کر بھیجے جن کا مطلب یہ تھا کہ میں یہاں مکہ میں خیریت سے ہوں، تم غم اور صدمہ نہ کرو میں بڑے کریم لوگوں کی غلامی میں ہوں، ان لوگوں نے جا کر حضرت زید رضی اللہ تعالی عنہ کی خیر و خبر ان کے باپ کو سنائی اور وہ اشعار سنائے جو حضرت زید رضی اللہ تعالی عنہ نے کہہ کر بھیجے تھے اور پتہ بتایا۔ حضرت زید رضی اللہ تعالی عنہ کے باپ اور چچا فِدیہ کی رقم لے کر ان کو غلامی سے چھڑانے کی نیت سے مکۂ مکرّمہ پہنچے تحقیق کی پتہ چلا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا: اے ہاشم کی اولاد اور اپنی قوم کے سردار! تم لوگ حرم کے رہنے والے ہو اور اللہ کے گھر کے پڑوسی تم خود قیدیوں کو رہا کراتے ہو، بھوکوں کو کھانا دیتے ہو، ہم اپنے بیٹے کی طلب میں تمہارے پاس پہنچے ہیں، ہم پر احسان کرو

اور کرم فرماؤ اور فِدیہ قبول کرلو اور اس کو رہا کردو بلکہ جو فِدیہ ہو اس سے زیادہ لے لو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا بات ہے؟ عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بس یہی عرض ہے، آپ نے ارشاد فرمایا: اس کو بلالو اور اس سے پوچھ لو اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو بغیر فدیہ ہی کے وہ تمہارا ہے اور اگر نہ جانا چاہے تو میں ایسے شخص پر جبر نہیں کرسکتا جو خود نہ جانا چاہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استحقاق سے بھی زیادہ احسان فرمایا یہ بات خوشی سے منظور ہے۔ حضرت زید رضی اللہ تعالٰی عنہ بلائے گئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم ان کو پہچانتے ہو عرض کیا جی ہاں پہچانتا ہوں، یہ میرے ماں باپ ہیں اور یہ میرے چچا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرا حال بھی تمہیں معلوم ہے اب تمہیں اختیار ہے کہ میرے پاس رہنا چاہو تو میرے پاس رہو، ان کے ساتھ جانا چاہو تو اجازت ہے۔ حضرت زید رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کے مقابلہ میں بھلا کس کو پسند کرسکتا ہوں۔ آپ میرے لئے باپ کی جگہ بھی ہیں اور چچا کی جگہ بھی۔ ان دونوں باپ چچا نے کہا کہ زید رضی اللہ تعالٰی عنہ غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتے ہو اور باپ چچا اور سب گھر والوں کے مقابلہ میں غلام رہنے کو پسند کرتے ہو۔ حضرت زید رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا ہاں میں نے ان میں (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ کرکے) ایسی بات دیکھی ہے جس کے مقابلہ میں میں کسی چیز کو بھی پسند نہیں کرسکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ جواب سنا تو ان کو گود میں لے لیا اور فرمایا کہ میں نے اس کو اپنا بیٹا بنالیا۔ حضرت زید رضی اللہ تعالٰی عنہ کے باپ اور چچا بھی یہ منظر دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور خوشی سے ان کو چھوڑ کر چلے گئے۔ حضرت زید رضی اللہ تعالٰی عنہ اُس وقت بچے تھے بچپن کی حالت میں سارے گھر کو عزیز واقارب کو غلامی پر قربان کردینا معمولی بات نہیں۔

بحر سائل کا ہوں سائل نہ کنوئیں کا پیاسا
خود بجھا جائے کلیجا مرا چھینٹا تیرا

حلِ لُغات :۔بحر بمعنی دریا اور سمندر۔ سائل اول اِسمِ فاعِل اَز سیلان بمعنی بہنا جاری ہونا، اس سے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس مراد ہے۔ دوسرا سائل از سوال بمعنے منگتا۔(1) کلیجا بمعنی جگر اور دل کلیجا بجھانے سے سیراب کرنا تسلّی دینا اور آرزو پورا کرنا مراد ہے۔ جب سخت پیاس لگی ہو تو کہتے ہیں کلیجے میں آگ لگی ہوئی ہے کوئی بجھائے ، اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ سخت ترین پیاس لگی ہوئی ہے کوئی پانی پلائے۔ چھینٹا بمعنی ہلکی ہلکی بارش پھوار۔

شرح :۔میں تو بہتے ہوئے سمندر کا منگتا ہوں کسی کنوئیں کا پیاسا نہیں مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ چل کر پیاس بجھاؤں بلکہ وہ ایسے کریم ہیں کہ میری سخت ترین پیاس کو خود بجھائیں گے اور میری اتنی سخت پیاس کے لئے ان کا ایک چھینٹا ہی کافی ہے۔

قرآن مجید :۔ہمارے آقا و مولی حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھارہ ہزار عالم کیلئے "بحرِ سائل" ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ کا لقب عطا فرمایا کہ :وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ o(2)
اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

---

(1) اسم فاعل وہ اسم جو کام کرنے والے پر دلالت کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ شعر کے پہلے مصرعہ میں سائل دو مرتبہ استعمال ہوا ہے، لیکن سائل پہلے اور دوسرے کا معنی مختلف ہیں۔ پہلا سائل اسم فاعل ہے سیلان مصدر سے جسکا معنی ہوگا یعنی بہنے والا سمندر۔ جبکہ دوسرا سائل بھی اسم فاعل ہے لیکن سوال مصدر سے جسکا معنی ہوگا مانگنے والا۔ ضروری تنبیہ: یہاں دوسرے سائل کو پہلے کی جگہ ماننے سے شعر کے معنیٰ فاسد ہو جائیں گے پڑھنے اور سننے والے اس بات کا خیال رکھیں۔ رضوی (2) پارہ ۱۷ ، سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۷

عالَمین عالَم کی جمع ہے، عالَم ماسوی اللہ کو کہا جاتا ہے۔ جہاں تک رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ کی رَبُوبِیَّت کا تعلق ہے وہاں تک رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ کی رحمت کا تعلق ہے۔

ہمارے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ رسول ہیں کہ تمام عوالم یعنی جنّات، انسان، ملائکہ، شیاطین، آسمان وزمین، ارواحِ انبیاء واولیاء ووحوش و طیور(1) وحیوانات(2) جمادات(3) نبادات(4) معدنیات(5) سب حضور کی رحمت سے مستفیض ومستفید(6) ہوئے اور ہو رہے ہیں اور قیامت تک استفادہ اور استفاضہ(7) کرتے رہیں گے۔

نکتہ :۔عالمین کا ہر ہر فرد وجودِ صانع(8) پر علامت اور اس کے کسی خاص اسم وصفت کا مظہر ہو تو گویا آیتِ مذکورہ میں اس مضمون کی طرف اشارہ ہے کہ جو شئے ہمارے وجود پر علامت اور ہماری ذات وصفات کی مظہر ہے وہ تمہاری رحمت سے بھی مستفیض وبہرہ ور ہے۔

لطیفہ :۔حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالَمین کی رحمت ماننا فرض ہے، اس لئے کہ نصِ قطعی(9) ہے اور رحمت مصدر بمعنی اسم فاعل(10) ہے۔اس معنی پر آپ کائنات کے ذرّہ ذرّہ کے لئے حاضر وناظر اور ان تمام اشیاء پر مِنْ جَانِبِ اللہ متصرف اور سب کو جانتے بھی ہیں ورنہ رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ کا کیا معنی۔اہلِ سنّت کے عقائد وحاضر وناظر اور مختارِ کُل اور علمِ غیبِ کُلّی کا ثبوت اس آیت سے مُدَلَّلْ ومُحَقَّقْ(11) ہے۔مزید تفصیل کے لئے فقیر کی کتاب ''دلوں کا چین'' کا مطالعہ کیجئے۔

---

(1) چوپائے اور پرندے (2) جاندار (3) بے جان چیزیں (4) پودے (5) معدنی کی جمع، وہ چیزیں جو کان سے نکلیں، مثلاً دھاتیں، فلزات وغیرہ (6) فیض حاصل کرنے والے اور فائدہ حاصل کرنے والے (7) فائدہ اور فیض حاصل کرنا (8) بنانے والے کے وجود (9) وہ شرعی دلیل جس میں کوئی شک نہ ہو (10) یعنی رحمت رحم کرنے والا کے معنی میں ہے۔ (11) دلیل سے ثابت شدہ بات، جسکی تحقیق کی گئی ہو۔

خلاصۂ تقریر:۔ حضورِاکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہرذرّہ کے لئے رحمت ہیں تو حَیَاۃُ النَّبِیِّ ماننا پڑے گا ہر ذرّہ آپ سے مُسْتَفِیض ہورہا ہے تو آپ کو مختار ماننا لازم ہوگا، ہر چیز کو فیض پہنچاتے ہیں تو علم غیب تسلیم کرنا پڑے گا، ہر ذرّہ کو فیض نصیب ہوتا ہے تو آپ کو حاضرو ناظر بھی ماننا ہوگا، اور کائنات کی رحمت ہیں تو نور بھی تسلیم کرنا ہوگا۔

....

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اُس کے خلاف

تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

حلِ لغات:۔ چور، چوری کرنے والا اور مُطْلَقْ مجرم کو بھی کہا جاتا ہے۔ یاں ''یہاں'' کا مُخَفَّفُ ہے۔ انوکھا، نرالا۔

شرح:۔ اس سے دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہے۔ ''انوکھا'' نرالا اور سب سے الگ دنیا کا دستور ہے کہ مجرم ونافرمان جرم کے بعد حاکم سے بچتا، منہ چراتا اور روپوش ہوتا رہتا ہے، لیکن دربارِ رسالت کا عجب رنگ ہے اور یہاں کے مجرم کا حال الگ تھلگ ہے کہ جرم کے باوجود دامنِ عفو کی پناہ میں ہے اور کملی پوش کی آغوشِ رحمت میں چھپا ہوا ہے۔

قرآنِ مجید

وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۝(1)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان

(1) پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۴

پائیں۔

واقعۂ اعرابی ﴿حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: کہ ایک شخص روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہوا اور یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدفون ہوئے صرف تین دن ہوئے تھے کہ اس شخص نے آکر فرطِ جوش میں اپنے بالوں پر روضۂ انور کی مٹی مل کر کہنے لگا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے آپ کے فرمان کو سنا جن میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اب میں آپ کے روضہ پر آپ کے پاس اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کی بارگاہِ کرم سے میری بخشش ہوجائے تو قبرِ انور سے آواز آئی کہ جاؤ تم بخشے گئے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

وَقَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ، وَجِئْتُکَ تَسْتَغْفِرُ لِیْ فَنُوْدِیَ مِنَ الْقَبْرِ اِنَّهٗ قَدْ غُفِرَ لَکَ.(1)

اور میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے آپ مجھ کو بخش دیں پس روضۂ انور سے ندا آئی کہ تو بخشا گیا۔

توضیح :۔ آیت اور واقعہ میں واضح ہے کہ مجرم جرائم کے اِرتکاب پر بارگاہِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری دے اور حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر دامنِ عفو میں مجرم کو پناہ دیں تو توبہ بھی قبول اور مغفرت بھی نصیب۔

(1) سبل الهدی والرشاد فی سیرة خیر العباد، جماع ابواب زیارته صلی اللّٰه علیه وسلم بعدموته وفضلها، الباب الثانی فی الدلیل علی مشروعیة السفر وشد الرحل لزیارة سیدنا رسول الله صلی الله علیه وسلم، جلد ۱۲، ۳۸۱

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہزاروں ایسے جرائم والے آئے اور دامنِ رحمت میں چھپے تو رحمتِ باری تعالیٰ نے اسے کہہ دیا کہ

تیرے وہ سجدے بھی ادا ہوئے جو قضا ہوئے تھے نماز میں

لطیفہ :۔دور ۱۳۹۹ھ تا ۱۴۱۳ھ ہند و پاک کے دیو بندیوں، وہابیوں، مودودیوں نے آپس میں فیصلہ کرلیا کہ حرمین طیّبین میں علمائے اہلِ سنت کا داخلہ بند ہو جائے چنانچہ انہی سالوں کے دوران بہت بڑے فضلاء اور علماء ومشائخ کو پریشان کیا۔فقیر اُویسی کے درپے آزار ہوئے لیکن کچھ نہ کر سکے۔الحمدللہ تا حال اطمینان سے جا رہا ہوں اور خدا کرے آخری لمحات گنبدِ خضراء کے سایہ تلے ختم ہوں ۔ وہ لوگ جب فقیر کے گرفتار کرانے کا پروگرام بناتے نظر آتے تو فقیر والی گنبدِ خضراء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور یہی عرض کرتا اس تصوّر سے کہ وہابیوں، نجدیوں کی نظروں میں اگر فقیر جیسا بھی ہے لیکن ہے تو آپ کی پناہ میں۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت قُدّس سرُّہٗ کے اس مصرعہ کی برکت سے فقیر نجدیوں، وہابیوں دیوبندیوں کی شرارت سے تاحال محفوظ ہے حالانکہ اس دوران ہمارے اکابرین پر حجازِ اقدس کی حاضری پر پابندی لگادی گئی اور فقیر آزاد رہا اور آزاد ہے اس پر خود وہابی، دیوبندی، مودودی لوگ بھی حیران ہیں۔

واقعاتِ مدینہ :۔مدینۂ پاک کی حاضری اس دور میں عشق کا امتحان ہے۔بہت سے خوش قسمت اب بھی موجود ہیں کہ نجدیوں کی عشق پر سخت پابندی کے باوجود عشقِ رسول سے سرشار حضرات اپنی لگن میں مگن رہتے ہیں ۔اسی دور میں بے شمار عجیب وغریب واقعات سننے میں آئے ہیں ،ایک صاحب کے متعلق سنا ہے کہ بیس سال سے مدینۂ پاک میں بلا اِقامہ اقامت پذیر تھے ایک دن پکڑے گئے نجدیوں نے پوچھا تیرا کفیل کون ہے؟

جواب دیا چلو میں تمہیں اپنا کفیل دکھاؤں جونہی گنبدِ خضریٰ پر نظر پڑی کہا "ھذا کفیلی" یہی میرے کفیل ہیں۔ نجدیوں نے اسے مجنون کہہ کر چھوڑ دیا۔

....

آنکھیں ٹھنڈی ہوں جگر تازے ہوں جانیں سیراب
سچے سورج وہ دل آرا ہے اُجالا تیرا

حلِّ لُغات :۔ آنکھیں ٹھنڈی ہوں، پریشانیاں دور اور تسلّی حاصل ہو۔ جگر تازے ہوں، دل باغ باغ ہو۔ جانیں سیراب، روحیں مطمئن اور پرسکون۔ سچے، خالص اصلی، دل آرا، دل سجانے والا۔ اجالا، اردو لفظ ہے بمعنی نور، روشنی اور صبح کا تڑکا۔

شرح :۔ اے حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ وہ اصلی نور اور روشنی ہیں کہ جس کا نور دل کو سرور بخشتا ہے جیسے آفتابِ دنیا کے طلوع سے دل کو سرور ملتا ہے اور ارواح پُرسکون ہوتے اس سے بڑھ کر آپ کے رُخِ انور کی روشنی سے آنکھوں کو ٹھنڈک اور دلوں کو جلاء اور ارواح کو سکون واطمینان نصیب ہوتا ہے۔

قرآن مجید :۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن مجید میں "سِرَاجاً مُّنِیْراً"(1) کے محبوب لقب سے یاد فرمایا اور فرمایا

"أَلا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ"(2)

سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔

....

(1) ترجمۃ القران کنز الایمان: چمکا دینے والا آفتاب۔ القرآن پارہ ۲۱، سورۃ الاحزاب، آیت ۴۶
(2) پارہ ۱۳، سورۃ الرعد، آیت ۲۸

شفاء شریف میں ہے:

بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ(3)

آپ کی ذاتِ گرامی اور آپ کے صحابہ کرام کا ذکر اللہ ہی کا ذکر ہے۔

جیسا کہ دلائل الخیرات و دیگر کتبِ سیر و احادیث میں ہے۔

احادیث مبارکہ :۔اس بارے میں متعدد روایات موجود ہیں کہ (۱) حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نامِ نامی سے اہلِ ایمان کو سکون اور چین نصیب ہوتا ہے (۲) حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی سارا اجالا ہے۔

''چین وقرار سرکارِ ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم'' یہ ایک طویل مضمون ہے تفصیل فقیر کی کتاب ''شہد سے میٹھا نامِ محمد'' میں ہے۔نورِ مصطفیٰ کی تفصیل کے لئے فقیر کی کتاب ''حضور نور'' کا مطالعہ فرمائیں۔

....

دل عبث خوف سے پتا سا اڑا جاتا ہے

پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسا تیرا

حلِّ لُغات:۔ عبث، بے فائدہ، بیکار۔ خوف، پیش آنے والے واقعات سے ڈر۔ پتا اردو لفظ ہے درخت کا پات۔ سا (اردو) جیسا، طرح ۔اُڑا جاتا ہے ، پرواز کئے جاتا ہے، پریشان و پراگندہ ہو جاتا ہے۔پلہ ،ترازو کا پلہ، پلہ سے مراد میزانِ عمل کا پلہ ہے جو بروزِ قیامت نیک و بد اعمال تولنے کے لئے قائم ہوگا۔ہلکا، کم، کم وزن۔سہی ،یعنی بالفرض ایسا ہی ،ٹھیک۔بھاری،وزن دار، بوجھل۔بھروسا بمعنی آسرا، اعتبار۔

(3)الشفاء بتعریف حقوق المصطفی، الفصل الاول فیما جاء من ذلک مجئ المدح والثناء وتعداد المحاسن الخ ،الجزء الاول ،الصفحة ۲۳ ،دار الکتب العلمیة بیروت

شرح :۔لوگوں کا دل اعمال کے تولے جانے کے خوف سے بے فائدہ پتوں کی طرح اُڑ رہا ہے اور پریشان و پراگندہ ہے، میزانِ عمل کا پلہ قیامت کے دن ہلکا بھی ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ اے شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن وَرَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی شفاعت کا اعتقاد بہت ہی وزن دار ہے اس لئے کہ آپ بے سہاروں کا آسرا ہیں۔

قرآنِ مجید :۔اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ وعدہ فرمایا ہے

وَ لَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰیO(1)

اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

مفسرین فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

لَاأَرْضٰی وَوَاحِدٌ مِّنْ أُمَّتِی فِی النَّارِ(2)

میں اُس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک میرا ایک امتی بھی جہنم میں ہوگا۔

اور فرمایا

عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا O(3)

قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

---

(1)پارہ ۳۰،سورۃ الضحی، آیت ۵ (2)اضواء البیان فی ایضاح القرآن بالقرآن،سورۃ الضحی، الجزء التاسع،الصفحۃ ۲۸۲، دارعالم الفوائد بمکۃ المکرمۃ .المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز،سورۃ الضحی،الجزء الخامس،الصفحۃ ۴۹۴،دارالکتب العلمیۃ بیروت(3)پارہ ۱۵، سورہ بنی اسرائیل، آیت ۷۹

فائدہ :۔مقامِ محمود مقامِ شفاعت ہے کہ اس میں پہلے اور پچھلے تمام لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمد کریں گے یہی جمہور کا مذہب ہے۔منکرینِ شفاعت چند گنتی کے ہیں ان کا انکار مسئلہ کی حقیقت کو مضر نہیں ہاں یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ جمہور کے مذہب کو ہر مسئلہ میں فوقیت ہوتی ہے۔اس لئے ہمیں ناز ہے کہ کل قیامت میں ہم اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح سرائی (1) میں انبیاء و اولیاء کے ساتھ ہوں گے اور منکرین نہ صرف دیکھتے ہی رہ جائیں گے بلکہ اپنی بدقسمتی پر ماتم کریں گے لیکن بے سود (2)۔

اس لئے امام احمد رضا فاضل بریلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے انہیں خیر خواہانہ مشورہ دیا کہ

آج لے اُن کی پناہ آج مدد مانگ اُن سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اِنتِبَاہ :۔منکرین جو شفاعت کا انکار کرتے ہیں اپنے قول میں سچے ہیں۔حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

شَفَاعَتِی یَوْمَ الْقِیَامَةِ حَقٌّ ، فَمَنْ لَمْ یُؤْمِنْ بِهَا لَمْ یَکُنْ مِنْ أَهْلِهَا.(3)(ابن منیع)

روزِ قیامت میری شفاعت حق ہے تو جو اس پر یقین نہ لائے وہ اس کے لائق نہیں۔

فائدہ :۔یہ حدیثِ مبارک مسجدِ نبوی شریف "بَـابُ رِیَـاضِ الْجَنَّة" (جنوبی) پر نمایاں طور پر ایسے مضبوط طور سے گندہ ہے کہ نجدی اسے مٹا نہیں سکتے۔امام احمد رضا رحمة

(1) تعریف بیان کرنے (2) کوئی فائدہ نہیں (3) (ابن منیع فی معجمه) عن زید بن أرقم وبضعة عشر من الصحابة- کنز العمال بحواله ابن منیع، رقم الحدیث ۳۹۰۵۹، الجزاء الرابع عشر، الصفحة ۳۹۹، مؤسسة الرسالة بیروت (ابن منیع نے اپنی معجم میں زید بن ارقم اور دس سے چند زائد صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا)

اللّٰہ تعالٰی علیہ نے فرمایا کہ یہ حدیثِ مبارکہ چودہ صحابۂ کرام سے مروی ہے آخر میں لکھا کہ منکرین اس متواتر حدیث کو دیکھیں اور اپنی جان پر رحم کرے اور شفاعتِ مصطفٰی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیں۔

ایک میں کیا میرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

حلّ لغات:۔ایک میں کیا (اردو) صرف مجھ اکیلے کی کون سی بات ہے۔عصیاں۔ (عربی) نافرمانی۔ حقیقت (عربی) اصلیت، حیثیت۔ کتنی (اردو) کس قدر کیا حیثیت ۔مجھ سے (اردو) میرے جیسے۔سولاکھ (اردو) ایک کروڑ لیکن یہاں تعداد بتانا مقصود نہیں بلکہ مراد بے حدوحساب، لاتعداد افراد ہے۔ کافی (عربی) بس، پورا، کفایت کرنے والا۔ اشارہ (عربی) کنایہ، ایماء۔

شرح:۔صرف مجھ اکیلے کی کون سی بات ہے صرف مجھ گنہگار کے گناہوں کی کیا حیثیت ہے، مجھ جیسے لاتعداد بے شمار لوگوں کی بخشش ومغفرت کے لئے اے آقا! آپ کا صرف ایک اشارہ کافی ہے۔

قرآن مجید:۔آیاتِ شفاعت بالعموم اور خود سرورِ دوعالم صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدۂ شفاعت اس دعوے کی دلیل کافی ہے۔

احادیثِ مبارکہ:۔حضور سرورِ عالم صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم امت کو جو شفاعت کا مژدۂ بہار سنایا ہے، وہی ہمارے لئے سرمایۂ نجات کافی ہے۔کسی نے کیا خوب کہا ہے:

کسی کو ناز ہوگا بس اطاعت کا عبادت کا ہمیں تو اک سہارا ہے محمد ﷺ کی شفاعت کا

مفت پالا تھا کبھی کام کی عادت نہ پڑی
اب عمل پوچھتے ہیں ہائے نِکمّا تیرا

حلِّ لُغات:۔ مفت (فارسی) لفظ ہے بے محنت، بلا قیمت۔ پالا تھا، پرورش کیا ہوا تھا، پلا ہوا تھا، ہائے (اردو) کلمۂ افسوس۔ نِکمّا (اردو) بیکار، ناکارہ۔

شرح :۔ نِکمّا کی نسبت تیرا کی طرف ہے طلبِ رحم وکرم کے لئے بولا جاتا ہے اور اب معنی یوں ہوا کہ دونوں عالم کے سخی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کی نعمتیں بلا محنت عطا فرما کر ہماری پرورش فرمائی کام کاج یعنی خدا اور رسول کی کماحقہ فرمانبرداری کے کبھی عادی نہ ہوئے اور کوئی عبادت نہ کی ہمیشہ نکمے زندگی گزار دی، اور اب مرنے کے بعد فرشتے تعمیلِ حکم (یعنی عبادت کے بارے میں سوال کرتے ہیں) اپنی بے کار زندگی پر بصد افسوسِ گناں ہوں کیونکہ میرے پاس عمل صالح نہیں ہے۔ اے محبوبِ کردگار صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم اپنے نکمے اور ناکارہ امتی پر رحم وکرم فرماتے ہوئے آخرت میں مدد فرمائیے، اس لئے کہ آپ نے دنیا میں بھی ہم پر کرم فرمایا تھا۔ اس شعر میں امام اہلِ سنت رضی اللّٰہ تعالی عنہ نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ ہم مسلمانوں کو اپنے اعمال پر تو بھروسہ نہیں اپنے نبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت پر امیدیں وابستہ ہیں اور بس۔

قرآن مجید :۔ قیامت میں حضور سرورِ عالم صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا انکار سوائے معتزلہ وخوارج اور نجدیہ وہابیہ کے کسی کو نہیں۔ چند آیاتِ قرآنی مندرجہ ذیل شفاعت کے اثبات میں کافی اور وافی ہیں۔

یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ رَضِیَ لَهٗ قَوْلًا ۝(1)

(1) القران پارہ ۱۶، سورہ طہ، آیت ۱۰۹

اس دن کسی کی شفاعت کام نہ دے گی، مگر اس کی جسے رحمٰن نے اذن دے دیا ہے اور اس کی بات پسند فرمائی۔

اس آیت میں کار آمد شفاعت کو دو شرطوں سے وابستہ فرمایا ہے۔

(۱) شفاعت کنندہ مقربین بارگاہ ایزدی میں سے ہو اور اسے اس (شفاعت) کی اجازت رحمٰن تعالیٰ کی طرف سے مل چکی ہو۔

(۲) جس کے حق میں وہ شفاعت کرنے اُٹھا ہے، وہ ایمان و اعمالِ صالحہ کی اتنی تعداد ضرور رکھتا ہو کہ شفاعت کا اہل اور مستحق ٹھہر سکے کیونکہ کافروں، مشرکوں، مُلحدوں، بے دینوں اور منافقوں کے حق میں کسی کی شفاعت قابلِ پذیرائی نہیں۔

كَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَرْضٰى ○(1)

اور کتنے ہی فرشتے ہیں آسمانوں میں کہ ان کی سفارش کچھ کام نہیں آتی مگر اللہ تعالیٰ اجازت دے دے جس کے لئے چاہے اور پسند فرمائے۔

مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ.(2)

وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے بے اس کے حکم کے۔

مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ.(3)

کوئی سفارشی نہیں مگر اس کی اجازت کے بعد

انتباہ:۔ جہاں شفاعت کی نفی ہے وہاں شفاعت کنندگان سے مراد بت اور جن کے

(1) القران پارہ ۲۶، سورۃ النجم، آیت ۲۶)(2) القران پارہ ۳، سورۃ البقرہ، آیت ۲۵۵
(3) القران پارہ ۱۱، سورۂ یونس، آیت ۳

لئے شفاعت غیر مقبول ہے، ان سے بت پرست مراد ہیں اس لئے کہ بت پرستوں کا عقیدہ تھا کہ ان کی ان کے بت (معبودانِ باطلہ) شفاعت کریں گے۔ وہابی، نجدی اس قسم کی آیات انکارِ شفاعت پر پیش کرتے ہیں اور بتوں کے بجائے انبیاء و اولیاء مراد لیتے ہیں، لہٰذا عوامِ اہل سنت ان کی اس خیانت اور بددیانتی سے ہوشیار رہیں۔

تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صَدَقہ تیرا

حلِّ لُغات:۔ ٹکڑوں سے مراد یہاں رزق مراد ہے جو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے سے مخلوق کو مل رہا ہے۔ غیر سے بیگانہ مراد ہے۔ ٹھوکر، پاؤں کی ضرب یعنی کسی کو لات مارنا۔ نہ ڈال بمعنی حوالے نہ کر یعنی غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال اور دوسروں کے قدموں پہ نہ ڈال یعنی غیر کا محتاج نہ بنا۔ جھڑکیاں جھڑکی کی جمع ہے بمعنی ملامت، جھڑکیاں کھانا ملامت سننا اور پھٹکار سننا۔ کہاں، کس جگہ۔ صدقہ سے یہاں خیرات، بخشش مراد ہے۔

شرح:۔ اے حبیبِ خدا اور امت کے مونس و غمخوار! آپ کے دیئے ہوئے نوالوں سے ہم نے پرورش پائی ہے۔ غیروں کی ٹھوکروں پہ نہ ڈالیے ہم آپ کی خیرات چھوڑ کر غیروں کی ملامت ڈانٹ پھٹکار سننا گوارا نہیں کر سکتے اور ہم ہمیشہ آپ ہی کے در سے لگے رہنا چاہتے ہیں۔

فائدہ:۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اس شعر میں در حقیقت قرآنِ پاک کی بہت سی آیتوں اور مُتَعَدَّدُ اَحادِیثِ مُبارَکۂ کے مفہوم کو بڑے انوکھے اور نرالے انداز میں بیان فرمایا ہے۔ مُتَعَدَّدُ روایات سے واضح ہے کہ دنیا میں جس کسی کو جو نعمت یا ٹکڑے مل رہے ہیں، یہ سب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدقہ ہے کیونکہ

بقولِ شاعر ہمارا تو عقیدہ ہے:

کس چیز کی کمی ہے مولا تیری گلی میں
دنیا تیری گلی میں عقبیٰ (1) تیری گلی میں

یعنی دین و دنیا کی ہر شئی کے مالک ومختار سید الانبیاء علیہ السلام ہیں اور اگر دنیا میں کسی کو روٹی نصیب ہوتی ہے، تو یہ بھی درِ مصطفیٰ کی بدولت نصیب ہوتی ہے اور جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے در پر پہنچتے ہیں ان کا پھر دنیا وآخرت میں ایک بلندترین مقام ہوتا ہے۔ بقولِ شاعر

ان کے در پہ پلنے والے اپنا آپ جواب
کوئی غریب نواز ہے کوئی داتا لگتا ہے

حوالہ جات:۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے وہی فرمایا جو اسلاف صالحین رحمہم اللہ نے فرمایا صرف دو حوالے ملاحظہ ہوں۔

۱) ابنِ قیم نے کہا کہ

أَنَّ كُلَّ خَيْرٍ نَالَتْهُ أُمَّتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَإِنَّمَا نَالَتْهُ عَلَى يَدِهِ(2).

دنیا وآخرت کی ہر خیر و بھلائی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو آپ کے ہاتھ سے پہنچ رہی ہے۔ (مطالع المسرات صفحہ ۳۳)

(۲) علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الجوہر المنظم میں لکھتے ہیں:

هُوَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلِيْفَةُ اللّٰهِ (الْأَعْظَمُ) الَّذِي جَعَلَ خَزَائِنَ كَرَمِهٖ وَمَوَائِدَ نِعَمِهٖ طَوْعَ يَدَيْهِ وَ(تَحْتَ) إِرَادَتِهٖ يُعْطِي (مِنْهُمَا) مَنْ يَّشَآءُ (3)

---

(1) آخرت (2) (زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، فصل خواص یوم الجمعة وھی ثلاث وثلاثون، الجزء الاول، الصفحة ۳۶۴، مؤسسة الرسالة بیروت (3) الجوهر المنظم في زيارة القبر الشريف النبوي المكرم المعظم ۴۲، لاهور

حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے وہ خلیفۂ اعظم ہیں کہ حق جلّ وعلا نے اپنے کرم کے خزانے اپنی نعمتوں کے خوان سب اُن کے ہاتھوں کے مُطیع اُن کے ارادے کے زیرِ فرمان کردیئے جسے چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خوار و بیمار خطاوار گنہگار ہوں میں

رَافِع و نَافِع و شَافِع لقب آقا تیرا

حلِّ لغات:۔ خُوار، فارسی میں واؤ نہیں پڑھا جاتا۔ذلیل ورسوا، بدکار، بُرے کام کرنے والا۔ خطاوار، قصوروار۔گنہگار، مجرم۔ رَافِع، بلند کرنے والا، عزت دینے والا۔ نَافِع، نفع دینے والا، شفاء بخش۔ شَافِع، شفاعت کرنے والا، سفارش کنندہ۔ لقب، وہ نام جو اچھائی کی وجہ سے پڑ گیا ہو۔ آقا، فارسی لفظ ہے مالک وحاکم کو کہا جاتا ہے۔

شرح:۔لَفّ ونَشرِ مُرَتَّب(1) ہے۔اعلیٰ حضرت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے بارگاہِ حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کی کہ اگر میں خوار ہوں تو اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ رافع یعنی عزت بخشنے والے ہیں، اگر میں بیمار ہوں تو آپ شفاء بخشنے والے ہیں، اگر میں خطاوار ہوں اور گنہگار ہوں تو آپ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْنَ(2) ہیں۔

رَافِع:۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اسمِ مبارک آپ کے ان کمالات کا ترجمان ہے، جو آپ نے دنیا والوں کو پستی سے نکال کر ایسا بلند فرمایا کہ جس پر نوری وناری مخلوق ہر دونوں رشک کناں ہیں، جو بھی آپ کے دامن سے لپٹا تھا تو وہ سمندر بن گیا خاک تھا تو گوہر بن گیا۔

---

(1)لف: لپیٹنا، نشر: پھیلانا، مرتب: ترتیب وار۔علمِ بیان کی اصطلاح میں وہ صفت جس میں اول چند چیزوں کا ذکر جس ترتیب پر کریں پھر اُسی ترتیب پر ان متعلقہ چیزوں کو بیان کیا جائے۔(2) گناہگاروں کو بخشوانے والے یا گناہ گاروں کی شفاعت کرنے والے

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ پہلے عرب کے ایک تاجر تھے، لیکن دامنِ مصطفٰی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے صدیق اکبر اور بعد الانبیاء افضل و برتر بنے، سیدنا عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ پہلے عرب کے صرف ایک دلیر انسان مشہور تھے لیکن حضور صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فاروقِ اعظم بنادیا، سیدنا عثمان رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ صرف عرب کے ایک مالدار معروف تھے لیکن حضور صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ذُو النُّوْرَیْنْ بنادیا، سیدنا علی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کو شیرِ خدا بنادیا۔ ایسے ہی ہر صحابی کو وہ مرتبہ بخشا کہ کوئی غوث، قُطُب، مجتہد، مُفَسِّر ان میں سے کسی ایک کا ہم پلّہ نہیں ہوسکتا بلکہ جسے بھی آپ سے کچھ نسبت ہوگئی اس کی ہمسری ڈھونڈنے سے بھی نہ ملے گی۔ آپ کی امت کے اولیاء جیسے اولیاء کہاں، آپ کے ملک جیسا ملک کہاں، بلکہ آپ کی امت کو بھی وہ رفعت ملی کہ اس میں شمولیت کی تمنا انبیاء علیہم السلام کو تھی، اب بھی اسے رفعت اور بلندی نصیب ہے جو آپ کا نام لیوا ہے، آپ سے ہٹ کر لاکھوں سال عبادت کرے وہ نہ صرف خوار و ذلیل ہوگا بلکہ جہنم کا ایندھن اور ابوجہل کا ساتھی ہوگا۔

نافع:۔ یہ اسم مبارک ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی سجتا ہے اس لئے کہ آپ کائنات کے لئے رحمت ہی رحمت ہیں اور رحمت سے نفع ہی نفع ہوتا ہے، باقی جتنے نافع ہیں وہ آپ کے طفیلی ہیں۔

قرآن مجید:۔ اللہ تعالیٰ نے درجنوں چیزوں کو قرآن مجید میں نافع بتایا ہے مثلاً:

(۱) پَنْدُ و موعِظت (1): وَّ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ○ (2)

اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے۔

(1) وعظ و نصیحت (2) پارہ ۲۷، سورۃ الذاریت، آیت ۵۵

(۲) کشتی: وَالْفُلْکِ الَّتِی تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ(1)

اور کشتی کہ دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے۔

(۳) صِدق: یَوْمُ یَنْفَعُ الصَّادِقِیْنَ صِدْقُھُمْ(2)

ہے وہ دن جس میں سچوں کو ان کا سچ کام آئے گا۔

احادیثِ مبارکہ :۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نفع اتنا عام ہے کہ خدا تعالیٰ کی خدائی کا ہر فرد آپ کے نفع کے بغیر رہ نہیں سکتا کیونکہ آپ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا آپ کی رَحْمَۃٌ لِلْعَالَمِیْنِیْ سے ہژدہ ہزار عالم بہرہ افروز ہو رہا ہے وغیرہ وغیرہ۔

....

میری تقدیر بُری ہو تو بھلی کردے کہ ہے
محو و اثبات کے دفتر پہ کڑوڑا تیرا

حلِّ لُغات :۔ بھلی کردے، اچھی اور نیک کردے۔ محو، بمعنی مٹانا۔ اثبات، ثابت کرنا دفتر، فارسی لفظ بمعنی حساب اور عدالت کے کاغذات کا مجموعہ یہاں پر لوحِ محفوظ مراد ہے۔ کڑوڑا اردو لفظ ہے بمعنی اختیار و قبضہ۔

شرح :۔ اے بگڑی بنانے والے آقا! اگر میری قسمت میں دنیا یا آخرت کی کوئی برائی لکھی ہو تو برائے کرم اسے اچھائی اور نیکی سے تبدیل کر دیجئے، کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ آپ بُرائی کو اچھائی سے تبدیل فرما سکتے ہیں، اس لئے کہ خالقِ کائنات کی تقدیریں اور قسمتیں اور دیگر ہر چیز مکتوب ہے۔

(1) پارہ ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱۶۴ (2) پارہ ۷، سورۃ المآئدہ، آیت ۱۱۹

قرآنِ مجید

يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ ٥(1)

اللہ تعالیٰ جو چاہے مٹاتا ہے اور ثابت کرتا ہے اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے۔

آیتِ ہذا سے اہلِ سنت نے تقدیر ٹلنے کا استدلال فرمایا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کی عرض پر تقدیر تبدیل فرمادیتا ہے۔

(۱) حدیث شریف میں ہے

الدُّعَاءُ يَرُدُّ الْقَضَاءَ(2) دعا تقدیر کو ٹال دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندے کے لئے فرماتا ہے۔

وَإِنْ سَأَلَنِى لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِى لَأُعِيذَنَّهُ (3)

---

(1) پارہ ۱۳، سورۃ الرعد، آیت ۳۹ (2) المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفة الصحابة رضی اللّٰه عنهم، ذکر مناقب ثوبان مولی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، حدیث ۲۰۳۸، الجزء الثالث، الصفحة ۵۴۸، دار الکتب العلمية بيروت (3) عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ قَالَ مَنْ عَادَى لِى وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَىَّ عَبْدِى بِشَىْءٍ أَحَبَّ إِلَىَّ مِمَّا افْتَرَضْتُهُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِى يَتَقَرَّبُ إِلَىَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِى يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِى يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِى يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِى يَمْشِى بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِى لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِى لَأُعِيذَنَّهُ، وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَىْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِى عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ، يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ. (صحيح البخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، رقم الحديث ۶۵۰۲، الصفحة ۱۶۱۷، دار ابن کثیر دمشق بيروت) حضرت ابوہریرہ رضی اللّٰہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللّٰه علیه وآله وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اس کے خلاف جنگ کرتا ہوں اور میرا بندہ جن چیزوں کے ذریعہ میری قربت چاہتا ہے، ان میں سب سے زیادہ فرائض مجھے محبوب ہیں اور نوافل کے ذریعہ بندہ میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو محبوب بنالیتا ہوں اور میں اس کا کان ہوجاتا ہوں جس سے وہ

اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں ضرور اُسے عطا فرماتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ پکڑے تو ضرور میں اُسے پناہ دیتا ہوں۔ (بخاری مسلم ومشکوۃ وغیرہ)

(۳) حضور سرورِ عالم نے فرمایا

إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ(1)

اللہ کے بندوں میں سے وہ بھی ہیں کہ اگر اللہ کے بھروسے پر قسم کھالیں تو اللہ اُسے سچا کر دیتا ہے۔

تقدیر کی قسمیں: ۔تقدیر کی تین قسم ہیں:

(۱) مُبْرَمُ (۲) مُعَلَّقْ (۳) مُعَلَّقْ شَبِيْهٌ بِالْمُبْرَمْ

مُبْــرَم: کبھی نہیں ٹلتی اگر کوئی محبوبِ خدا اس کے متعلق بارگاہ میں عرض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے اِعراض یعنی نہ مانگنے کا حکم فرمادیتا ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے قوم لوط علیہ السلام سے عذاب ٹلنے کی عرض کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

يٰٓاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَاجِ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ(2)

اے ابراہیم! اس خیال میں نہ پڑ بیشک تیرے رب کا حکم آچکا۔

سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں اس کو ضرور ضرور دوں گا اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو میں اسے ضرور پناہ دوں گا اور میں کسی چیز میں تردد نہیں کرتا جس کو میں کرنا چاہتا ہوں جتنا تردد کرتا ہوں مؤمن کی جان کے بارے میں وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کے برائی میں پڑنے کو ناپسند کرتا ہوں۔

(1) صحيح البخاری، كتاب الصلح، باب الصلح في الدية، رقم الحديث ۲۷۰۳، الصفحة ۶۶۰، دار ابن كثير دمشق بيروت)

(2) پارہ ۱۲، سورۂ ہود، آیت ۷۶

تَقْدِيرِ مُعَلَّق: کے ٹلنے میں کسی کو اختلاف نہیں۔

تَقْدِيرِ مُعَلَّق شَبِيْهُ بِالْمُبْرَم: میں وہابیہ و دیوبندیہ کا اختلاف ہے۔ ہم جب کہتے ہیں کہ تقدیر مبرم ٹل جاتی ہے تو اس سے یہی تقدیر مراد ہوتی ہے۔

(تفصیل فقیر نے صدائے نوی شرح مثنوی) میں لکھ دی ہے اور تقدیر مبرم کے ٹالنے کا دعویٰ اولیائے کرام کو ہے۔

سیّدنا امامِ ربانی مجدّ دِالفِ ثانی قُدِّسَ سِرُّہُ النورانی مکتوبات شریف صفحہ ۲۱۷ میں لکھتے ہیں: شیخ عبدالقادر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہُ نے اپنے بعض رسالوں میں تحریر فرمایا ہے کہ

در قضاء مبرم ہیچکس را مجال نیست که تبدیل بدہد مگر مرا که اگر خواہم انجا ہم تصرّف بکنم، وازین سخن تعجب بسیار می کردند واستبعاد می فرمودند۔(1)

قضائے مبرم میں کسی کو تبدیلی کرنے کا اختیار نہیں مگر مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ اگر چاہوں تو اس میں تصرّف کردوں۔ ان کی اس بات سے میرے پیرِ بزرگوار بہت تعجب کرتے تھے اور اس کو بعید جانتے تھے۔

یہ بات بہت مدت تک اس فقیر (مجدّ دِالفِ ثانی علیہ الرحمہ) کے ذہن میں رہی یہاں تک کہ حضرتِ حق تعالیٰ نے اس دولت سے مشرف فرمایا اور اپنے فضل وکرم سے اس فقیر پر (شیخ عبدالقادر جیلانی) کے قول کی حقیقت کو ظاہر فرمایا کہ قضائے مُعَلَّق دو طرح پر ہے ایک وہ قضا ہے جس کا مُعَلَّق ہونا لوحِ محفوظ میں ظاہر ہوا ہے اور فرشتوں کو اس پر اطلاع دی ہے اور دوسری وہ قضا ہے جس کا مُعَلَّق ہونا صرف خدا تعالیٰ ہی کے پاس ہے اور لوحِ

---

(1) (مکتوباتِ امام ربانی فارسی، مکتوب دوصد وہفتدہم (۲۱۷)، جلد اول صفحہ ۳۵۱، سعید ایچ ایم کمپنی مطبوع گردید)

محفوظ میں قضائے مبرم کی صورت رکھتی ہے۔ پھر معلوم ہوا کہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کی بات بھی اسی قسم پر موقوف ہے جو قضائے مبرم کی صورت رکھتی ہے۔ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ

وَعِزَّةُ رَبِّیْ اَنَّ السُّعَدَآءَ وَالْاَشْقِیَآءَ لَیُعْرَضُوْنَ عَلَیَّ، عَیْنِیْ فِی اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ اَنَا غَائِصٌ فِیْ بِحَارِ عِلْمِ اللّٰہِ وَمُشَاھَدَتِہٖ(1)

مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم! تمام سعید وشقی مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں میری آنکھ لوحِ محفوظ پر لگی ہے یعنی لوحِ محفوظ میرے پیش نظر ہے، میں اللہ عزّ وجلّ کے علم ومشاہدہ کے دریاؤں میں غوطہ زن ہوں۔

اولیاءِ کاملین کے لئے حضرت مولانا رومی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے فرمایا

لوحِ محفوظ است پیش اولیاء

از چه محفوظ است محفوظ ازخطاء

بلکه پیش اززادن توسالهاء

دیده باشند ت بچندیں حالهاء(2)

لوحِ محفوظ اور تقدیر کی تفصیل فقیر کی کتاب ''لوحِ محفوظ'' میں ہے۔

---

(1) بهجة الاسرار ومعدن الانوار ذکر کلما اخبربها عن نفسه الخ، صفحه ۳۱

(2) لوحِ محفوظ اولیاءِ کرام کے پیشِ نظر ہے، پھر اولیاء سے کیا چیز محفوظ ہے وہ غلطی سے محفوظ ہیں، بلکہ ان کا وسیلہ پیش کرنے سے تو نے ایسا حال (قبولیت) دیکھا ہوا ہے۔

تو جو چاہے تو ابھی مَیل مِرے دل کے دُھلیں
کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی مَیلا تیرا

حلِّ لُغات: ۔مَیل (بالفتح) اردو لفظ ہے بمعنی وہ مٹی وغیرہ جو بدن پر جم جائے ہم میل کچیل کہا کرتے ہیں یہاں دل کی سیاہی اور حجابات مراد ہیں۔دل مَیلا نہ کرنا، اس سے دل کا رنج اور حزن وملال میں نہ ڈالنا اور بات نہ ٹالنا مراد ہے۔

شرح: ۔اے اللہ تعالیٰ کے لاڈلے محبوب اور امت کے غمخوار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!اگر آپ چاہیں تو میرے دل کا رنج وحُزن وملال صاف ہوجائیگا، کیونکہ آپ کی مرضی اور ارادے کے مطابق خداوندِ قدوس عزوجل ہر کام کردیا کرتا ہے۔آپ کو اللہ تعالیٰ رنجیدہ خاطر کبھی نہیں کرتا لہٰذا رنج وغم حُزن وملال سے میرا دل پاک صاف فرمادیجئے۔

قرآن مجید: ۔مصرعۂ اوّل کا مقصد ظاہر ہے، مصرعۂ ثانی آیت ذیل کے مطابق ہے تفاسیر میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کعبہ کا قبلہ بنانا پسندِ خاطر تھا اور حضور اس امید میں آسمان کی طرف نظر فرماتے تھے تو یہ آیت اتری:

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِکَ فِی السَّمَآءِ ج فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ص فَوَلِّ وَجْهَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۔(1)

ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف۔

فائدہ: ۔آیت نے صاف بتلادیا کہ اللہ تعالیٰ نے قبلہ تو بدل دیا لیکن محبوب

(1) القرآن پارہ ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱۴۴

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل مَیلا نہ کیا۔

وَ مَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِکَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ وَّ لَا نَبِیٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰۤی اَلۡقَی الشَّیۡطٰنُ فِیۡۤ اُمۡنِیَّتِہٖ.(1)

اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول یا نبی بھیجے سب پر یہ واقعہ گزرا ہے کہ جب انہوں نے پڑھا تو شیطان نے ان کے پڑھنے میں لوگوں پر کچھ اپنی طرف سے ملا دیا۔

شانِ نزول :جب سورۂ والنجم نازل ہوئی تو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجدِ حرام میں اس کی تلاوت فرمائی اور بہت آہستہ آہستہ آیتوں کے درمیان وقفہ فرماتے ہوئے جس سے سننے والے غور بھی کرسکیں اور یاد کرنے والوں کو یاد کرنے میں مدد بھی ملے، جب آپ نے آیت وَمَنٰوۃَ الثَّالِثَۃَ الۡاُخۡرٰی (3) پڑھ کر حسبِ دستور وقفہ فرمایا، تو شیطان نے مشرکین کے کان میں اس سے ملا کر دو کلمے ایسے کہہ دیئے جن سے بُتوں کی تعریف نکلتی تھی، جبرئیلِ امین علیہ السلام نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ حال عرض کیا اس سے حضور کو رنج ہوا، اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسلّی کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔(4)

فائدہ :۔آیتِ مذکورہ بالا میں " اُمۡنِیَّتِہٖ "بمعنی قرأۃ ہے جن بدبختوں نے " آرزو" اور " تمنا" لیا ہے انہیں لغتِ قرآنیہ سے ناواقفیت ہے۔

اَلۡمُفۡرَدَات وتفسیر روح المعانی وروح البیان وغیرہ جملہ مفسرین نے " اُمۡنِیَّتِہٖ "

---

(1)القرآن پارہ ۲ ،سورۃ البقرہ، آیت ۱۴۴ (2)القرآن پارہ ۱۷ ،سورۃ الحج، آیت ۵۲

(3) ترجمۃ القرآن کنزالایمان: اور تیسری منات کو۔ القرآن پارہ ۲۷ سورۃ النجم آیت ۲۰

(4)تفسیر القرآن خزائن العرفان پارہ ۱۷ ،سورۃ الحج، آیت ۵۲

بمعنی قراۃ لیا ہے، مزید تفصیل کے لئے فقیر کی تفسیر ''روح البیان'' ملاحظہ ہو۔

کس کا منہ تکیے کہاں جائیے کس سے کہیے

تیرے ہی قدموں پہ مِٹ جائے یہ پالا تیرا

حلّ لغات:۔ کس کا منہ تکیے (اردو) حسرت ومایوسی سے کس کی صورت دیکھی جائے۔ پالا، پرورش کیا ہوا۔

شرح:۔ اے آقائے کائنات اور بندہ پرور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کو چھوڑ کر کس کی صورت دیکھی جائے اور اپنے مصائب وآلام کسے بیان کریں اور کدھر جائیں اور جائیں تو سوائے یاس اور ناامیدی کے کچھ حاصل نہ ہوگا، آپ کا یہ نکما غلام آرزو رکھتا ہے کہ آپ ہی کے قدموں پر جان دے دے ورنہ نمک حرامی اور غداری ہوگی۔

قرآن مجید

وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ الخ(1)

کے حکم پر ہم سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہیں نہیں جا سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اپنی ہر مراد کی تحصیل کے لئے بارگاہِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کہیں نہیں گئے۔ چند نمونے حاضر ہیں۔

زمانۂ طفولیت میں

(۱) ایک دفعہ ابوطالب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ لے کر بارش کے لئے دعا کی تھی، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے فوراً دعا قبول ہوئی تھی۔

عرفطہ بن حباب صحابی اس واقعہ کو یوں بیان فرماتے ہیں کہ میں مکہ میں آیا اور اہلِ

(1)(پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۴)

مکہ قحط سالی میں مبتلا تھے۔قریش نے کہا اے ابوطالب! جنگل قحط زدہ ہوگیا اور ہمارے زن وفرزند قحط میں مبتلا ہیں تو آ اور بارش کے لئے دعا کر۔ابو طالب نکلا اور اس کے ساتھ ایک لڑکا تھا گویا وہ تاریکئ ابر کا آفتاب تھا کہ جس سے سیاہ بادل دور ہوگیا ہو اور اس کے اردگرد چھوٹے چھوٹے لڑکے تھے۔پس ابوطالب نے اس لڑکے کو لیا اور اس کی پیٹھ کعبہ سے لگائی اس لڑکے (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے التجا کرنے والے کی طرح اپنی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا، حالانکہ اس وقت آسمان میں بادل کا کوئی ٹکڑا نہ تھا اشارہ کرنا تھا کہ بادل چاروں طرف سے آنے لگے اور مینہ برسا اور بہت برسا۔جنگل میں پانی ہی پانی نظر آنے لگا اور شہری وبدوی خوشحال ہوگئے اس بارے میں ابوطالب کہتا ہے،اور گورے رنگ والے جن کے چہرے کے وسیلہ سے نزولِ باراں طلب کیا جاتا ہے اور جو یتیموں کے ملجاء وماویٰ اور رانڈوں اور درویشوں کے نگہبان ہیں۔(ابن عساکر)

(۲) حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو فرمارہے تھے کہ آپ نے لَبَّیْکَ کہا پھر لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ تین بار فرمایا اور میں نے آپ کو تین بار "نُصِرْتَ ،نُصِرْتَ ، نُصِرْتَ" تیری مدد کی گئی.........فرماتے سنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو فرما کر تشریف لائے تو میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے سنا کہ حضور کلام فرمارہے تھے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی فریاد کرنے والا مجھ سے نُصرت طلب کرتا ہے تین روز کے بعد عمرو بن خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چالیس سواروں کے ساتھ مکۂ معظمہ سے مدینۂ منورہ آیا جو کچھ گزرا اس کی آپ کو خبر دی۔(1)

---

(1) أَخبرنا الشريفُ أَبُو نصرِ الزَّيْنبيُّ أَنا أَبُو طاهرِ الْمُخلِّص ثنا يَحيى بْنُ مُحمَّدٍ إِملاء ثنا يَحيى بْنُ سُلَيمانَ بْنِ نضْلةَ الْخُزاعيُّ بالْمَدِينة سنةَ خمْسٍ وَأَرْبعين ومائتينِ حَدَّثني عَمِّي

فائدہ :۔اس قسم کے درجنوں واقعات فقیر کی کتاب ''ندائے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''میں درج ہیں اہلِ ذوق اس کا مطالعہ فرمائیں۔

تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا
تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیّہ تیرا

حلّ لغات:۔جماعت،گروہ اس سے اہل سنت وجماعت مراد ہے۔پھرتا ہے،واپس لوٹتا ہے۔عطیہ،انعام وبخشش۔

شرح: رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے ہی ہمیں مذہب اسلام کی ہدایت فرمائی اور مسلکِ حق اہلِسنت وجماعت سے آگاہی بخشی۔آپ بڑے ہی کریم ہیں اور کریم کبھی اپنا عطیّہ (1) واپس نہیں لیتا یعنی ہمیں اسی مسلکِ حق اور مذہب اہلِ سنّت پر ثابت قدم رکھے۔

مُحَمَّدُ بْنُ نَضْلَةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسلم أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ بَاتَ عِنْدَهَا فِي لَيْلَتِهَا ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ فَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقُوْلُ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ ثَلَاثًا أَوْ نُصِرْتُ نُصِرْتُ ثَلَاثًا قَالَتْ فَلَمَّا خَرَجَ مِنْ مُتَوَضَّاهِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسلم بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي سَمِعْتُكَ تُكَلِّمُ إِنْسَانًا فَهَلْ كَانَ مَعَكَ أَحَدٌ قَالَ هٰذَا رَاجِزُ بَنِي كَعْبٍ يَسْتَصْرِخُنِي الخ. (المعجم الصغير للطبراني، الجزء الثاني، الصفحة ٧٣، دارالكتب العلمية بيروت) حضرت اُم المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رات میرے ہاں قیام کیا۔آپ وضو کے لئے اُٹھے تو میں نے آپ کو وضو کے دوران ارشاد فرماتے ہوئے سنا''میں حاضر ہوں مدد کو پہنچا' تمہاری مدد کردی گئی ہے''جب آپ باہر تشریف لائے،تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے آپ کو حالتِ وضو میں تین بار لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ نُصِرْتُ نُصِرْتُ کہتے ہوئے سنا ہے گویا آپ کسی انسان سے گفتگو فرمارہے تھے،کیا آپ کے ساتھ کوئی تھا؟ فرمایا ہاں۔بنی کعب کا راجز مجھے مدد کے لئے پکار رہا تھا۔(1) انعام

قرآنِ مجید: اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا .(1)

اور تم ایک غار دوزخ کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچادیا۔

فائدہ:۔ فَاَنْقَذَكُمْ کی ضمیر کا مرجع (2) بعض مفسرین نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنایا ہے۔

موت سنتا ہوں ستم تلخ ہے زہرابہ ناب

کون لادے مجھے تلووں کا غُسالہ تیرا

حل لغات:۔ تلخ (فارسی لفظ ہے) کڑوا۔ ستم تلخ بمعنی بہت شدید مصیبت وآفت۔ زہرابہ (فارسی لفظ ہے) اور مرکب ہے زہر اور آب سے زہریلا پانی اور اس کے ساتھ ہائے مختفی لگی ہے ہائے مختفی وہ کہلاتی ہے جو اپنے ماقبل حرف پر حرکت ظاہر کرے اور خود اس کو واضح طور پر نہ بولا جائے بخلاف ہائے ہوز کے اس لئے کہ وہ خود ظاہر کر کے پڑھی جاتی ہے۔ ناب (بمعنی خالص اصلی) ''زہرابہ ناب'' بمعنی زہر آلود پانی۔ کون لادے مجھے یعنی کوئی لاکر دے۔ تلووں تلوا کی جمع تشریح گزر چکی ہے۔ غُسالہ (عربی) لفظ ہے دھوون یعنی وہ پانی جس سے منہ ہاتھ یا جسم دھویا گیا ہو۔

شرح:۔ اے مصیبت زدوں کے کام آنے والے! میں سنتا ہوں کہ موت ایک بہت بڑی مصیبت وآفت ہے، خالص زہر آلود پانی کا گھونٹ ہے، جس کی مصیبت کو آرام میں اور زہریلا پن کو مٹھاس میں زمانہ کی کوئی چیز تبدیل نہیں کرسکتی۔ سوائے ایک چیز کے اور وہ ہے

---

(1) پارہ ۴، سورۂ آل عمران، آیت ۱۰۳ (2) یعنی **انقذ** میں ضمیر مستتر ''ھُوَ'' سے مراد حضور علیہ السلام ہیں، تو اب آیتِ کریمہ کا ترجمہ ہوگا: اور ایک غار دوزخ کے کنارے پر تھے تو حضور (علیہ السلام) نے تمہیں اس سے بچایا۔

آپ کے تلوؤں اور پیروں کا غُسالہ یعنی دھوون۔ میرے دل کی حسرت یہ ہے کہ آپ کے تلوؤں کا دھوون کوئی مجھے لاکر قبر میں دے دے تاکہ موت کی سختی اور تلخی دور ہوجائے۔

عقیدۂ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

موت کی سختی تو سب کو معلوم ہے لیکن جس خوش بخت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہِ کرم نصیب ہوجائے اس کے لئے موت ''رَیْحَانَۃُ الْجَنَّۃُ'' (حدیث) ہے، اسی لئے اسلاف اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم موت کی گھڑی کے لئے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبرّکات ساتھ رکھنے کی وصیت فرماتے تھے، اور عقیدہ یہی تھا کہ ان تبرکات کی برکت سے موت اور قبر اور حشر میں چین وآرام نصیب ہوگا۔

حضرت انس صحابی رضی اللہ عنہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمِّ سلیم (والدہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے ہاں چمڑے کے فرش پر قیلولہ فرمایا کرتے تھے، جب آپ اُٹھتے تو وہ آپ کے پسینۂ مبارک کو ایک شیشی میں جمع کرلیتیں اور شانہ (کنگھی) کرتے وقت جو بال گرتے ان کو اور پسینہ مبارک سُک (ایک قسم کی خوشبو ہے) میں ملادیتیں۔ حضرت ثُمامہ کا قول ہے کہ جب حضرت انس بن مالک کی وفات کا وقت آیا تو مجھے وصیت کی کہ اس سُکّ میں سے کچھ میری حنوط (کافور وصندل جو مردے کے کفن پر اور جسم پر مل دیا جاتا ہے) میں ڈال دیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔(1)

---

(1) عَنْ ثُمامة، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ كَانَتْ تَبْسُطُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نِطَعًا، فَيَقِيلُ عِنْدَها عَلَى ذلك النِّطَعِ قَالَ :فَإِذَا نَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْه وَسَلَّم أَخَذَتْ مِنْ عَرَقِهِ وَشَعَرِهِ، فَجَمَعَتْهُ فِي قَارُورَةٍ، ثُمَّ جَمَعَتْهُ فِي سُكٍّ وهو نائم قَالَ فَلَمَّا حضر أَنَسَ بْنَ مالكٍ الوفَاةُ، أَوْصَى إِلَيَّ أَنْ يُجْعَلَ فِي حَنُوطِهِ مِنْ ذَلِكَ السُّكِّ، قَالَ فَجُعِلَ فِي حَنُوطِه.

حضرت ثابت بنانی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم حضرت انس بن مالک نے مجھ سے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالوں میں سے ایک بال ہے جب میں مرجاؤں تو اسے میری زبان کے نیچے رکھ دینا، چنانچہ میں نے وصیت کے مطابق ان کی زبان کے نیچے رکھ دیا اور وہ اسی حالت میں دفن کئے گئے۔ (اَلِاصَابَۃُ فِیْ ذِکْرِ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ)

مزید واقعات فقیر کی کتاب "اَلْبَرَکَاتُ فِی التَّبُرُّکَاتِ" اور "اَلِاصَابَۃُ فِیْ عَقَائِدِ الصَّحَابَۃُ" میں پڑھیے۔

دور کیا جانیے بدکار پہ کیسی گزرے
تیرے ہی در پہ مرے بیکس و تنہا تیرا

حلِّ لُغات:۔ کیا جانیے، اردو محاورہ ہے جو وَاللّٰہُ اَعْلَمُ کے مطابق بولا جاتا ہے یعنی خدا جانے۔ پہ، اُردو لفظ ہے پر بمعنی علیٰ ہے۔ کیسی گزری، کیسے بیتے کیا مصیبت آئی۔ در، فارسی لفظ ہے دروازہ، دربار۔ بیکس، بے یارومددگار، تنہا اکیلا۔

شرح:۔اے شہنشاہِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے دور رہ کرنا معلوم کس طرح زندگی بیتے اور کیا کیا مصائب آئیں، لہٰذا آپ کا بے یارومددگار امّتی (جس کا آپ کے سوا

(صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب من زار قوما فقال عندھم، رقم الحدیث ۶۲۸۱، الصفحۃ ۱۵۶۸، دار ابن کثیر دمشق بیروت) ثمامہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حضرت اُمِ سلیم چمڑے کا گدا بچھایا کرتیں اور آپ اُسی گدے پر قیلولہ فرمایا کرتے تھے ان کا بیان ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوجاتے تو وہ آپ کا مقدس پسینہ اور موئے مبارک کو جمع کرلیتیں اور انہیں ایک شیشی میں ڈال کر خوشبو میں ملالیا کرتیں۔ ثمامہ کا بیان ہے کہ جب حضرت انس بن مالک کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے وصیت فرمائی کہ وہ خوشبو اُن کے کفن کو لگائی جائے اُن کا بیان ہے کہ وہی خوشبو اُن کے کفن کو لگائی گئی۔

کوئی نہیں) آرزو کرتا ہے کہ آپ ہی کے درِ اقدس پر مر مٹے تا کہ ہمیشہ کے لئے چین وسکون نصیب ہو۔

مدینہ پاک میں مرنے کی آرزو:۔اس شعر میں امام اہلِ سنّت مدینۂ پاک میں موت کی آرزو کر رہے ہیں، کیونکہ مدینہ ہی مسلمان کا اور اس کے اسلام و ایمان کا مَلْجَا وَمَاْوٰی(1) ہے۔

موت مدینے کی

مدینہ ءپاک میں مرنے کی ترغیب خود حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں دی

حدیث نمبر ۱:

مَنْ مَّاتَ بِالْمَدِیْنَةِ کُنْتُ لَهٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ. (خلاصۃ الوفاء)(2)

جو مدینہ پاک میں مرے گا تو قیامت میں مَیں اُس کی شفاعت کرونگا۔

حدیث نمبر ۲:

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

مَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ یَمُوتَ بِالْمَدِیْنَةِ فَلْیَمُتْ بِهَا فَإِنِّی أَشْفَعُ لِمَنْ یَمُوتُ بِهَا.(3)

جسے ممکن ہو وہ مدینہ پاک میں مرے اس لئے کہ جو اس میں مرے گا میں اس کی خصوصی شفاعت کروں گا۔

---

(1) پناہ ملنے کی جگہ، ٹھکانہ (2) خلاصۃ الوفاء باخبار دار المصطفیٰ، الباب الاول فی فضلها و متعلقاتها وفيه عشرة فصول، الفصل الثالث فی الحث علی الاقامة والصبر والموت بها واتخاذ الاصل، الجزء الاول، الصفحة ۲۵، المکتبة العلمية المدينة المنورة (3) عن ابن عُمَرَ قال قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَّمُوتَ بِالْمَدِينَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا فَإِنِّی

ایک روایت میں ہے

فَاِنِّیْ اَشْهَدُ لِمَنْ یَّمُوْتُ بِهَا(1)

میں اس کے ایمان کی گواہی دوں گا۔

حدیث نمبر ۳:

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَمُوْتَ بِالْمَدِیْنَةِ فَاِنَّهٗ مَنْ یَّمُتْ بِهَا اَشْفَعُ لَهٗ وَاَشْهَدُلَهٗ.(2)

....

أَشْفَعُ لِمَنْ يَمُوتُ بِهَاوَفِي الْبَاب عَنْ سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ الْأَسْلَمِيَّةِ قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ(سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللهﷺ، باب ماجاء فی فضل المدینة،رقم الحدیث ۳۹۱۷، الصفحة ۸۷۹،مکتبة المعارف الریاض،الترغیب والترهیب، کتاب الحج، باب مات بالمدینة شفعت له یوم القیامة،الجزء الثانی،الصفحة ۲۲۳،دار الفکر بیروت) حضرتِ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو مدینۂ طیبہ میں موت آسکے تو اسے یہاں ہی مرنا چاہیے، کیونکہ میں یہاں مرنے والوں کی (خاص طور پر) شفاعت کروں گا۔اس باب میں حضرت سبیعہ بنتِ حارث اسلمیہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت مذکور ہے۔یہ حدیث اس طریق یعنی ایوب کی روایت سے حسن صحیح غریب (یعنی یہ حدیث تین اسنادوں سے مروی ہے ایک اسناد میں حسن،ایک میں صحیح،ایک میں غریب۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح جلد۲صفحہ۲۰۱) ہے۔(1)خلاصة الوفاء باخبار دار المصطفی، الفصل الثالث فی الحث علی الاقامة والصبر والموت بها الخ، الصفحة ۲۵، المکتبة العلمیة المدینة المنورة(2)عَنِ الصُّمَيْتَةِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي لَيْثٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قال سمعتها تحدث صفية بنت أبی عبيد اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ لَّا يَمُوْتَ اِلَّا بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا فَاِنَّهٗ مَنْ يَّمُتْ بِهَا تَشْفَعُ لَهٗ و تَشْهَدُ لَهٗ (صحیح ابن حبان، کتاب الحج ، باب فضل المدینة، ذکر تشفیع المدینة فی القیامة لمن مات بهامن أمة المصطفیٰ صلی الله علیه وسلم، رقم الحدیث ۳۷۴۲،المجلد التاسع،

جسے ممکن ہو وہ مدینہ پاک میں آکر مرے کیونکہ جو یہاں مرتا ہے، مَیں اس کی شفاعت کروں گا اور اس کے ایمان کی گواہی دوں گا۔

درحقیقت مدینہ شریف میں موت کا آنا بڑے بلند ترین مقدر و نصیب کی بات ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

یہ سعادت بازو کے زور سے نہیں ملتی، جب تک بخشنے والا خدا نہ بخشے۔

مدینہ شریف ایک ایسا مقدّس مقام ہے جو اسلام کا مَرْکَز و مَنْبَع اور مَلْجَا وَ مَرْجِعُ(1) ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اسلام ہمیشہ غریبوں میں رہا ہے اور قربِ قیامت میں جب اپنے مرکز کو واپس لوٹے گا تو غریبوں میں ہی سے واپس لوٹے گا۔(2)

اس حدیث کی شرح میں مُحدّثینِ کرام فرماتے ہیں کہ مرکز سے مراد مدینہ طیبہ ہے یہ وہ مبارک شہر ہے جس کے متعلق خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

....

الصفحة ۵۸، مؤسسة الرسالة بیروت)(فی خلاصة الوفاء یَّمُتْ بِهَا اَشْفَعُ لَهُ و اَشْهَدُ لَهُ)
حضرت صمیمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تم میں جس سے ہوسکے کہ مدینہ میں مرے تو چاہیے کہ وہ مدینہ میں مرے کیونکہ جو مدینہ میں مرے گا مَیں اس کی شفاعت کروں گا یا اس کی گواہی دوں گا۔

(1) اصل، بنیاد (2) حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَيَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ (سنن ابن ماجة، کتاب الفتن، باب بدأ الاسلام غریبا، حدیث ۳۹۷۶، الجزء الخامس، الصفحة ۴۶۸، دار الجیل بیروت) عبدالرحمٰن بن ابراہیم، یعقوب بن حمید، سوید بن سعید، مروان بن معاویہ الفزاری، یزید بن کیسان، ابوحازم، ابوہریرہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

اَلْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ مِّنْ مَّكَّةَ (1)

مدینہ مکہ سے بہتر ہے۔

مزید تفصیل فقیر کی کتاب "محبوبِ مدینہ" میں پڑھیے۔

تیرے صدقے مجھے اِک بوند بہت ہے تیری
جس دن اَچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا

حلِّ لُغات:۔ تیرے صدقے یعنی آپ پر قربان ہو جاؤں۔ اِک، ایک کا مُخَفَّفْ ہے۔ بوند بمعنی قطرہ۔ اچھوں، اچھا کی جمع، نیک لوگ۔ جام، پیالہ، شُرَفاء کے مشروبات پینے کا گلاس۔ چھلکتا بمعنی لبالب بھرا ہوا، لبریز۔

شرح:۔ اے دو جگ کے داتا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مَیں آپ پر قربان ہو جاؤں مجھے تو اس روز آپ کی صرف ایک بوند کافی ہو گی، قیامت کے دن جب کہ نیک لوگوں کو آپ کے دستِ مبارَک سے بھرا ہوا ایک پیالہ ملے گا۔

قرآن پاک

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْكَوْثَرَ ○ (2)

اے محبوب! بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔

کوثر سے مراد بقولِ مفسّرین یا تو حوضِ کوثر ہے یا خیرِ کثیر اور سیّدُ المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ خیرِ کثیر ہی مراد ہے کیونکہ خیرِ کثیر میں

وسلم نے ارشاد فرمایا اسلام غربت کی حالت میں شروع ہوا اور غربت ہی کی حالت میں لوٹ جائے گا تو غربا، کیلئے خوشخبری ہو۔ (1) المعجم الكبير للطبراني، بكر بن سليم الصواف المدني عن أبي حازم، رقم الحديث ۵۸۶۷، الجزء السادس، الصفحة ۱۶۴، مكتبة ابن تيمية القاهرة (2) پاره ۳۰،

حوضِ کوثر بھی آجاتا ہے اور دیگر دین و دنیا کی تمام چیزیں بھی شامل ہوجاتی ہیں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی "اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ" یَقُوْلُ أَعْطَیْنَاکَ یَا مُحَمَّدُ الْخَیْرَ الْکَثِیْرَ وَالْقُرْآنُ مِنْہُ وَیُقَالُ الْکَوْثَرُ نَھْرٌ فِی الْجَنَّۃِ أَعْطَاہُ اللّٰہُ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.(1)

حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے اس قول کے بارے میں "اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ" فرماتے ہیں (یعنی) ہم نے اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کو خیرِ کثیر عطا کیا اُنہی میں سے قرآن ہے اور کہا گیا ہے "کوثر" جنت میں ایک نہر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا۔

اس ترجمہ و تفسیر سے واضح ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حوضِ کوثر کے مالک و مختار ہیں۔

احادیثِ مبارکہ:۔مُتَعَدَّدُ اَحَادِیْثِ شَرِیْفَۃ سے واضح ہے کہ جس کو حوضِ کوثر سے ایک پیالہ مل گیا وہ محشر میں پھر ہرگز پیاسا نہ ہوگا۔ایک حدیثِ پاک میں ہے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن ہم آپ کو کہاں تلاش کریں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا: کہ یا تو میں "پلِ صراط" کے مقام پر موجود ہوں گا، جہاں اپنی امت کو پار لگانے کے لئے رب کی بارگاہ میں مصروف بدعا ہوں گا۔

سورۃ الکوثر، آیت ۱ (1)تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، تفسیر سورۃ الکوثر آیت ۱، الصفحۃ ۲۲۰، دار الکتب العلمیۃ بیروت

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں،

رضاؔ پل سے اب وجد کرتے گزریئے

کہ ہے رَبِّ سَــلِّــمْ (1) صدائے محمد (ﷺ)

صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اگر آپ وہاں موجود نہ ہوں تو پھر کہاں تلاش کریں، فرمایا کہ پھر میں میزان کے پاس ہوں گا جہاں لوگوں کے اعمال تولے جائیں گے یعنی وہاں پر میں اپنی امت کے اعمال تولنے کی گویا نگرانی کروں گا۔ صحابہ کرام نے پھر عرض کیا: کہ اگر ہم آپ کو وہاں بھی نہ پائیں تو پھر کہاں تلاش کریں، آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ پھر میں حوضِ کوثر پر ہوں گا اور اپنی امت کو کوثر کے پیالے بھر بھر کر پلاتا ہوں گا، تو اس شعر میں اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی جانب اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمارہے ہیں، کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن آپ لوگوں کو بھر بھر کر جامِ کوثر پلائیں تو اس دن مجھے تو آپ کی جانب سے اگر ایک بوند بھی عطا ہو جائے تو وہی کافی ہوگی۔ مقصد یہ ہے کہ جب آپ مجھے ایک بوند عطا فرمائیں گے تو لازمی طور پر آپ کی توجہ میری جانب ہو جائے گی تو میرا بیڑا ہی پار ہو جائے گا کیونکہ جب آپ کی توجّہ ہوگی تو گویا پھر رب کی رحمتِ خاص کی توجہ بھی خود بخود میری جانب ہو جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ تو صرف آپ کی رضا کا طلب گار ہے۔

جیسا کہ قرآنِ پاک میں ہے

وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰىؕ (2)

اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

---

(1) میرے رب سلامتی سے گزار (2) پارہ ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت ۵

حدیثِ قدسی میں ہے

كُلُّهُمْ يَطْلُبُوْنَ رَضَائِيْ وَاَنَا اَطْلُبُ رَضَاكَ يَا مُحَمَّدُ(1)

یہ سب میری رضا چاہتے ہیں اور اے محبوب! میں تمہاری رضا چاہتا ہوں۔

گویا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کا ذریعہ ہیں۔ اسی لئے تو ایک حدیث پاک میں آپ نے یہاں تک ارشاد فرمایا

مَنْ رَآنِی فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ(2)

جس نے مجھے دیکھا تو یقیناً اس نے رب کو دیکھا۔

ایک شعر میں کسی شاعر نے اسی حدیث پاک کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے

تصور باندھ کر دل میں تمہارا یَـا رَسُوْلَ الـلّٰـهُ ﷺ
خدا کا کر لیا ہم نے نظارہ یَـا رَسُوْلَ الـلّٰـهُ ﷺ

اس ساری تشریح و تفصیل کی روشنی میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذکورہ شعر کو ایک بار پھر پڑھیں تو حقیقت یہ ہے کہ روح وجد میں آجائے گی۔ اعلیٰ حضرت کی شاعری کا کمال یہ ہے کہ آپ کی شاعری قرآن و حدیث کا ترجمہ ہے اور آپ کا ایک ایک شعر اس کا مَظْهَرِ اَتَم ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شاعری کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ "کَلام

....

(1) التفسیر الکبیر تحت آیة "فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا" جلد ۴، صفحہ ۱۰۶، المطبعة المصرية مصر (2) قَالَ أَبُو سَلَمَةَ قَالَ أَبُو قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَآنِي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ تَابَعَهُ يُونُسُ، وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ. (صحيح البخاری، کتاب التعبير، باب من رأى النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام، حديث ۶۹۹۶، الصفحة ۱۷۳۳، دار ابن کثیر دمشق بیروت) ابوسلمہ نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھے دیکھا تو یقیناً اس نے حق کو دیکھا۔ اسی طرح یونس اور زہری کے بھتیجے نے

اُلْاِمَامُ“ ہیں اور پھر فوراً ہی یہ تاثر ذہن میں ابھرتا ہے کہ آپ ”اِمَامُ الْکَلَامِ“ ہیں۔
بطورِ تحدیثِ نعمت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک شعر میں خود ارشاد فرماتے ہیں۔

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضاؔ مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں(1)

اِزَالَۂ وَھَم :۔ حضور نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَظْھَرِ اَتَمّ ہیں اس لئے آپ کا دیدار حق کا دیدار ہے اس سے لازم نہیں آتا کہ معاذ اللہ عینِ ذات (2) ہو گئے جیسا کہ بعض جاہلوں نے سمجھ رکھا ہے اور دیدار نبوی بھی ایک حقیقت ہے اس کا انکار بھی بعض جاہلوں کو تو ہے لیکن اہلِ حق کا حق مذہب یہی ہے کہ آپ کا دیدار ایک یقینی امر ہے۔

حرم و طیبہ و بغداد جدھر کیجئے نگاہ
جوت پڑتی ہے تری، نور ہے چھنتا تیرا

حلِّ لُغات :۔ حرم، مکہ مکرمہ۔ طیبہ، مدینہ منورہ۔ بغداد (فارسی) لفظ ہے۔ باغ داد کا مُخفف ہے انصاف کا باغ، عراق میں ایک باغ تھا جہاں پر نوشیروان کی کچہری لگتی تھی۔ جدھر کیجئے نگاہ، جس طرف دیکھا جائے جہاں کہیں غور کیا جائے۔ جوت (اردو) لفظ ہے۔ نور، شعاع، اجالا۔ چھنتا یعنی ظاہر ہونا۔

---

(1) بعض لوگ کہتے ہیں یہ شعر استاد داغ دہلوی کا ہے جو اعلیٰ حضرت کے بھائی علامہ حسن رضا خان صاحب کے غزل کے استاد تھے۔ انہوں نے اعلیٰ حضرت کی یہ نعت جس کا مقطع (نظم یا قصیدہ کا آخری شعر جس میں شاعر کا تخلص آتا ہے) اعلیٰ حضرت نے نہیں لکھا تھا سن کر کہا تھا حسن رضا خان صاحب! اپنے بھائی سے کہنا کہ مقطع یہ شامل کر لیں، جبکہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کا شعر ہے اور اشعار کی اُس قبیل (قسم، نوع) سے ہے جس میں شاعر تفاخر (فخر) بیان کرتا ہے اور اسی طرز کے اعلیٰ حضرت کے اور بھی اشعار ہیں۔ (واللہ تعالیٰ اَعْلَمْ) (2) خود: باری تعالیٰ

شرح :۔اے نورِ مجسم، باعث جملہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ اور بغدادِ مقدس ان تمام جگہوں میں جہاں کہیں جس طرف نگاہ کی جائے آپ ہی کا نورِ پاک نظر آتا ہے آپ کے نور سے تمام جہان بقعۂ نور(1) بنا ہوا ہے۔اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُن فیوض و برکات کی طرف اشارہ ہے جو آپ کی تشریف آوری سے کعبۂ معظّمہ پر مدینۂ طیبہ پھر بغداد پھر وہاں سے جملۂ عالم منور و تاباں ہوا۔سب کو معلوم ہے حضور نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے حرم (کعبۂ معظمہ) کی حالت کیا تھی اس کی مختصر تشریح عرض کی جاتی ہے۔

کعبہ کیا ہے؟

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا أَصْلُ طِیْنَةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ سُرَّةِ الْأَرْضِ بِمَکَّةَ.

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خمیر مبارک زمین کی ناف یعنی کعبہ کی جگہ سے لیا گیا۔

وَلَمَّا خَاطَبَ اللّٰہُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَوْلِہٖ "اِئْتِیَا طَوْعًا اَوْ کَرْھًا ط قَالَتَآ اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ" کَانَ الْمُجِیْبُ مِنَ الْأَرْضِ مَوْضِعُ الْکَعْبَةِ وَمِنَ السَّمَآءِ مَا حَاذَاھَا الَّذِیْ ھُوَ مَحَلُّ الْبَیْتِ الْمَعْمُوْرِ.(2)

جب اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو اِئْتِیَا طَوْعًا اَوْ کَرْھًا ط قَالَتَآ اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ (دونوں حاضر ہو خوشی سے چاہے ناخوشی سے دونوں نے عرض کی کہ ہم رغبت کے ساتھ حاضر ہوئے)

---

(1) منور مقام، وہ مقام یا جگہ جہاں زیادہ روشنی ہو۔

(1) انسان العیون فی سیرة الامین المامون المعروف بالسیرة الحلبیة، باب بنیان قریش الکعبة شرفها اللہ تعالٰی، الجزء الاول، الصفحة ١٩٧، مطبع مصر

کا خطاب فرمایا تو زمین کے اس خطّہ نے جواب دیا جہاں اب کعبہ ہے اور آسمان کی اس جگہ نے جواب دیا جو کعبہ کے مُقابل ہے یعنی کعبہ سے اسی خمیر نے جواب دیا، جہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسد(1) تیار ہوا اور وہیں سے ہی زمین بچھائی گئی۔"

مَدفَن مدینہ کیوں؟

روایاتِ مذکورہ کا تقاضا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مدفن مکہ معظمہ ہو لیکن آپ کے خمیر کو طوفانِ نوح علیہ السلام کی موج سے اس مقام پر پہنچایا گیا جہاں اب مدینہ طیبہ ہے (كَذَا قَالَ الْمُحَقِّقُوْنَ) (2) اسی وجہ سے یہ شہر تمام شہروں سے افضل ہے جیسے مقامِ کعبہ تمام مقامات سے افضل ہے صرف اسی لئے کہ وہ جوہر خمیر کی پہلی قرارگاہ ہے۔

اس کی مزید تفصیل وتشریح اور سوال وجواب کے لئے فقیر کی کتاب "محبوبِ مدینہ" کا مطالعہ کیجئے۔

تیری سرکار میں لاتا ہے رضؔا اس کو شفیع
جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

حلّ لُغات:۔ سرکار (فارسی) شاہی دربار، عدالت، بارگاہ۔ لاتا ہے (اردو) پیش کرتا ہے۔ رضؔا (عربی) شاعر محتشم کا تخلص (3) ہے جو نامِ مبارک کا ایک جز ہے کیونکہ آپ کا اسمِ گرامی احمد رضا ہے۔ شفیع (عربی) سفارش کرنے والے والا، بخشوانے والا۔ غوث (عربی) مددگار، فریادرس۔ لاڈلا (اردو) پیارا ناز ونعمت میں پلا ہوا، محبوب۔ بیٹا (اردو) فرزند۔

---

(1) جسمِ مبارک (2) اسی طرح علمائے مُحقّقین نے فرمایا ہے۔ (3) شاعر کا وہ مختصر نام جسے وہ اپنے کلام کے آخری شعر میں عموماً استعمال کرتا ہے۔

شرح:۔اے فرماں روائے عرب وعجم! اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کو بخشوانے کے لیے جناب کے شاہی دربار میں رضاؔ ایک مقدّس ذاتِ گرامی صفات کو پیش کرتا ہے اور وہ سیّدُنا حضرت غوث الاعظم بغدادی علیہ الرحمۃ کی ہستی پاک ہے، جو کہ آپ کے فرزندِ جلیل ہیں (اس لئے کہ غوثِ پاک امامِ حسن اور امامِ حسین کی اولاد ہیں اور یہ دونوں حضور کی ذات میں سے ہیں اس لئے آپ نَجِیبُ الطَّرفین سید ہیں) اور وہ میرے مددگار اور فریادرس ہیں۔
اس شعر میں میرا غوث اور لاڈلا بیٹا تیرا میں عجیب وغریب تَعرِیض کے ساتھ ساتھ نہایت لطیف انداز میں فریاد کی گئی ہے جس کی لطافت وخوبی کو اہلِ دانش ہی جان سکتے ہیں۔

وصلِ دوُم در منقبت

آقائے اَکرم حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

منقبت ۲

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا

اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

حلِّ لُغات:۔ واہ، کلمہ تحسین ہے اس کی تشریح پہلے مصرعہ میں گزر چکی ہے۔ مرتبہ بمعنی درجہ، منزل۔ غوث (عربی) لفظ ہے مددگار غوث کے درجہ پر قَـائِـدُ الْمُـرَامُ جو ولایت کا نہایت بلند درجہ ہے۔ جناب سَیِّدُ نا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللّٰہ تعالی عنہ کا لقب ہے۔ بالا بمعنی بلند، اونچا۔ اونچے اونچوں بالترتیب واحد و جمع ہے، عالی مرتبہ لوگ۔ قدم (عربی) پاؤں مبارک، اعلیٰ بہت اونچا۔

شرح :۔اے غوثُ الاعظم! آپ کا درجہ کیا خوب بلند ہے بڑے بڑے سروں والوں سے بھی آپ کا قدم مبارک بہت ہی اونچا ہے، آپ کا مرتبہ مبارک تمام اولیاء واقطاب وابدال کے مراتب سے بلند و بالا ہے اس لئے کہ جملہ اولیاءِ کرام آپ کے پاؤں کے نیچے ہیں۔

تحقیق قدم :۔آنے والے شعر میں فقیر حضور غوث اعظم رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کے قول مبارک "قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقْبَۃِ الخ" کی تحقیق عرض کرے گا یہاں صرف لفظ "قدم" کے متعلق عرض کرتا ہوں۔ (قدم) مشہور لفظ ہے تو یہاں پر قدم سے کشفی حدیثِ معراج کی طرف اشارہ ہے کہ جب شبِ معراج حضرت غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالی عنہ نے اپنے کاندھے پر سوار کر کے حضور صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کو عرشِ معلّٰی تک پہنچایا تو اُس وقت بظاہر (عالمِ ارواح) میں اونچے اونچوں کے سروں سے آپ کا قدم بلند اور اونچا تھا اور اس میں اونچے اونچوں کی توہین مطلوب نہیں بلکہ غوثِ اعظم کی رفعتِ شان کا اظہار مقصود ہے

یا قدم سے بلند قدری اور عظمتِ ولایت مراد ہے اور یہ بھی صحیح ہے اس لئے کہ آپ کی عظمت ِ اولیاء میں ایسے ہے جیسے انبیاء میں ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

جیسے ایک شعرِ مشہور عام ہے۔

غـوثِ اعـظـم درمیـانِ اولیـاء

چوں محمد ﷺ درمیان انبیاء علیہم السلام (1)

انتباہ :۔اس وقت اولیاء رحمہم اللہ سے (صحابہ کرام واہلِ بیتِ عظام اور امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہم) مستثنیٰ (2) ہوں گے۔اس لئے کہ عرف میں اولیاء کا اطلاق ان کے ماسوا پر ہوتا ہے۔(فتاویٰ مہریہ) (3) اور اس سے کبھی بھی اہلِ سلسلہ کو انکار نہیں کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ عَلَی الْاِطْلَاقِ ماسوا مذکورین (4) کے تمام اولیاءِ کرام سے افضل بلکہ سب پر آپ کا فیض بلکہ جب تک آپ کی مُہر ثبت نہ ہو کسی ولی اللہ کو ولایت نہیں نصیب ہوتی اس کی تحقیق ہم آگے چل کر عرض کریں گے۔

یاد رہے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی یہ بزرگی نہ صرف ہم زمان یا اہلِ ارض کے لئے ہے بلکہ عالمِ اسلام کے جملہ اولیاء کرام پر ثابت ہے چنانچہ حضرت شیخ ابو الغنائم مقدام البطائحی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت کے آستانہ عالیہ پر ایک مرتبہ میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کے پاس چار اشخاص کو بیٹھے ہوئے دیکھا جن کو میں نے اس سے قبل کبھی نہیں دیکھا تھا جب یہ حضرات اُٹھ کر چلے گئے تو آپ نے مجھے ارشاد فرمایا: جاؤ ان

---

(1) غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا رتبہ اولیا کرام رحمھم اللہ کے درمیان ایسا ہی ہے جیسا سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رتبہ انبیاءِ کرام علیہم السلام کے درمیان ہے۔(2) جدا کیا گیا۔وہ چیز یا انسان جس کو سابق کلام سے علیحدہ کر دیا گیا ہو۔(3) الافاضات السنیہ الملقب بہ فتاوئے مھریہ، صفحہ ۴۸، مطبع پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز لاہور (4) جن کا ذکر پہلے گزر چکا ان کے علاوہ۔

سے اپنے لئے دعائے خیر کراؤ۔

میں مدرسہ کے صحن میں ان سے جا ملا اور اپنے لئے دعا کا خواستگار ہوا تو ان میں سے ایک بزرگ نے ارشاد فرمایا: تم بڑے خوش قسمت ہو کہ ایک ایسے غوث اعظم (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کی خدمت میں ہو جس کی بَرَکت سے اللہ تعالٰی زمین کو قائم رکھے گا اور جس کی دعا کی بَرَکت سے تمام خلائق (1) پر فضل و کرم فرمائے گا۔ دیگر اولیاءِ کرام کی طرح ہم لوگ بھی ان کے سایۂ عاطفت (2) میں رہ کر ان کے تابِع فرمان ہیں۔ یہ کہہ کر وہ چاروں بزرگ چلے گئے اور یکدم نظروں سے غائب ہو گئے، میں آپ کی خدمت میں متعجب ہو کر واپس ہوا آپ نے قبل اس کے کہ میں کچھ عرض کروں مجھے ارشاد فرمایا: کہ میری حیات میں تم اس کی کسی کو خبر نہ کرنا میں نے پوچھا حضور یہ کون لوگ تھے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ کوہِ قاف (3) کے رؤسا (4) تھے اور اب وہ اپنی جگہ پر پہنچ بھی گئے ہیں۔ (الجوہر) اور قدمِ اعلیٰ کے مقام کا کیا کہنا اس کے متعلق آپ کے ہم زمانہ ایک ولیِ کامل حضرت شیخ مکارم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں اللہ تعالٰی کو حاضر و ناظر (5) جان کر کہتا ہوں کہ جس روز آپ نے "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ" فرمایا تھا اس روز روئے زمین کے تمام اولیاء الرّحمان نے مشاہدہ فرمایا کہ آپ کی قُطبیّت کا جھنڈا آپ کے سامنے گاڑا گیا ہے اور غَوثیّت کا تاج آپ کے سر پر رکھا گیا اور آپ تصرّفِ تام کا خلعت جو شریعت و حقیقت نقش

---

(1) خلیقۃ کی جمع، جس کا معنٰی ہے پیدا کی ہوئی چیز یعنی مخلوق۔ (2) مہربانی کا سایہ (3) ایک پہاڑ جو ایشیائے کوچک کے شمال میں ہے، پُرانے زمانے میں لوگوں کا خیال تھا کہ یہ ساری دنیا کو محیط ہے۔ (فیروز) (4) رئیس کی جمع (5) اللہ تعالٰی کو حاضر و ناظر اگر عالم کہے تو اُس کی (سمیع و بصیر کے معنی میں) تاویل کی جائے گی جبکہ عام لوگوں کے لئے یہ کہنا جائز نہیں۔ تفصیل مقالاتِ کاظمی کا رسالہ "تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر"، میں دیکھیں۔

ونگار سے مزین تھا زیبِ تن کئے ہوئے "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" فرمارہے تھے۔(1)

---

(1)اخبرنا الفقيه الجليل ابو غالب رزق الله ابن ابی عبدالله محمد بن يوسف الرقی قال اخبرنا الشيخ الصالح ابو اسحق ابراهيم الرقی قال اخبرنا منصور قال اخبرنا القدوة الشيخ ابوعبدالله محمد بن ماجد الرقی واخبرنا عاليا ابو الفتوح نصر الله بن يوسف بن خليل البغدادی المحدث قال اخبرنا الشيخ ابو العباس احمد بن اسمٰعيل بن حمزة الازجی قال اخبرنا الشيخان ابو المظفر منصور بن المبارک والامام ابو محمد عبدالله بن ابی الحسن الاصبهانی قالوا سمعنا السيدالشريف الشيخ القدوة ابا سعيد القيلوی رضی الله تعالٰی عنه يقول لما قال الشيخ عبدالقادر قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله تجلی الحق عزوجل علٰی قلبه وجاء ته خلعة من رسول الله صلی الله تعالٰی عليه و سلم علی يدطائفة من الملٰئکة المقربين والبسها بمحضر من جميع الاولياء من تقدم منهم وما تاخر الاحياء باجسادهم والاموات بارواحهم وکانت الملٰئکة ورجال الغيب حافين بمجلسه واقفين فی الهو أصفوفا حتی استد الافق بهم ولم يبق ولی فی الارض الا حنا عنقه. (بهجة الاسرار ذکر اخبار المشائخ بالکشف عن هيئة الحال حين قال ذٰلک ،صفحه ۸، ۹ ،مصطفٰی البابی مصر)

ہم سے فقیہ جلیل القدر رزق اللہ بن ابوعبداللہ محمد بن یوسف رقی نے حدیث بیان کی کہ ہم کو شیخ صالح ابواسحٰق ابراہیم رقی نے خبر دی کہ ہم کو شیخ امام ابوعبداللہ محمد بن ماجد رقی نے خبر دی نیز ہمیں سند عالی سے ابوالفتح نصر اللہ بن یوسف بن خلیل بغدادی محدث نے خبر دی کہ ہم کو شیخ ابوالعباس احمد بن اسمٰعیل بن حمزہ ازجی نے خبر دی کہ ہم کو شیخ ابوالمظفر منصور بن مبارک و امام ابو محمد عبداللہ بن ابی الحسن اصبہانی نے خبر دی ان سب حضرات نے فرمایا کہ ہم نے سید شریف شیخ امام ابوسعید قیلوی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو فرماتے سنا کہ جب حضرت شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر۔ اس وقت اللہ عزّ وجلّ نے ان کے قلب مبارک پر تجلّی فرمائی اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گروہِ مَلائِکۂ مُقَرَّبِیْن کے ہاتھ انکے لیے خلعت بھیجی اور تمام اولیائے اوّلین وآخرین کا مجمع ہوا، جو زندہ تھے وہ بدن کے ساتھ حاضر ہوئے اور جو انتقال فرما گئے تھے، ان کی ارواحِ طیبہ آئیں، ان سب کے سامنے وہ خلعتِ غوثیت حضرت کو پہنایا گیا، ملائکہ اور رِجَالُ الْغَیْب کا اس وقت ہجوم تھا، ہوا میں پَرے باندھے کھڑے تھے، تمام اُفق ان سے بھر گیا تھا اور روئے زمین پر کوئی ولی ایسا نہ تھا جس نے گردن نہ جھکا دی ہو۔

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اَولیا مَلتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

حلِّ لُغات :۔ بھلا، کلمہ تعجب بمعنی کیا خوب ہاں کوئی کیا جانے کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ کیسا، یعنی کن وصفوں کا۔ اولیاء، ولی کی جمع ہے اللہ تعالیٰ کے نیک بندے جن کو ولایت جیسا بلند درجہ ملا ہو۔ مَلتے ہیں (اردو) مَس کرتے ہیں، رگڑتے ہیں۔ تلوا یعنی پنجہ اور ایڑی کے درمیان والی جگہ۔

شرح :۔اے اِمَامُ الْاَوْلِیَاء والاقُطَابُ! آپ کے مبارک سر کو کوئی بھی نہیں سمجھ سکتا کہ آخر اس میں کون کون سے اوصافِ حمیدہ اللہ تعالیٰ نے امانت رکھے ہیں اور کتنا بلند و بالا اور عزّت وکمال والا ہے کیونکہ آپ کے پیروں کی تو یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جملہ ولی لوگ آپ کے پیروں کے تلووٴں سے حصولِ سعادت کی خاطر اپنی آنکھیں مَس کرتے رہتے ہیں۔

رقاب اولیاء تحت قدم غوث الوریٰ کی تحقیق

اس شعر میں

قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ

میرا یہ قدم ہر ولیُّ اللہ کی گردن پر ہے۔

کی طرف اشارہ ہے جب آپ کی ولایت ومحبوبیت کا شُہرہ ہوا تو بَحُکمِ حق تعالیٰ آپ نے برسرِ منبر فرمایا۔

قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ

اس وقت آپ کی مجلس میں پچاس اولیائے کاملین موجود تھے جس کی تفصیل آتی

ہے۔ جب آپ نے مذکورہ بالا کلمہ فرمایا، تو تمام اولیاء نے فوراً گردن جھکادی اور جہاں جہاں جس جس شہر میں اولیاء اللہ تھے، سب نے اپنی اپنی گردن جھکائی اور کہا "اٰمَنَّا وَ صَدَّقْنَا یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ"(1) کہنے لگے۔

اے نورِ دیدۂ مصطفیٰ بر تو شود جانم فدا　　دارم تمنا ہر زمان مشتاق دیدارِ توام

اے نورِ نظر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ رضی اللہ تعالی عنہ پر میری جان قربان ہو، ہر وقت تمنا رکھتا ہوں اور ہر آن آپ کے دیدار کا مشتاق ہوں۔

تو دارم ہر سحرا اے بادشاہ نامور　　نامت کنم ورد زبان مشتاق دیدار توام

اے نامور بادشاہ ہر صبح آپ کو یاد کرتا ہوں، آپ کا نام وردِ زبان رکھتا ہوں میں آپ کے دیدار کا مشتاق ہوں۔

سوال :۔لفظ ولی اللہ تو صحابی پر بھی بولا جاتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" (2) اور دیگر آیتِ قرآنیہ تو قولِ مذکور چاہیے کہ آپ کا قدم اصحابِ کرام کی گردنوں پر بھی ہو حالانکہ یہ مسلم امر ہے کہ کوئی ولی خواہ کیسا ہی کامل ہو صحابہ کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔

جواب :۔مُتَأَخِّرِیْنَ(3) کے عرف ومحاورہ میں ولی اللہ ماسویٰ صحابی (4) پر بولا جاتا ہے اور شرعی مسائل کا دارومدار عرف پر ہوتا ہے۔

شب معراج روحِ غوثِ اعظم کی حاضری

شبِ معراج روحِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا ایک حوالہ ملاحظہ ہو۔

(1) اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے: ہم نے مانا اور تصدیق کی (2) ترجمۂ القرآن کنز الایمان: اللہ والی ہے مسلمانوں کا (پارہ ۳ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۵۷) (3) بعد میں آنے والے علما (4) وہ خوش نصیب جس نے ایمان کی حالت میں سرکار صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم سے ملاقات کا شرف حاصل کیا ہو

غوثِ اعظم کے کاندھے پر :۔مناقبِ غوثیہ میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے تو دونوں کندھوں کے درمیان مُہرِ نبوّت کی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدمِ مبارک کا نشان تھا جو شبِ معراج اُٹھایا۔(1)

(تذکرۂ اولیاءِ ہند صفحہ ۱۳ و سلطان الاذکار فی مناقب غوث الابرار صفحہ ۵۵)

خود غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا

لَمَّا عُرِجَ بِجَدِّیْ صلی اللہ علیہ وسلم لَیْلَةَ الْمِرْصَادِ وَبَلَغَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهٰى بَقِیَ جِبْرِیْلُ الْاَمِیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ مُتَخَلِّفًا وَقَالَ یَامُحَمَّدُ لَوْدَنَوْتُ اَنْمِلَةً لَاحْتَرَقْتُ فَاَرْسَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى رُوْحِیْ اِلَیْهِ فِیْ ذٰلِکَ الْمَقَامِ لِاسْتِفَادَتِیْ مِنْ سَیِّدِ الْاَنَامِ عَلَیْهِ وَعَلٰى آلِهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَتَشَرَّفْتُ بِهٖ وَاسْتَحْصَلْتُ عَلَى النِّعْمَةِ الْعُظْمٰى وَالْوِرَاثَةِ وَالْخِلَافَةِ الْکُبْرٰى وَحَضَرْتُ وَاُوْجِدْتُّ بِمَنْزِلَةِ الْبُرَاقِ حَتّٰى رَکِبَ عَلَیَّ جَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَعَنَانِیْ بِیَدِهٖ حَتّٰى وَصَلَ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْاَدْنٰى وَقَالَ لِیْ یَاوَلَدِیْ وَحَدَقَةَ عَیْنِیْ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَتِکَ وَقَدَمَاکَ عَلٰى رِقَابِ کُلِّ اَوْلِیَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى، انتهى(تفریح الخاطر)(2)

جب میرے جدِّ اَمجد حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج ہوئی اور سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى پر پہنچے تو جبرئیل امین علیہ السلام پیچھے رہ گئے اور عرض کی اے محمد صلی اللہ

اور ایمان ہی پر اس کا انتقال ہوا ہو۔(نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر) اگر چہ غور کیا جائے تو ولی کی تعریف صحابی پر بھی صادق آتی ہے اور وہ ہیں بھی لیکن متاخرین علمائے عظام ولی اللہ کا لفظ عموماً صحابی کے علاوہ جو اللہ تعالٰی کے نیک بندے ہیں ان پر ہی بولا کرتے ہیں۔(1) تذکرہ اولیاء ہند صفحہ ۱۳ و سلطان الاذکار فی مناقب غوث الابرابر صفحہ ۵۵ (2)تفریح الخاطر، المنقبة الاولی فی وضع قدم المصطفیٰ

علیہ وآلہ وسلم! اگر میں ذرا بھی آگے بڑھوں تو جل جاؤں گا، تو اللہ تعالیٰ نے اس جگہ میری روح کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے بھیجا تو میں نے زیارت کی اور نعمتِ عظمیٰ اور وراثت وخلافتِ کبریٰ سے بہرہ اندوز ہوا۔ میں حاضر ہوا تو مجھے بُراق کی جگہ کھڑا کیا گیا اور میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری لگام اپنے ہاتھ میں پکڑ کر سوار ہوئے، حتی کہ مَقَامِ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی (1) پر جا پہنچے اور مجھے ارشاد فرمایا:

میرے یہ قدم تیری گردن پر ہیں اور تیرے قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر۔

کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا
شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا

حلّ لُغات :۔ کیا دبے، یعنی نقصان نہ اُٹھائے، شکست نہ کھائے۔ حمایت، طرفداری، نگہبانی۔ پنجہ (اردو) لفظ ہے، ہاتھ، چنگل دنیا بمعنی مغلوب ہونا، ہار جانا، مرعوب ہونا۔ شیر مشہور درندہ جسے جنگل کا بادشاہ کہا جاتا ہے۔ خطرے میں لاتا نہیں، یعنی پرواہ نہیں کرتا۔

شرح :۔ اے قدرت وطاقت والے غوث! جس شخص کے اوپر آپ کی حمایت وطرفداری کا ہاتھ ہوگا خواہ وہ کمزور ہی کیوں نہ ہو کبھی کسی سے مرعوب ومغلوب نہ ہوگا۔ آپ کے در کا کتا شیر نر کو خاطر میں نہیں لاتا، نہایت بے پرواہی سے شیر سے ٹکر لے کر غالب آجاتا ہے، میری پشت پر بھی آپ کی حمایت کا ہاتھ ہے مجھے مخالف کی مخالفتوں کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی، مخالف میرے سامنے آنے سے لرزتے ہیں اور اگر کبھی کوئی بدعقیدہ ٹکرانے کی کوشش کرتا ہے تو وہ پاش پاش ہو جاتا ہے یہ اس لئے ہے کہ میں آپ کی حمایت میں ہوں۔

صلی اللہ علیہ وسلم علی رقبتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، صفحہ۸ (1) ترجمۃ القران کنز الایمان: تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم (پارہ ۲۷ سورۃ النجم آیت ۹)

دو بخششیں:۔اس شعر میں دو بخششیں ہیں (۱) جسے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی حمایت حاصل ہو وہ جہان میں نہ کسی سے ڈرتا ہے اور نہ ہی اس پر کوئی بڑے سے بڑا جابر غلبہ پاسکتا ہے۔(۲) غوثِ اعظم کا کتا شیر، ظالم، طاقت ور کو کچھ بھی نہیں سمجھتا۔

حمایتِ غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ:۔ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے روحانی رابطہ اور قلبی عقیدت مضبوط ہو تو آج بھی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی حمایت بطورِ کرامت موجود ہے کیونکہ بقولِ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ آپ ان چاروں اولیاء میں سے ایک ہیں جواب بھی اپنے مزارات میں بِاِذْنِ اللّٰہ تصرُّف فرمارہے ہیں اور حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ اپنی حمایت کا وعدہ فرما گئے ہیں۔(1) (اَشِعَّۃُ اللَّمعَاتُ شَرحِ مشکوۃ)

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ اَللّٰہُ رَبِّیْ عَطَانِیْ رِفْعَۃً نِلْتُ الْمَعَالِ

اے میرے مرید! کسی سے مت ڈر اللہ تعالیٰ میرا پروردگار ہے۔اُس نے مجھے وہ بلندی عطا فرمائی ہے، کہ جس سے میں نے اپنی مطلوبہ آرزوؤں کو پالیا ہے اور فرمایا کہ

وَاَنَا لِکُلِّ مَنْ عَثَرَبِہٖ مَرْکُوْبُہٗ مِنْ اَصْحَابِیْ وَمُرِیْدِیْ وَ مُحِبِّیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اٰخِذٌ بِیَدِہٖ.(2)

اور میرے اصحاب اور میرے مریدوں اور مجھ سے محبت رکھنے والوں میں قیامت تک جس سے لغزش ہوگی میں اس کا دستگیر ہوں۔اور فرمایا

وَعِزَّۃُ رَبِّیْ وَجَلَالِہٖ اَنَّ یَدِیْ عَلٰی مُرِیْدِیْ کَالسَّمَاءِ عَلَی الْأَرْضِ، اِنْ لَّمْ یَکُنْ مُرِیْدِیْ جَیِّدًا فَاَنَا جَیِّدٌ.(3)

---

(1) اَشِعَّۃُ اللَّمعَاتُ شَرحِ مشکوۃ (2) بھجۃ الاسرار، فضل اصحابہ وبشراھم، صفحہ ۱۰۲ مصطفی البابی مصر (3) بھجۃ الاسرار ومعدن الاسرار، ذکر فضل اصحابہ وبشرھم،

مجھے رب عزّ وجلّ کی عزّت کی قسم ! تمام مریدین پر میرا ہاتھ ایسے ہے جیسے زمین پر آسمان سایہ فگن ہے اگر میرا مرید خوب نہیں تو میں خوب تر ہوں۔

انتباہ :۔ہمارے اسلاف صالحین رحمہم اللہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے مُتَمَتِّعُ (1) ہوئے۔ فقیر اُویسی غُفِرَ لَہٗ باوجود رابطہ کی کمی کے خوب مُتَمَتِّع ہوا اور ہو رہا ہے اور اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی ہوتا رہے گا اور یوم آخرت میں اس سے بھی کہیں لاکھ گنا اور زیادہ مُتَمَتِّع ہوگا۔

واقعات کی روشنی میں :۔غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی حمایت کے واقعات گنتی اور شمار سے باہر ہیں۔ فقیر نمونہ کے طور پر چند حوالے قلمبند کرتا ہے۔

واقعہ :۔ایک سوداگر جس کا نام ابو المظفر تھا حضرت شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا حضورِ والا! میرا ملک شام کی طرف سفر کرنے کا ارادہ ہے اور میرا قافلہ بھی تیار ہے، سات سو دینار کا مالِ تجارت ہمراہ لے جاؤں گا تو شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر تم اس سال سفر کرو گے تو تم سفر میں ہی قتل کر دیئے جاؤ گے اور تمہارا مال و اسباب لوٹ لیا جائے گا۔وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد سُن کر مَغْمُوم (2) حالت میں باہر نکلا تو حضرت سَیِّدُ نا غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے ملاقات ہوگئی اس نے شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد سنایا تو آپ نے فرمایا اگر تم سفر کرنا چاہتے ہو تو جاؤ تم اپنے سفر سے صحیح و تندرست واپس آ ؤ گے میں اس کا ضامن ہوں۔آپ کی بشارت سن کر وہ تاجر سفر پر چلا گیا اور ملک شام میں جا کر ایک ہزار دینار کا اس نے اپنا مال فروخت کیا اس کے بعد وہ تاجر اپنے کسی کام کیلئے حَلَب چلا گیا وہاں ایک مقام پر اُس نے اپنے ہزار دینار رکھ دیئے اور رکھ کر

....

صفحہ ۱۰۰، مصطفی البابی مصر (1) فیضیاب (2) غمگین

دیناروں کو بھول گیا اور حَلَب میں اپنی قیام گاہ پر آ گیا نیند کا غلبہ تھا کہ آتے ہی سو گیا خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ عرب بدوؤں نے اس کا قافلہ لوٹ لیا ہے اور قافلے کے کافی آدمیوں کو قتل بھی کر دیا ہے اور خود اس پر بھی حملہ کر کے اس کو مار ڈالا ہے، گھبرا کر بیدار ہوا تو اسے اپنے دینار یاد آ گئے فوراً دوڑتا ہوا اس جگہ پر پہنچا تو دینار وہاں ویسے ہی پڑے ہوئے مل گئے، دینار لے کر اپنی قِیام گاہ پر پہنچا اور واپسی کی تیاری کر کے بغداد لوٹ آیا۔

جب بغداد شریف پہنچا تو اس نے سوچا کہ پہلے حضرت شیخ حماد رحمة الله علیہ کی خدمت میں حاضر ہوں کہ وہ عمر میں بڑے ہیں یا حضرت غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کی خدمت میں حاضر ہوں کہ آپ رحمة اللّٰہ علیہ نے میرے سفر کے متعلق جو فرمایا تھا بالکل درست ہوا ہے اِسی سوچ و بچار میں تھا کہ حسنِ اتفاق سے شاہی بازار میں حضرت شیخ حماد رحمة اللّٰہ علیہ سے اس کی ملاقات ہوگئی، تو آپ نے اس کو ارشاد فرمایا کہ پہلے حضور غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کی خدمتِ اقدس میں حاضری دو، کیونکہ وہ محبوبِ سبحانی ہیں انہوں نے تمہارے حق میں سَتّر (۷۰) مرتبہ دعا مانگی ہے، یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے تمہارے واقعہ کو بیداری سے خواب میں تبدیل فرما دیا اور مال کے ضائع ہونے کو بھول جانے سے بدل دیا۔ جب تاجر غَوْثُ الثَّقَلَیْنْ رضی الله تعالٰی عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ جو کچھ شیخ حماد رحمة الله علیہ نے شاہی بازار میں تجھ سے بیان فرمایا ہے بالکل ٹھیک ہے کہ میں نے سَتّر (۷۰) مرتبہ اللہ عزّ وجلّ کی بارگاہ میں تمہارے لئے دعا کی کہ وہ تمہارے قتل کے واقعہ کو بیداری سے خواب میں تبدیل فرمادے اور تمہارے مال کے ضائع ہونے کو صرف تھوڑی دیر کے لئے بھول جانے سے بدل دے۔(1)

---

(1) بھجة الاسرار، ذکر فصول من کلامه مرصعابشی من عجائب، صفحه ۶۴

غوث کا کتّا:۔ حضور غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ سے جسے نسبت ہو جائے تو اس سے بڑے سے بڑا طاقتور گھبراتا ہے مثلاً جانوروں میں بہت بڑی طاقت کا مالک شیر ہے یہاں تک اسے جنگل کا بادشاہ کہا جاتا ہے لیکن غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے کتّے کے لئے وہ لومڑی بلکہ اس سے بھی کم۔

حکایت احمد زندہ فیل رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ

آپ ہمیشہ شیر کی سواری کرتے اور جہاں تشریف لے جاتے شیر کو گائے کی مہمانی پیش کی جاتی۔ حضور غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر ہوئے آپ نے بھی حسبِ دستوران کے شیر کے لئے گائے بھیجی آپ کا کتّا بھی اس گائے کے ساتھ روانہ ہوا۔ شیر نے جب غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کی گائے پر حملہ کیا تو کتّے نے جَست لگا کر شیر کی پیٹھ پر بیٹھ کر اس کی گردن مروڑ ڈالی اور اس کا پیٹ چاک کرڈالا۔ حضرت احمد زندہ فیل رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ نے یہ ماجرا دیکھ کر غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ سے معذرت کی کہ میں نے جرأت کی کہ آپ کے لنگر سے شیر کی مہمانی طلب کی، آپ نے انہیں معاف فرما کر چند روز اپنے پاس رکھا۔ (گلدستۂ کرامات ملخصاً صفحہ ۵۸،۵۹)(1)

لطیفہ از شاہ سلیمان تونسوی قدس سرہ

حضور پیر پٹھان سَیِّدُنا شاہ سلیمان تونسوی قُدِّسَ سِرُّہٗ اس شعر کو یوں پڑھا کرتے:

سگ دربار میراں شو چو خواہی قربِ سلطانی

کہ برپیراں شرف دارد سگِ درگاہِ جیلانی (2)

---

(1) گلدستہ کرامات، مناقب بست وششم دربیان احوال شیخ احمد زندہ فیل رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ صفحہ ۷۸ و ۷۹، مکتبہ اشرفیہ بازار مسجد مہاجرین مرید کے ضلع شیخوپورہ (2) غوثِ اعظم کے دربار کا کتا بن جا اگر قرب خدا (تعالیٰ) چاہتا ہے، اس لئے کہ غوثِ اعظم کے در کا کتا پیروں پر فضیلت رکھتا ہے۔

اس کی مزید تفصیل فقیر کی کتاب ''غوثِ جیلانی'' میں ہے۔

غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گائے :۔انیس القادریہ میں منقول ہے کہ ایک درویش شیر پر سوار ہوکر کرامت دکھاتے پھرتے تھے۔ حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس بھی تشریف لائے اور شیر کو باہر چھوڑ کر خانقاہ شریف کے اندر تشریف لائے اور حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالی عنہ کی ملاقات سے فیض یاب ہوئے، قریب درگاہ کے ایک گائے چر رہی تھی، شیر جوں اس کے قریب گیا فوراً گائے اس کو نگل گئی اور اسی جگہ بیٹھ گئی جب حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالی عنہ کی ملاقات سے فارغ ہوکر وہ درویش باہر آئے، دیکھا! وہاں شیر کا پتہ نہیں، بہت مُتَحَیِّر ہوئے اور چاروں طرف تلاش کرتے پھرے کہیں نہ پایا، پریشان ہوکر حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور سارا ماجرا بیان کیا آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا خانقاہ کے دروازے پر جو گائے بیٹھی ہے اس سے جاکر کہو حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں میرا شیر دے دے۔ وہ درویش گئے اور یہی الفاظ فرمائے، گائے نے سنتے ہی فوراً شیر کو اگل دیا اور چلی گئی۔(1)

تجربۂ شاھد :۔مِنْ حَیْثُ الْکَرَامَۃُ(2) ایسے واقعات بَعِیْدٌ اَزْ قِیَاسْ(3) نہیں لیکن اب یہ کرامت آزمائی جاسکتی ہے کہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے نسبت قوی نصیب ہو تو کتنا ہی بڑا ظالم جابر کتنا ہی زور لگائے، غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے مرید کا بال بیکا نہیں کر سکے گا بلکہ اسے خود وقت بتائے گا کہ وہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے مرید کے ساتھ پنجہ آزمائی سے کتنا ذلیل وخوار ہوتا ہے۔ فقیر کے اسلاف صالحین نے بھی

---

(1) غوث الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ از مولانا برخوردار ملتانی محشی نبراس شرح عقائد (2) کرامت کی جہت سے یا بطور کرامت کے (3) وہ بات جو عقل میں نہ آسکے۔

اور فقیر نے بھی آزمایا آپ بھی آزمائیے۔

پیرانِ پیر کی مدد:۔رنجیت سنگھ کے وقت (دورِ حکومت) کی بات ہے کہ ایک ہندو کا ایک بدعقیدہ مسلمان ہمسایہ تھا بدعقیدہ مسلمان ہندو کی عورت پر عاشق ہوگیا۔ایک دن کا ذکر ہے کہ ہندو اپنی عورت کو لے کر سسرال جانے کے لئے تیار ہوا۔بدعقیدہ (مذکور) کو بھی خبر ہوگئی اس نے پیچھا کیا چنانچہ گھوڑا لے کر جنگل میں جا کر انہیں گھیر لیا وہ لوگ (ہندو اور ہندوانی) پیدل تھے اس کے پاس سواری تھی ان دونوں کو مجبور کرنے لگا کہ سواری پر بیٹھ جاؤ ہندو نے انکار کردیا، پھر کہنے لگا کہ عورت کو بٹھادو ہندو نے (اس کا بھی) انکار کردیا۔بد عقیدہ نے کہا کہ خواہ مخواہ سفر کی مصیبت جھیل رہے ہو، پھر ہندو کی عورت سے کہا عورت نے بھی انکار کردیا زیادہ تکرار (بحث) کے بعد ہندو بولا کہ تمہارا کیا بھروسہ ہے کہیں عورت کو لے کر نکل نہ جاؤ اپنا کوئی ضامن پیش کرو۔بدعقیدہ نے کہا جنگل میں کون ضمانت دے گا عورت نے کہا کہ جو تمہارا بڑا پیر گیارہویں والا ہے اس کی ضمانت دے دو۔بدعقیدہ مسلمان نے منظور کرلیا عورت اس کے پیچھے بیٹھ گئی۔بدعقیدہ نے اس کے خاوند کا سر تلوار سے کاٹ کر گھوڑے کو دوڑایا،عورت پیچھے دیکھے جارہی تھی۔بدعقیدہ نے کہا کہ پیچھے کس کو دیکھتی ہے خاوند تو تمہارا کٹ کر مرگیا ہے۔ہندو عورت نے کہا کہ میں بڑے پیر کو دیکھ رہی ہوں، اس (بدعقیدہ) نے کہا کہ اس بڑے پیر کو مرے ہوئے کئی صدیاں گزر گئیں بھلا وہ کہاں آئے گا۔تھوڑی دیر بعد کیا دیکھتا ہے کہ دو برقعہ پوش نمودار ہوئے ایک نے بدعقیدہ کا سر اڑایا اور پھر عورت گھوڑا اور بُرقعہ پوش وہاں آئے جس جگہ ہندو کٹا پڑا تھا اس کا سر دھڑ سے ملا کر "قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ" (1) پڑھا اور وہ ہندو زندہ ہوگیا اور وہ دونوں بُرقعہ پوش غائب ہوگئے اور

(1) اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا

میاں بیوی دونوں بسلامت گھر لوٹ آئے۔ بدعقیدہ کے وارثوں نے گھوڑا پہچان کر رنجیت سنگھ کی عدالت میں اِسْتِغاثہ (1) دائر کر دیا کہ ہمارا آدمی غائب ہے اور گھوڑا ان کے پاس ہے ہمارا آدمی پیدا کریں یا انہوں نے مارڈالا ہے۔ دونوں میاں بیوی نے واقعہ (جنگل کا) بیان کیا اور کہا کہ ان بُرقعہ پوش میں سے ایک گل محمد نامی مجذوب کی شکل کا تھا، گل محمد شاہ کو بلوایا اس نے ماجرا بیان کیا۔ رنجیت سنگھ نے مجذوب اور میاں بیوی کو انعام دے کر چھوڑ دیا۔ (مقصد زندگی صفحہ ۱۹۶، ۱۹۸ مصنفہ خورشید بیگم اہلیہ شیخ نصیر الدین صاحب نمبر ۸/۱۹ ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور مصدقہ (شمس الحق افغانی سابق) شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ بہاولپور پاکستان)

نوٹ:۔ اس واقعہ کا تصدیق کنندہ دیوبندی فرقہ کا ایک مُعْتَمد مولوی ہے، ویسے اصولی لحاظ سے ایسی کرامات کا انکار سوائے معتزلہ اور خوارج کے کسی کو نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کَرَامَاتُ الْاَوْلِیَاء حق، اسلام کا مُسَلَّمُ ضابطہ (2) ہے۔ ہمارے دور کے بعض فرقے صرف اپنے مسلکی تَعَصُّب سے انکار کر جاتے ہیں ورنہ انہیں اصول کا انکار نہیں ہونا چاہیے۔

تو حُسَیْنِیُ حَسَنِیُ کیوں نہ مُحْیُ الدِّیْنُ ہو

اے خِضَرُ مَجْمَعِ بَحْرَیْنُ ہے چشمہ تیرا

حلّ لُغات:۔ حسینی وحسنی، حضرت امام حسین وامام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے خاندانِ اعلیٰ میں آپ نَجِیْبُ الطَّرَفَیْنُ یعنی دونوں جانب سے شَرِیْفُ النَّسَبُ تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب والد کی طرف سے حضرت امامِ عالی مقام ابو محمد حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے اور والدہ کی جانب سے حضرت امام عالی مقام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ مُحْیٌ، حیات دینے والا، زندہ کرنے والا۔ الدین، اسلام۔ مُحْیُ الدِّیْنُ، اسلام کا زندہ کرنے والا یہ آپ کا لقب ہے۔

(1) مدد کی درخواست پیش کردی (1) تسلیم شدہ قانون

خضر، مشہور.... جوراستہ بھول جانے والوں کوراستہ پرلگادیتے ہیں، گمراہوں کوہدایت دینے والا۔ مَجْمَعُ الْبَحْرَیْنُ ، جہاں دودریا آپس میں ملتے ہیں، سنگم۔ چشمہ ، پانی کی سوت، منبع

شرح ﴿اے غوث الثقلین ومغیث الملوین آپ تو حضرت امامین ہمامین سیّد الشُّھَدَاء حَسَنٌ و حُسَیْنٌ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد سے ہیں، جنہوں نے اپنے تازہ لہو سے شجرۂ طیبہ اسلام کوسینچ کرسرسبز وشاداب فرمایا اپنی زندگی مٹا کراسلام کوبقاء عطا فرمائی اوران دونوں حضرات کا خون آپ کے رگ وپے میں رواں دواں ہے۔ پھر آپ مُحْیُ الدِّیْنُ دین کے زندہ کرنے والے کیوں نہ ہوں اس لئے کہ بھٹکے ہوؤں کو ہدایت دینے والے ہیں آپ کا چشمۂ فیض وکرم دودریاؤں کا سنگم ہے وہ دریائے فیضان وعرفان آپ کے اَجْدَاد واَمْجاد حَسْنَیْنُ کَرِیْمَیْنُ طَیِّبَیْنُ طَاھِرَیْنُ رضی اللہ عنہما ہیں۔

نَجِیْبُ الطَّرْفَیْنُ :۔ جس خوش بخت کی نسبت نسبی حسنین کریمین رضی اللہ تعالی عنہما سے متصل ہو، اُسے نَجِیْبُ الطَّرْفَیْن کہا جاتا ہے۔ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے نسب پاک کے لئے خود فرمایا

اَنَا نَجِیْبُ الطَّرْفَین

میں نَجِیْبُ الطَّرْفَین ہوں۔

نسب نامہ پدری :۔ شیخ مُحْیُ الدِّیْنُ ، عبدالقادر بن ابوصالح موسیٰ، بن عبداللہ الجیلی، بن یحییٰ الزاہد، بن محمد، بن داؤد، بن موسیٰ الجون، بن عبداللہ (المحض) بن حسن المثنیٰ، بن امیر المومنین علی کرم اللہ وجھہ الکریم۔

نسب نامۂ مادری :۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ کنیت ابوالخیر اور لقب امۃ الجبار ہے۔ سیدہ فاطمہ بنت عبداللہ الصومعی بن ابو جمال بن محمد، بن محمود، بن طاہر، بن ابوعطاء، بن عبداللہ، بن ابوکمال، بن عیسیٰ، بن ابوعلاؤ الدین، بن محمد، بن علی، بن موسیٰ

کاظم، بن حضرت امام جعفر صادق، بن امام محمد باقر، بن امام زین العابدین، بن امام حسین، بن امیر المومنین علی کرم اللہ وجهه الکریم۔(1)

یهود وروافض :۔آپ کو یہود وروافض کے سوا تمام فرقے نَجِیبُ الطَّرَفَین مانتے ہیں۔ تفصیل وتحقیق اور یہود وروافض کی تردید فقیر نے اپنی کتاب ''اِمَاطَةُ الْاَذیٰ عَنْ غَوْثِ الْوَرَیٰ ''(2) میں لکھ دی ہے۔

مُحِیُّ الدّین :۔سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیشمار اَلقاب میں سے ایک لقب محی الدین بھی ہے اس کی وجہ تسمیہ خود حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں بتائی کہ آپ سے کسی نے پوچھا تھا کہ آپ کا لقب مُحْیُ الدِّیْنُ کیسے پڑگیا آپ نے فرمایا ۵۱۱ھ میں برہنہ پا(3) بغداد کی طرف آرہا تھا، راستہ میں مجھے ایک بیمار شخص نَحِیفُ الْبُدَنْ (4) مُتَغَیَّر رنگ پڑا ملا۔اس نے مجھے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہہ کر نام لے کر پکارا اور اپنے قریب آنے کو کہا جب میں قریب پہنچا، تو اس نے مجھے سہارا دینے کو کہا دیکھتے ہی دیکھتے اس کا جسم صحت مند ہونے لگا اور رنگ وصورت صحت مند نظر آنے لگی۔میں دیکھ کر ڈر گیا، اس نے مجھے پوچھا کیا مجھے پہچانتے ہو؟ میں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو کہنے لگا میں ''دین'' جیسے آپ دیکھ رہے تھے میں موجودہ معاشرہ میں بڑی قابلِ رحم حالت میں تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی کوشش سے اَزْسَرِ نَو(5) زندگی بخشی۔

تحقیق اُویسی غفرله :۔یہ کوئی کراماتی مقولہ نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عالَمِ دنیا میں تشریف لانے سے پہلے دین کا حال نہایت کمزور ہو چکا تھا پھر آپ کی ذاتِ ستودہ صفات (6) سے جس طرح عروج کو پہنچا وہ تاریخ کے

---

(1) بهجة الاسرار معدن الانوار، ذکر نسبه، صفحه ۱۷۱ (2) زمانہ کے غوث سے اذیت کو دور کرنے والا بیان (3) ننگے پاؤں (4) کمزور بدن والا (5) نئے سرے سے (6) وہ ذات جس میں قابلِ تعریف خوبیاں

اوراق الٹنے سے معلوم ہوگا مختصر الفاظ میں فقیر سپرِدِ قلم کرتا ہے۔

علمِ غیبِ نبوی علیٰ صَاحِبِھَا الصّلوٰۃُ وَالسَّلَام

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پانچویں صدی کے قریب میری امّت پر آفت کی ایک چکّی چلے گی اگر اس سے بچ نکلی تو پھر کچھ مدت کے لئے اسے استقامت حاصل ہوجائے گی۔ (فیض الباری از انور کشمیری)

تصدیق از واقعات :۔ چنانچہ اسی صدی میں امت پر یہ چکی چلی تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ اسی دور میں اسلام پر زَوَال واِنْحِطَاطِ عُمُومِی (1) شروع ہو چکا تھا اگرچہ بظاہر اسلامی سلطنتوں کے اقتدار کا سلسلہ اُندُلُس سے لے کر ہندوستان تک پھیلا ہوا تھا مگر اندرونی طور پر حالات نہایت خراب و ناگفتہ بہ تھے، دنیائے اسلام کی مرکزی طاقت یعنی خلافتِ بغداد بہت کمزور ہو چکی تھی اور باقی ہر طرف طَوَائِفُ الْمَلُوْکِیْ (2) کا دور دورہ تھا سیاسی و معاشرتی لحاظ سے ہر جگہ انتشار تھا۔ شبلی نعمانی سید سلیمان ندوی نے اپنی تاریخی کتابوں اور علامہ ابن جوزی نے "اَلْمُنْتَظَمُ" میں اس وقت کے اسلامی ممالک کے جو حالات تحریر کئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ بدکاری، فسق و فجور، سیاسی ابتری اور اخلاقی اِنْحِطاط انتہا کو پہنچ چکے تھے۔

اندلس :۔ اندلس میں امیر عبدالرحمٰن اُمَوِی کی قائم کردہ حکومت کی مرکزی حیثیت ختم ہو چکی تھی یورپ کی عیسائی حکومتیں موقع کی تاک میں تھیں کہ مسلمانوں کو ختم کر کے اپنی حکومت قائم کریں۔

بیتُ المقدس :۔ بیتُ الْمَقْدِس پر عیسائیوں کا قبضہ ہو جانے کے بعد وہ لوگ عراق و

ہوں۔ اچھے اوصاف والا (1) عمومی جھکاؤ یا کمی یا گھٹاؤ (2) بدنظمی، لاقانونیت، کسی ملک کے ایک سے زیادہ بادشاہ ہوں تو کہتے ہیں۔

حجاز پر حملے کی تیاریوں میں مصروف تھے گویا مسیحی دنیا کی متحدہ قوت اسلام کو مٹانے پر تلی ہوئی تھی۔

مشرق وُسطیٰ:۔ مشرقِ وسطیٰ میں دولتِ عباسیہ کا وجود برائے نام ہوتا جارہا تھا اور سلجوقی ودیگر ماتحت سلاطین خانہ جنگیوں میں مبتلا تھے جس سلطان کی طاقت بڑھ جاتی بغداد میں اسی کا خطبہ شروع ہو جاتا۔

افغانستان و ہند:۔ افغانستان و ہندوستان کے شمال مغربی علاقے میں سلطان محمود غزنوی کے جانشینوں کا زوال شروع ہو چکا تھا اور ہندوراجے مہاراجے اپنی سابقہ شکستوں اور ذلتوں کا انتقام لینے کے لئے صلاح ومشورہ کررہے تھے۔

مصر میں سلطنتِ باطنیہ عبیدیہ جسے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تَارِیْخُ الْخُلَفَاءُ میں دولتِ خبیثہ کے نام سے پکارا ہے الحاد بے دینی کے نظریات پھیلا رہی تھی۔ اس کے اربابِ اختیار نے جس قدر اسلامی اقتدار کو نقصان پہنچایا وہ مشہور ومعروف ہے۔

اخلاقی پستی:۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کی اخلاقی حالت بھی گرچکی تھی۔ طبقۂ اُمَرَاء عیش وعشرت میں مبتلا تھا۔ مشرقِ وسطیٰ کے ایک اوسط درجے کے رئیس ابن مروان کے متعلق بیان کرتے ہیں، کہ اس کی حرم سرائے میں صرف گانے بجانے والی لونڈیوں کی تعداد پانچ صد کے قریب تھی اور بقولِ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قرطبہ کے ایک امیر معتمد نامی کے ہاں ایسی آٹھ صد عورتیں تھیں، ہسپانیہ کے نقاب پوش سلاطین کے دور میں اسلامی پردہ بھی ختم ہو چکا تھا، مردوں نے نقاب پہننا شروع کردیا تھا اور عورتیں کھلے منہ پھرتی تھیں بدکاری وشراب نوشی عام تھی عوام کا ذکر ہی کیا اُمَرَاء سلاطین اور علما تک وجاہت پرستی اور دنیوی عیش کا شکار تھے۔

مذہبی خلفشار:۔ مذہبی اور روحانی صورتِ حال اس سے بھی بدتر تھی

قَرَامِطَہ (1) اور باطنیہ نیز اہل رفض (2) واعتزال (3) وعلمائے سوء (4) کے فتنوں اور لاتعداد پیدا ہو جانے والے دیگر فرقوں نے اسلام کے مرکزی شہر بغداد تک میں اُدھم مچا رکھا تھا۔ ہر روز بے شمار مشائخ علماء، اُمَرَاء اور دیگر سرکردہ مسلمان فرقۂ باطنیہ کی سازشوں اور خنجرِ خونِ آشام (5) کا شکار ہو رہے تھے۔ مشہورِ زمانہ سلجوقی وزیر نظام الملک طوسی اور اس کے بعد ۴۸۵ھ میں سلجوقی فرمانروا ملک شاہ بھی ان خدا ناترس قاتلین کے ہاتھوں جامِ شہادت نوش کر چکے تھے یونانی فلسفہ الگ اسلامی عقائد و نظریات کی جڑیں کھوکھلی کر رہا تھا اور علمائے اسلام اس سے متاثر ہو کر دین سے بتدریج دور ہوتے جا رہے تھے یہی وجہ ہے مسٹر گبن و دیگر یورپین مؤرّخوں نے اس زمانے کو دنیائے اسلام کا ایک تاریک دور شمار کیا ہے۔

فائدہ :۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالی علیہ "اِحیَاءُ العُلُوم" میں اپنے زمانہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ شیعہ وسنی اور حنبلی اور اشعری مناظروں میں مصروف رہتے تھے۔ گالی گلوچ کشت وخون تک نوبت پہنچنا معمولی بات تھی اور کچھ نہ ہو تو صدر نشینی پر ہی جھگڑا کھڑا ہو جاتا تھا، معاشرہ کا یہی وہ ادبار تھا جسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کے لئے خطرناک قرار دیا تھا۔

مصر :۔ مصر کی حکومتِ باطنیہ بھی آپ رضی اللہ عنہ ہی کے وقت میں زوال پذیر ہو کر بالآخر ۵۶۷ھ میں یعنی آپ رضی اللہ عنہ کے وِصال کے بعد پانچ سال کے اندر اندر صفحۂ ہستی سے حرفِ غلط کی طرح مٹ گئی اور اس کی جگہ سلطان نور الدّین زنگی اور پھر سلطان

---

(1) قرامطہ شیعوں کا ایک غالی یعنی حد سے بڑھنے والا فرقہ ہے۔ جس کا عراق میں ظہور ہوا اور حجاز میں اس کا اقتدار پھیلا، ان کا اہم نظریہ حصولِ مساوات تھا۔ یہ لعین حجر اسود کو اُکھیڑ کر لے گئے تھے جو کہ بائیس سال کے بعد واپس ملا تھا تفصیل کے لئے فتاوی رضویہ جلد پندرہ کا مطالعہ کریں (2) رافضی (3) معتزلی (4) بدعقیدہ یا بدمذہب علماء (5) خون پینے والا خنجر

صلاح الدّین ایوّبی بساطِ حکومت پر نمودار ہوئے، جنہوں نے مرکزی خلافت سے تعلق جوڑ کر اپنی سلطنتوں کو وحدتِ اسلامی میں منسلک کرتے ہوئے عبّاسی خلیفہ کا نام خطبے میں پڑھوانا شروع کیا اور پھر اپنے اپنے وقت میں یورپ کی متحدہ صلیبی طاقت کو کئی لڑائیوں میں کمر توڑ شکستیں دے کر بیتُ المقدس کو آزاد کرالیا۔ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ابنِ اثیر نے اپنی کتبِ تاریخ میں اِن دیندار حکمرانوں کی تعریف میں نہایت شرح وبسط سے تحریر کیا ہے۔

ان ہی ایام میں غزنویوں کی تباہ شدہ سلطنت کی جگہ غوری خاندان نے ہندوستان میں ایک نئی اور وسیع تر اسلامی حکومت کی داغ بیل ڈالی (1) جس میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے قریبی عزیز و فیض یافتہ حضرات خواجہ غریب نواز معین الدین اجمیری رضی اللہ عنہ کا بھی ہاتھ تھا۔ بعد میں آپ کے خلفاء وشاگردوں اور مشائخِ چشت اہلِ بہشت اور مشائخِ سہروردیہ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا، شاہ صدر الدّین، ابوالفتح شاہ رکن عالم ملتانی، سید جلالُ الدّین بخاری اوچی، مخدوم جہانیاں جہاں گشت اوچی، جناب لعل شہباز قلندر سندھی وغیرہ بزرگان نے اس بَرِّ صَغِیر (2) میں دور ونزدیک اپنی انتھک مساعی (3) سے لوگوں کو دولتِ اسلام سے سرفراز فرمایا۔ گویا حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اور آپ کے بلاواسطہ وبالواسطہ فیض یافتگان کی کوشش سے نہ صرف دینِ اسلام میں نئی زندگی نمودار ہوئی بلکہ جیسا کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے اس کی روحانی قوتِ دفاع اس حد تک بیدار واُستوار ہوگئی کہ جب ساتویں صدی کے آغاز میں یعنی ۶۱۵ھ میں تاتاریوں کی قیامت خیز یلغار سے نصف صدی یعنی ۶۵۶ھ تک اسلامی سلطنتوں کی اینٹ سے اینٹ بج گئی تو ظاہری حالت کے تقاضوں اور عام توقُّعات کے برعکس اسلام کا چراغ گُل ہونے کے بجائے نہ

---

(1) کسی کام کی ابتدا کرنا (2) خشکی کا چھوٹا حصہ (3) نہ ختم ہونے والی کوششیں

صرف روشن رہا بلکہ صرف پچیس سال کے اندر اندر یعنی ۶۸۰ ھ تک خود ان غارت گروں کو اپنا حلقہ بگوش بنانے میں کامیاب ہوگیا سچ ہے

چراغے را کہ ایزد برفروزد

کسے کوتف زند راشیش بسوزد(1)

اور یہ معرکہ شاہی لشکر یا دنیوی طاقت سے سَر نہیں ہوا بلکہ اسی سُلْطَانُ الْوُجُوْد قُطْبُ الْوَقْت خَلِيْفَةُ اللهِ فِی الْاَرْضِ وَارِثِ کِتَاب وَنَائِبِ رَسُوْلُ اللهِ اَلْمُتَصَرِّفْ فِی الْوُجُوْدُ عَلَی التَّحْقِیْقْ مَظْھَرِ اَسْمَاءِ الٰھی غوثُ الْاَعْظَم دَسْتْگِیْرْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے روحانی تصرّف کا اعجاز تھا کہ دشمنانِ اسلام نے اسلام قبول کر کے اس کی وہ خدمات انجام دیں کہ باید وشاید (یعنی جیسی خدمات دینی چاہیے تھی)

تاتاری شهزاده :۔ تاتاریوں کے قبولِ اسلام کا واقعہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں، کتبِ تاریخ میں لکھا ہے کہ تاتاریوں کے غلبے کے بعد سلسلۂ عالیہ قادریہ کے ایک خراسانی بزرگ اشارۂ غیبی پا کر ہلاکو خان کے بیٹے تگودار خان کے پاس پہنچے، تو وہ شکار سے واپس آرہا تھا اور اپنے محل کے دروازے پر اس درویش کو دیکھ کر باندازِ تمسخر وحقارت سے کہنے لگا کہ اے درویش! تمہاری داڑھی کے بال اچھے ہیں یا میرے کتّے کی دم۔

آپ رحمۃ اللّٰہ تعالی علیہ نے جواباً فرمایا کہ میں بھی اپنے مالک کا کتا ہوں اگر میں اپنی جانثاری اور وفاداری سے اسے خوش کر پاؤں تو میری داڑھی کے بال اچھے ہیں ورنہ آپ کے کتّے کی دُم اچھی ہے جو آپ کی فرماں برداری کرتا ہے اور آپ کے لئے شکار کی خدمت انجام دیتا ہے۔

---

(1) جس چراغ کو حق تعالیٰ روشن کرے کس کو ہمت ہے جو اس فانوس کو ملامت کرے۔

تگودار خان پر اس اندازِ گفتگو کا بہت اثر ہوا اور اس نے آپ کو اپنا مہمان رکھ کر آپ کی تعلیم و تبلیغ کے زیر اثر در پردہ اسلام قبول کر لیا مگر اسے اس خیال سے ظاہر نہ کیا کہ ناسازگاریٔ حالات کے پیشِ نظر کہیں اپنی قوم کو ذہنی طور پر نیا مذہب قبول کرنے کے لئے تیار کر سکوں وہ درویش واپس وطن تشریف لے گئے مگر چونکہ وقت پورا ہو گیا تھا اس لئے قضائے الٰہی دَاعِیِ اَجَل کو لبیک کہہ گئے، بَمِصْدَاق

"ہر چہ پدر نتوانست پسر تمام کند" (1)

کچھ عرصے بعد ان کے صاحبزادے باپ کی جگہ حسبِ وصیّت تگودار خان کے پاس پہنچے تو اس نے کہا کہ باقی سردارانِ قوم تو قریباً مائل ہو گئے ہیں مگر ایک سردار جس کے پیچھے جمعیّت ہے آمادہ نہیں ہو رہا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تگودار خان کے مشورے سے اسے بلایا اور تبلیغ فرمائی مگر اس نے کہا میں ایک سپاہی ہوں جس کی ساری عمر جنگ میں گزری ہے میں صرف طاقت میں ایمان رکھتا ہوں اگر آپ میرے پہلوان کو کشتی میں پچھاڑ دیں تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ یہ بات سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تگودار خان کے منع کرنے کے باوجود اس سردار کا چیلنج منظور کر لیا اور مقابلے کے لئے تاریخ و وقت کا تعیّن کر کے اجتماعی ناظرین کے خیال سے اعلانِ عام کرا دیا۔ تگودار خان نے بہتیرا کہا کہ ایک تاتاری نوجوان پہلوان سے ایک سن رسیدہ کمزور جسم درویش کا مقابلہ ناانصافی اور قتلِ عمد کے مُتَرَادِف (2) ہے مگر مخالف سردار نے کہا کہ یہ مقابلہ ہو کر رہے گا۔ اوّل تو اس لئے کہ اس درویش کے قتل سے اس قسم کے دوسرے دخل در معقولات (3) کرنے والوں کو عبرت ہو گی اور دوم اس لئے کہ خانِ اعظم یعنی تگودار خان آئندہ اس قسم کے چلتے پھرتے

---

(1) جو کام باپ نہ کر سکا بیٹے نے کر دیا (2) کی طرح ہے (3) کسی معاملے میں خواہ مخواہ مداخلت کرنا۔ بیچ میں بولنا وغیرہ

لوگوں کی باتوں کو دَر خورِ اِعْتنا (1) نہ سمجھا کریں گے۔

چنانچہ مقررہ دن ہزار ہا مخلوق کی موجودگی میں مقابلہ ہوا۔ حضرت نے جاتے ہی ایک طمانچہ اس زور کا اس تاتاری پہلوان کے منہ پر رسید کیا کہ اس کی کھوپڑی ٹوٹ گئی اور لوگوں میں شور مچ گیا سب لوگ حیران تھے کہ یہ کیا ہوگیا ہے انہیں کیا معلوم کہ یہ مخفی قسم کا درویش کس کا پہلوان تھا۔

تری خاک میں ہے اگر شرر تو خیال فقر و غنا نہ کر

کہ جہاں میں نانِ شعیر پر ہے مدارِ قوّتِ حیدری

چنانچہ اس کا یہ اثر ہوا کہ نہ صرف اس سردار نے حسبِ وعدہ میدان میں نکل کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ کو بوسہ دے کر اپنے قبولِ اسلام کا اعلان کیا بلکہ اکثر حاضرین بھی اسلام لے آئے اور تگودار خان نے اپنے اسلام لانے کا اظہار کر کے اپنا نام احمد رکھا، تاریخ میں اس کا نام یہی تحریر ہے اپنے دورِ اقتدار میں اس نے سلاطینِ مصر سے بھی تعلقات اُستوار کرنے کی کوشش کی لیکن تاتاری جرنیلوں نے بِالعُمُوم اس کے اسلام لانے کو پسند نہ کیا اور بغاوت کی ۔ احمد باوجود مقابلہ کے کامیاب نہ ہوسکا اور شہید ہوگیا۔ موَرِخینْ نے اس واقعہ کو قدرت کی ایک عجیب سِتم ظرِیفی قرار دیا ہے (نعوذ باللہ) کہ باپ یعنی ہلاکو خان تو اسلام اور عرب تہذیب کو تباہ کرے اور بیٹا یعنی احمد (تگودار خان) اسی تہذیب اور اسلام کے تحفظ کے لئے اپنی جان قربان کردے۔

اگرچہ اس واقعہ سے تاتاریوں میں اشاعتِ اسلام کی رفتار قدرے سست پڑگئی مگر چونکہ دوسری طرف ہلاکو خان کا ایک چچازاد بھائی برکہ ۱۲۵۶ء تا ۱۲۶۶ء بھی حضرت شیخ

---

(1) توجہ کے قابل

شمس الدین باخوری کے دستِ حق پر اسلام قبول کر چکا تھا پھر احمد یعنی تگودار خان کے بھتیجے کے بیٹے غزن محمود (۱۲۹۵ء تا ۱۳۰۴ء) نے بھی اسلام قبول کرلیا اس لئے وسطِ ایشیا کی تاتاری حکومت تاتاری اسلامی حکومت میں بدل گئی اس غزن محمود کے خلاف بھی اس کے جرنیلوں نے تبدیلِ مذہب کے باعث بغاوت کی مگر وہ سب کو شکست دے کر غالب آنے میں کامیاب ہوگیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تقریباً تمام تاتاری قبائل اسلام لے آئے۔

ہر بنائے کُہنہ کہ آبادآں کنند

اول آں بنیاد را ویراں کنند(1)

ایک وہ وقت تھا کہ تاتاری کفار کے ابتدائی حملے کے وقت سلطان علاؤالدین محمد خوارزم شاہ نے بقولِ مشہور یہ کہہ کر اپنا گھوڑا لوٹا لیا تھا کہ اسے ملائکہ اور اولیاء اللہ کی ارواح چنگیزی لشکر کے سروں پر سایہ فگن یہ کہتی نظر آتی ہیں

اَیُّهَا الْکُفَرَةُ اُقْتُلُوا الْفَجَرَةَ.

اے کافرو! ان فاجروں کو قتل کرو۔

جس کے نتیجے میں لاکھوں اور کروڑوں مسلمانوں کا خون بہا اور ایک وقت یہ آیا کہ ایک تنہا درویش نے اپنی قوت یداللہ کا مظاہرہ کر کے لاتعداد تاتاریوں کو حلقہ بگوشِ اسلام کیا۔ گویا ہر دو صورتوں میں مشیّتِ ایزدی (2) حسبِ تقاضائے وقت واحوال اسی تجلی کی شانِ تدبیر کارفرما تھی۔ سچ ہے

ازماست کہ برماست(3)

کسی کا فیض:۔ اگر غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے فیض وبرکات کا چشمہ نہ

---

(1) ترجمہ: ہر مضبوط بنیاد کو جو آباد کرتے ہیں سب سے پہلے وہی اس بنیاد کو برباد کرتے ہیں۔ (2) اللہ تعالیٰ کے ارادے یا مرضی کے مطابق (3) جو مصیبتیں ہم پر ہیں وہ ہمارے اپنے اعمال کی وجہ سے ہیں۔

پھوٹتا تو آج نہ مسجدیں ہوتیں نہ مدارس ہوتے نہ اسلام ہوتا نہ مسلمان لیکن افسوس! اس محسن کے احسان کو فراموش کرکے ان کی ذات کو کیسے عجیب وغریب طریقہ سے اپنے فتوؤں کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔

ہندوپاکستان پر فیض کا اجراء

حضرت مولانا عبدالقادر اربلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مشہور تصنیف تَفْرِیحُ الخَاطِرُ فِیْ مَنَاقِبِ الشَّیخ عَبْدِالْقَادِرْ میں لکھتے ہیں کہ:

(وَقَالَ) الشَّیْخُ نُوْرُ اللّٰہِ حَفِیْدُ الْفَقِیْہِ الشَّیْخِ حَسَنِ الْقُطْبِیِّ فِی اللَّطَائِفِ الْقَادِرِیَّۃِ اِنَّ شَیْخَ الْوَاصِلِیْنَ مُعِیْنَ الْحَقِّ وَالدِّیْنِ الْجِشْتِیُّ طَلَبَ الْعِرَاقَ مِنَ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ فَقَالَ لَہُ الْغَوْثُ أَعْطَیْتُ الْعَرَاقَ لِشَھَابِ الدِّیْنِ عُمَرَ السُّھْرَوَرْدِیْ وَأَعْطَیْتُکَ الْھِنْدَ رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ أَجْمَعِیْنَ.(1)

شیخ نوراللہ جو کہ فقیہ شیخ حسن قطبی کے پوتے ہیں "اَللَّطَائِفُ الْقَادِرِیَّۃُ" میں لکھتے ہیں کہ: بے شک سلطانُ الواصلین غریب نواز نے غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ سے عراق طلب فرمایا تو آپ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے عراق شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیا ہے تجھے میں نے ہندوستان دیا۔

زندہ کرامت:۔ یہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندہ کرامت اور عینی مشاہدہ ہے کہ ہندوپاکستان میں جتنا عروج وتصرّف سلسلۂ چشتیہ کو حاصل ہے دوسرے سلاسلِ طیّبہ کو بہت کم ہے۔

ایسے ہی عراق وغیرہ میں حضرت شہاب الدین سہروردی کے سلسلۂ مبارکہ کا

---

(1) تفریح الخاطر، ذکر المنقبة الحادية عشر فی استفاضة خواجه معین الحق والدین الجشتی من الغوث الاعظم رضی اللہ عنه، الصفحه ٢٦

طوطی جس طرح بول رہا ہے، دوسرے سلاسل کو وہ مرتبہ حاصل نہیں ایسے ہی سلسلۂ نقشبند پر بھی پیرانِ پیر کا فیض ہوا۔ یہ لقب نقشبند بھی پیرانِ پیر کے فیض کا پتہ دیتا ہے اور سلسلہ قادریہ تو ہے ہی سراپا فیض جو ملا جس کو ملا اس در سے ملا۔

امام اہلِ سنّت اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے فرمایا:

بحر و شہر و قری سہل و حزن دشت و چمن　　کون سے چک پہ پہنچتا نہیں دعویٰ تیرا

اس شعر کے تحت اس کی تفصیل آتی ہے۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ

اور اس حقیقت سے اُسے انکار ہوگا جس نے "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" کو نہ سمجھا اور آپ کا "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" فرمانا اور تمام اولیاءِ عالم کا آپ کے حضور میں گردنیں خَم کر دینا شعبدہ بازی نہیں بلکہ اس قدر حقیقت کے قریب ہے، کہ ماننے کے سوا چارۂ کار ہی نہیں وہ عراق کے جنگلوں میں مجاہدات میں مُنْہمک اور یادِ خدا میں اس قدر مُستغرق ہیں کہ کئی کئی ہفتے فاقہ سے گزر جاتے ہیں اور پھر ایک دن پیاس کی انتہائی شدت میں پانی کے لئے اپنے ربّ سے عرض کرتے ہیں، اس وقت بارش ہوتی ہے اور آپ پیاس بجھاتے ہیں یکلخت زمین و آسمان کے درمیان ایک روشنی کی چادر پھیل جاتی ہے اور آواز آتی ہے کہ اے عبدُ القادر! تمہاری عبادت و ریاضت مقبول ہوئی، تم آج سے مقبولِ بارگاہِ ناز ہوئے اب تمہیں عبادت کی کوئی ضرورت نہیں اور تم پر تمام حرام چیزوں کو حلال کر دیا گیا۔ تمہارے لئے یہ ہیبت ناک آواز کس قدر مسرت و شادمانی کا موجب اور مژدہ ہوتا مگر آپ وہ تھے جن کی ہر صفت مظہرِ صفاتِ خدا ہے وہ فرماتے ہیں۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ. دور ہو مردود تو مجھے بہکانا چاہتا ہے۔ شیطان مایوس اور

سَراسیمگی (1) کے عالم میں بھاگتا ہوا پکارتا ہے اے عبدالقادر! تم وہ پہلے شخص ہو جو اپنے علم و عرفان کی وجہ سے میرے اس حَربے سے محفوظ رہے حالانکہ میں نے اس طرح سے ہزاروں انسانوں کا ستیاناس کر دیا ہے۔ شیطان کا یہ کہنا بظاہر معمولی بات تھی ہر شکست خوردہ یہی کچھ کہتا ہے مگر فاتح عام انسان نہیں تھا وہ غوثِ اعظم تھا جسے اس مقام کے لئے خود رَبُّ الْاَرْبَاب (2) نے منتخب کیا تھا وہ فرماتا ہے کہ او لَعِیْن!!! (3) تو مجھے پھر بہکانا چاہتا ہے، ارے مردود!!! مجھ میں بچنے کی کب قوت ہے اور میرا علم و عرفان کب مجھے بچا سکتا ہے، یہ تو میرے ربّ کا مجھ پر فضل ہے جو اس نے آج تک مجھے تیرے شر سے محفوظ رکھا۔ (4)

بہت کچھ کہنے کو جی چاہتا ہے مگر کیا زیادہ طویل مضمون زیادہ مؤثّر ہوتا ہے کیا کوئی ایسی بات رہ گئی جو محتاجِ وضاحت ہو اگر نہیں تو ایک بار پھر غور کرو اور حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی گفتار و کردار کا اچھی طرح مطالعہ کرو اور جب تعصُّب کے پردے جو ہٹ دھرمی نے ڈال رکھے ہیں ہٹ جائیں، تو آپ کو ایک ایسا نورِ بصیرت عطا ہوگا جس کی بے پناہ روشنی میں آپ اولیاءِ کرام رحمۃ اللہ تعالی علیہم کی بے پناہ روحانی قوّتوں کو مشاہدہ کر سکیں گے۔ نکتہ چینی چھوڑ کر تعریف و توصیف کا مشغلہ اختیار کرو اس لئے کہ نکتہ چینی کے لئے ہدایت کی راہیں مَسْدُود (5) کر دی جاتی ہیں نکتہ چینی کرنے والا کبھی سرفراز نہیں ہو سکتا۔

جیسے امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا حال تھا کہ ابتداء میں اولیاء کرام کے مخالفین میں تھے ان کے خلاف بڑی تحریریں تصنیفیں لکھیں جونہی سَیِّدُنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی نگاہِ کرم سے نوازے گئے تو پھر اولیائے کاملین میں شمار ہوئے۔

---

(1) پریشانی، حیرانی (2) تمام پالنے والوں کا پالنے والا یعنی اللہ ربّ العزّت (3) لعنتی (4) بھجۃ الاسرار، ذکر شی من اجوبتہ ممایدل علی قدم راسخ، صفحہ ۲۲۸ (5) بند

قسمیں دے دے کے کھلاتا ہے پلاتا ہے تجھے
پیارا اللہ ترا چاہنے والا تیرا

شرح:۔اے محبوبِ ربانی غوثِ صمدانی آپ کا پیار کرنے والا خدائے محبوب آپ سے اتنا پیار کرتا ہے کہ عہد واقرار لے کر آپ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔دراصل یہ شعر حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالی عنہ کے ایک قول کی طرف اشارہ ہے اللہ تعالیٰ نے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کو فرمایا کہ

یَاعَبْدَالْقَادِرِ بِحَقِّیْ عَلَیْکَ کُلْ وَبِحَقِّیْ عَلَیْکَ اِشْرَبْ .الخ(1)

اے عبدالقادر! رضی اللہ تعالی عنہ تجھے میری قسم کھالے اور تجھے میری قسم پی لے۔

خوراکِ غوثِ اعظم:۔حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی خوراک نہایت سادہ ہوتی تھی جَو کی روٹی سے عموماً افطار فرماتے تمام عمر ایک لقمہ حرام تو کیا مُشتَبہ (2) نوالہ تک نہ کھایا۔

غَوْثُ الثَّقَلَیْنْ عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ علومِ دینیہ کے حصول اور ان کی تکمیل کے بعد ریاضت ومجاہدہ کی جانب متوجہ ہوئے۔تاریخ وسِیر کی کتابوں کے مطالعہ کے بعد یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مشیّتِ ایزدی کے تحت ریاضات ومجاہدات میں جس قدر آپ نے محنت کی اور فقروفاقہ وتحصیلِ علم میں جس قدر مشقّت آپ نے برداشت فرمائی اس کی نظیر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔کاشانۂ اقدس سے بوقتِ روانگی عظیم ماں کے عنایت فرمودہ وہ ۴۰ دینار تو چند ایام میں ہی خرچ ہوگئے۔

---

(1) بھجۃ الاسرار،ذکر تعظیم الاولیاء رضی اللہ عنہ، صفحہ ۴۴ (2) مشکوک یا جس میں شبہ ہو۔

ایک طویل عرصہ تک یہ کیفیت رہی کہ قوتِ لایَمُوْتْ (1) کے لئے دَجلہ کے کنارے نکل جاتے اور گری پڑی سبزی ترکاری اُٹھا کر شکم پُری کرتے۔آپ کی ریاضت کا یہ حال تھا کہ شہر سے نکل کر ویرانوں اور جنگلوں میں جا کر زندگی بسر کی اور عبادت و ریاضت میں مصروف رہے۔

امام شعرانی علیہ الرحمۃ اپنی تالیفِ لطیف "طبقاتُ الکبریٰ" میں خود غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کی زبانی اس زمانے کے مجاہدوں اور ریاضتوں کا حال لکھتے ہیں "میں نے اپنی ابتدائی حالت میں بڑی کڑی مشقتیں جھیلیں اور کوئی خوفناک وخطرناک چیز نہ چھوڑی جس کا منہ نہ دیکھا ہو، میرا لباس اون کا جبہ تھا اور سر پر مختصر سا خرقہ، کانٹوں پر ننگے پاؤں چلتا، سوکھی ساگ اور ندی کے کنارے خس کے پتوں پر گزارا کرتا اور نفس کو برابر مجاہدے میں لگائے رکھا یہاں تک کہ اللہ عزّ وجل کی جانب سے حال نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا وغیرہ۔"

صَاحِبِ قَلَائِدُ الْجَوَاھِرُ نے شیخ عبداللہ نجار کی زبانی بیان کیا ہے کہ سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنی زندگی کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جس قدر میں مشقتیں برداشت کرتا تھا اگر وہ کسی پہاڑ پر ڈال دی جائیں تو وہ بھی پارہ پارہ ہو جائے۔

شیخ ابوالسعود الحریمی رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا غوثِ پاک رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ میں نے مجاہدہ اور ریاضت کا کوئی ایسا طریقہ نہیں چھوڑا جس کو اپنے نفس کے لئے نہ اپنایا ہو اور اس پر قائم نہ رہا ہوں چنانچہ آپ نے کئی دن بغیر کھائے

(1) اس قدر خوراک جس سے زندگی قائم رہ سکے۔

پیے اور بغیر سوئے مجاہدہ وریاضت میں گزارے۔ ۲۵ برس تک عراق کے بیابان جنگلات میں تنہا رہ کر عبادت کی۔ آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ بغداد کے ایک ویرانے میں پرانا بُرج تھا آپ کی اس بُرج میں گیارہ برس تک شب وروز عبادت وروزہ کی وجہ سے اس کا نام برجِ عجمی پڑ گیا۔

نانبائی :۔ایک دن فاقوں سے میری حالت غیر ہو رہی تھی کہ میں نے غیب سے آواز سنی عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُٹھ روٹی قرض لے کر کھا، تاکہ علم حاصل کرنے میں نقص نہ آجائے اور تسلی سے علم حاصل کر سکے۔ آپ نے کہا کہ میں غریب ہوں مجھے کون قرض دے گا اگر قرض کسی نے دے بھی دیا تو ادا کہاں سے کروں گا، جواب آیا تو اپنا کام کر ہم ادا کریں گے۔ اس پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک نانبائی کے پاس پہنچے اس سے کہا اے بھائی! اگر مناسب سمجھتے ہو تو مجھے اس شرط سے روٹی قرض دے دیا کرو کہ اگر کہیں سے کچھ مل گیا تو قرض ادا کر دوں گا اور مر گیا تو تم معاف کر دینا۔ نانبائی کوئی فقیر دوست تھا یہ سنتے ہی آنسو ڈبڈبا آئے بولا آپ جو کچھ چاہو مجھ سے لے لیا کرو اور کچھ فکر نہ کرو۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے ڈیڑھ روٹی روزانہ لینے لگے۔ مدّت گزر گئی ایک دن خیال آیا بڑے شرم کی بات ہے روٹی اس سے لے کر روز کھالیتا ہوں دیتا اسے کچھ نہیں۔ اس وقت غیب سے آواز آئی فلاں مقام پر جا۔ وہاں پہنچے تو دیکھا ایک سونے کا ٹکڑا پڑا ہوا تھا اسے اُٹھایا اور لا کر نانبائی کو دے دیا۔ (سیرۃ غوثیہ صفحہ ۱۴)

غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تعلیم کے دنوں میں سبق پڑھ کر شہر میں نہ رہتے جنگلوں اور ویرانوں میں نکل جاتے اور وہیں پڑے رہتے اور دریائے دَجلہ کے کنارے اُگی ہوئی ہری بھری بوٹیوں کو کھاتے اور گھاس وغیرہ پر گزارا کرتے۔

اپنا مال :۔چالیس دینار جو آپ ساتھ لائے تھے وہ تو آتے ہی غریبوں اور فقیروں میں

خیرات کر دیئے خود پتوں اور گھاس پر گزارا کرتے۔ایک سال بعد والدہ صاحبہ نے کچھ اور روپیہ بھیجا وہ بھی درویشوں میں بانٹ دیئے خود پھر فاقہ پر فاقہ اُٹھاتے پھر والدہ نے آٹھ دینار بھیجے ان کے پہنچنے کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔

مَیں پھرتے پھرتے سُوقُ الرَّیحَانِیْنُ (بغداد کی ایک مشہور منڈی) کی مسجد کے قریب پہنچا اس وقت مجھ کو بھوک کا ایسا غلبہ ہوا کہ جسے میں کسی طرح روک نہیں سکتا تھا۔اب میں تھک کر اس مسجد کے اندر گیا اور اس کے ایک گوشہ میں جا کر بیٹھا رہا اس وقت گویا میں موت سے ہاتھ ملا رہا تھا، کہ اسی اَثناء میں ایک فارسی جوان مسجد میں نان اور بھنا ہوا گوشت لے کر آیا اور کھانے لگا۔غلبۂ بھوک کی وجہ سے یہ کیفیت تھی کہ جب کھانے کے لئے وہ لقمہ اُٹھاتا تو میں اپنا منہ کھول دیتا حتیٰ کہ میں نے اپنے نفس کو اس حرکت سے ملامت کی اور دل میں کہا کہ یہ کیا نازیبا حرکت ہے یہاں بھی آخر خدا ہی موجود ہے اور ایک دن مرنا بھی ضروری ہے پھر اتنی بے صبری کیوں ہے۔اتنے میں اس شخص نے میری طرف دیکھا اور اس نے مجھ سے صلاح کی کہ بھائی آؤ تم بھی شریک ہو جاؤ میں نے انکار کیا اس نے مجھے قسم دلائی اور کہا نہیں نہیں آؤ شریک ہو جاؤ۔میرے نفس نے فوراً اس کی دعوت کو قبول کر لیا میں نے کچھ تھوڑا سا ہی کھایا تھا کہ مجھ سے میرے حالات دریافت کرنے لگا، آپ کون اور کہاں کے باشندے ہیں اور کیا مشغلہ رکھتے ہیں؟ میں نے کہا کہ میں جیلان کا رہنے والا ہوں اور طلبِ علم مشغلہ رکھتا ہوں۔اس نے کہا میں بھی جیلان کا رہنے والا ہوں اچھا آپ جیلان کے ایک نوجوان کو جس کا نام عبدالقادر ہے پہچانتے ہیں۔میں نے کہا یہ وہی خاکسار ہے یہ جوان اتنا سن کر بے چین ہو گیا اور اس کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور کہنے لگا بھائی خدا کی قسم! میں کئی روز سے تمہیں تلاش کر رہا ہوں جب میں بغداد میں داخل ہوا تو اس وقت میرے پاس اپنا ذاتی خرچ بھی موجود تھا مگر جب میں نے تمہیں تلاش کیا تو مجھے کسی نے

تمہارا پتہ نہیں بتلایا اور میرے پاس اپنا خرچ پورا ہو چکا تھا آخر کار میں تین روز تک اپنے کھانے کو سوائے اس کے کہ تمہارا خرچ میرے پاس موجود تھا کچھ بندوبست نہ کر سکا جب میں نے دیکھا کہ مجھے تیسرا فاقہ گزرنے کو ہے اور شارعؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پے در پے فاقہ ہونے کی حالت میں تیسرے روز مردار کھانے کی اجازت دے دی ہے اس لئے آج تمہاری امانت میں سے ایک وقت کے کھانے کے دام نکال کر یہ کھانا خرید لایا ہوں اب آپ خوشی سے یہ کھانا تناول کیجئے یہ آپ ہی کا کھانا ہے اور میں آپ کا مہمان ہوں گو بظاہر یہ میرا کھانا تھا اور آپ میرے مہمان تھے، میں نے کہا تو پھر اس کی تفصیل بھی بتلایئے اس نے کہا آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے لئے میرے ہاتھ آٹھ دینار بھیجے ہیں میں نے کھانا اسی میں سے خریدا ہے اور میں آپ سے اپنی اس خیانت کی معافی چاہتا ہوں کہ شارع نے مجھے اس میں اجازت دی تھی میں نے کہا یہ کوئی خیانت نہیں، آپ کیا کہتے ہیں پھر میں نے اسے تسکین دی اور اطمینان دلا کر اس بات پر اپنی خوشنودی ظاہر کی پھر ہم دونوں سے کچھ بچ رہا وہ میں نے اُسی نوجوان کو واپس کر دیا اور کچھ نقدی بھی دی، اس نے قبول بھی کر لیا اور مجھ سے رخصت ہوا۔(1)

---

(1) وصلت الى مسجد فى سوق الريحانين وقد أجهدنى الجوع وعجزت عن التماسك فدخلت عليه وقعدت فى جانب منه وقد كنت أصافح الموت اذدخل شاب أعجمى معه خبز رصافى وشواء وجلس يا كل فسكنت أكاد كلما رفع يده باللقمة أفتح فمى من شدة الجوع حتى أنكرت على نفسى وقلت ماهذا ما ههنا الا الله وماقضاه من الموت اذ التفت الى العجمى فرآنى فقال بسم الله يا أخى فأبيت عليه فأقسم على فبدرت نفسى الى اجابته فأكلت مقصرا واخذ يسألنى ما شغلك ومن أين أنت ومن تعرف؟ فقلت أما شغلى فمتفقه وأما من أين أنا فمن جيلان فقال لى وأنا من جيلان فهل تعرف شابا جيلانيا يسمى عبدالقادر فقلت أنا هو فاضطرب لذلك وتغير لونه وقال والله يا أخى لقد وصلت الى بغداد ومعى

بقية نفقة لی فسألت عنک فلم یرشدنی أحد الی أن نفدت نفقتی وبقیت بعدها ثلاثة أیام لا أجد ممن قوتی الا ممالک معی فلما کان هذا الیوم وهو الثالث قلت قد تجاوزتنی ثلاثة أیام لم آکل فیها طعاما وقد أحل لی الشارع أکل المیتة فأخذت من ودیعتک ثمن الخبز والشواء فکل طیبا فانما هو لک وأنا الآن ضیفک بعد أن کان فی الظاهرلی وانت ضیفی فقلت وما ذاک فقال ان أمک وجهت لک معی ثمانیة دنانیر فاشتریت منها هذا الطعام وأنا معتذر به الیک من خیانتی لک مع فسحة الشرع لی فی بعض ذلک فسکنته وطیبت من نفسه وفضل من طعامنا ما دفعته الیه مع شئی من الذهب فقبله وانصرف.(قلائد الجواهر فی مناقب عبدالقادر وبهامشه فتوح الغیب، صفحه۹، ۱۰ ،مطبعة مصطفی البابی مصر)قال الشیخ طلحة بن مظفر العلثمی قال شیخنا عبدالقادر رضی اللّٰه عنه أقمت ببغداد عشرین یوما أجدما أقتات به ولا أجد مباحا فخرجت الی ایوان کسری أطلب مباحا فوجدت هناک سعین رجلا من الاولیاء کلهم یطلبون فقلت لیس من المروءة أن أزاحمهم فرجعت الی بغداد فلقینی رجل لا أعرفه من أهل بلدی فاعطانی قراضة وقال هذه بعثت بها أمک الیک معی فأخذت منها قطعة ترکتها لنفسی وأسرعت بالباقیالی خراب الا یوان وفرقت القراضة علی أولئک السبعین فقالوا ما هذا قلت انه قدجاء نی هذا من عند امی ومارأیت أن أختص به دونکم ثم رجعت الی بغداد واشتریت بالقطمة الی معی طعاما ونادیت الفقراء فأکلنا جمیعا.(قلائد الجواهر فی مناقب عبدالقادر وبهامشه فتوح الغیب، صفحه۹، مطبعة مصطفی البابی مصر) شیخ طلحہ بن مظفر علثمی بیان کرتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ جب بغداد میں میں نے قیام کیا تو بیس دن گزر گئے کوئی چیز کھانے کو نہ ملی اس لئے میں ایوانِ کسریٰ کی طرف گیا کہ شاید وہاں سے کوئی چیز دستیاب ہو مگر میں نے جا کر دیکھا کہ میرے سوا ستر اولیاء اللہ اور بھی اپنے کھانے کے لئے کوئی مباح چیز تلاش کر رہے ہیں، میں نے اس حال میں انہیں تکلیف دینا خلافِ مروّت جانا اس لئے میں بغداد لوٹ آیا، یہاں مجھے ایک شخص میرے شہر کا ملا جسے میں نہیں جانتا تھا اس شخص نے مجھے کچھ سونا چاندی کے ریزے دیئے اور کہا یہ تمہارے لئے تمہاری والدہ ماجدہ نے بھیجے ہیں۔ میں فوراً اس ویران محل کی طرف گیا اور ان ریزوں میں سے ایک ریزہ میں نے رکھ لیا اور باقی انہی اولیائے کرام کو جو میری طرح وہ بھی قُــوّتِ لَایَمُوْتُ (اس قدر خوراک جس سے زندگی قائم رہ سکے) تلاش کر رہے تھے تقسیم کر دیا انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کہاں سے لائے میں نے کہا یہ میرے لئے میری والدہ ماجدہ نے بھیجے ہیں، میں نے نامناسب جانا کہ میں اپنے حصہ میں آپ لوگوں کو شریک نہ کروں پھر میں بغداد لوٹ آیا اور اس ایک ریزے کا جسے میں نے اپنے لئے رکھ لیا تھا کھانا خریدا اور فقراء کو بلا کر یہ کھانا ہم سب نے مل کر کھالیا۔

الجوع الجوع :۔خود حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ تین دن سے چالیس دن تک میں نے روزہ رکھا ان دنوں میں کھانے کی کوئی چیز نہ ملی اور میں نے خداوند تعالیٰ سے عہد کیا ہر گز طعام نہ کھاؤں گا جب تک مجھے نہ کھلایا جائے گا۔چالیسویں دن ایک شخص آیا میرے آگے طعام رکھ کر چلا گیا نفس نے سخت بھوک کی وجہ سے چاہا کہ کھانے پر گرے میں نے کہا خدا قسم !!!میں اللہ کے عہد کو نہ توڑوں گا میں نے اپنے اندر سے اَلْـجُـوْعُ اَلْـجُـوْعُ (بھوک بھوک) کی آواز سنی، لیکن میں نے پرواہ نہ کی، اتنے میں شیخ ابوسعید نے فرمایا"بابِ ازج تک میرے ساتھ آ" یہ کہہ کر چلے گئے، میرے دل میں آیا یہاں سے نہ اُٹھوں گا مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے، اچانک حضرت خِضر علیہ السلام آئے مجھ سے کہا!ابوسعید کے پاس جا میں اُٹھ کر شیخ کے ہاں پہنچا، حضرت شیخ دہلیز پر کھڑے انتظار کر رہے تھے مجھے دیکھ کر فرمایا اے عبدالقادر رضی اللہ تعالی عنہ !تجھے میرا کہنا کافی نہ ہوا اب خضر کے کہنے سے آئے پھر مجھے اپنے ساتھ اندر لے گئے اور کھانا کھلایا میں سیر ہو گیا اسی وقت بیعت کی اور خرقہ عطا فرمایا۔

آواز آئی :۔حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ایک دفعہ میں سو گیا غیب سے آواز آئی اے عبدالقادر!(رضی اللہ تعالی عنہ) ہم نے تجھے سونے کے لئے پیدا کے لئے پیدا نہیں کیا۔

گائے بولی:آپ نے فرمایا جب میں اپنے شہر میں صغیر سن تھا تو ایک روز عرفہ کے دن دیہات کی طرف نکلا اور کھیتی کے بیل کے پیچھے ہو لیا اُس نے میری طرف دیکھا اور کہا اے عبدالقادر!رضی اللہ تعالی عنہ تم اس کام کیلئے پیدا نہیں ہوئے ہو، میں گھبرا کر اپنے گھر لوٹ آیا اور اپنے گھر کی چھت پر چڑھ گیا اور لوگوں کو میدانِ عرفات میں کھڑے ہوئے دیکھا، پھر میں اپنی والدہ ماجدہ کے پاس آیا اور میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ مجھے خدا کی راہ

میں وَقف کردیں اور مجھے بغداد جانے کی اجازت دیں کہ میں وہاں جاکر علم حاصل کروں اور نیکوں کی زیارت کروں۔(1)

ریاضاتِ شاقّہ کا انعام:۔مذکورہ بالا ریاضاتِ شاقّہ (1) پر حضور غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالی عنہ کو جو انعام ملا خود غوثِ پاک فرماتے ہیں کہ ربّ جلیل کی درگاہ سے ہر رات اور دن میں مجھ سے ستّر بار کہا جاتا

أَنَا اخْتَرْتُکَ وَلِتُصْنَعَ عَلٰی عَیْنِیْ.(2)

میں نے تجھے منتخب کیا تو آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

اور آپ فرماتے ہیں بخدا عزّ وجلّ کہ نہ کھایا اور کہا اور نہ کیا میں نے کسی چیز کو جب تک کہ مجھے اس کا مِنجَانبِ اللّٰہُ اَمر (3) نہ ہوا ہو۔

غوثِ اعظم کا آہ و نالہ ببارگاہ حق تعالیٰ:۔ماہِ ربیع الآخر ۵۲۱ھ کی ایک رات مبارک تھی جب کہ غوثُ الثقلین سیدُنا شیخ عبدالقادر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہٗ کے مقدس دل پر خدا تعالیٰ کی رحمتِ خاص کا نزول ہوا محبت و شیفتگی کا ایک سمندر مَوجزن ہوگیا، جوش و محویّت کا ایک عجیب عالَم طاری ہوا اور اس کیف و سرور کے عالَم میں جب کہ آنکھوں کے آنسو اور دل کے نالے رحمتِ خداوندی سے والہانہ عشق کررہے تھے، حضرت نے یہ وَجد آفریں اشعار لکھے جو اردو ترجمے کے ساتھ پیش کئے جارہے ہیں

---

(1) قال کنت صغیرا فی بلدنا فخرجت الی السواد فی یوم عرفة وتبعت بقرة حراثة فالتفتت الی بقرة وقالت یاعبدالقادر مالهذاخلقت فرجعت فزعا الی دارنا وصعدت الی سطح الدار فرأیت الناس واقفین بعرفات فجئت الی أمی وقلت لها هبینی اللّٰه عزوجل وائذنی لی فی المسیر الی بغداد أشتغل بالعلم وأزور الصالحین.(قلائد الجواهر فی مناقب عبدالقادر وبهامشه فتوح الغیب، صفحه۸، ۹، مطبعة مصطفی البابی مصر)(1) بھرپور طور پر نفس کشی کرنا (2)اخبار الاخیار، فارسی، صفحه ۱۹ مطبوعه دهلی (3) اللہ تعالی کی طرف سے حکم

اشعار

اے خوش آن روزی که در دل مہر یاری داشتم
وہ خوش نصیب دن تھا جب میں اپنے محبوب کی محبت رکھتا تھا

سینہ ای پرسوز چشم اشکباری داشتم
میرے پاس پُرسوز سینہ تھا اور چشم اشکبار تھی

یادباد آنگه که فارغ بودم از باغ و بہار
میں اس ساعت کو یاد کرتا ہوں جبکہ میں باغ و بہار سے بے نیاز تھا

در کنار از اشک گلگون لاله زاری داشتم
اپنے آنسوؤں کی برکت سے میں اپنی آغوش میں ایک لالہ زار رکھتا ہوں

بازرو گردانی ازمن چونکه آئم سوئے تو
آپ مجھ سے منہ پھیر لیتے ہیں جبکہ میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں

آخر اے پیماں شکن! باتو قرارے داشتم
اے پیماں شکن دوست! آخر میرے اور آپ کے درمیان کوئی عہد و محبت تو تھا

ناامید م کردی از خود اے خوش روزے که من
آپ نے مجھے اپنی ذاتِ گرامی سے مایوس کردیا حالانکہ میں آپ کو

آرزوئے بوس و امید کنارے داشتم
انتہائی شوق و آرزو کے ساتھ اپنے سامنے دیکھنے کا آرزومند تھا

شکر گرناله بردں شد از دلم یک بار گی!
شکر ہے کہ میرے دل سے نالہ یک دم باہر آگیا

گرهم از خوف وخطر خاطر غبارے داشتم

(یقین کیجئے) کہ خوف وہراس کی وجہ سے میرے دل میں ایک تکرار اور بوجھ تھا۔

انعامِ ربانی:۔ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے بارگاہِ خداوندی میں عجز و نیاز کیا تو بوعدۂ حق۔

مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ فَقَدْ رَفَعَ اللّٰہُ دَرَجَاتَہٗ

جواللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو رفعت اور اس کے درجات بلند کرتا ہے۔

اور آپ کے مطابق آپ کو مرتبہ نصیب ہوا کہ آج منتہیٰ اولیاء آپ کی بارگاہ میں عرض کرتے نظر آتے ہیں۔

گویم زکمال توچه غوث الثقلینا

محبوبِ خدا ابن حسن آلِ حسینا

میں آپ کا کمال کیا عرض کروں اے غوثُ الثقلین آپ محبوبِ خدا اور ابنِ حسن و آلِ حسین ہیں رضی اللہ تعالی عنہم۔

سردرقدمت جمله نهادند وگفتند

تَاللّٰہِ لَقَدْ اٰثَرَکَ اللّٰہُ عَلَیْنَا (1)

آپ کے قدم پر تمام اولیاء نے سر رکھ کر عرض کی بخدا آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہم پر برگزیدہ بنایا۔

حضرت سلطان الہند خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالی عنہ یوں مناقب خواہاں ہیں۔

---

(1) (القران پارہ ۱۳ سورہ یوسف آیت ۹۱) اگرچہ یہ آیتِ مبارکہ ہے جو یوسف علیہ السلام کی فضیلت میں ہے لیکن یہاں بطور آیتِ مذکور نہیں ہے۔

یاغوثِ مُعَظَّم نورِ ھدیٰ مختارِ نبی مختار خدا

اے غوثِ معظّم !ہدایت کے نور، (آپ) اللہ تعالیٰ کی عطا سے بااختیار ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی آپ کو بااختیار کیا ہے

سلطان دوعالم قطبِ عُلیٰ حیراں زجلالت ارض وسما

سلطانِ دوعالم قطبِ بلندقدرآپ کی جلالت قدر سے زمین وآسمان حیران ہیں۔

گردادمسیح به مرده رواں دادی تو دینِ محمد ﷺ جان

اگرمسیح علیہ السلام نے مُردوں کوروح بخشی توآپ نے دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جان بخشی۔

ہمه عالم محی الدین گویان برحسن جمالت گشته فدا

جملہ جہان آپ کومحی الدّین مانتاہےاورآپ کے حسن وجمال پرفداہے۔

....

مصطفیٰ کے تنِ بے سایہ کا سایہ دیکھا

جس نے دیکھا مِری جاں جلوۂ زیبا تیرا

حلِّ لُغات :۔تنِ بے سایہ، بغیرچھاؤں کاجسم یعنی وہ جسم جس کی پرچھائی نہ ہو۔سایہ بمعنی خُوبومجازاًعادات واطواراورنمونہ واولاد۔میری جان، اے میری روح اے میرے محبوب، یہاں حرفِ ندا(1) پوشیدہ ہے۔جلوہ (عربی) لفظ ہے، نمودارہونا، ظاہرہوکردکھانا زیبابمعنی خوبصورت مناسب۔

شرح :۔اے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم !کے لاڈلےآپ کاجلوۂ زیباجن لوگوں نے دیکھاانہوں نے جنابِ محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ بے سایہ کا

(1) وہ کلمہ جس کے ساتھ کسی کوپکاراجائے۔یازیدمیں یاوغیرہ

سایہ دیکھا، کیونکہ آپ کے اندر اپنے جدِّ امجد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خُوبُو عادات واطوار بدرجۂ اتم پائی جاتی ہے۔ چنانچہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی سیرت اس کی شاہد وعادل ہے۔

غوثِ اعظم فَنَا فِی الرَّسُوْل :۔ مورِخین لکھتے ہیں کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ کوولایتِ محمدیہ سے فنائے اتم وفَنَا فِی الرَّسُوْل (1) کا پورا پورا حصہ ملا تھا، آپ کی کرامات میں یہ بھی ہے کہ جسم شریف میں بوئے مشک آتی تھی اور بدن شریف پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی لہٰذا آپ کبھی جوش میں فرماتے تھے۔

تَاللّٰہِ ھٰذَاوُجُوْدُ جَدِّیْ صلی اللہ علیہ وسلم لَاوُجُوْدُ عَبْدِالْقَادِرِ (2)

اللہ کی قسم! یہ میرے نانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وجودِ اطہر ہے اس عبد القادر کا نہیں۔

محوِ ذاتِ مصطفائی ہوگئ　　مظہرِ شانِ خدائی ہوگئ

مل گئے ذاتِ رسول اللہ میں　　دور سب رنگ جدائی ہوگئ

سیرُ العارفین میں مخدوم اشرف جہانیاں جہاں گشت تحریر فرماتے ہیں: حضرت محبوبِ سبحانی اکٹھا سوسو غلام خریدتے اور اُسی وقت بیعت سے مشرف فرما کر آزاد کردیتے اور برکت فیضانِ عالی کوئی زرخرید آپ کا ولایت سے خالی نہیں رہا باوجود ایسے کامل واکمل ہونے کے حضرت غوثِ پاک نہایت متبع شریعت تھے اور بڑی ریاضت کرنے والے، بڑی نماز پڑھنے والے، بڑے روزے رکھنے والے تھے، نہایت قلیل کھانے والے اور بالکل کم سونے والے تھے ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور ہمیشہ باوضو رہتے تھے۔ تمام عمر آپ نے پشت بقبلہ ہو

---

(1) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں فنا ہوجانا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام سنتوں پر دل وجان سے عمل کرنا (1) تفریح الخاطر ،المنقبۃ الرابعۃ الثلاثون فی قولہ رضی اللہ عنہ ھذاالوجود وجود جدی صلی اللہ علیہ وسلم لا وجود عبدالقادر ،صفحہ ۴۴

کرا جلاس نہیں فرمایا، خوشبو کو نہایت مرغوب رکھتے تھے جسم شریف اور لباسِ لطیف اور مدرسہ اور خانقاہ شریف ہروقت مُعَطّر رہتا تھا اور آپ اکثر اس طرح زبانِ مبارک سے فرمایا کرتے تھے۔

هزار باربشویم زبان بمشک و گلاب

هنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ستّ(1)

سوا فرض کہ ہرروز دو ہزار رکعتیں نفل کھڑے ہوکر ادا کرتے تھے، ہر فرض نماز کے بعد ایک قرآن شریف ختم کرتے تھے اور بعداز تَھَجُّدْ ایک قرآن مجید ختم کرتے تھے اور اشراق و چاشت واوّابین و تہجد و سنتِ قبلِ عشاء و سنتِ قبلِ عصر و نوافل داخلُ المسجد دو رکعت اور دو رکعت تحیۃ الوضو کوئی آپ سے فروگذاشت نہیں ہوتی تھی۔ چالیس برس تک آپ نے عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا فرمائی اور چالیس برس تک شب کو آپ نے پیٹھ نہیں لگائی۔ ایک رسّی سے بال باندھ کر شب بیداری کرتے تھے اور نماز میں قیام ایسا طولانی(2) ہوتا تھا کہ پائے مبارک ورم کرجاتے تھے اور کثرتِ اشغال(3) سے یہاں تک نوبت پہنچ آئی تھی کہ سات سات روز تک لب مبارک آب وغذا سے آشنا نہ ہوتے تھے، غذائے رُوحی ذکرُ اللہ تھا صرف دوشنبہ کو دو چار لقمے رزقِ حلال سے تناول فرماتے تھے۔

بو باس جس میں چھو نہ گئی اشراک کی

بیشک وہ ذاتِ خاص ہے اس غوثِ پاک کی

آپ کا احاطہ وجہِ حلال سے تھی، بعض مرید آپ کے اس میں کھیتی کرتے تھے وقت مغرب کے تین روٹی پکا کر آپ کی خدمت مبارک میں حاضر رہا کرتے تھے، پہلے ایک

---

(1) ترجمہ: مشک وگلاب سے ہزار بار منہ دھوؤں پھر بھی آپ کا نام لینا کمال بے ادبی ہے۔

(2) لمبا، طویل (3) مصروفیت کا زیادہ ہونا

روٹی اللہ کی راہ میں دیتے پھر ایک روٹی حاضرین کو تقسیم فرماتے اور ایک روٹی سے آپ روزہ افطار فرماتے تھے اور از قسم نقرہ وطلا کو کبھی اپنے دست مبارک سے نہیں چھوا لباس بہت قیمتی پہنتے تھے مگر اس میں کچھ کپڑا کم ہوتا تھا تو جوڑ کمل کا لگاتے تھے اور نہایت قیمتی کپڑا ایک روز پہن کر کسی غریب کو فِی سَبِیْلِ اللّٰہ دیتے تھے اور شب کو گھر میں کچھ نہیں رکھتے تھے سب خیرات کر دیتے تھے کل کے واسطے فکر نہ فرماتے تھے۔ غرض بالکل تارکِ دنیا وعارف باللہ تھے۔ مدام حق کے حضور ماسوی اللہ سے دور اور دنیا سے نفور رہتے تھے(1)۔

مصطفیٰ کریم صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کے مَظْهَرِ اَتَمّ: اخیر عمر میں تو ترقی مدارج کی غایت کی یہ معراج ہوئی کہ فَنَا فِی الرَّسُوْل کا مرتبہ بدرجۂ اتم آپ کی ذاتِ بابرکات میں ہویدا (ظاہر) تھا حتیٰ کہ پاخانہ زمین نگل جاتی مکھی کی مجال نہ تھی کہ بدن مبارک پر بیٹھ سکے اور یہ بھی کہ پسینہ مبارک کی خوشبو مشک وعنبر کی خوشبو کو گرد کرتی۔ آپکے صاحبزادے سید عبدالجبار نے یہ امورِ مُتَذَکَّرہ(2) کے معائنہ سے تعجب کیا کہ اسفارِ اسلامیہ میں ان امور کو خَاصَّةُ الرَّسُوْل(3) لکھا ہے اور حضرت والد صاحب قدس سرہ گو بزرگ ترین مقاماتِ عالیہ طے کر چکے ہیں لیکن یہ تو سچ ہے کہ آپ رسول و نبی نہیں پھر خصوصیاتِ رسول کا غیرِ رسول میں پایا جانا حیرت انگیز ہے آخر رہ نہ سکے۔ موقعہ پا کر باادب التماس کی کہ

أَنَّ النَّبِیَّ الْمُخْتَارَ ﷺ كَانَ اِذَا قَضٰی حَاجَتَهٗ تَبْتَلِعُ الْأَرْضُ مَابَرَزَمِنْهُ وَيَفُوْحُ عَرَقُهٗ كَالْعِطْرِ وَلَا يَقَعُ عَلَيْهِ الذُّبَابُ فَهٰذِهٖ خَاصَّةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاٰنُ نَرٰى هٰذِهِ الْخَاصَّةَ مِنْ حَضْرَتِكُمْ

---

(1) اللہ تعالیٰ کے حضور ہمیشہ حاضر رہتے اور غیر اللہ سے دور اور دنیا سے نفرت کرنے والے تھے (2) ذکر کردہ باتوں (3) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات

یعنی سرورِ عالم صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم جب قضائے حاجت کرتے تو زمین فضلات کو نگل جاتی اور حضور کا پسینہ معطر تھا مکھی آپ کے بدن مبارک پر نہ بیٹھتی اور یہ خصوصیاتِ نبی ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ یہ تمام امور جناب والد میں پائے جاتے ہیں۔

حضرت غوثِ صمدانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اے میرے پیارے فرزند!

أَنَّ عَبْدَالْقَادِرِ صَارَ فَانِیًا وَبَاقِیًا فِیْ ذَاتِ جَدِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الْغَوْثُ تَاللّٰہِ ھٰذَا وُجُوْدُ جَدِّیْ لَاوُجُوْدُ عَبْدِالْقَادِرِ.

یعنی عبدالقادر کا وجود فنا ہو کر اپنے جدِّ امجد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ پاک کے وجود سے باقی ہے پھر اس کی تائید میں حلفیہ فرمایا کہ خدا کی قسم! یہ میرا وجود میرے جدِّ اقدس کا وجود ہے نہ کہ عبدالقادر کا وجود ہے۔صاجبزادے نے انکشافِ نام کے لئے عرض کی کہ حضور! اگر معاملہ ایسا ہے اور ضرور ہے تو پھر یہ بھی ہوتا کہ نبی کی طرح آپ پر بدلی کا سایہ ہوا کرتا کیونکہ اس کا بھی کوئی مانع نہیں

فَقَالَ الْغَوْثُ تَرَکْتُہٗ عَمَدًا وَأَلَّا یَظُنُّوْا أَنِّیْ نَبِیٌّ .

حضرت غوث الاعظم رضی اللّٰہ تعالی عنہ نے فرمایا ہاں بات تو ٹھیک ہے لیکن میں نے اس امر کو عمداً ترک کیا ہوا ہے کہ لوگ مجھے نبی ہی نہ کہنے لگ جائیں۔(1)

نمونۂ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم :۔جس قدر عشق ومحبت واطاعت سرورِ عالم صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم تھا وہ خود اس کا مُقتضِی تھا کہ آپ میں تمام وہ انوار جلوہ گر ہوں جو حضور میں تھے یہاں لوہا بھی اگر آگ کی مجالست کرے تو آخر ہم رنگِ نار ہو کر خصوصیاتِ نار پیدا کر لیتا ہے چہ جائے کہ **نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٌ**(2)۔

---

(1)تفریح الخاطر ،المنقبۃ الرابعۃ الثلاثون فی قولہ رضی اللہ عنہ ھذاالوجو دوجود جدی صلی اللہ علیہ وسلم لا وجود عبدالقادر ،صفحہ ۴۴(2) نور پُر نور

مزے کی یک رنگی تو یہی ہے عَلَی الْمَرَاتِبُ (1)۔ بااین ہمہ خشیت یہ تھی کہ جب حضرت غوثِ صمدانی رضی اللہ تعالی عنہ مدینے شریف میں روضۂ عالیہ میں بجسدِ عنصری ہوئے تو روضۂ منورہ پر باادب یہ اشعارِ نیاز یہ کہے

ذُنُوبِی کَمَوْجِ الْبَحْرِ بَلْ هِیَ أَكْثَرُ كَمِثْلِ الْجِبَالِ الشَّمِّ بَلْ هِیَ أَكْبَرُ

وَلٰكِنَّهَا عِنْدَ الْكَرِيمِ إِذَا عَفَا جَنَاحٌ مِّنَ الْبَعُوضِ بَلْ هِیَ أَصْغَرُ

یعنی میرے گناہ سمندر کی جھاگ سے بھی زائد اور بلند پہاڑ سے بھی بڑے ہیں لیکن اگر رحیم و کریم معاف کر دے تو پشہ (2) کے پر سے بھی خوردتر (3) ہیں۔

اور پھر حجرۂ شریفہ کے قریب ہو کر یوں مناجات کی

فِی حَالَةِ الْبُعْدِ رُوْحِی أُرْسِلُهَا تَقَبَّلَ الْأَرْضَ عَنِّی وَهِیَ نَائِبَتِی

وَهٰذِهٖ نَوْبَةُ الْأَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ فَامْدُدْ يَمِينَكَ كَیْ تَحْظٰی بِهَا شَفَتِی

فَظَهَرَتْ يَدُهٗ ﷺ فَصَافَحَهَا وَقَبَّلَهَا وَوَضَعَهَا عَلٰی رَأْسِهٖ رضی اللہ عنہ (4)

یعنی ہمیشہ تو میری روح نیابتہً زمین بوسی کیا کرتی ہے اب کی مرتبہ بمعہٗ جسدِ عنصری حاضرِ خدمت ہوا ہوں۔ از راہِ کرم گستری دستِ کرم پھیلائیے کہ مرحمتِ خسروانہ ونوالِ شاہانہ حاصل کروں، پس بَمُجَرَّدُ اس مقولہ کے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں دستِ کرم ظاہر ہوئے۔ حضرت غوثِ صمدانی رضی اللہ تعالی عنہ نے دونوں ہاتھ پھیلا کر مصافحہ کیا اور چوما اور سر پر رکھا۔

---

(1) حسبِ مراتب (2) مچھر (3) کم تر (4) تفریح الخاطر، ذکر المنقبة الثانية والعشرون في مصافحته يد النبي صلى الله عليه وسلم حين زيارته، صفحه ٣١

علامہ عبدالجلیل نے اس واقعہ کا نہایت صحیح ترجمہ لفظی نظم میں زیب قلم کیا ہے اور وہ یہ ہے

روز کہ غوثِ اعظم مادر مدینہ شد — می گفت نزد مرقد سلطانِ انبیاء

یا سید البشر چو بدم من بملک خویش — روحی فرستمت کہ بود نائبِ زما

اومی رسیدہ بوسہ دے زِ جانم — برارض مرقدت کہ بود بہتر از سماء

ایں نوبت است آنکہ رسیدم بدیں جسد — برحضرتِ شریف تو اے شاہ اصفیاء

خواہم دہی دو دست مبارک کہ بوسم — گیرم نصیب خویش از الطاف و از عطاء

برعرض اور سول خدا ﷺ ہر دو دست خویش — کردہ دراز سوئے شہنشاہ اولیاء

بوسید و یافت گوہر نعمت ازاں دو کف — زان روز شد براہ ہدا مرجع ہداء

عبدالجلیل بندہ محتاج فیض اوست — امیدوار لطف ز آغاز و انتہا(1)

آغاز وانتھاء :۔حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے جسمِ اَطہر سے بوئے مشک آتی تھی اور بدن شریف پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی اور کبھی جوش میں آکر فرماتے

---

(1) ایک روز ہمارے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ مدینہ (شریف) میں تھے سلطانِ انبیاء کے مرقد کے نزدیک عرض کرتے ہیں۔اے سیّدُ البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب میرا بدن اپنے ملک میں تھا تو میں آپ کی جناب میں روح کو بھیجتا تھا وہ حاضر ہوکر میری طرف سے آپ کے اس مزار کو بوسہ دیتی تھی جو زمین و آسمان سے بہتر ہے۔نوبت یہاں تک پہنچی ہے کہ میں اپنے جسد کے ساتھ پہنچا ہوں اے شاہِ اصفیاء آپ کی بارگاہ شریف میں، میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنے دونوں دست مبارک بڑھائیں تاکہ میں ان کا بوسہ لوں آپ (رضی اللہ تعالی عنہ) کی عرض پر رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے دونوں ہاتھ شہنشاہ اولیاء کی جانب دراز فرمادیئے،آپ نے بوسہ دیا اور ان دو ہتھیلیوں مبارک سے گوہر نعمت پایا اس دن سے آپ (رضی اللہ تعالی عنہ) راہِ ہدایت کے مرجع ہدا بن گئے۔عبدالجلیل ان کے فیض کا بندۂ محتاج ہے اور انکے لطف وکرم کا آغاز سے انتہا تک۔

هٰذَا وُجُوْدُ جَدِّیْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاوُجُوْدُ عَبْدِالْقَادِرِ(1)

یہ میرے نانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود اطہر ہے اس عبد القادر کا نہیں۔

عشقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیّن دلیل:۔حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بین دلیل آپ کا مبارک سلسلہ ہے۔سب کو معلوم ہے کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سے سلسلہ فیض روحانی قادریہ جاری ہوا۔ طریقت وتصوف میں سلسلہ عالیہ قادریہ کی تعلیماتِ مقدسہ قرآن وشریعت کے عین مطابق ہیں۔کوئی بھی حضور سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو خلوصِ محبت سے چاہتا ہے،تو اسے فوراً آپ کی روحانی نسبت حاصل ہوجاتی ہے۔حضور غوثُ الثقلین رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کی حیاتِ مبارکہ سچائی اور صداقت کی ایک بہترین مثال ہے۔آپ کے سلسلہ قادریہ کے اہم ترین اصولوں میں امرونواہی کی پابندی بے حد ضروری ہے۔پیرانِ پیر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے علومِ ظاہری اور راہ طریقت وسلوک میں بڑی مشقت برداشت فرمائی، مصیبتیں جھیلیں اور ہر اس پُرکٹھن اور دشوار ترین منزل سے گزر گئے جسے عام آدمی اپنے تصوّر تک میں نہیں لاسکتا۔اللہ تبارک وتعالٰی نے آپ کی اس عبادت وریاضت مجاہد اور صدقِ عظیم کو قبول فرما کر شریعت وطریقت کے اس بلند وبالا منصب ومرتبہ پر فائز فرمادیا جو صرف اور صرف آلِ رسول ہی کے شایانِ شان تھا لیکن افسوس ہے ان وابستگانِ غوثیتِ مآب رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سے جو اپنے آقا کے طریقہ کے خلافِ شریعتِ مطہرہ کی پابندی نہیں کرتے۔اللہ ہم سب کو شَرْع شریف کی پابندی کی توفیق عطاء فرمائے۔آمین

---

(1)تفریح الخاطر ،المنقبۃ الرابعۃ الثلاثون فی قولہ رضی اللہ عنہ ہذاالوجود وجود جدی صلی اللہ علیہ وسلم لا وجود عبدالقادر،صفحہ ۴۴

شریعت کی پاسداری :۔آپ کی عاداتِ کریمہ میں تھا کہ اگر کوئی شریعت کی پاسداری نہ کرتا تو اس پر غضب ناک ہوجاتے چنانچہ ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔ابوبکر حمامی کو ایک بار حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ تیری زیادتیوں کی مجھے شکایت کی گئی ہے، مگر وہ ان باتوں سے نہ رُکا تو آپ نے اس کے سینہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اے ابوبکر! بغداد سے نکل جا۔فوراً اس کا حال سلب ہوگیا اور وہ بغداد سے نکل بھاگا پھر جب واپس بغداد شریف میں داخل ہوتا، تو منہ کے بل گر جاتا اگر اسے کوئی اُٹھا کر لانا چاہتا تو دونوں گر جاتے آخر اس کی والدہ روتی آئی اور اس کی محبت اور اپنے عجز کو بیان کیا تو آپ نے یہ اجازت دی کہ وہ زمین کے نیچے نیچے آکر تیرے گھر کے کنوئیں میں تجھ سے بات کرسکتا ہے چنانچہ وہ اسی طرح ہر ہفتہ میں ایک بار کرتا رہا۔ایک دن شیخ مظفر کو خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے مظفر! کوئی آرزو ہے؟ عرض کی ابوبکر کا حال واپس مل جائے تو فرمان ہوا یہ تیرے لئے میرے ولی عبدالقادر کے پاس ہے اسے میرا پیغام دینا کہ میں اس سے راضی ہوگیا ہوں تو بھی راضی ہوجا۔وہ بیدار ہوا تو حاضرِ خدمت ہوئے تو حضور نے خود ہی فرمایا وہ پیغام پہنچاؤ جب وہ عرض کرچکے تو آپ نے ابوبکر حمامی کو توبہ کرائی اور سینے لگا کر وہ تمام حال اسے پھر عطا فرمادیا۔

ابنِ زہراء کو مبارک عروسِ قدرت
قادری پائیں تصدُّق میرے دولہا تیرا

حلِّ لغات :۔زہراء بمعنی خوبصورت سیدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کا لقبِ مبارک اس لئے کہ وہ بڑی خوبصورت تھی۔ابن زہرا سے مراد حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہا کے فرزندار جمند حضرت شیخ سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی غوثِ صمدانی رضی اللہ تعالی عنہ مراد ہیں۔عروس بمعنی دولہا دولہن یعنی قدرت وطاقت کی دلہن کی مبارکباد دی گئی

اس لئے کہ دلہن ہمیشہ ماتحت اور فرمانبردار رہتی ہے اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ آپ کو دنیا اور آخرت میں تصرّف کی قدرت عطاء فرمائی گئی اور آپ شبانہ روز تصرّف فرماتے ہیں۔ قادری یعنی سیّدنا شیخ عبدالقادر محبوب سبحانی رضی اللّٰہ تعالی عنہ سے نسبت رکھنے والا ان کے سلسلۂ بیعت میں داخل شخص اور ان کے طریقہ پر چلنے والے لوگ۔ میرے دولہا یعنی میرے قابلِ احترام میرے سردار۔ تیرا بمعنی آپ کا صدقہ۔

شرح:۔ اے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللّٰہ تعالی عنہا کے فرزند آپ کو اللہ تعالیٰ کی عطاء کی ہوئی قدرت و طاقت کی دلہن مبارک ہو، اے میرے سردار قابلِ احترام! آپ ہی کا صدقہ قادری لوگ پاتے ہیں یعنی جو آپ کے در کے ہو جاتے ہیں وہ بھی قدرت و اختیار کا صدقہ پا جاتے ہیں۔

قادری مریدوں کے تصرّفات کا نمونہ:۔ اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ کا ہر ہر شعر ہزاروں مضامین کا حسین و جمیل مُرَقَّع ہے اور ہر شعر کی شرح کے لئے ایک ضخیم کتاب چاہیے لیکن کیا کروں تنگ دامن ہوں اسی لئے اختصار کرتا ہوا محض نمونوں پر اکتفاء کئے جا رہا ہوں، شعرِ مذکور میں اعلیٰ حضرت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے فرمایا کہ اے میرے حضور غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالی عنہ! آپ کے تصرّفات کی تو حد ہی نہیں، آپ کے ایک ادنیٰ قادری کو بھی اتنا بلند پایۂ مرتبہ نصیب ہے کہ ایک تصرّف سے جہاں آباد ہو سکتا ہے چنانچہ فقیر اُویسی غفرلہ بڑے فخر و ناز سے کہہ سکتا ہے کہ صلاح الدین ایوبی فاتح بَیْتُ المقدّس میرے غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالی عنہ کا ایک قادِری غلام تھا جس کے تصرّفِ ظاہری سے عیسائیت آج تک لرزہ بَراَنْدَام (1) ہے۔

---

(1) کانپنے والا، وہ انسان جس پر کپکپی طاری ہو۔

غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ

اور صلاحُ الدّین ایوبی رضی اللہ تعالی عنہ

حضرت شیخ احمد الرفاعی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ اپنے چند مریدین کو ساتھ لے کر دسنانی علاقہ میں تبلیغ کے لئے گئے۔آپ کی دعوتِ دین پر ان کا ایک الاٹ پادری سامنے آیا، وہ کچھ عرصہ بغداد اور مصر میں بھی رہ چکا تھا اس نے مسلمان علماء سے بعض حدیثیں بھی سنی ہوئی تھیں آپ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے، جس میں فرمایا ہے کہ میری امت کے علمائے ربانی بنی اسرائیل کے پیغمبروں کے مثل ہوں گے، تو آپ نے فرمایا کہ تم کو اس میں کیا شک ہے اس نے کہا کہ بات یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی بنی اسرائیل کے پیغمبر تھے اور خدا نے ان کو یہ معجزہ دیا تھا کہ وہ ٹھوکر سے مُردے کو جلا دیتے تھے۔اب حدیث کی رو سے آپ اپنے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے علماء میں سے ہیں لہٰذا بنی اسرئیل کے پیغمبروں کے مثل کر کے دکھائیں۔آپ نے فرمایا بلاشبہ ہمارے نبی کے علمائے ربانی یعنی اولیاء اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی یہی شان ہے چنانچہ وہ پاس ہی کے ایک قبرستان میں لے گیا اور اس نے ایک بہت پرانی سی قبر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس مردہ کو زندہ دیکھنا چاہتا ہوں، آپ اس کی قبر کے قریب آگئے اور آپ نے اس کی قبر کو ٹھوکر مارتے ہوئے فرمایا حکمِ الٰہی سے کھڑا ہو جا اور اس شخص کو بتا جو یہ چاہتا ہے۔فوراً وہ قبر شق ہوئی اور مردہ باہر کھڑا ہو گیا اس نے با آواز بلند اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ کہا اور کہنے لگا کہ قیامت آگئی؟ آپ نے فرمایا نہیں یہ تو صرف اس پادری کے اِستفسار کی بناء پر ایسا کیا گیا اس کو بتا تو کس دور کا آدمی ہے تو وہ کہنے لگا کہ میں حضرت دانیال علیہ السلام کے وقت کا ہوں اور اُنہی کا پیروکار تھا پھر آپ نے فرمایا کہ تم واپس قبر میں چلے جاؤ تم کو قیامت تک وہیں رہنا ہے وہ قبر میں واپس چلا گیا بحکمِ الٰہی

قبر بند ہوگئی۔ آپ کی کرامت دیکھ کروہ پادری اور اس کی ساری کُرد قوم حلقہ بگوشِ اسلام ہوگئی، جس نے بعد کے دور میں بڑے بڑے فاتحانہ اسلامی کارنامے انجام دیئے۔ بیتُ المُقدّس کا فاتح سلطان صلاح الدّین ایوبی اُسی کُرد قوم کا فرد تھا اس کا باپ اسی دور میں مسلمان ہوکر آپ سے بیعت ہوا تھا جو بعد میں شام کے زنگی سلاطین کا بہت بڑا فوجی افسر ہوا۔ اسی نے ایک بار بغداد حاضر ہوکر اپنے دس سالہ بیٹے صلاح الدّین ایوبی کو آپ کی خدمتِ بابرکت میں پیش کیا تھا اور عرض کیا تھا کہ یا حضرت اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیں اور دعا فرمادیں کہ یہ اسلام کا عظیم مجاہد اور فاتح بنے چنانچہ آپ نے اس بچہ (صلاح الدّین ایوبی) کے سر پر دستِ مبارک رکھا اور دعا فرمائی اور کہا کہ اِنْ شَاءَ اللّٰہ یہ تاریخ عالم کی ایک نامور شخصیت ہوگا اور خدا تعالیٰ اس کے ہاتھ سے بہت بڑی اسلامی فتح کرائے گا چنانچہ تاریخِ عالم نے دیکھا کہ صلاح الدّین ایوبی جو سلطان نورُالدین زنگی کے بعد سلطان بنایا گیا کس عظیم پیمانہ کا فاتح تھا بیتُ المُقدّس اسی کے ہاتھ سے فتح ہوا اور یورپ کے بڑے بڑے عیسائی بادشاہوں کا لشکر اس کی مجاہدانہ شان کے سامنے نہ ٹھہر سکا۔ سلطان صلاح الدّین ایوبی نے جنگِ صلیب میں سارے یورپ کو ہرادیا اور یہ سب فیض غوثُ الاعظم رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کی شانِ کرامت اور دعاؤں کا تھا کہ تاریخِ عالم کا اس فتحِ مبین کے بعد سارا نقشہ بدل گیا اور ملّتِ اسلامیہ کو بڑی سربلندی حاصل ہوئی۔

(نوائے وقت روزنامہ لاہور)

عرضِ اُویسی غفرلہ :۔ فقیر اُویسی غفرلہ نے مثال کے طور پر ایک دنیوی لیکن دین کے عاشق سلطان کی کہانی عرض کردی ورنہ آپ کے مرید یعنی روحانی قادریوں کے تصرّفات کا عرض کروں تو دفتر بھر جائیں گے۔

....

کیوں نہ قاسم ہو کہ تو اِبْنِ اَبِی الْقَاسِمُ ہے

کیوں نہ قادر ہو کہ مختار ہے بابا تیرا

حلّ لُغات :۔ابوالقاسم بمعنی قاسم کے باپ، سرکارِمدینہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت آپ کے تین صاحبزادے، طیّب و طاہر، قاسم اورابراہیم اور چار صاحبزادیاں زینب، کلثوم، رقیہ اور فاطمۃ الزّہراء تھیں۔حضرت قاسم رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کی وجہ سے آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے، والد، مختار بمعنی اختیار دیا ہوا خدا کی خدائی میں خودمختار۔بابا، باپ دادا کو کہا جاتا ہے۔

شرح :۔اے ولایت وقطبیّت کے تقسیم کرنے والے! آپ تو سَیِّدُنَا و سَیِّدُ الْکَوْنَیْن ابو القاسم محمد بن عبداللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ہیں پھر آپ کی صفت قاسم کیوں نہ ہو اور آپ کے جدِّ امجد حضور صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اختیار و قدرت بخشا ہے اور آپ جب کہ ان کے فرزندِ ارجمند ہیں تو آپ اِسْمِ بَامُسَمّٰی (1) قادر کیوں نہ ہوں جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ ولایت کی تقسیم حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں ہے اب اس کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

ولایت کی ڈور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں:۔حضور علّامہ مولانا قاضی ثناءاللہ پانی پتی رحمۃ اللّٰہ تعالی علیہ جو شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی کے شاگرد اور حضرت مظہر جانجاناں نقشبندی خلیفہ شاہ غلام علی مجددی نقشبندی رحمہم اللّٰہ اپنی کتاب السیف المسلول صفحہ ۵۲۷،۵۲۸ میں لکھتے ہیں

بعض اکابر اولیاء اللّٰہ بکشف صحیح کہ یکے از اسباب علم

---

(1) نام کے مطابق شے کا ہونا۔کسی کا نام شیر بہادر ہو اور حقیقتاً بہادر بھی ہو۔

است امام ازمعنی دیگر حاضر گشته و آن است که فیوض
وبرکات کارخانہ ولایت که از جناب الٰہی بر اولیاء اللّٰہ نازل
می شود اول بریک شخص نازل مے شود وازاں شخص
قسمت شہد بہر یک از اولیائے عصر موافق مرتبہ وبحسب
استعداد می رسد وبہ ہیچ کس از اولیاء اللّٰہ بے توسط
اوفیضی نمی رسد و کسے از مردان خدا بے وسیلہ او درجہ
ولایت نمی یا بداقطاب جزئی واوتاد وابدال ونجباء ونقباء
وجمیع اقسام از اولیائے خدا بوے محتاج می با شند صاحب
این منصب عالی را امام وقطب الارشاد بالاصالۃ نیز خوانند
وایں منصب عالی از وقت ظہور آدم علیہ السلام بروح پاک
علی المرتضی مقرر بود بوجود عنصری تاوقت رحلت همه
راایں دولت تبوسط اورسید و بعد رحلت او این منصب بحسن
مجتبیٰ وبعد از وے شہید کربلا پستر بامام زین العابدین
پسر محمد باقر بعدازاں جعفر صادق پسر بامام موسیٰ کاظم
پسر بعلی رضا پسر محمد تقی بعدازاں محمد نقی پسر بحسن
عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہم آن منصب معلی مفوض
گشتہ و بعد وفات عسکری تاوقت ظہور سید الشرفاء غوث
الثقلین محی الدین عبدالقادر الجیلی ایں منصب بروح
حسن عسکری چوں حضرت غوث الثقلین پیدا شد ایں
منصب مبارك بوئے متعلق شدوتاظہور محمد مہدی این

منصب بروح مبارك غوث الثقلين متعلق باشد۔ چوں امام محمد مهدی ظاهر شد ایں منصب عالی تا انقراض زمان بوے مفوض باشد۔

بعض اکابرینِ اولیاءِ امت کو کشف صریح کے ذریعہ امام کا ایک اور معنی منکشف ہوا ہے (کشف بھی علم کے اسباب میں سے ایک ہے) وہ معنی یہ ہے کہ اولیاءِ اللہ پر حق تعالیٰ کی جانب سے جو فیوض و برکات نازل ہوتی ہیں سب سے پہلے ایک شخص پر نازل ہوتی ہے اس خوش نصیب کی وَساطت سے دوسرے اولیاءِ عَصر اپنی اپنی اِستعداد و مرتبہ کے مطابق فیض حاصل کرتے ہیں۔ اس کی وساطت و وسیلہ کے بغیر کوئی شخص بھی درجۂ وِلایت نہیں پا سکتا۔ اَقطاب، اَبدال، نُجبا، نُقبا اور اولیاء خدا کی جمیع اقسام اس کے محتاج ہوتے ہیں اس عالی منصب انسان کو امام کہتے ہیں اور قُطبُ الِارشاد بالاصالت بھی انہیں کہا جاتا ہے۔ آدم علیہ السلام کے ظہور سے یہ عالی مرتبہ علی المرتضیٰ کی روح کے لئے مقرر ہو چکا تھا آپ کی نشاَتِ عنصری سے پہلے اممِ سابقہ کو آپ کی روح مبارک کے توسط سے ہی درجۂ ولایت ملتا تھا اور وجودِ عنصری کے بعد اور تا وقتِ وفات صحابہ و تابعین سب کو یہ دولت انہیں کے توسط سے ملی آپ کی رِحلت کے بعد یہ عالی منصب حسن مجتبیٰ کے سپرد ہوا پھر حسین شہید کربلا کے ہاں آپ کے بعد امام زین العابدین پھر محمد باقر، پھر جعفر صادق، پھر موسیٰ کاظم، پھر علی الرضا، پھر محمد تقی، پھر علی نقی، پھر حسن عسکری اس منصبِ جلیل پر فائز ہوئے، حضرت عسکری کی وفات کے بعد سید الشرفاء غوث الثقلین محی الدین عبد القادر الجلیلی کے ظہور تک یہ منصب حسن عسکری کی روح سے متعلق رہا۔ جب حضرت غوث الثقلین پیدا ہوئے یہ منصب مبارک ان سے متعلق ہو گیا اور محمد مہدی کے ظہور تک آپ کی روح سے ہی متعلق رہے گا۔

لے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلفاءِ ثلاثہ پر فضیلت نہیں رکھتے لیکن ان کے بعد باقی تمام صحابہ سے علی الاطلاق افضل ہیں خواہ وہ کسی بھی درجہ کا ہو تو بعد ازاں تابعین وتبع تابعین اور آپ کی اولاد دیگر سے اہل بیت علی الاطلاق افضل ہیں ایسے ہی جب ان کے نائب سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ گدی نشین ہوئے تو ان کے لئے وہی حیثیت ہوگی۔ (فافہم)

(السیف المسلول اردو، صفحہ ۵۲۷، ۵۲۸، ناشر فاروقی ناشران وتاجران کتب خانہ بیرون بوھڑ گیٹ ملتان)

معروضِ اویسی

جیسے قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ (جنہیں وہابی دیوبندی بیہقیِ وقت اور نقشبندی حضرات مُحَقِقِ بَرُحَق مانتے ہیں) نے لکھا بعینہٖ اس طرح حضور مجدد الف ثانی امام ربانی قدس سرہ النورانی تسلی کرتے ہیں وہ بھی (بلاکم وکاست) یونہی لکھتے ہیں اور یہی حقیقت ہے جب ہمارے اکابر ومشائخ ہمیں یہی سبق دیتے ہیں تو پھر ہمیں ضد کیوں اور قدم سے مراد بھی ظاہری قدم نہ سہی افضیلت سہی اور وہ بھی ان کے لئے جن کے لئے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فضیلت کا حق رکھتے ہیں اس سے انکار کر کے بتایئے کون سی دین اور تصوف کی خدمت ہوگی یا محرومی کا طوق گلے میں ڈالنے کا شوق ہے ہاں کوئی بدقسمتی اور محرومی کا طوق اپنے گلے کا ہار بنانا چاہتا ہے تو ہمارا کیا زور ہے ان سے پہلے وہابیوں دیوبندیوں نے یہ ہار گلے میں ڈالا تو ان کا جو حشر ہوا وہ سب کو معلوم ہے۔

انکارِ وہابی وتوضیح اویسی :۔ حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خاتمہ کتاب میں لفظ امام کی تحقیق کرتے ہوئے ایک معنی وہی لکھا جو ہمارا مدّعا ہے اسے اہلِ سنت تمام نے بسر وچشم مان لیا لیکن وہابیوں غیر مقلدوں نے اس کا انکار کیا۔

قاضی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اس میں ائمہ اہلِ بیت رضی اللہ

تعالی عنہم کا تذکرہ کیا ہے۔امام کے چند معانی ہیں

(۱) روافض کا مُخترع معنی جس کا کوئی ثبوت نہیں اس کا باطل ہونا ثابت ہو چکا ہے۔

(۲) خلیفہ اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اس معنی کے اعتبار سے امام کا اطلاق حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ، حضرت حسن رضی اللہ تعالی عنہ اور محمد مہدی کے سوا دوسروں پر کرنا دروغ اور اِفتراء ہے۔

(۳) پیشوائے ملت اس معنی کے اعتبار سے اکثر اکابرینِ امت پر لفظ امام کا اطلاق ہوسکتا ہے جیسا کہ امام ابوحنیفہ امام شافعی رضی اللہ تعالی عنہما، اسی طرح ائمہ ٔ اہلِ بیت رضی اللہ تعالی عنہم پر بھی اس کا اطلاق ہوسکتا ہے کیونکہ اکابرینِ امت ظاہر و باطن میں ان کی طرف مراجعت کرتے رہے بالخصوص امام محمد باقر رضی اللہ تعالی عنہ اور امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ، اس کے بعد چوتھا معنی وہی لکھا جو ہم نے اپنے دعویٰ میں پیش کیا ہے لیکن اس کے بارے میں صرف وہابیوں نے کہا۔

وہابی غیر مُقلّد نے کہا: لفظ امام جو اہلِ سنت کا مدّعا ہے اس پر وہابی کتاب کے حاشیہ پر ـ کا نشان لگا کر لکھتا ہے کہ امام عربی زبان کا لفظ ہے عرب عرباء نے اس لفظ کو جن معنی میں استعمال کیا ہے انہی میں سے کوئی ایک معنی موقع محل کے اعتبار سے ہوسکتا ہے یا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قدیم معنی سے کسی لفظ کو بدل کر نیا معنی دیا ہو، کشف کے ذریعہ جس صاحب نے امام کا ایک معنی نیا ڈھونڈا ہے تو قاضی صاحب کی اپنی ذہنی پیداوار ہے اصل حقیقت سے اس کا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں، خود امام کا ایک معنی ایجاد کر لینا اور اسے اپنے محاورات میں استعمال کرنا ٹھیک ہوسکتا ہے مگر اسے شریعت کی ایک اساس اور بنیاد بنا ڈالنا اور یہ کہنا کہ حق تعالیٰ کی طرف سے ایک امام ہے جس کے توسط سے کُل اولیاء اللہ مقامِ ولایت حاصل کرتے ہیں بے دلیل اور غیر وزنی بات ہے۔ مقامِ

ولایت حق تعالیٰ کے احکام کے مطابق زندگی بسر کرنے سے حاصل ہوتا ہے جسے اصطلاحِ شرع میں اطاعتِ خدا اور اطاعتِ رسول کا نام دیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ. الآیة(1)

اللہ کی محبت حاصل کرنا جو کہ مقامِ ولایت ہی ہے اتباعِ رسول سے معلق ہے نہ کہ کسی اور امام کی نظرِ عنایت پر موقوف۔ قاضی صاحب کا یہ فرمانا کہ کشف بھی علم کے اسباب میں سے ایک ہے تب صحیح ہے کہ کشف بھی ہو چونکہ امام کا یہ مخترع معنی کہ آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک جمیع اقسامِ اولیاء مقامِ ولایت حاصل کرنے کے لئے روحِ علی کے محتاج ہیں، صریح نصوصِ قرآن واحادیث کے خلاف ہے لہٰذا یہ کسی صاحب کا کشف کشفِ رحمانی نہیں کوئی اور کشف ہے۔

امام ابنِ قیم فرماتے ہیں

اَنَّهٗ لَا یُخْرِقُ سِتْرًا وَلَا یُجَاوِزُ حَدًّا وَلَا یُخْطِئُ اَبَدًا.(2)

(مدارج السالکین جلد ۱ صفحہ ۴۸)

یعنی الہام صحیح وہ ہے خارق ستر نہ ہو، حد سے تجاوز نہ کرے اور کبھی خطاء نہ کرے۔

وَلَا یُجَاوِزُ حَدًّا کی وضاحت کرتے ہیں:

اَنَّهٗ لَا یَقَعُ عَلٰی خِلَافِ الْحُدُوْدِ الشَّرْعِیَّةِ فَهُوَ شَیْطَانِیٌّ لَا رَحْمَانِیٌّ(3)(ایضاً)

---

(1) ترجمة القران کنز الایمان: اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہوجاؤ (القرآن پارہ ۳، سورہ آل عمران، آیت ۳۱) (2) مدارج السالکین جلد ۱، فصل قال الدرجة الثانية الهام يقع عيانا وعلامة صحته انه لا يخرق، صفحہ ۴۸، دار الكتاب العربی بیروت (3) مدارج السالکین جلد ۱، فصل قال الدرجة الثانية الهام يجلو عين التحقيق صرفا وينطق عن عين، صفحہ ۴۸ و ۴۹، دار الکتاب العربی بیروت

یعنی وہ الہام وکشف حدودِ شرعیہ کے خلاف نہ واقع ہو(اگر وہ حدودِ شرعیہ کے خلاف ہو) تو وہ کشفِ شیطانی ہوگا رحمانی نہیں، حقائق بھی مبیّنہ کشف کی تکذیب کرتے ہیں۔

امام ابنِ تیمیہ فرماتے ہیں:

وَكُلٌّ مِنَ الصَّحَابَةِ الَّذِيْنَ سَكَنُوا الْاَمْصَارَ أَخَذَ عَنْهُ النَّاسُ الْإِيْمَانَ وَالدِّيْنَ وَأَكْثَرُ الْمُسْلِمِيْنَ بِالْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَمْ يَأْخُذُوا عَنْ عَلِيٍّ شَيْئًا فَإِنَّهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ سَاكِنًا بِالْمَدِيْنَةِ وَأَهْلُ الْمَدِيْنَةِ لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَاجُوْنَ إِلَيْهِ إِلَّا كَمَا يَحْتَاجُوْنَ إِلٰى نُظَرَائِهٖ (إِلٰى اَنْ قَالَ) وَالْعُبَّادُ وَالزُّهَّادُ مِنْ أَهْلِ هٰذِهِ الْبِلَادِ أَخَذُوا الدِّيْنَ عَمَّنْ شَاهَدُوْهُ مِنَ الصَّحَابَةِ فَكَيْفَ يَجُوْزُ أَنْ يُقَالَ إِنَّ طَرِيْقَ أَهْلِ الزُّهْدِ وَالتَّصَوُّفِ مُتَّصِلٌ بِهٖ دُوْنَ غَيْرِهٖ (1) (منہاج السنہ جلد ۴ صفحہ ۱۵۷)

یعنی بعض صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنھم سے ’’جو کہ مختلف اطراف میں متوطن ہوئے‘‘ لوگوں نے ایمان ودین حاصل کیا اور مشرق ومغرب کے مسلمانوں کی اکثریت نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے کچھ بھی نہیں لیا کیونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ مدینے میں رہتے تھے اور اہلِ مدینہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے محتاج نہ تھے مگر اتنا جتنا ان کے ہم مرتبہ دوسرے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنھم کے (محتاج تھے) ان علاقوں کے عباد اور زہاد نے اخذِ دین ان صحابۂ کرام سے کیا جو انہیں ملے، تو یہ کہنا کہاں جائز ہے کہ اہلِ زہد وتصوف کا طریق علی رضی اللہ تعالی عنہ سے ہی متصل ہے کسی اور سے نہیں ہے؟

امام صاحب نے مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا

---

(1) منہاج السنة النبوية، جلد ۸، صفحه ۳۸، مؤسسة قرطبة

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ جَعَلَ مُحَمَّدًا ھَادِیًا فَقَالَ " وَاِنَّکَ لَتَھْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ " صِرَاطِ اللّٰہِ فَکَیْفَ یَجْعَلُ الْھَادِیَ مَنْ لَّمْ یُوْصَفْ بِذٰلِکَ.(1)

یعنی اللہ تعالیٰ نے صراطِ مستقیم کی راہنمائی کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی متعین فرمایا ہے۔

قرآن میں ہے۔

وَ اِنَّکَ لَتَھْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ○(2)

تو اس کو ہادی (مقامِ ولایت) کیوں کہا جارہا ہے جس کی یہ صفت اللہ تعالیٰ نے نہیں بتائی؟

نیز فرمایا: أَنَّ کُلَّ مِنِ اھْتَدٰی مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ فَبِہٖ اھْتَدٰی وَھٰذَا کِذْبٌ بَیِّنٌ فَاِنَّہٗ قَدْ آمَنَ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ خَلْقٌ کَثِیْرٌ وَاھْتَدُوْا بِہٖ وَدَخَلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمْ یَسْمَعُوْا مِنْ عَلِیٍّ کَلِمَةً وَاحِدَةً.(3) (منہاج السنہ جلد ۴ صفحہ ۳۹)

یہ کہنا کہ امتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جس نے بھی ہدایت پائی (مقامِ ولایت) وہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے ہی پائی یہ جھوٹ ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک خلقِ کثیر نے ہدایت حاصل کی اور جنت میں داخل ہو گئے اور علی رضی اللہ تعالی عنہ سے ایک کلمہ بھی نہ سنا۔

دلیل: اس کے برعکس قرآن پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ارشاد ہوا

---

(1) منہاج السنة النبویة، جلد ۷، صفحہ ۱۰۱، مؤسسة قرطبة (2) ترجمة القرآن کنز الایمان اور بیشک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو۔ (القرآن پارہ ۲۵، سورۃ الشوریٰ، آیت ۵۲) (3) منہاج السنة النبویة، جلد ۷، صفحہ ۱۰۱، مؤسسة قرطبة

حاشیہ وہابی: ۱؎ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے پیدا ہونے کے بعد جمیع صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کو دولتِ ولایت انہیں کے توسط سے ملی، یہ بالکل غلط اور بلا دلیل دعویٰ ہے جبکہ اوپر امام ابنِ تیمیہ کے کلام سے معلوم ہوا صحابہ میں سے کسی نے اس کا اظہار نہیں کیا اور نہ ہی خود حضرت علی نے کبھی اس کا دعوی کیا، شیعی اور رافضی صوفیہ کی کوششوں سے عقیدہ سنی صوفیوں میں آیا، اصل حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے ایمان وہدایت کے جملہ مراتب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری میں حاصل کیے جیسا کہ خود مؤلف بار بار دلائل سے اس کو ثابت کرتے ہیں، ارشادِ حق تعالیٰ ہے: اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجٰھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوٰلِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰہِ وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ o یُبَشِّرُھُمْ رَبُّھُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ رِضْوٰنٍ وَّجَنّٰتٍ لَّھُمْ فِیْھَا نَعِیْمٌ مُّقِیْمٌ o

اس آیت میں اعلی ترین مقامِ ولایت یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں عظیم درجہ پر فائز المرام ہونا اس کی رحمت اور رضا حاصل کرنا اور بہشت کا مالک بن جانا، ایمان، ہجرت اور جہاد فی سبیل اللہ کا براہِ راست نتیجہ قرار دیا ہے نہ کہ بتوسط علی رضی اللہ عنہ۔

۲؎ آخران بزرگوں کا نام قرآنِ پاک اور سنت رسول میں کہاں آیا ہے جس سے یہ تعین ہوا اگر کوئی دوسرے بزرگوں کو اس مقصد کے لئے متعین کر کے پیش کر دے آپ اس کا کیا کریں گے۔ ۳؎ اس قول اور شعر کی نسبت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف ثابت نہیں ویسے بھی یہ مقولہ بالکل غلط ہے کیا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ کا قدم صحابۂ کرام اور خلفائے راشدین کی گردنوں پر بھی ہے وہ بھی تو اولیاء تھے اور کیا ان کا سورج ڈوب گیا ہے؟ (وہابیوں کا حاشیہ یہاں پر ختم ہوا۔ (ادارہ))

ترجمہ: جب ہم نے موسیٰ کی طرف امر کیا آپ موجود و حاضر نہ تھے (الی ان قال) اہل مدین میں بھی آپ مقیم نہ تھے مگر ہم نے رسول بھیجے طور کی جانب میں آپ نہیں تھے ہم نے ندا کی لیکن آپ کے رب کی رحمت ہے تاکہ آپ ایک قوم کو ڈرائیں جن کے پاس ڈرانے والا کوئی نہیں آیا۔ (القصص ۴۴، ۴۶) (1)

اس طرح ایک دوسرے مقام پر ہے۔ یہ غیب کی خبریں ہیں ہم نے آپ کو وحی کی جب وہ قلمیں ڈال رہے تھے کہ کون مریم کی کفالت کرے آپ وہاں نہیں تھے۔ (آل عمران ۴۴) (2) چہ جائیکہ یہ کہا جائے کہ روحِ علی رضی اللہ تعالی عنہ پہلے سے موجود تھی اور انہی کے توسط سے اُمَمِ سَابِقَہ (3) کو مقامِ ولایت مل رہا ہے۔ پھر سابق انبیاء اور رسل علیہم السلام تو روحِ علی رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف لوگوں کو متوجہ کرنے کے لئے تشریف لائے کہ

---

(1) اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ o وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ o وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ o (القرآن پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۴۴ تا ۴۶) ترجمۃ القرآن کنز الایمان: جبکہ ہم نے موسیٰ کو رسالت کا حکم بھیجا اور اس وقت تم حاضر نہ تھے۔ مگر ہوا یہ کہ ہم نے سنگتیں پیدا کیں کہ ان پر زمانہ دراز گزرا اور نہ تم اہلِ مدین میں مقیم تھے ان پر ہماری آیتیں پڑھتے ہوئے ہاں ہم رسول بنانے والے ہوئے۔ اور نہ تم طور کے کنارے تھے جب ہم نے ندا فرمائی ہاں تمہارے رب کی مہر ہے (کہ تمہیں غیب کے علم دیئے) کہ تم ایسی قوم کو ڈر سناؤ جس کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈر سنانے والا نہ آیا یہ امید کرتے ہوئے کہ ان کو نصیحت ہو۔

(2) ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ o (القرآن پارہ ۳ سورہ آل عمران آیت ۴۴) ترجمۃ القرآن کنز الایمان: یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے جب وہ اپنی قلموں سے قرعہ ڈالتے تھے کہ مریم کس کی پرورش میں رہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے۔

(3) پچھلی اُمتیں

تمہیں ادھر سے مقامِ ولایت ملے گا حالانکہ یہ بات صَرِیحُ الْبُطْلَانِ (1) ہے۔

انتباہ از اویسی :۔دیکھا ناظرین کہ وہابی کیسے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے اور وہی کہہ رہا ہے جو اولیاء اللہ کے ازلی دشمن ابنِ تیمیہ و ابنِ قیم نے کہا اور دلائل وہی دیئے جو عالمِ ارواح کے انکار کے ہیں اور لوگ تو نہ صرف روحانیت کے منکر ہیں بلکہ عالمِ ارواح اور دیگر فیوضات و برکات کے بھی قائل نہیں۔اس پر کوئی وہابیوں کے اصول اپناتا ہے تو ہم اسے کیا کہہ سکتے ہیں۔

تبصرۂ اویسی

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا کہ

سُفَهَاءُ الْاَحْلَامِ (2) وہ پرلے درجے کے غبی ہوں گے۔

---

(1) جس کے باطل ہونے میں کوئی شک نہیں۔(2) حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا، فَوَاللَّهِ لَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ، وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ، فَإِنَّ الحَرْبَ خِدْعَةٌ، وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ، أَحْدَاثُ الأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الأَحْلاَمِ، يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ البَرِيَّةِ، لاَ يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ، كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ القِيَامَةِ. صحيح البخاری، كتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب قتل الخوارج والملحدين بعدا قامة الحجة عليهم، رقم الحديث ٦٩٣٠، الصفحة ١٧١٤، دار ابن كثير دمشق بيروت. صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج، رقم الحديث ٢٣٥١، الصفحة ٤٨٦، دار الفكر بيروت. سنن النسائی، كتاب المحاربة (تحريم الدم)، باب من شهر سيفه ثم وضعه فی الناس، رقم الحديث ٤١٠٨، الصفحة ٩٧٨، دار الفكر بيروت. سنن ابی داؤد، كتاب السنة، باب فی قتال الخوارج، رقم الحديث ٤٧٦٧، الجزء الرابع، الصفحة ٢٤٤، المكتبة العصرية صيدا بيروت) سُوید بن غفلہ کا

اسی لئے میں کہا کرتا ہوں۔

اَلْوَھَّابِیَۃُ قَوْمٌ لَایَعْقِلُوْنَ. وہابی ایسی قوم ہیں جو عقل نہیں رکھتے۔

بھلا یہ بھی کوئی اعتراض ہیں:

مثلاً ان کے اسی آخری اعتراض کو دیکھ لیجئے کہ صحابہ پر بھی ثابت کررہے ہیں حالانکہ عرفِ عام میں صحابہ ولی کے اطلاق میں داخل ہی نہیں۔ اصل وجہ یہ ہے کہ "اَنَّ یَتَامیٰ فِی الْعِلْمِ" (جو لوگ علم میں یتیم ہیں) کو تا حال معلوم نہیں ہوسکا کہ عرفِ عام کو شرحِ پاک میں بہت بڑی فوقیت حاصل ہے مثلاً کسی نے قسم کھائی کہ گوشت کھاؤں گا مچھلی کھائی تو حانث نہ ہوگا اس لئے کہ عرفِ عام میں لَحْمٌ (گوشت) کا اطلاق مچھلی پر نہیں ہوتا۔ حالانکہ قرآن مجید میں اسے "لَحْمًا طَرِیًّا" کہا گیا ہے ایسے ان کے دیگر اعتراضات کا حال ہے۔

بیان ہے کہ حضرت علی نے فرمایا کہ جب میں تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی حدیث بیان کروں تو خدا کی قسم اگر مجھے آسمان سے گرا دیا جائے تو یہ مجھے آپ پر جھوٹ بولنے سے زیادہ پسند ہے اور جب میں تم سے وہ بات کروں جو میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ ہے تو لڑائی دھوکا ہوتی ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب آخری زمانے میں ایک ایسی قوم نکلے گی جو عمر کے کم اور عقل سے کورے ہوں گے وہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثیں بیان کریں گے لیکن ایمان ان کے اپنے حلق سے نیچے نہیں جائے گا۔ دین سے وہ اس طرح نکلے ہوئے ہوں گے جیسے تیر کمان شکار سے نکل جاتا ہے۔ پس تم انہیں جہاں کہیں پاؤ تو قتل کر دینا کیونکہ ان کے قتل کرنے والے کو قیامت کے روز ثواب ملے گا۔

نبوی مینھ ، علوی فصل ، بتولی گلشن
حسنی پھول، حسینی ہے مہکنا تیرا

حلِّ لُغات:۔نبوی یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرزندی نسبت رکھنے والا۔ مینھ بمعنی بارش۔علوی یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرزندی نسبت رکھنے والا۔ فصل عربی لفظ ہے موسم، موسمِ بہار۔بتولی بمعنی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرزندی نسبت رکھنے والا اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب بتول بھی ہے جس کے معنی ہیں تمام لوگوں کو چھوڑ کر اللہ کی طرف لوٹ جانا۔ گلشن (فارسی) باغ چمنستان۔ حسنی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرزندی نسبت رکھنے والا۔ حسینی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرزندی نسبت رکھنے والا۔ مہکنا بمعنی خوشبو دینا، بسنا۔

شرح:۔اے حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لاڈلے! آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخاوت رحم وکرم کی بارش ہیں اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موسمِ بہار ہیں اور حضرت سیدہ فاطمۃ بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چمنستان ہیں اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پھول ہیں اور آپ اس پھول کی پھیلی ہوئی خوشبو ہیں، لہٰذا آپ بیک وقت سراپا جود وسخاوت کی بارشِ پیہم ہیں جو آپ کے نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کو وراثت میں ملی ہے اور کرم وبخشش کے موسم بہار ہیں جو آپ کو آپ کے دادا جان امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملی ہے اور آپ چمنستان عنایت وسعادت ہیں جو آپ کی دادی جان حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آتی ہے اور آپ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چمنستان فیضانِ عرفان

کے پھول ہیں اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیضان وعرفان کی بوباس آپ کو وراثت میں آئی ہے۔

وارثِ پنجتن پاک:۔اس شعر میں حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پنجتن پاک سے ملنے والی وراثت کا ذکر ہے اسی لئے آپ مادرزاد ولی تھے چنانچہ سیرتِ غوثِ اعظم میں ہے کہ دورانِ حمل در شکمِ مادر بہت سے اولیاء اللہ نے آپ کے والد ماجد کو خبر دی تھی کہ ابو صالح تمہارے گھر ایک لڑکا پیدا ہوگا وہ سب اولیاء اللہ کا سردار ہوگا سلسلۂ پدری حضرت غوثِ پاک کا منتہی ہوتا ہے حضرت حسن مجتبیٰ تک اور سلسلۂ مادری پہنچتا ہے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم شہید کربلا تک۔ اسی لئے آپ کو حسنی و حسینی کہتے ہیں۔ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ اُمُّ الخیر فاطمہ بنتِ سید عبداللہ الصومعی ہیں جو کہ پیشوائے عارفات وسید الزاہدات تھیں آپ کی ساٹھ برس کی عمر ہوئی تب حضرت غوثِ پاک پیدا ہوئے۔ وقتِ یاس اور ناامیدی میں محبوبِ سبحانی کا پیدا ہونا بھی از جملہ کرامات ہے۔ حضرت غوثِ پاک شکمِ مادر میں ذکر اللہ کیا کرتے تھے اور جب آپ کی ماں کو چھینک آتی اور الحمد للہ کہتیں تو آپ ان کو پیٹ میں سے جواب دیتے تھے "یَرْحَمُکِ اللّٰہ" پورے نو مہینے میں آپ پیدا ہوئے۔ سب نے آپ کی پہلی کرامت یہ دیکھی کہ ذکر اللہ کے ساتھ زبان آپ کی جاری تھی اور دونوں ہونٹ ہلتے اور اللہ اللہ فرمارہے تھے اسی واسطے تاریخی آپ کا نام عاشق ہے۔

آپ کا دل خدا کی محبت کے ساتھ جوش مارتا اور آپ کو حسنِ یوسفی علیہ السلام واخلاقِ محمدی وصدقِ صدیق وعدلِ فاروقی وحیائے عثمانی وشجاعتِ حیدری سب کچھ درگاہِ الٰہی سے عطاء کیا ہوا تھا اور روئے مبارک آپ کا ایسا تاباں ودرخشاں تھا کہ جو کوئی آپ کی طرف نظر کرتا تھا اس کو تابِ نظر نہیں ہوتی تھی۔ آپ یکم رمضان شریف روزِ دوشنبہ وقتِ صبح

صادق پیدا ہوئے۔ تشریف لاتے ہی روزہ رکھ لیا اور دن بھر دودھ نوش نہیں فرمایا جب مغرب کی اذان مسجدوں میں ہونے لگی اور سب آدمی اپنے اپنے روزے افطار کرنے لگے اس وقت آپ نے بھی روزہ افطار کیا اور دودھ پینے لگے آپ کی والدہ فرماتی ہیں تمام رمضان میں میرے بیٹے عبدالقادر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے روزہ رکھا ہے دن بھر دودھ نہیں پیتے تھے شام کے وقت سب روزہ داروں کے ساتھ افطار کرتے تھے۔

قرآن کے ۱۸ پارے حفظ: جب آپ پانچ برس کے ہوئے ایک عالم صاحب کے پاس لے جا کر بسم اللہ کرائی آپ کتاب لے کر عالم صاحب کے سامنے بیٹھے انہوں نے فرمایا میاں صاحبزادے۔ بسم اللہ پڑھو "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" آپ نے بسم اللہ پڑھ کر سورۂ فاتحہ پڑھی پھر الٓمّٓ سے لے کر اٹھارہ پارہ تک پڑھ کر سنا دیئے۔ عالم صاحب نے کہا اور پڑھیے فرمایا بس مجھ کو اسی قدر یاد ہے۔ عالم صاحب نے کہا اس قدر کیوں ہے فرمایا میری والدہ صاحبہ کو اسی قدر یاد تھا جب میں ان کے پیٹ میں تھا وہ پڑھا کرتی تھیں میں نے وہ یاد کر لئے۔

سبحان اللّٰہ کیا کھلی ہوئی کرامت ہے کہ پیدا ہوئے تو اٹھارہ پارے کے حافظ ہو کر آئے اسے ہی مادرزاد ولی کہتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں لڑکپن میں لڑکوں کے ہمراہ کھیلنے کا ارادہ کرتا تو ایک آواز غیب سے آتی کہ اے عبدالقادر! کیا ارادہ کرتا ہے ہم نے تجھ کو کھیلنے کے واسطے نہیں پیدا کیا اور جب سونے کا وقت ہوتا تو آواز آتی اے عبدالقادر! ہم نے تجھ کو سونے کے واسطے نہیں پیدا کیا ہم نے تجھ کو اپنے واسطے پیدا کیا ہے ہم سے غافل نہ ہو ہماری طرف آ۔

سوئے من آکہ ترا یار وفادار منم
ہر چہ داری بمن آری خریدار منم (1)

جب آپ مکتب میں جاتے آواز آتی "اِفْسَحُوْا لِوَلِیِّ اللّٰہِ" یعنی جگہ دو واسطے ولی اللہ کے۔

فائدہ:۔ ایک روز خاص گیلان وطن شریف میں آواز آئی اے عبدالقادر! ہم نے تجھ کو درجۂ عاشقیت و معشوقیت دونوں عطا فرمائے۔ جب آپ کی عمر دس برس کی ہوئی تمام علوم ظاہری سے فارغ ہوئے عالم فاضل قاری واعظ ہوئے اور کرامات میں آپ کی روز بروز ترقی ہونے لگی۔

بچپن میں کرامات:۔ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات بچپن سے ہی ظہور پذیر ہونے لگیں اور زمانۂ طفولیت میں ہی بڑے ظالم جابر ڈاکوؤں کو راہِ راست پر لگا دیا جیسا کہ آپ کی بچپن کی کرامت ذیل مشہور ہیں۔

غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں علمِ دین حاصل کرنے کے لئے جیلان سے بغداد قافلے کے ہمراہ روانہ ہوا اور جب ہمدان سے آگے پہنچے تو ساٹھ ڈاکو قافلے پر ٹوٹ پڑے اور سارا قافلہ لوٹ لیا لیکن کسی نے مجھ سے تعرّض نہ کیا ایک ڈاکو میرے پاس آکر پوچھنے لگا اے لڑکے! تمہارے پاس بھی کچھ ہے؟ میں نے جواب میں کہا ہاں۔ ڈاکو نے کہا کیا ہے؟ میں نے کہا چالیس دینار۔ اس نے پوچھا کہاں ہیں؟ میں نے کہا گدڑی کے نیچے۔

ڈاکو اس راست گوئی کو مذاق تصور کرتا ہوا چلا گیا اس کے بعد دوسرا ڈاکو آیا اور اس نے بھی اسی طرح کے سوالات کئے اور میں نے یہی جوابات اس کو بھی دیئے اور وہ بھی اسی

---

(1) میری طرف آ کہ تیرا یار وفادار میں ہوں جو اپنے پاس رکھتا ہے لے آ تیرا خریدار میں ہوں۔

طرح مذاق سمجھتے ہوئے چلتا بنا، جب سب ڈاکو اپنے سردار کے پاس جمع ہوئے توانہوں نے اپنے سردار کو میرے بارے میں بتایا تو مجھے وہاں بلا لیا گیا، وہ مال کی تقسیم کرنے میں مصروف تھے۔

ڈاکوؤں کا سردار مجھ سے مخاطب ہوا تمہارے پاس کیا ہے؟ میں نے کہا چالیس دینار ہیں، ڈاکوؤں کے سردار نے ڈاکوؤں کو حکم دیتے ہوئے کہا اس کی تلاشی لو۔ تلاشی لینے پر جب سچائی کا اظہار ہوا تو اس نے تعجب سے سوال کیا، کہ تمہیں سچ بولنے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ میں نے کہا والدہ ماجدہ کی نصیحت نے۔ سردار بولا وہ نصیحت کیا ہے؟ میں نے کہا میری والدہ محترمہ نے مجھے ہمیشہ سچ بولنے کی تلقین فرمائی تھی اور میں نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ سچ بولوں گا۔ تو ڈاکوؤں کا سردار رو کر کہنے لگا یہ بچہ اپنی ماں سے کئے ہوئے وعدہ سے مُنحرف نہیں ہوا اور میں نے ساری عمر اپنے رب تعالیٰ سے کئے ہوئے وعدہ کے خلاف گزار دی ہے۔ اسی وقت وہ ان ساٹھ ڈاکوؤں سمیت میرے ہاتھ پر تائب ہوا اور قافلہ کا لوٹا ہوا مال واپس کر دیا۔ (1)

نَبَــوِی ظِل، عَـلَــوِی برج، بَتُــوْلِـی منزل
حَسَـنِـی چاند، حُسَیْـنِـی ہے اجالا تیرا

حلِّ لُغات:۔ ظِل، سایہ، چھاؤں۔ بُرج محل، قلعہ، وہ جگہ جہاں مسافر آرام وغیرہ کے لئے اترتے ہیں۔ مکان، اجالا، روشنی، نور۔

شرح:۔ اے غیاثُ الکونین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آپ کا سایہ نبوی سایہ ہے اور آپ کا قلعہ علوی ہے اور آپ کی منزل بتولی اور فاطمی منزل ہے اور آپ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(1) بهجة الاسرار ذکر طریقه رحمة الله تعالیٰ علیه، صفحه ١٦٨

کے چاند ہیں اور اس مبارک چاند میں نور اور روشنی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے اور اسی طرح آپ کا نور ہدایت حسینی نورِ ہدایت ہے۔

فائدہ:۔ اس شعر میں حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلۂ نسب کی برکتیں اور خوبیاں جس طرح اچھوتے انداز میں بیان کی گئی وہ بے نظیر و بے مثال ہیں۔

خاندان عالیشان :۔ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت خاندانی تھی آپ کا خاندان نہ صرف والدین، دادا نانا ولایت کا حامل تھا بلکہ حسنین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک تمام کے تمام اولیائے کاملین میں سے تھے۔ نمونہ کے طور پر چند بزرگوں کی کرامات سپردِ قلم کرتا ہوں مزید تفصیل فقیر کی کتاب ''اماطۃ الاذی'' میں ملاحظہ ہوں۔

غوثِ اعظم کے نانا نے کرامت دیکھی :۔ بحیرۂ اخضر کے دامن میں آباد ایک خانقاہ میں ایک نَحیف و نزار بڑھیا ایک سر پوش بچہ کو گود میں لئے زار و قطار رو رہی ہے اس کی ہچکیاں بندھی ہوئی ہیں اور پلکوں کی کیاری سے آنسو ٹپک رہے ہیں ایک پیارا و خوبرو بچہ حیرت کی تصویر بنے اس عورت کے قریب آیا اور بڑی متانت سے اس کے رونے کا سبب دریافت کرنے لگا۔ دکھی عورت کی کربناک سسکاری الفاظ کی صورت میں ڈھلی۔ بیٹے میں ایک بیوہ عورت ہوں میرے مرحوم شوہر کی واحد نشانی اور میری زیست کا کُل سرمایہ یہی ایک بچہ تھا جس کے بیمار ہونے پر میں اسے اس خانقاہ میں لا رہی تھی کہ یہ راستے میں انتقال کر گیا میں نے اپنی پوری قوت مجتمع کر ڈالی اور بڑی امیدوں سے یہاں تک آئی لیکن اس خانقاہ کا مردِ کامل مجھے تقدیر کے بھنور میں پھنسا چھوڑ کر اور صبر کی تلقین کر کے چلا گیا ہے۔

عورت کے مُلتجیانہ لہجہ کے فسوں سے پیارے بچہ کا دل پگھل گیا بالکل سادہ اور

پیارے لہجے میں کہنے لگا اماں تجھے غلطی فہمی ہوئی ہے تیرا بچہ مردہ نہیں بلکہ زندہ ہے لو دیکھو وہ حرکت کررہا ہے۔ دکھیاری ماں نے بیتابی سے کپڑا اُٹھا کر دیکھا تو بچہ سچ مچ حرکت کررہا تھا، عورت کے بے قرار دل سے طمانیت کی تیز آواز بلند ہوئی جسے سن کر خانقاہ کا معمر درویش اپنے حجرے سے باہر نکل آیا۔ مردِ حق نے ایک نظر زندہ متحرک بچے پر ڈالی اور پھر لاٹھی اُٹھا کے اس بچے کی طرف لپکا کہ جس کے بچپنے نے تقدیرِ خداوندی کے سربستہ راز کو سرِعام کھول دیا تھا۔

بچہ بزرگ کو جلال میں دیکھ کر گلیوں میں دوڑنے لگا بزرگ پیچھے پیچھے دوڑ رہے ہیں اور بچہ آگے آگے، ناکارہ بچہ قبرستان کی طرف مڑا اور بلند آواز سے کہنے لگا قبرستان کے دفینو! میری مدد کرو۔ تیزی سے لپکتے ہوئے بزرگ اچانک ٹھٹک کر رک گئے کیونکہ قبرستان کے تین صد مردے اپنی قبروں سے اُٹھ کر اس بچے کی ڈھال بن چکے تھے اور بچہ چہرے پر مَلَکُوتی وجاہت لئے دور کھڑا مسکرا رہا تھا۔ درویشِ حق آگاہ نے بڑی حسرت سے بچہ کی طرف دیکھا اور فرمایا بیٹے ہم تیرے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے، اس لئے تیری مرضی کے سامنے اپنا سر جھکاتے ہیں۔

نَبَـوِی خور، عَـلَـوِی کوہ، بَتُـولِـی معدن،
حَسَـنِـی لعل، حُسَیْـنِـی ہے تجلا تیرا

حلِّ لغات :۔ خور، خورشید کا مخفف، آفتاب۔ معدن، سونے چاندی کی کان۔ لعل، ایک قیمتی سرخ پتھر۔ تجلا، چمک جلوہ۔

شرح :۔ اے غوثِ اعظم! آپ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آفتابِ ہدایت ہیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عزمِ راسخ کے بلند پہاڑ ہیں اور حضرت فاطمہ بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کان اور خزانہ ہیں اور حسنی ہیرے جواہر ہیں اور آپ کا جلوہِ مبارک

حسینی جلوہ ہے۔ یعنی حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پنجتن پاک کے کمالات کا نمونہ ہیں، نبوی کمالات آپ میں ایسے روشن وتاباں ہیں جیسے آفتاب وماہتاب چنانچہ خود فرمایا

اَنَا نَائِبُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَوَارِثُہٗ فِی الْاَرْضِ.(1)

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب اور زمین میں آپ کا وارث ہوں۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کے سال دنیا بھر میں سب لڑکے ہی پیدا ہوئے اور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق شہرِ جیلان میں آپ کی کرامت یہ ہوئی کہ اس سال جتنی عورتیں حاملہ تھیں سب سے فرزند پیدا ہوئے۔

فائدہ:۔ یہ شعر ارضیات پر مبنی ہے۔ (معارفِ رضا ۱۴۱۳ھ، صفحہ ۱۵۰)

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت سے سارا جہاں منور ہوا جب حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تو آپ کے چہرے کی چمک سے سارا گھر چمکنے لگا اور اس وقت کے سب اولیاء اللہ مبارک باد دینے لگے اور کثرت سے آپ کی کرامات کا ظہور ہوا۔ یہ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیابت کی نشانی ہے کہ وہاں معجزات کثیرہ کا صدور ہوا اور یہاں کراماتِ کثیرہ کا ظہور ہوا۔

چنانچہ مناقبِ غوثیہ میں حضرت شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ وقتِ ولادت شریف قدرتِ غیب سے عجیب وغریب کرامات اس پاک ذات سے وقوع میں آئیں کہ زبان قاصر ہے، مقصود صرف یہی تھا کہ تربیت خلق اللہ ہو اور دستگیریِ بندگان مدِّ نظر تھی ورنہ اولیائے کرام کے نزدیک خوارقِ عادت کچھ اہمیت نہیں رکھتے ہیں۔ حضرت ابوسعید بن ابی بکر الحریمی کا بیان ہے کہ آپ کی کرامت گویا ایک گراں ہار ہے جس

(1) بهجة الاسرار ذكر كلما اخبر بها عن نفسه الخ، دار الكتب العلمية بيروت

میں جواہراتِ بیکراں یکے بعد دیگرے پروئے ہوئے ہیں۔ کسی نے کیا خوب فرمایا ہے

اے رونق بزم مصطفائی　　اے یوسف مصر دو برمائی

اے شمع حریم مصطفائی　　در حسن تو از ہمہ خدائی(1)

بحروبر شہر و قری سہل و حزن دشت و چمن

کون سے چک پہ پہنچتا نہیں دعویٰ تیرا

حلّ لغات:۔ بحروبر، سمندر اور خشکی۔ شہروقریٰ، شہر اور گاؤں۔ قری، بستی، گاؤں۔ سہل وحزن، حزنہ کی جمع نرم زمین اور سخت پہاڑ۔ دشت وچمن، جنگل اور باغ کس قسم کے چک (سنسکرت) حصہ زمین کا۔ پہنچتا نہیں دعویٰ یعنی والی وارث نہیں ہوتا، تصرّف کا حق نہیں ہوتا۔

شرح:۔ سمندر ہو کہ خشکی شہر ہو کہ بستی نرم نرم زمین ہو کہ محنت دشوار گزار پہاڑیاں جنگل ہو کہ چمن، زمین کا کوئی حصہ ایسا نہیں جس پر آپ کا حق تصرف نہ ہو اور آپ اس کے والی ووارث نہ ہوں بلکہ پوری روئے زمین آپ کے تحتِ قدرت اللہ نے فرمادی ہے آپ تصرف کرتے ہیں۔

قرآن مجید

اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ o(2)

اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔

(1) اے بزمِ مصطفیٰ کی رونق۔ اے دو برمائی کے یوسفِ مصر۔ اے حریم مصطفیٰ کی شمع۔ تیرے حسن سے تمام کائنات منور ہے۔(2) پارہ ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۵

احادیثِ مبارکہ:۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ

فَاعْلَمُوا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ۔(1)

(بخاری شریف جلد۲ صفحہ ۱۰۲۷)

جان لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔

فائدہ:۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ساری زمین کا حقیقی مالک اللہ ہے اور اس کی عطاء

....

(2)حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْطَلِقُوا إِلَى يَهُودَ فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى جِئْنَا بَيْتَ الْمِدْرَاسِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَاهُمْ يَا مَعْشَرَ يَهُودَ أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا فَقَالُوا بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ ذٰلِكَ أُرِيدُ ثُمَّ قَالَهَا الثَّانِيَةَ فَقَالُوا قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ ثُمَّ قَالَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ اعْلَمُوا أَنَّ الْأَرْضَ لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَإِلَّا فَاعْلَمُوا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ. (صحيح البخاری، كتاب الاكراه، باب فی بيع المكره ونحوه فی الحق وغيره، رقم الحديث ۶۹۴۴، الصفحة ۱۷۱۹، دار ابن كثير دمشق بيروت) عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا کہ ہم سے بیان کیا لیث نے اور وہ سعید مقبری اور وہ اپنے والد سے، وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ ہم لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ یہود کی طرف چلو، ہم آپ کے ساتھ چلے، یہاں تک کہ ہم لوگ بیت المدراس میں پہنچے، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور ان کو آواز دی کہ اے جماعت یہود! تم اسلام لاؤ محفوظ رہو گے، لوگوں نے کہا اے ابوالقاسم! آپ نے حکم پہنچا دیا، آپ نے فرمایا یہی میرا مقصد تھا، پھر دوسری دفعہ بھی آپ نے یہی کلمات فرمائے تو ان لوگوں نے کہا کہ اے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے پہنچا دیا، پھر تیسری بار آپ نے فرمایا کہ تم جان لو کہ زمین اللہ کی اور اس کے رسول کی ہے، میں چاہتا ہوں کہ تمہیں جلا وطن کروں، تم میں سے جس شخص کے پاس مال ہو وہ اس کو بیچ دے ورنہ یاد رکھو گے کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔

سے ساری زمین کا مالک اس کا رسول بھی ہے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور یہ بات ظاہر ہے کہ مالک کو اپنی چیز میں تصرف واختیار حاصل ہوتا ہے، پس ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روئے زمین کے مالک ومختار ہیں اور زمین پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حکومت بھی ہے۔

واقعۂ ہجرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم :۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ معظمہ سے جب ہجرت فرمائی اور غار سے باہر تشریف لا کر بجانب مدینہ روانہ ہوئے، تو سراقہ نے آپ کا تعاقب کیا اور آپ کے قریب پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہنے لگا کہ

مَنْ یَّمْنَعُکَ مِنِّی الْیَوْمَ ترجمہ: تجھے آج مجھ سے کون بچائیگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

یَمْنَعُنِی الْجَبَّارُ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ ترجمہ: مجھے میرا جبار وقہار خدا بچائے گا

وَنَزَلَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یَقُوْلُ جَعَلْتُ الْاَرْضَ مُطِیْعَۃً لَکَ فَاْمُرْھَا بِمَا شِئْتَ

ترجمہ: اتنے میں جبریل امین (علیہ السلام) حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے زمین کو آپ کا مطیع کر دیا آپ اسے جو چاہیں حکم دیں۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَرْضُ خُذِیْہِ

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے زمین اسے پکڑ لے، آپ کا حکم سننا تھا کہ اسی وقت

فَاَخَذَتِ الْاَرْضُ اَرْجُلَ جَوَادِہٖ اِلَی الرُّکَبِ

ترجمہ: زمین نے سراقہ کے گھوڑے کے پاؤں پکڑ لئے اور گھٹنوں تک دھنس گیا۔

سراقہ نے جو یہ ماجرا دیکھا تو اس نے گھوڑے کو ایڑ لگائی مگر گھوڑا ہل نہ سکا آخر مجبور ہو کر سراقہ پکار اُٹھا۔

یَامُحَمَّدُ اَلْاَمَانُ ترجمہ: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے امان دیجئے

اور پھر منّت کرنے لگا اور وعدہ کیا کہ میں واپس چلا جاؤں گا اور کسی کو آپ کا پتہ نہ بتاؤں گا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمین کو حکم فرمایا

یَا أَرْضُ أَطْلِقِیْهِ فَأَطْلَقَتْ جَوَادَهُ. (حجة الله على العالمين صفحه ٥٨٦)(1)

ترجمہ: اے زمین! چھوڑ دے اسے تو زمین نے سراقہ کے گھوڑے کو چھوڑ دیا۔

شعر کا مفہوم یہ ہوا کہ عالمِ کائنات میں غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا نام روشن ہے۔

چنانچہ تحفہ قادریہ میں حضور محبوبِ سبحانی رضی اللہ تعالی عنہ کا مقولہ نقل کرتے ہیں کہ:

حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر رضی الله تعالیٰ عنہ دراوائل عمر اصحاب رامی فرمود کہ اولیاء عراق مراتسلیم کردہ اند بعد ازمدتے فرمود کہ ایں زمان جمیع زمین شرق وغرب وبروبحر سہل وجبل مراتسلیم کردہ اندوہیچ ولی ازاولیاء نماند درآن وقت مگر آں کہ برشیخ آمدد تسلیم کرد اورابہ قطبیت۔(2)

---

(1) حجة الله على العالمين فى معجزات سيّد المرسلين ﷺ صفحة ٥٨٦ مطبوعه بيروت

(2) حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالی عنہ نے اوائل میں اپنے خاص اصحاب کو فرمایا کہ اولیاء عراق مجھے تسلیم کرتے ہیں پھر کچھ دیر کے بعد فرمایا کہ ہر زماں، تمام زمین، شرق و غرب، بر و بحر، میدان و پہاڑ مجھے تسلیم کرتے ہیں اور اس وقت اولیاء میں سے کوئی ولی ایسا نہیں ہے کہ جس نے شیخ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر آپ کو

فائدہ:۔مذکورہ آیت واحادیث سے معلوم ہوا کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی عطاء سے ساری زمین کے مالک وحاکم ہیں اور آپ کا حکم زمین پر بھی چلتا ہے اسی لئے اعلیٰ حضرت نے بھی لکھا ہے:

وہی نورِ حق، وہی ظلِ رب، ہے انہیں سے سب، ہے انہیں کا سب

نہیں ان کی مِلک میں آسمان کہ زمین نہیں کہ زماں نہیں

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ "یَامُحَمَّدُ اَلْاَمَانُ" کا وظیفہ دشمن کو بھی پڑھنا پڑا۔اس قسم کی روایات بکثرت ہیں نیز شعر میں تصرّفات کے علاوہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے اس ظاہری فیض کی طرف اشارہ ہے جو آپ کی ذات سے اہلِ زمین کو نصیب ہوا۔

غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا فیض جملہ عالم پر:۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ زمانِ وُسطیٰ میں مرکزی حکومت کی کمزوری کا آخری زمانہ مذہبی انتشار کا زمانہ بھی تھا لیکن سیاسی استحکام اور علومِ اسلامی کی اشاعت کے ساتھ حالات سُدھر گئے۔اس اصلاح حالت میں ایک نئے صوفیانہ سلسلے سے بھی مدد ملی جس نے شمالی ہندوستان بالخصوص پنجاب اور سندھ میں بڑا اقتدار حاصل کیا اور جس کا اثر آج کسی دوسرے خانوادے کے اثر سے کم نہیں۔یہ سلسلہ پیرانِ پیر غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہٗ سے شروع ہوا اور اس سے قبل جملہ سلاسل یا ختم ہو چکے یا معمولی طور پر چل رہے تھے لیکن وہ نہ ہونے کے برابر،غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے فیض سے ہر سلسلہ نئی زندگی پا کر نیا نام پاتا رہا مثلاً قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ اور یہ سلاسل حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے فیض سے جاری ہوئے۔تفصیل ملاحظہ فرمائیں

مقامِ قطبیت پر تسلیم نہ کیا ہو۔(تحفۃ القادریہ اردو صفحہ ۶۳ قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور)

قادریہ :۔حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے اتنا ہمہ گیر ہے کہ جہاں بھی اسلام کا نام ہوگا وہاں سلسلۂ قادریہ کا بفضلہٖ تعالیٰ فیض عام ہوگا اور خوش بخت ہے وہ انسان جو سلسلۂ قادریہ سے نسبت رکھتا ہے۔ جامعہ نظامیہ بغداد کے وائس چانسلر اور شیخ سعدی کے استاذ اور محدثین کے سرتاج حضرت محدث ابن الجوزی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے فرمایا

لَامُرِیْدَ لِشَیْخٍ اَسْعَدُ مِنْ مُرِیْدِ الْغَوْثِ(1)

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید سے بڑھ کر سعادت منداور کوئی نہ ہوگا۔

اس طرح کے اقوال متعدد مشائخ کبار جیسے مسافر بن عدی وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہیں الحمدللہ یہ ناکارہ اُویسی غفرلہ بھی سلسلہ قادریہ میں داخل ہے۔ سیّدنا مفتیِ اعظم ہند حضرت مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب بریلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے سلسلہ قادریہ رضویہ میں داخل فرما کر اس سلسلۂ عالیہ میں دوسرے مسلمانوں کو شامل کرنے کی اجازت بخشی اگرچہ فقیر کو سلسلۂ اُویسیہ سیّدنا محکم الدین سیرانی حنفی اُویسی قُدِّسَ سِرُّہٗ کے سجادہ نشین حضرت الحاج خواجہ محی الدین اُویسی حنفی قُدِّسَ سِرُّہٗ کے توسط سے پہلے شرف حاصل تھا لیکن قسمت کی یاوری سے بندہ کو سلسلۂ قادریہ میں بھی داخلہ مل گیا۔ (الحمد للہ علیٰ ذلک)

سلسلۂ قادریہ کی فضیلت :۔ شیخ ابوسعود عبداللہ، شیخ محمد الاوانی، شیخ عمر البزاز رضی اللہ تعالیٰ عنہم بیان کرتے ہیں:

ضَمِنَ الشَّیْخُ عَبْدُالْقَادِرِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ لِمُرِیْدِیْہِ اِلیٰ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ اَنْ لَّایَمُوْتَ اَحَدٌ مِنْھُمْ اِلَّا عَلیٰ تَوْبَۃٍ.(2)

(بہجۃ الاسرار صفحہ ۹۹ و قلائد الجواہر صفحہ ۱۶، اخبار الاخیار صفحہ ۶۵)

---

(1)(تفریح الخاطر ،المنقبۃ التاسعۃ والاربعون فی رتبۃ مریدیہ رضی اللہ تعالی عنہ، صفحہ ۵۵ ، مطبوعہ مصر)(2)(قلائد الجواھر بھامشہ **فتوح الغیب**،مریدوہ وشفاعتہ لھم،صفحہ

ترجمہ:ہمارے شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ قیامت تک کے اپنے مریدوں کے اس بات پر ضامن ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی توبہ کئے بغیر نہیں مرے گا۔

اسی لئے ہم بڑے فخر وناز سے کہتے ہیں۔

قادریم نعرۂ یا غوثِ اعظم می زنم

دم شیخ احمد رضا خان قطب عالم مے زنم(1)

اور خود حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالی عنہ ارشاد فرماتے ہیں؛

لَوْ اِنْكَشَفَتْ عَوْرَةُ مُرِيْدِیْ بِالْمَشْرِقِ وَاَنَا بِالْمَغْرِبِ لَسَتَرْتُهَا.(2)

ترجمہ:اگر میرا مرید مغرب میں ہو اور اس کا ستر کھل جائے اور میں مشرق میں ہوں تو میں اس کی ستر پوشی کروں گا۔

امیر دستگیر غوثِ اعظم قطب ربّانی حبیبِ سیّدِ عالم زہے محبوبِ سبحانی

بدہ دست یقیں اے دل بدستِ شاہِ جیلانی کہ دست او بود اندر حقیقت دستِ یزدانی

شیخ ابوالفتح الھروی رحمۃ اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ علی بن ہیتی علیہ الرحمۃ کو فرماتے ہوئے سنا

لَا مُرِیْدِیْنَ بِشَیْخِهِمْ اَسْعَدُ مِنْ مُرِیْدِیْ الشَّیْخِ عَبْدِالْقَادِرِ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ.(3)

---

١٦ امطبوعہ مصر)(بھجۃ الاسرار ومعدن الانوار(عربی)صفحہ ١٤٢)(اخبارالاخیار فارسی ذکر قطب الاقطاب غوث الاعظم صفحہ ٢٢،٢٣ مطبع ہاشمی ومجتبائی دہلی)(1) قادری ہوں نعرۂ "یاغوثِ اعظم" لگاتا ہوں، شیخ احمد رضاخاں قطبِ عالم کا نام لیوا ہوں۔(2)(بھجۃ الاسرار ، ذکر فضل اصحابہ وبشراھم، صفحہ ١٤٣) زبدۃ الاسرار وزبدۃ الآثار، ذکر فضل اصحابہ ومریدیہ ومحبیہ، صفحہ ٩٦ ،بکسلنگ کمپنی)(3)(قلائد الجواہر، ذکر مریدہ وشفاعتہ لھم، صفحہ ١٧ امطبعۃ مصطفی البابی مصر

ترجمہ: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے مریدین سے زیادہ کسی شیخ کے مریدین سعادت مند نہیں ہے۔

مظہر جانِ جاناں علیہ الرحمۃ :۔نقشبندی سلسلہ کے بہت بڑے شیخ مرزا مظہر جانِ جاناں علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالی عنہ سے سلسلۂ عالیہ قادریہ کے خرقۂ اجازت کا تبرّک حاصل کرنے کے بعد میرے باطن میں نسبتِ شریفہ قادریہ کی برکات کا احساس ہونے لگا اور سینہ اس نسبت کے انوار سے پُر ہوگیا نیز فرماتے ہیں کہ قادری نسبت میں انوار کی چمک بہت ہے۔(مقامات مظہری صفحہ ۳۸)(1)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ :۔شیخ المحدّثین، امامُ المحققین شاہ عبدالحق محدِّث دہلوی نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ فرماتے ہیں مشائخ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا کہ اگر ایک شخص جس نے آپ سے بیعت تو نہیں کی مگر آپ کا ارادت مند تھا اور اپنی نسبت آپ سے کرتا ہے تو کیا وہ آپ کے مریدین میں شمار ہوگا اور ان کی فضیلتوں میں شمار ہوگا کہ نہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا

ہر کہ انتساب کرد بمن وخود را باربست بنام من قبول کند اور احق سبحانہ تعالی ورحمت کند بروی وتوبہ بخشد اورا اگرچہ برطریق مکروہ باشد ووی از جملہ اصحاب ومریدان من است و پروردگار من عزوجل بفضل خود وعدہ کردہ است مرا کہ اصحابِ مرا واھل مذھب وتابعان طریق مرا وھر کہ محب من بود در بہشت در آرد۔(اخبار الاخیار فارسی، صفحہ ۲۳)(2)

(1) بحوالہ سیرت غوث الثقلین، صفحہ ۱۲۱، قادری کتب خانہ سیالکوٹ (2)(اخبار الاخیار فارسی ذکر قطب الاقطاب

ترجمہ: جس شخص نے اپنے آپ کو میری طرف منسوب کیا اور میرے ارادتمندوں کے حلقہ میں شامل ہوگیا حق تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ اس کو قبول فرماتا ہے اور اس پر رحمت نازل فرماتا ہے اگرچہ اس شخص کا یہ طریقہ مکروہ ہے ایسا شخص میرے اصحاب اور میرے مریدین میں سے ہے اور میرے پروردگار نے اپنے فضل وکرم سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے تمام اصحاب اہلِ مذہب، میرے طریقہ پر چلنے والوں اور میرے محبوبوں کو بہشت میں جگہ دے گا۔

اسی لئے ہمیں امامِ اہلِ سنت فاضلِ بریلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے روزانہ سلسلۂ قادریہ پڑھنے کی تلقین فرماتے ہوئے شعرِ ذیل (1) کا ورد بتایا کہ

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اُٹھا
قدرِ عبدالقادرِ قدرت نُما کے واسطے

بصورتِ دیگر:۔اس شعر میں حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالی عنہ کے اس ارشادِ گرامی کی طرف اشارہ ہے آپ فرماتے ہیں کہ؛

اولیاء عراق مراتسلیم کرده اند بعد ازمدتے فرمود که ایں زمان جمیع زمین شرق وغرب وبروبحر سهل وجبل مراتسلیم کرده اندوهیچ ولی ازاولیاء نماند دران وقت مگر آں که برشیخ آمد د تسلیم کرد اورابه قطبیت۔(2)

ترجمہ: اولیاءِ عراق مجھے تسلیم کرتے ہیں پھر کچھ دیر کے بعد فرمایا؛ کہ ہر زماں، تمام زمین، شرق وغرب، بر و بحر، میدان و پہاڑ مجھے تسلیم کرتے ہیں اور اس وقت اولیاء میں سے کوئی ولی ایسا نہیں ہے کہ جس نے شیخ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر آپ کو مقامِ قطبیت پر تسلیم نہ کیا ہو۔

غوث الاعظم، صفحہ۲۲،۲۳ مطبع ہاشمی ومجتبائی دہلی)(1) وہ شعر جو نیچے درج ہے۔(2)(تحفۃ القادر یہ اردو صفحہ ۶۳ قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور)

فائدہ :۔ تجربہ شاہد ہے کہ جس اسلامی ملک میں جاؤ، غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالی عنہ کو موجود پاؤ گے بلکہ قدرت نے ایسا نظام بنایا ہے کہ جوں جوں انکار بڑھتا چلا جا رہا ہے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی عظمت و شہرت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ فقیر اُویسی غُفِرَلَہ، نے بلوچستان اور سندھ کے ایسے دیہاتوں میں جا کر غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالی عنہ کی محبت و عقیدت دیکھی جہاں اُن میں دینی، اسلامی شعور سے لاشعوری کا اِحساس ہوتا ہے۔

نائیجیریا کا قادری :۔ فقیر مدینہ طیبہ میں اصحابِ صُفّہ (1) کے مقام پر محوِ صلوٰۃ وسلام تھا کہ نائیجیریا کا ایک نوجوان عربی میں بولا "انت باکستانی؟" (کیا آپ پاکستانی ہیں؟) میں نے کہا "نَعَمْ" (جی ہاں) پھر اس نے کہا "مَنْ مُرْشِدُکَ ؟" تیرا مرشد کون ہے؟ میں نے کہا "اَلسَّیِّدُ عَبْدُالْقَادِرِ الْجِیْلَانِیُّ"، یہ نام سنتے ہی لپٹ گیا اور ہاتھ چومنے لگا اور کہا "ھُوَمُرْشِدِیْ وَمُرْشِدُنَا بَلْ مُرْشِدُ الثَّقَلَیْنِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ"، یعنی وہ تو ہمارا بھی مرشد ہے بلکہ ثقلین (2) کا پیر و مرشد ہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حُسنِ نیّت ہو، خطا پھر کبھی کرتا ہی نہیں
آزمایا ہے یگانہ ہے دوگانہ تیرا

حلِّ لُغات :۔ حسنِ نیت بمعنی اچھی نیت۔ خطاء بمعنی لغزش۔ یگانہ بمعنی یکتا، بے مثل دوگانہ دو رکعت والی نماز۔

---

(1) صحابۂ کرام کی ایک جماعت جو ہر وقت عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتی اور دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اپنی آنکھوں کی پیاس بجھایا کرتی اور دربارِ رسالت سے علم کا نور حاصل کرتی تھی۔ ان حضرات نے خود کو تحصیلِ علم کے لیے فارغ کر رکھا تھا۔ ان میں سے کچھ کے اسمائے گرامی یہ ہیں ۔حضرت ابوھریرہ، حضرت سلمان، حضرت بلال، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنھم احمعین (2) انسان وجن، دونوں جہاں۔

شرح:۔اے غوثِ پاک رضی اللہ تعالی عنہ اچھی نیت سے اگر کوئی آپ کا عطا کردہ وظیفہ دوگانہ یعنی نمازِ غوثیہ، صلوٰۃُ الاُسرار ادا کرے یہ آزمُودہ(1) ہے جس مقصد کے لئے ادا کیا جائے اس کی تکمیل کے لئے بے نظیر و بے مثال ہے کبھی نامرادی کا سامنا ہوتا ہی نہیں۔ یہ نماز امام ابوالحسن نورُالدّین علی اور ملا علی قاری اور شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ نے حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی ہے نمازِ غوثیہ کی ترکیب بہار شریعت جلد۴ صفحہ۳۱ واخبار الاخیار میں یوں ہے بعد نمازِ مغرب سنتیں پڑھ کر دو رکعت نمازِ نفل پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ الحمد شریف کے بعد ہر رکعت میں قل ھو اللہ شریف (۱۱بار) پڑھے اور سلام کے بعد اللہ کی ثناء کرے پھر ۱۱بار درود شریف پڑھے اس کے بعد ۱۱ بار یہ کہے۔

یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَغِثۡنِیۡ وَامۡدُدۡنِیۡ فِیۡ قَضَاءِ حَاجَتِیۡ یَا قَاضِیَ الۡحَاجَاتِ.(2)

پھر عراق کی جانب گیارہ(۱۱) قدم چلے اور ہر قدم پر یہ کہے:

یَا غَوۡثَ الثَّقَلَیۡنِ وَیَا کَرِیۡمَ الطَّرَفَیۡنِ اَغِثۡنِیۡ وَامۡدُدۡنِیۡ فِیۡ قَضَآءِ حَاجَتِیۡ یَا قَاضِیَ الۡحَاجَاتِ(3)

پھر حضور کے توسل سے اللہ عزوجل سے دعا کرے۔(4)

---

(1) آزمایا ہوا، تجربہ کیا ہوا، پرکھا ہوا۔(2) ترجمہ: اے اللہ عزوجل کے رسول! اے اللہ عزوجل کے نبی! میری فریاد کو پہنچئے اور میری حاجت پوری ہونے میں میری مدد کیجیے، اے تمام حاجتوں کے پورا کرنے والے۔

(3) ترجمہ: اے جن وانس کے فریادرس! اور اے دونوں طرف (ماں باپ) سے بزرگ! میری فریاد کو پہنچئے اور میری مدد کیجئے میری حاجت پوری ہونے میں اے حاجتوں کو پورا کرنے والے۔(بحوالہ بہارِ شریعت حصہ چہارم، صلوٰۃ الاسرار)(4)(بھجۃ الاسرار ، ذکر فضل اصحابہ وبشراھم، صفحہ۱۴۷)

تجربۂ اسلاف و صالحین :۔ صلوٰۃ الاسرار یعنی نمازِ غوثیہ قضائے حاجت کے لئے تریاق اور اکسیر(1) و بے نظیر ہے ہمارے مشائخ کرام اور اسلاف عظام اپنے اپنے دور میں آزماتے چلے آئے ہیں۔ فقیر اُویسی غُفِرَ لَہٗ نے ان کے فیض وکرم سے آزمایا اور خوب آزمایا بہت سے دکھ درد کے ماروں کو اس کا عمل کرایا سو فیصد تیر بہدف پایا۔ حضرت سلطان العارفین حضرت سلطان باہو قُدِّسَ سِرُّہٗ کے ارشاد کے مطابق فقیر نے ان دکھ کے ماروں کے ساتھ خود بھی جب صلوٰۃُ الاَسرار پر عمل کیا تو وظیفہ قادریہ بھی ساتھ شامل رکھا۔

وظیفۂ قادریہ:۔ تین بار درود شریف اور تین بار کلمہ طیبہ قلب پر ضرب لگا کر درمیان میں ایک سو بار

"یَاشَیخَ عَبدَالقَادِرِ شَیئًا لِلّٰہِ حَاضِرُ شُو"(2)

ارشادِ سلطان باہوقدس سرہ :۔ سلطانُ العارفین حضرت سلطان باہو قُدِّسَ سِرُّہٗ نے فرمایا: وظیفہ مذکورہ کے وِرد پر حضرت غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کی زیارت ہوگی ورنہ کام ضرور ہو جائیگا۔ فقیر اُویسی غُفِرَ لَہٗ اسے عمل میں لاتا ہے زیارتِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو نہ ہے نصیب لیکن بفضلہٖ تعالیٰ اکثر و بیشتر کام ضرور ہو گیا۔

ازالہ وہم :۔ بعض لوگ اس نمازِ غوثیہ کو شرک سمجھتے ہیں ان کے اوہام(3) کا قلع قمع مطلوب ہو تو امام اہل سنت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب "انہار الانوار" یا فقیر کے رسالہ "صلوٰۃ غوثیہ کا ثبوت" کا مطالعہ کیجئے۔

---

(1) تریاق کا معنیٰ 'زہر کی دوائی' اکسیر کا معنیٰ، کیمیا، وہ شے جو تانبے کو سونا اور رانگے یعنی قلعی کو چاندی بنا دے، مراد نہایت مؤثر و مفید دوا۔

(2) اے شیخ عبدالقادر اللہ کے واسطے مدد کیجیے، حاضر ہو جائیے۔ (2) وہم کی جمع، ذہنی تصور۔

گیارھویں شریف :۔ایسے ہی حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارھویں شریف قضائے حاجات کے لئے مجرَّب (1) ہے عدمِ جواز والوں کے پاس سوائے بدعت کی رٹ لگانے کے کچھ نہیں ورنہ اسلاف صالحین رحمھم اللہ تعالیٰ علیھم اس کے جواز و برکات کے قائل بھی تھے اور عامل بھی تھے چند حوالے حاضر ہیں۔

برکاتُ الرَّسُوْلِ فِی الْهِنْدِ :۔حضرت علامہ محقق عبدالحق محدِّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ متوفی ۱۰۵۲ھ فرماتے ہیں ہم نے اپنے سردار، امام و عارفِ کامل شیخ عبدالوہاب قادری متقی قَدِّس سِرُّہٗ کو حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یومِ عرس (گیارھویں شریف) کی محافظت و پابندی فرماتے ہوئے دیکھا علاوہ ازیں ہمارے شہروں میں ہمارے دیگر مشائخ کے نزدیک بھی گیارھویں مشہور و متعارف ہے۔(ماثبت بالسنۃ صفحہ ۲۴۲)(2)

ایضاً :۔یہی شیخ محقق فرماتے ہیں کہ شیخ امان پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ گروہِ اولیاء میں مرتبہ بلند و پایۂ ارجمند رکھتے تھے۔ ربیع الآخر کی دس تاریخ (گیارھویں شب) کو حضرت غوثُ الثقلین رضی اللہ تعالیٰ علیہ کا عرس کرتے تھے۔(اخبار الاخیار صفحہ ۲۴۲)(3)

ابن ملاجیون :۔ملا محمد اپنی کتاب ''وجیز الصراط'' کے صفحہ ۸۲ پر فرماتے ہیں کہ دیگر مشائخ کا عرس شریف تو سال کے بعد ہوتا ہے لیکن حضرت غوثُ الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ امتیازی شان ہے کہ بزرگانِ دین نے آپ کا عرس مبارک (گیارھویں شریف) ہر مہینہ میں مقرر فرمادیا ہے۔(4)

---

(1) تجربہ کیا ہوا، آزمایا ہوا۔(2) ماثبت بالسُّنۃ (عربی مع ترجمہ) ذکر شہر ربیع الآخر صفحہ ۱۶۷ مطبوعہ مجتبائی دہلی۔
(3) (اخبار الاخیار فارسی ذکر شیخ امان پانی پتی صفحہ ۲۳۱ مطبع ہاشمی و مجتبائی دہلی) (4) وجیز الصراط فی مسائل الصدقات والاسقاط، مسئلہ ۹ در بیان عرس حضرت غوث الثقلین، صفحہ ۸۲، مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لوہار منڈی لاہور

تیرے جد کی ہے بارہویں غوثِ اعظم
ملی تجھ کو ہے گیارہویں غوثِ اعظم

حکیمُ الامت حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ :۔

شاہ ولی اللہ محدِّث دہلوی (جنہیں علماءِ اہلحدیث و دیوبند اپنے اکابر میں شمار کرتے اور اپنی سندِ حدیث ان تک ملاتے ہیں) انہوں نے اپنی کتاب ''کلمات طیبات'' فارسی صفحہ ۷۸ (1) میں نقل کیا کہ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں علیہ الرحمۃ نے خواب میں ایک وسیع چبوترا (2) دیکھا جس میں بہت سے اولیاء اللہ حلقہ باندھ کر مُراقبہ میں ہیں۔ پھر یہ سب حضرات حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالی عنہ کے اِستِقْبال کے لئے چل دیئے۔ جب علی المرتضیٰ تشریف لائے تو ان کے ہمراہ حضرت اُویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ بھی تھے چنانچہ یہ سب حضرات ایک نورانی حُجرہ میں تشریف لے گئے پوچھنے پر ان میں سے ایک بزرگ نے بتایا کہ آج حضرت غوثُ الثقلین کا عرس (گیارہویں شریف) ہے اس میں شرکت فرما رہے ہیں۔

ایک نامور علمی و روحانی شخصیت کے حوالہ سے ایسی عظیم روحانی سند اور ایسے عظیم بزرگوں کی سرپرستی بیان فرما کر حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے عرسِ غوثُ الثقلین و گیارہویں شریف کے جواز و ثبوت پر کیسی مہر تحقیق و تصدیق ثبت فرمائی۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدّث دہلوی علیہ الرحمۃ نے بایں الفاظ گیارہویں شریف کا تاریخی ثبوت و مقبولیت بیان کی ہے کہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے روضۂ

---

(1) کلماتِ طیبات، ملفوظات حضرت ایشان، صفحہ ۷۹ و ۸۰، مطبع مطلع العلوم مراد آباد ہند
(2) مربع یا مستطیل شکل کی اونچی بنائی ہوئی جگہ جس پہ لوگ بیٹھتے ہیں۔

مبارک پر گیارہویں تاریخ کو بادشاہِ وقت واکابرینِ شہر جمع ہوتے۔ بعد نمازِ عصر سے مغرب تک قرآن مجید کی تلاوت کرتے، قصائد(1) ومنقبت پڑھتے، ذکرِ جہر کرتے پھر طعام وشیرینی وغیرہ جو نیاز کے لیے تیار کی ہوتی وہ تقسیم کی جاتی اور نمازِ عشاء پڑھ کر لوگ رخصت ہوتے۔ (ملفوظات عزیزی فارسی صفحہ ٦٢)(2)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی :۔ حاجی امداداللہ مہاجر مکی پیشوائے علماءِ دیوبند نے فرمایا حضرت غوثِ پاک کی گیارہویں، دسواں، بیسواں، چہلم، ششماہی، برسی (عرس) وغیرہ اور ایصالِ ثواب کے دوسرے طریقے اسی قاعدہ پر مبنی ہیں کہ یہ سب چیزیں اصولی طور پر منع نہیں اور ان میں کوئی حرج ومُضائقہ نہیں جہاں تک عوام کے غُلُو (3) کا تعلق ہے اس کی اِصلاح کرنی چاہیے اصل عمل کو منع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر عوام کسی بات میں غلو (حد سے گزر جایا) کریں تو اس کے معنی یہ نہیں کہ اہلِ فہم کا عمل غلط ہو گیا۔

عرس :۔ مصلحت سے ایک خاص تاریخ مقرر کی جاتی ہے اب یہ تاریخ وفات کا دن کیوں ہے اس میں کچھ راز پوشیدہ ہیں۔ جن کے اظہار کے لئے ضرورت اور ایصالِ ثواب بذریعہ تلاوتِ قرآن اور تقسیمِ طعام بھی جائز اور مصلحت سے خاص تاریخ مقرر کرنا بھی جائز ہے۔ میں ہر سال اپنے پیر ومرشد کو ایصالِ ثواب کرتا ہوں پھر کھانا کھلا دیا جاتا ہے اور اگر وقت میں گنجائش ہو تو مولود شریف بھی پڑھا جاتا ہے۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ ملخصاً)(4)

---

(1) قصیدہ کی جمع، نظم کی وہ قسم جس میں کسی کی تعریف یا ہجو کی جائے۔ اس کے پہلے دونوں مصرعوں اور ہر شعر کے آخری مصرعے میں قافیہ کا التزام ہوتا ہے۔ ہم آواز الفاظ ایک دوسرے کا قافیہ کہلاتے ہیں جیسے وحدت، کثرت نفرت وغیرہ۔ (2) ملفوظات عزیزی، صفحہ ٦٢، در مطبع مجتبائی میرٹھ ہند (3) حد سے گزر جانا، بہت زیادہ مبالغہ کرنا۔ (4) (فیصلہ ہفت مسئلہ ملخصاً تیسرا مسئلہ عرس سماع صفحہ ۹، ۱۰، در مطبع قیومی واقع کانپور۔

مزید تحقیق کے لئے دیکھئے فقیر کی کتاب "التحقیق الافخم فی عرس غوث اعظم"

گیارہویں شریف دراصل حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کو ایصالِ ثواب کرنے کا نام ہے اور ایصالِ ثواب کا ثبوت قرآن وحدیث سے اَظْھَرُ مِنَ الشَّمْسِ (1) ہے ایصالِ ثواب کے دلائل دینے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ ایصالِ ثواب کے مخالفین بھی مُعْتَرِف (ماننے والے) ہیں ہاں انہیں ضد ہے تو لفظ گیارہویں سے تو اس کے متعلق عرض ہے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ چونکہ اہلِ اِسلام کے مُقتدا (2) ہیں اسی لئے بطورِ ادب اولیائے کرام نے آپ کے ایصالِ ثواب اور گیارہویں (کو معمول بنایا) ہے۔

چنانچہ حضرت علامہ محمد رحمۃ اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ دیگر مشائخ کا عرس شریف تو سال کے بعد ہوتا ہے لیکن حضرت غوثُ الثقلین رضی اللہ تعالی عنہ کی یہ امتیازی شان ہے کہ بزرگانِ دین (نے آپ) کا عرس مبارک (گیارہویں شریف) ہر مہینے میں مقرر فرما دیا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدِّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ آپ نے اپنے امام شیخ عبدالوہاب قادری متقی قُدِّسَ سِرُّہٗ کو غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے یومِ عرس (گیارہویں شریف) کی پابندی فرماتے ہوئے دیکھا ہے۔ علاوہ ازیں ہمارے شہروں میں ہمارے دیگر مشائخ کے نزدیک بھی گیارہویں شریف مشہور و متعارف ہے۔ (ماثبت بالسنۃ صفحہ ۱۲۷)(3)

---

(1) سورج سے زیادہ ظاہر، مراد بالکل واضح۔ (2) پیروی کیا گیا، وہ شخص جس کی لوگ پیروی کریں، پیشوا، راہنما۔ (3) الاعمال الماثورة فی الایام المشهورة ترجمه ماثبت بالسّنة باقی الایام والسنة، الاعمال تذییل فی ذکر نبذة من احوال شهر ربیع الاخر، الصفحة ۱٦۷، مطبع مجتبائی دهلی

عرضِ اَحوال کی پیاسوں میں کہاں تابِ مگر
آنکھیں اے ابرِ کرم تکتی ہیں رَستہ تیرا

حلّ لُغات :۔عرضِ احوال، اپنے حالات پیش کرنا۔ پیاسوں، پیاسا کی جمع، تشنہ ٔلب اور خواہشمند حضرات۔ آنکھیں تکتی ہیں یعنی امید وابستہ ہے۔ رستہ، راستہ کا مخفف ہے۔

شرح :۔اے چشمہ ٔسخاوت رضی اللہ تعالی عنہ آپ کے آرزومندوں میں طاقت نہیں کہ آپ کے سامنے اپنے حالات اور مافی الضمیر (1) عرض کرسکیں لیکن اے بخشش وکرم کے بادل! آرزومندوں کی آنکھیں آپ کی راہ دیکھ رہی ہیں اور نہایت والہانہ عقیدت مندی کے ساتھ آپ سے حاجت روائی کی امیدیں وابستہ کئے بیٹھے ہیں کیونکہ بارہا ہر صدی میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے ایسے آس لگانے والوں کی مدد فرمائی۔ چند واقعات ملاحظہ ہوں۔

کشتی پار لگادی :۔ایک مرتبہ کچھ لوگ کشتی میں سوار ہو کر دریا میں سفر کررہے تھے کہ دریا میں طغیانی آنے سے کشتی ہچکولے کھانے لگی (2) اور قریب تھا کہ ڈوب جائے اس کشتی میں آپ کے ایک مرید بھی تھے انہوں نے یہ دیکھ کر نعرہ لگا کر آپ کو پکارا چنانچہ حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالی عنہ فوراً تشریف فرما ہوئے اور آپ نے کشتی کو کنارے لگایا۔

غوثِ اعظم المدد :۔شیخ محمد عبداللہ محمد بلخی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں میرے ایک دوست نے خبر دی کہ مجھ پر حال وارد ہوا، اس قدر غلبہ ہوا کہ میں بیقرار جنگل کو نکل گیا

---

(1) دل کی بات، مدّعا۔ (2) جنبش کرنے لگی، جھٹکے لینے لگی۔

مجھ پر امر (معاملہ) مشکل ہوگیا۔ مجھے کسی شیخ کی امداد کی ضرورت پڑی، تو غیب سے آواز آئی کہ اس وقت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ ہی ہیں جو ایسی مشکلات کو حل کرتے ہیں زمانہ میں ان جیسا کوئی نہیں ہے۔ میں نے اسی وقت پیارے دستگیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف توجہ کی اور دیکھا کہ اُسی وقت آپ تشریف لائے اور حال دُرست کر دیا اور میری مشکل حل کر دی۔ (بہجۃ الاسرار)

ازالۂ وھم:۔ کسی کو یہ خیال نہ ہو کہ آج ہمارا کام کیوں نہیں بنتا؟ اس کا ازالہ یوں کیا جاسکتا ہے کہ پہلے لوگ دل کے صاف تھے، عقائد میں بھی صاف، اعمال میں بھی صاف، تو اس لئے ان کی ہر بات رسائی رکھتی تھی ہمارے دل چونکہ بُرائیوں سے سیاہ ہو چکے ہیں اسی لئے ہمیں رسائی نہیں ہوتی اگر کچھ ہوتا ہے تو دیر سے، اگر آج بھی ان حضرات کی طرح کسی کا دل صاف ہو تو رسائی میں دیر نہیں جیسے امام اہلِ سنت فاضلِ بریلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے اپنے دور میں غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے قربِ معنوی (1) کی وجہ سے بارہا فیض پایا اور مشکل حل کرائی۔ یہ ایسے ہے جیسے بارگاہِ حق کے مقبول کے کام جلدی ہو جاتے ہیں اور ہمارے جیسوں کے لئے یہ حال کہ

"جب میں کہتا ہوں یارب! میرا حال دیکھ! جواب ملتا ہے کہ تو اپنا نامۂ اعمال دیکھ"

لے گیارھویں والے کا نام:۔ ایک مسلمان راجہ رنجیت سنگھ کا ملازم تھا اور خاندانِ قادریہ میں مرید تھا۔ وہ ہر سال غوثِ پاک کی گیارہویں شریف کیا کرتا تھا ایک سال اس شخص کو بکری نہ ملی تو اس نے ناچار ہو کر جو گائے اس کے گھر میں پلی ہوئی تھی اسے ذبح کر ڈالا۔ اس کے ہمسائے میں ایک برہمن (2) رہتا تھا بہت غصے میں آیا اور کہا ابھی

---

(1) روحانی طور پر قریب۔ (2) پنڈت، (ہندوؤں کا) عالم، ہندوؤں کی سب سے اونچی ذات۔

راجہ صاحب کوخبر کرتا ہوں تونے گوسالہ کی ہتھیا(1) کیا ہے دیکھ تیرا کیا حال ہوتا ہے؟اس مسلمان نے برہمن کی بہت خوشامد کی اور ہاتھ پاؤں جوڑے(2) مگروہ ہرگز راضی نہیں ہوا۔ جب اس مسلمان کو یقین ہوگیا کہ یہ ضرور گرفتار کروائیگا کچھ لالچ دے کراس برہمن کواپنے گھر میں بلایا اوراس کی گردن پر ہاتھ تلوار کا ایسا جمایا کہ سرتن سے جدا ہوگیا جب آدھی رات ہوئی تواس کی لاش کوایک کپڑے میں باندھ کروہ مسلمان دریا میں پھینکنے کو چلا۔شہر پناہ کے دروازے پر سپاہیوں نے پوچھا تو کون ہے؟ قاتل نے کہا میں دھوبی ہوں، دریا پر کپڑے دھونے جارہا ہوں۔سپاہیوں نے جو گٹھڑی دیکھی تو آدمی کی لاش معلوم ہوئی فوراً اس مسلمان کوگرفتار کرلیا اور صبح کوراجہ رنجیت سنگھ کے دربار میں اس پر مقدّمہ پیش ہوا۔ اِظہار(3) کے وقت راجہ صاحب نے کہا سچ بات ہم کو پسند ہے جو کچھ ہوا ہے تو سچ سچ کہہ دے۔قاتل نے قصہ گیارہویں شریف اور ذبح کرنا اپنی گائے کا اور مجبوراً برہمن کا قتل کرنا اور لے جانا اس کی لاش کو دریا میں پھینکنے کے لئے اور گرفتار ہونا سب اس نے سچ سچ بیان کردیا۔راجہ نے یہ سن کر کہا واقعی تونے واقعہ سچ بیان کیا لہٰذا تیرا قصور معاف ہے اور یہ تیرا برہمن ہمسایہ بے رحم اسی قابل تھا کہ تجھ پر کچھ رحم نہ کیا۔(گیارہویں شریف ۱۲)

قربان جاؤں :۔کیا اپنے غلاموں پر نوازش ہے کیسا اپنے متعلقین کا خیال فرماتے ہیں میرے پیرانِ پیر دستگیر رضی اللہ تعالی عنہ

منصور کی دستگیری :۔خوارق الاخبار میں شیخ ابوالقاسم سامانی رحمۃ اللہ تعالی عنہ سے مذکور ہے کہ آپ نے فرمایا کہ منصور بن حلاج رحمۃ اللہ تعالی عنہ (کے زمانہ) میں کوئی ایسا نہ تھا کہ ان کی لغزِش میں دستگیری کرتا اگر میں ہوتا تو بیشک ان کی دستگیری کرتا

---

(1) ایک سالہ گائے کا بچھڑا ذبح۔(2) منت سماجت کی۔(3) وہ بیان جو عدالت میں دیا جائے۔

اسے لغزش سے باز رکھتا اور میرے مریدوں سے جس کو ایسی لغزش پیش آتی ہے اس کی دستگیری کرتا ہوں اور قیامت تک کرتا رہوں گا۔

فائدہ :۔نقد سودا ہے اُدھار نہیں آج بھی اگر کوئی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے اپنا رابطہ مضبوط کرلے پھر قدرت کے کرشمے دیکھے۔

لجپال غوثِ اعظم :۔جناب قاضی وجیہ الدین قادری علیہ الرحمۃ نقل کرتے ہیں کہ ہمارے گھر کے قریب ایک ہندو گھتری رہتا تھا اور آپ کا عرس شریف کرکے عمدہ عمدہ کھانے پکوا کر درویشوں کو کھلاتا تھا۔جب اس کا انتقال ہوگیا تو اس کی قوم کے لوگ اپنے دستور کے موافق اس کو مرگھٹ (1) میں لے گئے۔گھی اور آگ میں جلایا ہر چند جلاتے تھے اس کا ایک بال بھی نہیں جلتا تھا۔مایوس ہوکر دریا میں بہانے کا ارادہ کیا کہ دریا کے مگر مچھ ہی کھائیں گے۔اس عرصے میں حضرت غوثِ پاک کے ایک خلیفہ کو عالمِ باطن میں حکم ہوا کہ فُلاں ہندو ہمارے فُلاں فرزند کے پاس مسلمان ہوا تھا اور کلمہ محمدی پڑھنے کے بعد ہمارے سلسلے میں داخل ہوا اور اس کا نام سعد اللہ ہے وہ مرگیا ہے تمہیں چاہیے کہ اس کو مرگھٹ سے لاکر غسل دو اور جنازہ کی نماز پڑھا کر دفن کردو۔ہمارے پروردگار نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ ہمارا مرید باایمان مرے گا اور دونوں جگہ دنیا و آخرت میں اس پر آگ اثر نہ کرے گی۔

فائدہ :۔ذیل میں چند مُستند حوالہ جات عرض کرتا ہوں جن سے مذکورہ بالا دعویٰ غوثیہ کی تائید و توثیق ہو۔

(1) مشان، شمشان، ہندوؤں کے مردے جلانے کی جگہ۔

تَوَسَّلُ بِنَافِیُ کُلِّ هَوْلٍ وَشِدَّةٍ　　　أُغِیْثُکَ فِی الْأَشْیَاءِ طَرًا بِهِمَّتِیُ

ترجمہ: مجھ سے توسل کرو ہر ہول (1) اور سختی میں، میں اپنی ہمت سے جملہ امور میں تمہاری فریادرسی کروں گا۔

أَنَا لِمُرِیْدِیُ حَافِظُ مَا یَخَافُهُ　　　وَأَحْرِسُهُ مِنْ کُلِّ شَرٍّ وَّ فِتْنَةٍ

ترجمہ: میں اپنے مرید کی محافظت کرنے والا ہوں ہر اس چیز سے جو اس کو خوف میں ڈالے اور میں اس کی نگہبانی کرتا ہوں ہر قسم کے شر اور فتنہ سے۔

مُرِیْدِیُ إِذَا مَا کَانَ شَرْقًا وَمَغْرِبًا　　　أُغِثْهُ إِذَا مَا صَارَفِیُ أَیِّ بَلْدَةٍ

ترجمہ: میں اپنے مرید کی فریادرسی کرتا ہوں خواہ وہ کسی شہر میں ہو مشرق میں یا مغرب میں۔(2)

(تتمہ فتوح الغیب برحاشیہ بہجۃ الاسرار صفحہ ۲۲۵، ۲۳۱ مطبوعہ مصر)

مُرِیْدِیُ لَا تَخَفْ وَاشٍ فَإِنِّیُ　　　عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَا لِ

ترجمہ: میرے مرید! کسی دشمن سے نہ ڈر کہ بیشک میں مستقل عزم والا، سخت گیر اور لڑائی کے وقت قتل کرنے والا ہوں۔

مُرِیْدِیُ لَاتَخَفْ اَللّٰهُ رَبِّیُ　　　عَطَانِیُ رِفْعَةً نِلْتُ الْمُنَالِ

ترجمہ: میرے مرید خوف نہ کر اللہ میرا رب ہے اس نے مجھے وہ رفعت عطا کی ہے جس سے میں مقصود کو پہنچ گیا ہوں۔

مُرِیْدِیُ تَمَسَّکْ بِیُ وَکُنْ بِیُ وَاثِقًا　　　لَأَحْمِیکَ فِی الدُّنْیَا وَیَوْمَ الْقِیَامَةِ

---

(1) خوف گھبراہٹ (2) الفیوضات الربانیة فی المآثر وورد القادریة، القصیدة الخمریة وفوائدها لسیدی عبدالقادر الجیلانی قدس سره، صفحه ۴۶، مصطفی البابی مصر

ترجمہ: اے میرے مرید! میرا دامن مضبوطی سے پکڑ لے اور مجھ پر پورا اعتماد رکھ میں تیری دنیا میں بھی حمایت کروں گا اور قیامت کے دن بھی۔

بہجۃ الاسرار صفحہ ۹۹ میں ہے

وَلَوْ انْكَشَفَتْ عَوْرَةُ مُرِيْدِىْ بِالْمَشْرِقِ وَاَنَا بِالْمَغْرِبِ لَسَتَرْتُهَا.(1)

ترجمہ: اگر میرا مرید مشرق میں کہیں بے پردہ ہو جائے اور میں مغرب میں ہوں تو میں اس کی پردہ پوشی کرتا ہوں۔

موت نزدیک گناہوں کی تہیں مَیل کے خول
آبرس جا کہ نہا دھولے یہ پیاسا تیرا

حلّ لُغات :۔ تہیں، تہہ کی جمع ایک کے اوپر دوسرا جما ہوا۔ خول، اُوپر کا غلاف، چھلکا (اردو) آبرس جا (اُردو) بارش کر جا۔ پیاسا، امیدوار۔

شرح :۔ اے حاجت روائی کرنے والے غوث الاعظم! موت بالکل قریب ہے عمر بھر کے گناہ ایک دوسرے پر تہہ بہ تہہ جم چکے ہیں۔ میرے جسم پر گناہوں کا میل کُچیل اتنا دَبیز (2) ہو چکا ہے کہ گویا وہ میرے لئے گناہوں کا غِلاف بن چکا ہے اور میں اس کے اندر ڈھک گیا ہوں اور میں گناہوں کے اس دَبیز غلاف سے باہر نکلنے کی حاجت رکھتا ہوں لہٰذا اے حاجت روا! اے رحیم و کریم! آپ سے فریاد کرنے والا فریاد کر رہا ہے۔

آپ اپنے ضرورت مند کے پاس تشریف لائیں اور رحمت کی بارش برسا جائیں تا کہ گنہگار کے گناہوں کی میل دُھل جائے اور آپ کا عقیدت مند غلام (احمد رضا) پاک وصاف ہو کر

---

(1) بهجة الاسرار ، ذكر فضل اصحابه وبشراهم، صفحه ۱۴۳ مصطفى البابى مصر
زبدة الاسرار وزبدة الآثار ، ذكر فضل اصحابه و مريديه ومحبيه، صفحه ۹۶ ،بكسلنگ كمپنى (2) موٹا، مضبوط۔

جنت الفِر دوس میں داخل ہونے کا حقدار ہوجائے کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ مردِ کامل اپنے مرید کی دارین کی فلاح و بہبودی میں مدد کرتا ہے اور یہی اہلِ سنّت کے مخالفین پیشوا بھی کہتے ہیں۔

کتاب تذکرۃ الرشید دیوبندی حضرات کے قطبُ الوقت مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے ملفوظات کا مجموعہ ہے اور دوسرے اکابر علمائے دیوبند کی اسے تائید حاصل ہے۔ چنانچہ مصنفِ کتاب وجامع ملفوظات مولوی عاشق الٰہی صاحب دیوبندی اسی کتاب کے صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں کہ میں نے یہ کتاب حسبِ ارشاد شیخ الحدیث حضرت مولانا خلیل احمد انبیٹھوی اور شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب (اسیر مالٹا) صدر مدرس دارالعلوم دیوبند اور حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب، تالیف کی ہے تو گویا اس کتاب کو ان صاحبان کی تائید و تصدیق حاصل ہے۔اس کتاب کے مؤلف اسی کتاب کے صفحہ ۲۶۸،۲۶۹ پر اپنے قطب الوقت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کی زبانی ایک واقعہ لکھتے ہیں جس کو ہم مِن وعَن نقل کرتے ہیں۔

ایک بار (مولوی رشید احمد گنگوہی) نے ارشاد فرمایا کہ حضرت بایزید بُسطامی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے کسی معمولی آدمی نے دریافت کیا کہ حضرت! پیر کیسا ہونا چاہیے اور مرید کیسا ہونا چاہیے؟ آپ نے خیال کیا کہ اگر علمی بحث کی جائے تو یہ سمجھے گا نہیں اور جواب دینا ضروری ہے اس لئے فرمایا کہ اچھا کل آنا کل بتائیں گے۔ اگلے دن جب وہ حاضر ہوا تو آپ نے ایک خط اس کے حوالہ کیا اور فرمایا لو اس کو فُلاں کے پاس پہنچادو جب لوٹ آؤ گے تو اس وقت تمہاری بات کا جواب ملے گا۔ مکتوب الیہ (جس کی طرف خط لکھا گیا تھا) وہاں سے تیس منزل پر تھا اور اس کے یہاں ایک لڑکا تھا اَمرَد (جس کی ڈاڑھی نہیں تھی) نہایت حسین وجمیل۔ شیخ نے خط میں لکھ دیا کہ "آوندہ نامہ" (خط لانے والے) کی خوب

خاطِر کرنا(1)، علیحدہ پرتکلّف مکان میں ٹھہرانا اور خاص طور پر اپنے لڑکے کو اس کی خدمت گاری پر مامور کرنا اور اس کو تاکید کر دینا کہ اس کی تعمیل سے سر موتجاوز نہ کرنا (یعنی مکمل تابعداری کرنا) اور ہر بات ماننا حتی (یہاں تک) کہ گناہ کا مرتکب بھی ہو (یعنی گناہ کا ارادہ کرے اور کرنے لگے) تو عذر نہ کرے۔ اس نامہ بر (خط لے جانے والے) کو فرمایا کہ ٹھیک تیسویں دن منزلِ مقصود پر پہنچ کر اکتیسویں دن واپس ہو جانا۔ یہ شخص حسبِ حکم خط لے کر چلا، تیس دن میں وہاں پہنچا اور خط حوالے کیا۔ مکتوب الیہ نے کرامت نامہ (قابلِ احترام خط) کی پوری تائید کی (اور علیحدہ مکان میں اس کی دیکھ بھال کے لیے لڑکے کو مقرر کر دیا) جب اس شخص کو اس لڑکے سے خلوت میسر ہوئی اور طبیعت بھکی تو مرتکبِ فعل ہونا چاہا فوراً ایک دھول لگی (تھپڑ لگا) گویا خاص حضرت بایزید رحمۃ اللہ تعالی عنہ کا ہاتھ ہے معاً رک (اس کے ساتھ ہی اس فعلِ قبیح سے رک) گیا اور نادم (پشیمان) ہوا کہ کیا حرکت ہے اگلے روز وہاں سے جواب لے کر چلا، (جب سفر کر کے) شیخ کے پاس پہنچا اور کہا کہ حضرت اب میرے سوال کا جواب دیجئے، فرمایا: پیر ایسا ہونا چاہیے جیسے تمہیں دھول لگی اور مرید ایسا ہو جیسا مکتوب الیہ یعنی پیر صاحب عین لغزش کے موقعہ سے بچا لے اور مرید اپنے پیر کا مطیع ہو کہ اِمتثالِ امر سے سرِ موتجاوز نہ کرے(2) عام اس سے کہ آبرو دنیوی جائے یا رہے۔ (تذکرۃ الرشید صفحہ ۲۶۸، ۲۶۹)(3)

دور سے پیر کی امداد :۔ دیوبندی حضرات کے قطب الوقت مولانا رشید احمد گنگوہی سے سوال ہوا کہ

سوال:۔ اولیاء کرام کا عالم کی سیر کرنا مثلاً مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ بلا اسباب ظاہری کے

---

(1) مہمان نوازی کرنا، دلجوئی کرنا۔ (2) فوراً حکم مانے، حکم پر عمل کرے۔ (3) تذکرۃ الرشید جلد دوم صفحہ ۲۶۸، ۲۶۹ مطبوعہ مکتبہ بحر العلوم این۔ پی، ۸/۱۶ غلام شاہ اسٹریٹ جونا مارکیٹ کراچی)

یعنی مافوق الاسباب (1) یہ ممکن اور کرامات سے ہے یا نہیں۔ ایسی بات کا اگر کوئی انکار کرے تو گناہ گار ہوگا یا نہیں؟

جواب :۔ یہ کرامات اولیاءُاللہ سے ہوتی ہیں اور حق ہیں کیونکہ کرامات خرقِ عادت (ظاہری عادت کے خلاف) کا نام ہے اس میں کوئی تَرَدُّد (شک وشبہ) کی بات نہیں اس کا انکار گناہ ہے کہ انکارِ کرامت کرنا ہے اور کرامت کا حق ہونا مسئلہ اجماعی اہل سنت ہے۔ واللہ اعلم کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ ۱۳۰۱ھ

(فتاویٰ رشیدیہ کامل مطبوعہ کراچی صفحہ ۲۱ کتاب العقائد جلد اول)

فائدہ :۔ ثابت ہوا کہ اولیاء کرام کو من جانب اللہ بڑی بڑی طاقتیں حاصل ہوتی ہیں اور وہ جس کی جیسے اور جب چاہیں مدد کر سکتے ہیں۔

دل کا راز :۔ وہ دل کے راز کو بھی جانتے ہیں چنانچہ تذکرۃ الرشید کے صفحہ ۲۱۲ پر مولّفِ کتاب مولوی عاشق صاحب اپنے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، دیوبندی حضرات جن کو ولی اور قُطب مانتے ہیں ان کا باطنی علم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں جب کوئی حاضر ہونے والا السلام علیکم کہتا ہے تو آپ اس کے ارادے سے واقف ہو جاتے ہیں۔

فائدہ :۔ اگر دیوبندی حضرات کے اپنے گھر کے بزرگ، لوگوں کے ارادوں اور نیتوں تک سے بغیر بتائے واقف اور باخبر ہو سکتے ہیں تو کیا تمام دنیا کے مسلّم اور مانے ہوئے پیشوا اور غوث وقطب واقف نہیں ہو سکتے اور نہیں جان سکتے؟ یا یہ مسئلہ صرف اپنے گھر ہی کے لئے ہے اور اگر کہا جائے کہ یہ مسئلہ صرف ہمارے گھر کے لئے ہے پھر بھی اتنا تو ضرور معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ رکھنا اللہ کے ولی لوگوں کے دلوں کے ارادوں اور نیتوں کو جانتے ہیں

---

(1) بغیر ظاہری اسباب کے عالَم میں تصرُّف یعنی عملدرآمد کرنا۔ جیسا کہ انبیاء کرام کے معجزات اور اولیاء کی کرامات

کفر وشرک نہیں۔ لیکن ان لکھنے والوں نے اپنے پیروں کے لئے تو عین توحید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر جملہ اولیائے کرام کے لئے شرک کہا۔

جہاز کو کاندھا دیا :۔ کراماتِ امدادیہ مدنی کتب خانہ دیوبند یوپی کے صفحے ۷ پر لکھا ہے حضرت مولانا شیخ محمد صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ہم جہاز میں سوار ہو کر حج کو چلے جہاز ہمارا گردشِ طوفان میں آ گیا اور چار پانچ روز تک گردش میں رہا۔

محافظانِ جہاز نے بہت تدبیریں کیں مگر کوئی کارگر نہیں ہوئی آخر جب جہاز ڈوبنے لگا تو ناخدا (ملاح) نے پکار کر کہا لوگو! اب اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا مانگو یہ دعا کا وقت ہے میں اس وقت مُراقبہ میں ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا، مجھ پر حالت طاری ہوئی اور معلوم ہوا کہ اس جہاز کے ایک گوشے کو حافظ ضامن اور دوسرے کو حاجی صاحب اپنے کندھوں پر رکھ کر اوپر اُٹھائے ہوئے ہیں اور اُٹھا کر پانی کے اوپر سیدھا کر دیا اور جہاز بخوبی چلنے لگا۔ تمام لوگ بہت خوش ہوئے اور جہاز کی سلامتی کا چرچا ہوا۔ وہ وقت اور دن اور تاریخ اور مہینہ کتاب پر لکھ دیا گیا اور بعدِ حج وزیارت اور طے منازلِ سفر کے تھانہ بھون آکر اس لکھے ہوئے وقت کو دیکھا اور دریافت کیا۔ اس وقت ایک طالب علم قدرت علی (نام) ساکن (پندری ملک پنجاب) مرید وخادم حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر تھا اس نے بیان کیا کہ بے شک فُلاں وقت میں یہاں موجود تھا کہ حاجی صاحب حُجرے سے باہر تشریف لائے اور اپنی لُنگی بھیگی ہوئی مجھ کو دی اور فرمایا کہ اس کو کنوئیں کے پانی سے دھو کر صاف کر لو۔ میں نے اس لُنگی کو جو سونگھا تو اس میں دریائے شور (سمندر) کی بو اور چکناہٹ معلوم ہوئی اس کے بعد حضرت حافظ ضامن صاحب اپنے حُجرے سے برآمد ہوئے اور اپنی بھیگی ہوئی لُنگی دی اس میں بھی دریا کا اثر معلوم ہوا۔

فائدہ :۔ ثابت ہوا کہ ولی اللہ خاک کو سونا بنا دیتے ہیں اور مافوق الاسباب یعنی ظاہری

دنیوی ذرائع ووسائل سے مافوق اوراوپر آنِ واحد میں متعدد جگہ پہنچ جاتے ہیں اورایک ہی وقت میں اپنے حُجرہ میں مقیم بھی ہیں اورعین اُسی وقت سمندر میں پہنچ کر جہاز کوطوفان سے بچا بھی رہے ہیں پھراُسی وقت حُجرے سے برآمد ہوتے ہیں تولنگی سمندروالے پانی سے بھیگی ہوئی معلوم ہوتی ہے دیکھوحُجرہ میں بھی ہیں اور ہزاروں میلوں پر سمندر کی گرداب میں کھڑے ہوکر کتنے بھاری وزنی جہاز کواُٹھارہے ہیں اور مافوق الاسباب یعنی ظاہری دنیاوی ذرائع ووسائل سے بے نیاز ہوکر جہاز والوں کی مشکل کُشائی کررہے ہیں پھراُسی وقت حُجرہ سے باہر بھی آرہے ہیں اوراوپر تذکرۃ الرشید کی تحریر سے معلوم ہوا کہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا اولیاء اللہ کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ پیر آنِ واحد میں بغیر کسی ظاہری اور مادی سامان کے سینکڑوں میل دور پہنچ کر مرید کوگناہ سے بچا سکتا ہے اور مرید کے لئے ضروری ہے کہ وہ پیر کے حکم کی تعمیل کرے خواہ اپنا بچہ ہی کسی اجنبی کے حوالے کرناپڑے۔

یاغوثِ اعظم المدد :۔مذکورہ بالا دلائل کی روشنی حضورغوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی امداد کے چندواقعات ملاحظہ ہوں۔

جنات پر شاھی :۔غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ جس طرح انسانوں کے غوث ہیں ایسے ہی جنات کے بھی غوث ہیں اسی لئے آپ کوغوث الثقلین کہا جاتاہےاورآپ کا تصرُّف جن وانس پر تھا جس طرح لوگ آپ کی محفل میں حاضرہوکر مشرف بااسلام ہوتے اوراپنے پچھلے گناہوں سے تائب اورآپ کی صحبت سے مستفیض ہوتے، اسی طرح جنات (1) بھی آپ کی مجلس میں حاضرہوکر اسلام لاتے اورآپ کی صحبت سے فیضیاب ہوتے۔

آپ نے فرمایا: کہ انسانوں میں مشائخ ہوتے ہیں اورجن وملائکہ میں بھی شیخ ہوتے ہیں

(1) جن اس مخلوق کو کہتے ہیں جسے آگ سے پیدا کیا گیا ہے، یہ ہرمخلوق کی شکل میں آسکتے ہیں یہاں تک کہ کتااور خنزیر کی شکل میں بھی ظاہر ہوسکتے ہیں۔

اور میں ان مشائخ کا شیخ ہوں۔ شیخ ابوسعید عبداللہ بغدادی فرماتے ہیں کہ فاطمہ نامی میری ایک بیٹی تھی جس کی عمر سولہ سال کی تھی وہ چھت پر گئی اور گم ہوگئی۔ میں نے یہ حال غوث الثقلین کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا فرمایا کہ آج رات تم ''کرخ کے جنگل'' میں جاؤ (جو کہ بغداد کا ایک نواحی محلّہ ہے) اور پانچویں ٹیلے پر بیٹھ کر زمین پر ایک دائرہ بناؤ اور ''بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰی نِیَّتِ عَبْدِالْقَادِرِ'' پڑھتے جاؤ اور اس دائرہ میں بیٹھے رہو۔ جب رات کی تاریکی شباب پر آئے گی (بہت زیادہ اندھیرا ہو جائے گا) تو جنوں کا ایک گروہ اس طرف آئے گا جن کی صورتیں مختلف ہوں گی مگر تم ان سے خائف (1) نہ ہونا۔ صبح کے وقت جنوں کا بادشاہ مع لشکر آئے گا اور تم سے پوچھے گا کہ بتاؤ کیا کام ہے؟ تم کہنا کہ مجھے شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور اپنی لڑکی کا واقعہ اس کو بتا دینا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے حسب حکم ایسا ہی کیا۔

جنات گروہ در گروہ مختلف شکلوں میں گزرتے گئے لیکن اس دائرہ کے قریب جس میں میں بیٹھا ہوا تھا کوئی نہیں آیا حتی کہ ان کا بادشاہ ایک گھوڑے پر سوار جنات کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ نمودار ہوا اور دائرہ کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا۔ اس نے مجھ سے پوچھا تیرا کیا کام ہے؟ میں نے کہا مجھے شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نے آپ کے پاس بھیجا ہے یہ سنتے ہی وہ گھوڑے سے نیچے اترا، زمین چومی اور دائرہ کے باہر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کس لئے بھیجا ہے؟ میں نے اُس کو اپنی بیٹی کے غائب ہو جانے کا قصہ سنایا، اس نے فوراً حکم دیا کہ جو جن اس لڑکی کو اُٹھا کر لے گیا ہے فوراً حاضر ہو۔ تھوڑی ہی دیر میں اس جن کو مع اس لڑکی کے وہاں حاضر کیا گیا اور بیان کیا گیا کہ یہ چین کے جنات میں سے ہے۔

---

(1) خوفزدہ، ڈرنے والا۔

(خزینۃ الاصفیاء صفحہ ۹۵، سفینۃ الاولیاء صفحہ ۶۱، تحفۂ قادریہ صفحہ ۶۸، بہجۃ الاسرار صفحہ ۷۱، قلائد الجواہر صفحہ ۳۰، نزہۃ الخاطر الفاطر صفحہ ۶۲) (1)

یہ تلخیص ہے تفصیل آئے گی۔

فائدہ :۔اس سے ثابت ہوا کہ غوثِ اعظم کو جن بھی مانتے ہیں لیکن ہمارے دور کے بعض جن وہابی نہیں مانتے۔

فقیر اویسی کا جنات کے بھگانے کا تجربہ :۔جس گھر میں جنات یا آسیب ہوں وہاں ہلکی سی آواز سے ہر کونے میں تین بار کہیں اے لوگو! ہم شیخ عبدالقادر جیلانی بغداد والے کے مرید ہیں ہمیں نہ ستاؤ ورنہ ہم ان کو تمہارے خلاف درخواست دیں گے۔ تین بار ہر روز صبح وشام کہہ دیا کریں اِنْ شَآءَ اللّٰہُ اس حق کی آواز سے اس گھر میں جنات نہیں رہیں گے۔ (قلائد الجواہر صفحہ ۳۹) (2)

آپ بھی آزمائیے :۔جس مسجد یا علاقہ میں وہابی دیوبندی قابض ہوں ہمت کر کے ہر ماہ گیارہویں شریف کا جلسہ منعقد کریں اور گیارہویں شریف کا ختم دلائیں پہلے تو یہ لوگ واویلا کریں گے لیکن اس وظیفہ پر ڈٹ جاؤ گے تو یہ لوگ جنات کی طرح بھاگ

(1) بهجة الاسرار بهامشه رياض البساتين ،مقالته فى ان الحرقة عبارة عن تلهب قلب عرف وما انحرف ۱۰۳) (قلائد الجواهر بهامشه فتوح الغيب،مريدوه وشفاعته لهم، صفحه ۳۱ مطبوعه مصر)(نزهة الخاطر الفاطر صفحه ۵۶ مطبوعه المؤسّسة الشّرف بلاهور پاكستان) سفينة الاولياء(فارسى) صفحه ۶۳ باهتمام مستربيل صاحب مطبع مدرسه آگره) (تحفۂ قادریہ (مترجم) سولھواں باب آپ کی کی سلطنت کا جنوں، انسانوں اور تمام مخلوق پر ہونے کا بیان صفحہ ۸۱ مطبوعہ قادری رضوی کتب خانہ، گنج بخش روڈ لاہور) (خزینۃ الاصفیاء مترجم، تذکرۃ شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ صفحہ ۱۵۶ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

(2) (غالباً یہاں مصنف علیہ الرحمہ نے قلائد الجواہر کے واقعات کا نتیجہ ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ مدنی)

نکلیں گے۔اِنْ شَآءَ اللّٰہُ

غوث الثقلین :۔یہ لقب آپ کا اس لئے ہے کہ آپ انسانوں کے علاوہ جنات کے بھی پیر ہیں چنانچہ: شیخ ابونظر بن عمر صحراوی رحمة الله تعالى عليه کے والد فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ عمل کے ذریعے جنات کو بلایا تو انہوں نے کچھ زیادہ دیر کر دی پھر وہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ جب شیخ سید عبدالقادر جیلانی، قُطْبِ رَبّانی قُدِّسَ سِرُّہُ النورانی بیان فرما رہے ہوں تو اس وقت ہمیں بلانے کی کوشش نہ کیا کرو۔ میں نے کہا وہ کیوں؟ انہوں نے کہا کہ ہم حضور غوثِ اعظم رضى الله تعالى عنه کی مجلس میں حاضر ہوتے ہیں۔میں نے کہا: تم بھی ان کی مجلس میں جاتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں! ہم مردوں سے بھی زیادہ تعداد میں ہوتے ہیں، ہمارے بہت سے گروہ ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا ہے اور ان سب نے حضور غوث پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ پر توبہ کی ہے۔(1)

فائدہ :۔غوث الثقلین کا معنی ہے انسانوں اور جنوں کا فریادرس اس لئے کہ ثقلین یعنی انسانوں اور جنوں کا گروہ۔

---

(1)قال ابو نظر بن عمر البغدادى المثنى المعروف بالصحراوى سمعت أبى يقول استدعيت الجان مرة بالعزائم وأبطأت اجابتهم أكثر من عادتى ثم أتونى وقالوا لاتعد تستدعينا اذا كان الشيخ عبدالقادر يتكلم على الناس فقلت ولم قالوا انا نحضره قلت وأنتم أيضا قالوا ان ازدحامنا بمجلسه أشد من ازدحام الانس وان طوائف منا كثيرة أسلمت وتابت على يديه رضى الله عنه. (قلائد الجواهر فى مناقب عبدالقادر وبهامشه فتوح الغيب،افتاؤه على مذهب الشافعى والحنبلى، الصفحة ٣٩، مصطفى البابى مصر)

آب آمد وہ کہے اور میں تیمّم برخاست

مشتِ خاک اپنی ہو اور نُور کا اَہلا تیرا

حلِّ لُغات :۔ آبِ آمد، پانی آیا۔ وہ کہے (اردو) وہ فرمائیں۔ اور میں یعنی میں کہوں تیمم برخاست، تیمم جاتا رہا، پانی نہ ملنے کی صورت میں یا کوئی اور سخت مجبوری کی حالت میں ہو کہ وہ پانی کے استعمال سے قاصر ہے ایسی حالت میں تیمم کیا جاتا ہے اور تیمم کرنے کے لئے سب سے احسن مٹی ہے اس کے بعد ہر وہ چیز جو مٹی کی جنس سے ہو کہ اس میں نہ تو آگ لگے اور نہ ہی آگ میں پگھلے اور یہ تیمم وضو کے قائم مقام ہوتا ہے۔ آبِ آمد تیمم برخاست فارسی کا محاورہ ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اصلی اور مستقل چیز مل جائے تو نقلی اور عارضی چیز ختم ہو جاتی ہے کیونکہ اصلی کے ہوتے ہوئے نقلی کی ضرورت نہیں رہتی۔ مشتِ خاک، مٹھی بھر مٹی مجازاً آدمی، انسان۔ نور کا اہلا، روشنی کا سیلاب یعنی وافر نور۔

شرح :۔ اے کاش غوثِ پاک رضی اللہ تعالٰی عنہ جلا فرمائیں (1) کہ بارانِ رحمت و کرم جو میرا اصل مطلوب ہے اور میں کیونکہ میرے سارے گناہ دُھل کر ختم ہو گئے اور صاف ہو گیا اے کاش! میں ہوں اور آپ کا وافر اور مقدس نور یہ پہلے شعر کے دعویٰ کی دلیل ہے اور قرآن وحدیث کے مضمون کے عین مطابق ہے۔

قرآن مجید

اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ.(2)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک نیکیاں بُرائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔

(1) چمکا دیں، اُجلا کر دیں۔ (2) پارہ ۱۲، سورہ ھود، آیت ۱۱۴

حدیث شریف:۔ہم شفاعت کی احادیث مبارکہ تفصیل سے عرض کر چکے ہیں جن میں تصریح ہے کہ ہم جیسے گنہگاروں کے گناہ محبوبانِ خدا کی نگاہِ کرم سے معاف ہو جائیں گے بلکہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے سینکڑوں مُریدوں کے واقعات تاریخ کے اوراق نے قلمبند کیے ہیں کہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا صرف نام ہی عذابِ قبر سے نجات کا ضامن بنا۔ چنانچہ ایک حکایت حاضر ہے۔

غوثِ اعظم کا دھوبی:۔دھوبی کا قصہ بہت بڑا مشہور ہے مخالفین کے حکیم الامۃ اشرف علی تھانوی نے ملفوظات فیوض الرحمٰن اور الافاضات الیومیہ میں تفصیل سے لکھا ہے کہ ایک شخص فوت ہوا، اس سے منکر نکیر نے سوالات کیے تو ہر سوال کے جواب میں کہتا کہ میں غوثِ اعظم کا دھوبی ہوں صرف اسی جواب پر اس کی بخشش ہو گئی۔

ابدال کی خطاء معاف:۔ایک اَبدال خطا سرزد ہو جانے کی وجہ سے مقامِ ابدالیت سے معزول کر دیا گیا تو اس نے غوثِ پاک رضی اللہ تعالی عنہ کی بارگاہ میں مُلتجی ہو کر استغاثہ کیا اور اپنی پیشانی کو مدرسہ کی چوکھٹ پر رکھ کر رونے لگا تو اسی وقت ہاتفِ غیبی سے (غیب سے فرشتہ کی) آواز آئی۔

یَا فُلَانُ لَطَخْتَ جَبْهَتَکَ بِتُرَابِ بَابِ مَحْبُوْبِی السَّیِّدِ عَبْدِالْقَادِرِ عَفَوْتُ عَنْ خَطِیْئَتِکَ وَأَعْطَیْتُکَ مَقَامًا أَعْلٰی مِنْ مَّقَامِکَ السَّابِقِ اِلٰی خِدْمَتِهٖ. وَاشْکُرِ اللّٰهَ عَلٰی هٰذِهِ الْعَطِیَّةِ الْعُظْمٰی فِیْ حُضُوْرِهٖ.(1)

ترجمہ: اے فلاں! چونکہ تو نے میرے محبوب سید عبد القادر کے دروازہ کی خاک پر نیازمندی کے لئے سر رکھ دیا ہے اس لئے میں نے تم کو معاف کر دیا اور پہلے سے بھی بلند مقام عطا فرمایا

(1)تفریح الخاطر ،المنقبة الحادية والثلاثون في نيل رجل من الابدال عزل عن منصبه وعفى عنه الخ،صفحه ۱۴

ہے تم حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالی عنه کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ کی اس نعمتِ عظمیٰ کا شکریہ ادا کرو۔

فائدہ:۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر عراق کے مَشائخ کو جو حضرت کے ہمعصر تھے جب مدرسہ اور خانقاہ میں حاضر ہوتے ان کی چوکھٹ کو چومتے۔

آں قبلہ صفاء که تواش ماه منظری

اسرها برآستانۂ او کاك را شوند(2)

(بہجۃ الاسرار صفحہ ۱۴۰، تحفہ قادریہ صفحہ ۷۶،)

بلکہ آپ سے معمولی نسبت کے صدقے بھی بخشش کی امید کی جاسکتی ہے۔خود حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالی عنه کا ارشادِ گرامی ہے:

أَيُّمَا مُسْلِمٍ عَبَرَ بَابَ مَدْرَسَتِيْ فَإِنَّ عَذَابَ الْقَبْرِ يُخَفَّفُ عَنْهُ

(بہجۃ الاسرار صفحہ ۱۰۱، تحفہ قادریہ صفحہ ۴۴، نزہۃ الخاطر الفاطر صفحہ ۷۷)(1)

ترجمہ: جو مسلمان شخص میرے مدرسہ کے کسی دروازے سے گزرے گا اس کو عذاب میں تخفیف ہوگی۔نیز یہ واقعات آپ کی کرامات میں مُفصّلاً مذکور ہیں۔

جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے

کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظارا تیرا

حلِّ لُغات:۔ جان تو جاتے ہی جائے گی، مرنے کے وقت پر ہی مرنا ہے، موت خدا جانے کب آئے گی۔ قیامت، روزِ حشر، مجازاً مصیبت۔ یہاں، اسی جگہ، اس دنیا میں۔

---

(2) ترجمہ: آپ اہلِ صفاء (نیک لوگوں) کے قبلہ ہیں جوان کے لئے دلکش چاند ہیں۔ جورات کے وقت آپ کے آستانہ پر چمکتی ہوئی ٹکیا کی طرح ہے۔ (تحفۂ قادریہ (مترجم) سولھواں باب آپ کی کی سلطنت کا جنوں، انسانوں اور تمام مخلوق پر ہونے کا بیان صفحہ ۹۰ مطبوعہ قادری رضوی کتب خانہ، گنج بخش روڈ لاہور)

مرنے پہ، مرنے کے بعد۔ ٹھہرا ہے، (اردو کا لفظ ہے) معلّق ہے، موقوف ہے۔ نظارا، دیکھنا، دیدار۔

شرح :۔اے روشن ضمیر آقا! میں آپ کی زیارت کے لئے بے قرار ہوں اور نہایت مُضطرِب (بے چین) ہوں مجھے یقینِ کامل ہے کہ مرنے کے بعد آپ کی زیارت کا شرف ضرور نصیب ہوگا مگر ابھی سے میرے دل میں شوقِ دیدار کا دریا موجزن ہے مگر افسوس یہ ہے کہ موت کا وقت مقرر ہوتا ہے خدا جانے کب وقت پورا ہوگا اور آپ کا جمال پُر کمال اب بھی میسّر ہے ہمیں شوق یہ تھا کہ مرنے سے پہلے ہی آپ کا دیدار کر لیتے لیکن مصیبت یہ ہے کہ مرنے سے پہلے آپ کا دیدار ممکن نہیں ہے۔

فائدہ :۔اس میں اشارہ ہے کہ اولیائے کرام کی زیارت بھی قبر میں ہوتی ہے چنانچہ ''امام ابوالمواہب محمد عبدالوہاب شعرانی قُدِّسَ سِرُّہٗ'' اپنی معروف کتاب عھود میں لکھتے ہیں

اِنَّ کُلَّ مَنْ کَانَ مُتَعَلِّقًا بِنَبِیٍّ اَوْ رَسُوْلٍ اَوْ وَلِیٍّ فَلا بُدَّ اَنْ یَّحْضُرَہٗ وَیَاْخُذَ بِیَدِہٖ فِیْ الشَّدَائِدِ(1)

ترجمہ: جو کوئی کسی نبی یا رسول یا ولی کا مُتَوَسِّل(2) ہوگا ضرور ہے کہ وہ نبی و ولی اس کی مشکلوں کے وقت تشریف لائیں گے اور اس کی دستگیری فرمائیں گے۔

میزانُ الشریعۃ میں فرماتے ہیں

جَمِیْعُ الْاَئِمَّۃِ الْمُجْتَھِدِیْنَ یَشْفَعُوْنَ فِیْ اَتْبَاعِھِمْ وَیُلَاحِظُوْنَھُمْ فِیْ شَدَائِدِھِمْ

(نزھۃ الخاطر الفاطر صفحہ ٦٦ مطبوعہ المؤسّسۃ الشرف بلاھور باکستان)

زبدۃ الاسرار وزبدۃ الآثار، ذکر فضل اصحابہ ومریدیہ ومحبیہ، صفحہ ١٠١

(1) العھود المحمدیۃ، قسم الماموارت، صفحہ ٢٤١

(2) وسیلہ ڈھونڈنے والا، سبب تلاش کرنے والا۔

فِی الدُّنیَا وَالْبَرْزَخِ وَیَوْمِ الْقِیَامَةِ حَتّٰی یُجَاوِزَ الصِّرَاطَ.(1)

ترجمہ : تمام ائمہ مجتہدین اپنے پیروکاروں کی شفاعت کرتے ہیں اور دنیا و برزخ و قیامت ہر جگہ کی سختیوں میں ان پر نگاہ رکھتے ہیں یہاں تک کہ (وہ پیروکار) پُلِ صراط سے پار ہوجائیں۔اب سختیوں کا وقت جاتا رہا اور "لاَ خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلاَ هُمْ یَحْزَنُوْنَ" (2) کا زمانہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آ گیا نہ انہیں کوئی خوف اور نہ کچھ غم۔لِلّٰهِ الْحَمْدُ

عَنْ اَئِمَّةِ الْفُقَهَاءِ وَالصُّوْفِیَةِ کُلُّهُمْ یَشْفَعُوْنَ فِیْ مُقَلِّدِیْهِمْ وَیُلاحِظُوْنَ اَحَدَهُمْ عِنْدَ طُلُوْعِ رُوْحِهٖ وَعِنْدَ سُؤَالِ مُنْکَرٍ وَّنَکِیْرٍ لَّهٗ وَعِنْدَ النَّشْرِ وَالْحَشْرِ وَالْحِسَابِ وَالْمِیْزَانِ وَالصِّرَاطِ وَلَا یَغْفِلُوْنَ عَنْهُمْ فِیْ مَوْقِفٍ مِنَ الْمَوَاقِفِ.

نیز فرماتے ہیں:

ترجمہ: تمام ائمہ فقہاء و صوفیاء کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی اپنے اپنے مقلّدوں(3) کی شفاعت کرتے ہیں اور جب ان کے مقلد کی روح نکلتی ہے، جب منکر نکیر اس سے سوال کو آتے ہیں، جب اس کا حشر ہوتا ہے، جب نامۂ اعمال کُھلتے ہیں، جب حساب لیا جاتا ہے، جب عمل تُلتے (تولے جاتے) ہیں، جب صراط پر چلتا ہے غرض ہر حال میں اس کی نگہبانی فرماتے ہیں اور کسی جگہ اس سے غافل نہیں ہوتے۔

نیز فرماتے ہیں

وَلَمَّا مَاتَ شَیْخُنَا شَیْخُ الْاِسْلَامِ الشَّیْخُ نَاصِرُ الدِّیْنِ اللَّقَانِیُّ رَآهُ بَعْضُ الصَّالِحِیْنَ فِی الْمَنَامِ فَقَالَ لَهٗ مَافَعَلَ اللّٰهُ بِکَ؟ فَقَالَ لَمَّا اَجْلَسَنِیَ الْمَلَکَانِ فِی الْقَبْرِ لِیَسْئَلَانِیْ اَتَاهُمُ الْاِمَامُ مَالِکٌ فَقَالَ مِثْلُ هٰذَا یَحْتَاجُ اِلٰی

(1) المیزان الکبریٰ، مقدمة الکتاب، جلد ۱، صفحه ۹، مصطفی البابی مصر

(2) پارہ ۱۱ سورہ یونس آیت ۶۲ (3) مقلّد کی جمع، تقلید کرنے والا، وہ مسلمان جو چاروں اماموں کو مانتا ہو۔

سُؤَالٍ فِیْ اِیْمَانِہٖ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ تَنَحَّیَا عَنْہُ فَتَحَیَّاعَنِّیْ۔اھ

ترجمہ : ہمارے استاد شیخ الاسلام امام ناصر الدین لقانی مالکی رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ کا جب انتقال ہوا۔ بعض صالحین نے انہیں خواب میں دیکھا اور پوچھا؛ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا: جب مُنکَر نَکِیر (1) نے مجھے سوال کے لئے بٹھایا امام مالک رضی اللہ تعالی عنہ تشریف لائے اور اُن (مُنکَر نکِیر) سے فرمایا کہ ایسا شخص بھی اس کی حاجت رکھتا ہے کہ اس سے اللہ اور رسول پر ایمان کے بارے میں سوال کیا جائے؟ الگ ہو جاؤ اس کے پاس سے، یہ فرماتے ہی نکیرین مجھ سے الگ ہوگئے۔ نیز فرماتے ہیں

وَاِذَاکَانَ مَشَائِخُ الصُّوْفِیَۃِ یُلَاحِظُوْنَ اَتْبَاعَھُمْ وَمُرِیْدِیْھِمْ فِیْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالشَّدَائِدِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ فَکَیْفَ اَئِمَّۃُ الْمَذَاھِبِ.(2)

ترجمہ: اور جب مشائخ کرام صوفیاء قُدِّسَتْ اَسْرَارُھُم ہول وسختی (3) کے وقت دنیا و آخرت میں اپنے پیروکاروں اور مریدوں کا لحاظ رکھتے ہیں تو ان ائمہ مذاہب کا کہنا ہی کیا۔

حضرت علامہ مولانا نورالدین عبدالرحمان جامی قُدِّسَ سِرُّہُ السامی نفحات الانس شریف میں حضرت مولوی معنوی قُدِّسَ سِرُّہٗ کے حالات میں لکھتے ہیں کہ مولوی معنوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے قریبِ وصال مبارک اپنے مریدوں سے فرمایا:

درهر حالتی که باشید بامن باشید ومرا یاد کنید تامن شمارامدد باشم درهر لباسی که باشم ۔(4)

---

(1) وہ دو فرشتے جو قبر میں مردے سے سوال کرتے ہیں۔(1) المیزان الکبریٰ، فصل فی بیان جملۃمن الامثلہ المحسوسۃ، جلد ۱ صفحہ ۵۳، مصطفی البابی مصر بحوالہ فتاوی رضویہ (2) گھبراہٹ، سختی (4) نفحات الانس من حضرات القدس، ذکر مولانا جلال الدین محمد البلخی الرومی قدس اللہ تعالی سرہ، الصفحۃ ۲۹۵

ترجمہ: تم جس حالت میں رہو مجھے یاد کرو تا کہ میں تمہارا مددگار بنوں، میں چاہے جس لباس میں ہوں۔

جناب مرزا مظہر جانِ جاناں صاحب کہ وہابیہ کے امامُ الطائفہ اسمٰعیل دہلوی کے نسباً وعلماً دادا، طریقۃً پردادا شاہ ولی اللہ صاحب ان کو قیم طریقہ احمدیہ(1) وداعی سنت نبویہ(2) لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہندوعرب وولایت میں ایسا متبع کتاب وسنت نہیں بلکہ سلف میں بھی کم ہوئے، اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں کہ

عنایت حضرت خواجه بقشبندیه بحال معتقدان خود مصروف است مغلان در صحرایا وقت خوب اسباب واسپان خود بحمایت حضرت خواجه مے سپارند وتائیدات از غیب همراه ایشاں می شود۔ التفات غوث الثقلین بحال متوسلان طریقه علیه ایشاں بسیار معلوم شده باهیج کس ازایں ایں طریقه ملاقات نشد که توجه مبارك آنحضرت بحالش مبذول نیست(3)

---

(1) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کو قائم کرنے والا

(2) پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کی طرف بلانے والا

(3)(ملفوظات مرزا مظہر جانجاناں از کلمات طیبات ملفوظات حضرت ایشاں، صفحہ ۸۳، مطبع مجتبائی دھلی) ترجمہ: اپنے معتقدین کے حال پر حضرت خواجہ نقشبند کی یہ عنایت کارفرما ہے۔ مغل لوگ صحراؤں میں سونے کے وقت اپنے سامان اور گھوڑوں کو حضرت کی حفاظت کے سپرد کرتے ہیں اور غیبی تائیدات ان کے ہمراہ ہوتی ہیں۔ اپنے طریقہ عالیہ کے متوسلین پر غوث الثقلین کا التفات زیادہ معلوم ہوا اس طریقہ والوں میں سے ایک شخص بھی ایسا نہ ملا جس کے حال پر حضرت کی توجہ مبارک مبذول نہ ہو

مولوی اسحٰق نے ''مائۃ مسائل واربعین'' میں ان سے اِستِناد(1) کیا اور جناب مرزا مظہر صاحب ان کے پیرومرشد وممدوح عظیم شاہ ولی اللہ صاحب نے مکتوب ۷ میں ان کو فضیلتِ ولایت مآب، مُرَوِّجِ شریعت ومنورِ طریقت ونورِ مجسم وعزیز ترینِ موجودات ومصدرِ انوارِ فیوض وبرکات لکھا اور منقول کہ جناب شاہ عبدالعزیز صاحب انہیں بیہقیِ وقت کہتے، اپنے رسالہ تذکرۃ الموتی میں لکھتے ہیں

راهلاك مى نمايندواز ارواح بطريق اُويسيت فيض باطنى مى رسد۔(2)

خلاصۂ کلام یہ کہ ہمارا یہ عقیدہ شفاعت کا ایک شعبہ ہے اور شفاعت حق ہے۔ ہاں جہاں انبیاء واولیاء سب کی شفاعت سے مطلقاً انکارِ صریح ہو تو وہ بے دینی اور بحکم فقہاء موجبِ کفر(3) ہے۔ فقہائے کرام کے نزدیک وہ منکر کافر ہے۔

امامِ اجل ابن الہمام علیہ الرحمۃ فتح القدیر شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں:

وَلَا تَجُوزُ الصَّلَاةُ خَلْفَ مُنْكِرِ الشَّفَاعَةِ لِاَنَّهُ كَافِرٌ.(4)

ترجمہ: منکرِ شفاعت کے پیچھے نماز نہیں ہوسکتی اس لئے کہ وہ کافر ہے۔ اسی طرح فتاویٰ خلاصہ و بحر الرائق وغیرہما میں ہے فتاویٰ تاتارخانیہ پھر طریقۂ محمدیہ میں ہے

مَنْ أَنْكَرَ شَفَاعَةَ الشَّافِعِيْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَهُوَ كَافِرٌ.(5)

---

(1) سند میں پیش کرنا، سند لانا، ثبوت دینا۔(2) ترجمہ: اور دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں اور روحوں سے اُویسیت کے طریقے پر باطنی فیض پہنچاتے ہیں۔(تذکرۃ الموتی والقبور اردو ترجمہ مصباح القبور، باب روحوں کے ٹھہرنے کی جگہ کے بیان میں، صفحہ ۷۶، نوری کتب خانہ لاہور)(3) کفر کو لازم کرنے والا۔

(4)فتح القدير لكمال بن الهمام، كتاب الصلاة، باب الامامة، جلد ۲، ص ۱۸۲ (تبيين الحقائق، كتاب الصلاة، باب الاحق بالامامة، جلد ۲ .(5)بريقة محمودية فى طريقة

ترجمہ: جس نے قیامت میں شفاعت کرنے والوں کی شفاعت کا اِنکار کیا تو وہ کافر ہے۔

تجھ سے در در سے سگ سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

حلِّ لُغات :۔در، چوکھٹ دروازہ۔سگ، کتا۔نسبت، لگاؤ، تعلق۔ گردن، گلا۔دور کا بعید سے۔ڈورا، دھاگہ۔

شرح :۔اے شہنشاہِ اولیاء! مجھے آپ کے کتّے سے گہرا لگاؤ اور تعلق ہے اس لئے کہ کتّے کو آپ کی مقدّس چوکھٹ سے لگاؤ ہے اور آپ کی مقدس چوکھٹ کو آپ سے لگاؤ ہے اسی طرح دور دراز سے میرے گلے میں بھی آپ کی غلامی کا دھاگہ اور ماتحتی کا طوق پُرشوق ہے جو باعثِ نجات وصد فخر ہے۔

نسبت کے فوائد :۔اس شعر میں اعلیٰ حضرت امام المسلمین رحمہ اللّٰہ نے نسبت کا سبق دیا ہے اور ولایت بالخصوص غوثیت مآب رضی اللّٰہ تعالی عنہ کی نسبت کا فائدہ بتایا لیکن جو اس نسبت سے بے خبر ہیں وہ بدقسمت ہیں ورنہ کسے معلوم نہیں کہ نفس کی حقیقت کتے سے بدتر ہے لیکن اگر اس کے گلے میں کسی کامل کا پٹہ ڈال دیا جائے تو اس کی خباثت سے نجات مل جاتی ہے۔اسی لئے اعلیٰ حضرت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے اپنے شیخ یعنی غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالی عنہ سے عرض کی ہے کہ میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا (آپ کی نسبت کا پٹہ) یعنی شجرۂ قادریہ سے نسبت کی زنجیر میرے گلے میں ہے اور اس زنجیر کی آخری کڑی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک میں ہے اور یہ پٹہ اور زنجیر قائم رہی تو نفس بہک نہیں سکتا اور نہ ہی آخرت کا خوف وخطرہ ہوسکتا ہے۔

محمدیة، الفصل الاوّل فی تصحیح العقائد، الجزء ۲ الصفحة ۷۷.

نفسِ امّارہ ایک ایسی خطرناک چیز ہے جو انسان کی تباہی و بربادی کا باعث بن سکتی ہے جس نے اس پر عُبور حاصل کر لیا حقیقت میں وہ کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہو گیا۔ بقول شاعر

نہنگ واژدھا وشیر نرمارا تو کیا مارا
بڑے موذی کو مارا نفسِ امّارہ کو گر مارا

اور نفسِ امّارہ یا تو مسلسل جُھــــد و عبادت سے قابو میں آسکتا ہے یا کسی اللہ والے کی نگاہ سے اس کا خاتمہ ہو سکتا ہے اور یہ بھی ایک واضح حقیقت ہے کہ عبادت وریاضت سے تو نفسِ امّارہ پر آہستہ آہستہ اور رَفتہ رَفتہ عبور ہوتا ہے لیکن اگر کسی اللہ والے کی نگاہ پڑ جائے تو نفسِ امّارہ یک لخت قابو میں آجاتا ہے اسی لئے تو اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ ٥(1)

ترجمہ: اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

یہ ایک ظاہری بات ہے کہ نفس شیطان کے بہکانے سے بہکتا ہے اور جب بندہ کسی اللہ کے ولی کے دامن سے وابستہ ہو جائے تو پھر شیطان وہاں پر قریب نہیں آسکتا کیونکہ شیطان نے اللہ کے سامنے جب قسم اُٹھا کر لوگوں کو گمراہ کرنے کا اعلان کیا تھا تو اسی وقت ہی رب کی بارگاہ میں یہ بھی عرض کر دیا تھا

اِلَّا عِبَادَكَ مِنۡهُمُ الۡمُخۡلَصِيۡنَ ٥(2)

ترجمہ : مگر جو اُن میں تیرے چُنے ہوئے بندے ہیں۔

تو جو اللہ والوں کے پاس آجائے وہ بھی شیطان سے محفوظ رہ جاتا ہے لہٰذا نفسِ امّارہ اس کا

....

(1) پارہ ۱۱، سورۃ التوبۃ، آیت ۱۱۹ (2) پارہ ۱۴، سورۃ الحجر، آیت ۴۰

کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔اسی لئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اس شعر میں اپنی گردن میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے ڈورے کے ہونے کو نہایت فخر سے بیان فرما رہے ہیں اور درحقیقت یہ بات مذکورہ قرآنی تفصیل کی روشنی میں ہے ہی بڑی قابلِ فخر بات مگر

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے　　　دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

....　　..........

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے

حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

حلِّ لغات :۔نشانی، علامت، پہچان۔گلے، گردن۔پٹا، چمڑے یا ریشم کا گلوبند جو کتے کے گلے میں ڈالا ہوا ہوتا ہے جسے دیکھ کر معلوم کر لیا جاتا ہے کہ یہ پالتو ہے لاوارث نہیں ہے ایسا کتا اگر کوئی نقصان و جرم کرتا ہے تو مارنے کے بجائے اسے چھوڑ دیتے ہیں اور جو کچھ کہنا ہوتا ہے مالک سے کہتے ہیں مالک خود نقصان پورا کرتا ہے محض اس پٹے کی وجہ سے وہ کتا محفوظ رہتا ہے۔

شرح :۔اے شہنشاہِ اولیاء! مجھ ناکارہ مجرم کی تمنا ہے کہ اس غلامی کی وجہ سے جو میری گردن میں پٹا پڑا ہوا ہے وہ ہمیشہ سلامت اور ہمیشہ کے لئے باقی رہے ہیں (اور میں) وہ سگ ہوں جسے کوئی شخص نہیں مارے گا اس لئے کہ بالواسطہ میری گردن میں آپ کا پٹا ہے اور یہ ایسی نشانی ہے جسے دیکھتے ہی آسمان و زمین والے پہچان جاتے ہیں کہ یہ آپ کا غلام ہے جو مصائب و حادثات سے محفوظ رہنے کی یقینی علامت ہے کیونکہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے مرید کو دونوں جہانوں میں امان ہے جیسا کہ خود حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ میرے مریدوں کو یہ فکر نہیں کرنی چاہیے کہ وہ کامل نہیں ہیں اگر وہ کامل نہیں ہیں تو کیا ہوا میں تو کامل ہوں۔آپ کے اس فرمانِ عالی سے بالکل ظاہر ہے کہ آپ اپنے

مریدوں کے ہر وقت نگہبان ہیں اور آپ کے مرید آپ کو جب کبھی اور جہاں پکارتے ہیں آپ ان کو فوراً جواب دیتے ہیں اور ان کی ہر مشکل و مصیبت کو حل فرماتے ہیں۔ کسی شاعر نے بھی کیا خوب کہا ہے

مدد کے لئے ان کو جب بھی پکارا　　　خدا کی قسم بن گئے کام سارے

غرور عمل زاہدوں کو مبارک　　　ہمیں ناز یہ ہے کہ ہم ہیں تمہارے

اور یہ ایک بدیہی (واضح) بات ہے کہ جس کتے کے گلے میں پٹہ پڑا ہوا ہو تو اس کو مارنے سے ہر ایک گریز کرتا ہے اور ہر ایک اس نشانی کو دیکھ کر سمجھ جاتا ہے کہ اس کتے کا کوئی نہ کوئی مالک ضرور ہے یہ آوارہ کتا نہیں ہے چنانچہ خطرہ ہوتا ہے کہ اگر اس کتے کو مار دیا یا زخمی کر دیا تو مقدمہ نہ بن جائے یا مالک اس کا بدلہ لینے کے لئے حملہ نہ کر دے کیونکہ کتے کے گلے میں پٹہ ڈال کر نشانی دینے کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ اس کو کوئی ہاتھ نہ لگائے تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز نے بھی اس شعر میں حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کر کے اور اپنے آپ کو حضور غوثِ پاک کا سگ کہہ کے کہا ہے کہ حضور! میں آپ کا غلام بے دام ہوں اور میرے گلے میں آپ کی غلامی کا طوق ہونے کی نشانی آج بھی ہے اور کل بھی ہوگی دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی رہے گی۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سگِ غوثِ اعظم کہلوانے کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو سگِ مدینہ کہلوانے میں بھی فخر محسوس کرتے ہیں بلکہ اپنے ایک شعر میں تو یہاں تک فرمایا ہے کہ

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضاؔ　　　تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

میری قسمت کی قَسَم کھائیں سگانِ بغداد
ہند میں بھی ہُوں تو دیتا رہوں پہرا تیرا

حلِّ لُغات :۔ قسمت، تقدیر۔ قسم کھائیں، تمنا و حیرت سے سوگند کھائیں(1)۔ سگانِ بغداد (فارسی) بغداد کے کتے۔ ہند، ہندوستان فاضل بریلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ کی جائے پیدائش و رہائش گاہ جو بغداد سے تقریباً ڈھائی ہزار میل دور ہے۔ دیتا رہوں پہرا تیرا، آپ کا محافظ اور چوکیدار بنا رہوں۔

شرح :۔ بتوفیقِ الٰہی اے غوث پاک! رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے دربار گوہر بار(2) سے دور دراز ہندوستان میں رہ کر بھی آپ کی عزت و ناموس کی چوکیداری کا پورا پورا حق ادا کرنا میری تقدیر میں ہے آپ کے مخالفین و معاندین(3) کو منہ توڑ جواب دیتا ہوں اور آپ کے نام کا ڈنکا ہند میں بجاتا ہوں میری اس تقدیر پر بغداد کے وہ کتے بھی ناز کرتے ہیں جو آپ کے بالکل قریب ہیں آپ کے دربار میں ہمیشہ رہنے والے لوگ میری تقدیر کی قسمیں کھایا کرتے ہیں جس سے میری خوش قسمتی کا اظہار ہوتا ہے۔ میں بڑا خوش قسمت ہوں کہ اتنی دُور رہ کر بھی آپ کی چوکیداری میری تقدیر میں آئی ہے۔ میں ہندوستان میں بھی رہوں تو آپ کی عزت و ناموس کی دربانی کرتا رہوں اور بد مذہبوں اور اولیاء کرام کے مخالف لوگوں کا رد کرتا رہوں۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ کا یہ دعویٰ اَظْهَرُ مِنَ الشَّمْس (4) ہے کہ جس طرح آپ نے مخالفینِ غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دانت کھٹے کیے نہ کسی کو پہلے اس طرح زبردست تردید(5) کا موقعہ ملا اور نہ یہ بعد والوں کے لئے ممکن ہے۔

---

(1) قسمیں کھائیں۔(2) موتی برسانے والا آستانہ، مراد بہت زیادہ عطا کرنے والا آستانہ۔(3) معانِد کی جمع، مخالفت کرنے والا، دشمن۔(4) سورج سے زیادہ ظاہر، بالکل واضح۔(5) رد کرنا، جواب دینا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی بے شمار کتابیں اس بات کی شاہد ہیں کہ آپ نے دشمنانِ اولیاء کی سرکوبی میں کبھی کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی اور ہمیشہ ان پر ٹھیک ٹھیک وار کیۓ خود آپ کے اپنے بقول

وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے جو عدُوّ(1) کے سینے میں غار ہے

اور ایسا آپ کیوں نہ کرتے جب کہ صحیح روایات سے ثابت ہے کہ ولیوں کا دشمن خدا کا بھی دشمن ہے بلکہ ایک حدیثِ قدسی میں خود خالقِ کائنات جل مجدہ الکریم کا ارشادِ گرامی ہے

مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ(2)

ترجمہ: جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اس کے خلاف جنگ (کا اعلان) کرتا ہوں۔
اس حدیث سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ ولیوں کے دشمن، خدا کے دشمن ہیں لہٰذا ان کی سرکوبی کرنا، ان کا قلع قمع کرنا، ان پر زبردست وار کرنا اور ان کو ذلیل ورسوا کرانا دراصل (حقیقت میں) اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کا ذریعہ ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے نہ صرف ہند میں دشمنانِ اولیاء اور دشمنانِ غوث الوریٰ کی سرکوبی فرمائی بلکہ آپ کے فیوض وبرکات کا یہ سلسلہ پھیلتا ہوا پاکستان وعرب تک پہنچا بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ اس وقت پوری دنیا میں آپ کی تحریروں اور کتابوں کی دھوم مچی ہوئی ہے اور آپ کی ہی کتابیں پڑھ کر پاک وہند، عرب وعجم کے اولیاء وعلماء ولیوں کے دشمنوں پر کاری ضرب لگاتے ہیں۔

---

(1) دشمن۔ (2) صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، حدیث ۶۵۰۲، الصفحۃ ۱۶۱۷، دار ابن کثیر دمشق بیروت

علامہ اقبال مرحوم اور
امام اہل سنت فاضل بریلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ کے حضور (بارگاہ میں) عالمِ اِسلام کے اکثر مشائخ واولیاء وعلماء اور دانشوروں نے عقیدت کے پھول نچھاور فرمائے ان میں ایک بینُ الاقوامی دانشور حکیمُ الامت علاّمہ اقبال (المعروف شاعرِ مشرق ڈاکٹر محمد اقبال) بھی فرماتے ہیں ہندوستان کے دورِ آخر میں ان جیسا طبّاع (1) اور ذہین فقیہ پیدا نہیں ہوا، میں نے ان کے فتاویٰ کے مطالعہ سے یہ رائے قائم کی ہے اور ان کے فتاویٰ ان کی ذہانت، فطانت جَوْدَتِ طبع (2)، کمالِ فقاہت اور علومِ دینیہ میں تبحرِ علمی کے شاہد عدل ہیں۔ مولانا ایک دفعہ جو رائے قائم کر لیتے ہیں اس پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں یقیناً وہ اپنی رائے کا اظہار بہت غور وفکر کے بعد کرتے ہیں لہٰذا انہیں اپنے شرعی فیصلوں اور فتاویٰ میں کبھی کسی تبدیلی یا رجوع کی ضرورت نہیں پڑتی۔ بایں ہمہ ان کی طبیعت میں شدّت زیادہ تھی اگر یہ چیز درمیان میں نہ ہوتی تو مولانا احمد رضا خاں گویا اپنے دور کے امام ابوحنیفہ ہوتے۔

(فاضل بریلوی اور ترک موالات صفحہ ۱۶، ماہنامہ عرفات لاہور اپریل ۱۹۷۰ء، صفحہ ۲۷)

مجددِ اسلام کے حضور میں عقیدت :۔ مجدِّدِ اسلام امام احمد رضا کو ہر دور میں عرب وعجم میں عقیدت کے پھول نچھاور کئے گئے یہاں تک ملکِ غیر میں بھی آپ کے کمالات کے گیت گائے جا رہے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل مبلّغِ اسلام علامہ سید ابوالکمال برق نوشاہی سجّادہ نشین دربار نوشاہی عظیم الشان سنی کانفرنس برمنگھم (انگلینڈ) میں ایک نظم فی البدیہہ (3) پیش کی جس کے چند اشعار حاضر ہیں

---

(1) غیر معمولی ذہین۔ (2) پیدائشی قابل۔ (3) فوراً، فی الفور، بغیر سوچے۔

مــجــددِ عــصــر شــاه احــمــد رضــاخــاں
بشـــد چـــوں از بـــریـــلـــی شــعــلـــه افشـــاں
بـــحـــفـــظ عـــظـــمـــتِ ســـلـــطـــانِ کـــونـیـــن
بـــروں شــد از میـــاں حســـام الـــحـــرمیـــن

بعشق مصطفی روشن جبیں کرد — بعالمِ آشکاررمزِدیں کرد
چنیں شد مذهب حق آشکارا — بت لامذهباں شد پاره پاره
امین امت خیر البریه — محافظ دولت سنت سنیه
چوں بر قرطاس خامه اورواں شد — فریب دیو بر عالم عیاں شد
از تحریر ش جهاں رخشنده گشته — نصیب سنیاں تابنده گشته
بعزم همت وهم استقامت — برائے دشمناں دیں قیامت
چوں کرد آں احتساب بدخیالاں — رواں بندگان دیو نالاں
ازیں تاباں جمال اهل سنت — وزد ظاهر کمال اهل سنت

ترجمه از اویسی غفرله

(۱) مجددِ زمانہ الشاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ بریلی سے رونق افروز ہوئے۔

(۲) سلطانِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کے تحفظ کے لئے حرمین کی تلوار کی میان نمودار ہوئی۔

(۳) پیشانی کو عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روشن کیا رمزِ دیں(1) کو عالمِ دنیا

(1) دین کی پوشیدہ باتیں ومعاملات

میں ظاہر فرمایا۔

(۴) مذہب حق ایسا روشن ہوا کہ بد مذہبوں کا بُت پارہ پارہ ہوگیا۔

(۵) آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے امین تھے آپ سنّتِ سنیہ کی دولت کے محافظ تھے۔

(۶) جب کاغذ پر آپ کا قلم رواں دواں ہوا تو (دیوبندی) شیطان کا مکروفریب جہان میں ظاہر ہوگیا۔

(۷) آپ کی تحریر سے جہان روشن ہوا اہل سنت کا بخت بیدار ہوا۔

(۸) آپ کے پختہ ارادہ واستقامت سے دشمنانِ دین کے لئے قیامت قائم ہوئی۔

(۹) جب آپ نے بد مذہبوں کا محاسبہ(1) کیا تو دیو کے بندے (دیوبندی) بھاگے آہ و گریہ(2) کرتے ہوئے۔

(۱۰) آپ سے جمالِ اہلِ سنت روشن ہوا اور آپ سے ہی کمالِ اہلِ سنت ظاہر ہوا۔

تیری عزّت کے نِثار اے مِرے غیرت والے

آہ صد آہ کہ یُوں خوار ہو بُرْدَا تیرا

حلِّ لُغات:۔ تیری عزت، آپ کی آبرو وعظمت ۔کے بمعنی پر۔ نثار، قربان، نچھاور اے میرے غیرت والے، اے میرے عزت والے۔ آہ صدآہ، افسوس صد افسوس۔ خوار، ذلیل، رسوا۔ بردا، دراصل بردہ ہے ضرورت شعری کی وجہ سے الف استعمال کیا گیا ہے بمعنی غلام، قیدی۔

---

(1) پوچھ گچھ کرنا۔ (2) روتے پیٹتے۔

شرح :۔اے میرے عزت وآبرو والے! میں آپ کی عظمت پر قرباں ہو جاؤں آپ کا غلام ہو کر یوں ذلیل ورسوا کیا جاؤں؟۔(اس شعر میں وہابیہ اور اہلِ بدعت نے اعلیٰ حضرت پر جو ناروا حملے(1) کئے اور آپ کو بدنام کیا، اس طرف اشارہ ہے) کہ میں تیری عزت اور غیرت کا مظاہرہ کروں اور مجھے بدنامی اور رسوائی سے بچاؤ چنانچہ یہ دعا اعلیٰ حضرت کی مستجاب ہوئی اور عرب وعجم میں آپ کو مجدّدِ وقت اور امام اہلِ سنت تسلیم کیا اور آپ کے علم وفضل اور عظمت وشان کا حرمین طیبین کے علماء نے بھی اقرار کیا ہے اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی قُدِّس سِرُّہٗ کی کرامت ہے کہ دشمنانِ اولیاء آپ کی عزت گھٹانے میں شب وروز ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے اور لگاتے رہیں گے لیکن آپ کی ہر آن عزت واحترام اور شہرت وعظمت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ پچاس سال پہلے اعلیٰ حضرت کا نام صرف خواص تک محدود تھا اب صدی گزرنے کے بعد اور نئی صدی کے آغاز میں آپ کی شہرت کا یہ عالم ہے کہ ہندو پاک سے باہر بھی آپ کے نام کا شہرہ (شہرت وچرچا) ہے آپ کی زندگی میں آپ کی تجدید (مجدّد ہونے) کے متعلق علمائے عرب وعجم نے اعتراف کیا اور نہ صرف اپنے بلکہ آپ کے وہ حریف(2) جو رات دن اس فکر میں رہتے کہ آپ کا کوئی معمولی سا سُقم(3) مل جائے تا کہ آپ کو رُسوا اور بدنام کیا جائے لیکن قدرت نے ان کی زبان اور قلم سے آپ کے مَناقِب وکمالات کا اعتراف کرالیا۔

---

(1) ناجائز وخلافِ شرع حملے۔(2) دشمن، بدخواہ۔(3) عیب، نقص۔

بد سہی، چور سہی، مجرم و ناکارہ سہی

اے وہ کیسا ہی سہی، ہے تو کریما تیرا

حلّ لُغات :۔بد، بُرا۔ سہی، مان لیا، بالفرض۔ ناکارہ، نکما، مجرم ناکارہ، اضافت توصیفی نکما مجرم کیسا ہی سہی کس طرح مان لیا جائے۔ کریما، کریم، بخشش کرنے والا، الف ندائیہ ہے یعنی اے بخشش کرنے والے۔

شرح :۔میں خواہ برا ہوں یا چور و مجرم ہوں یا بیکار جیسا بھی ہوں، ہوں تو تیرا ہی لہٰذا میرے عیوب دور کر کے مجھے اچھا بھلا بنا دے۔اس شعر میں تلمیح (1) ہے اس بات کی طرف کہ بعض اوقات چور آپ کے گھر میں چوری کرنے کے لئے داخل ہوئے تو آپ نے ان کو نیک و متقی بنا کر درجۂ ولایت پر فائز کر دیا۔سینکڑوں واقعات اس پر شاہد ہیں نمونہ کا چند ایک واقعات حاضر ہے۔

چور قطب بن گیا:۔ایک دفعہ غوثِ پاک کے گھر میں چور آیا اور حضرت کی گملی اُٹھائی فوراً اندھا ہو گیا، گملی اُسی وقت رکھ دی تو اچھا ہو گیا، دیکھنے لگا پھر گملی اُٹھائی تو پھر اندھا ہو گیا اسی طرح تین بار ہوا۔چوتھی بار گملی رکھ بھی دی پھر بھی روشنی نہ آئی، اندھا ہی رہا اسی مقام پر بیٹھا رہا۔حضرت کو اس کا سب حال معلوم ہوتا رہا آپ تمام شب نوافل میں مشغول رہے، جب صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت خضر علیہ السلام آپ کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ فلاں شہر میں ابدال (2) نے انتقال کیا ہے آپ جس کا فرمائیں گے اسکو اس کی جگہ پر مقرر کیا جائے گا۔آپ نے فرمایا کہ؛ شب کو ہمارے گھر میں ایک مہمان

---

(1) کلام میں کسی قصے کی طرف اشارہ کرنا (2) اولیاء اللہ کا وہ طبقہ وگروہ جن کے سپرد اللہ تعالیٰ کی طرف سے انتظام ہے۔

آئے ہیں ان کو لاؤ۔ وہی چور اندھا حاضر کیا گیا آپ نے ایک توجہ دی تو اُسی وقت اُس کی آنکھیں کھل گئیں اور ابدال کا مرتبہ حاصل ہو گیا فرمایا: ان کو لیجاؤ، اُن کی جگہ پر مقرر کر دو۔

آیا جو در پہ تیرے، پہنچا وہ عرش پر   پایۂ عالی ہے پایا، جس نے پایا آپ کو
ایسے رتبے کا کہو پھر کون شایان ہو سکے؟   کہتا ہے محبوب اپنا حق تعالیٰ آپ کو

(مجموعہ میلاد شریف صفحہ ۴۳)

ایک اور چور:۔ ایک شخص حضور غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالی عنہ کے دولت کدہ میں چوری کی نیت سے گھسا مگر کچھ نہ پایا۔ آپ نے خادم سے فرمایا کہ ہمارے گھر سے چور خالی جا رہا ہے اس میں ہمارے دروازہ کی بدنامی ہے۔ خادم نے عرض کیا کہ کیا دے دیا جائے؟ فرمایا وہ دیا جائے جو دونوں جہان میں اس کے کام آئے ہمیں یاد کیا کرے گا۔ فُلاں جگہ کے قُطب کا انتقال ہو گیا ہے اسے وہاں کا قُطب بنا کر بھیج دو۔ دیکھو آیا تھا تو چور تھا اور گیا تو قُطب (اے سرکارِ) بغداد ہم چوروں پر بھی نظر کرم ہو جائے۔

چور نے دامن پکڑا:۔ ایک دفعہ حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالی عنہ جنگل میں اکیلے جا رہے ہیں قیمتی قَبا زیبِ تن (1) ہے ایک ڈاکو نے بُری نیت سے دامن پکڑا کہ قبا اتار لے، (آپ نے بارگاہِ خُدا میں) عرض کیا مولیٰ! اس نے عبدالقادر کا دامن پکڑا ہے قیامت تک اس کے ہاتھ سے نہ چھوٹے۔

سبحان اللہ! ان تمام واقعات سے ظاہر ہے کہ آپ کے دروازے پر آنے والے چور کبھی خالی نہ گئے بلکہ وہ آئے تو چوری کی نیت سے اور دنیوی مال چُرانے کے لئے مگر جب واپس ہوئے تو کوئی غوث بن گیا کوئی قطب بن گیا اور کوئی ابدال کا رتبہ پا گیا۔ جب غوثِ پاک

(1) قَبا ایک قسم کا آگے سے کھلا ہوا کوٹ یا اچکن پہنے ہوئے۔

کے دروازے سے چور بھی خالی نہ لوٹے تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ بارگاہِ غوثیت میں اسی لئے عرض کررہے ہیں کہ مجھے بھی اوؐر کچھ نہ سہی تو آپ چور اور مجرم ہی سمجھ لیں اور جس طرح دیگر چوروں کو آپ نے نوازا مجھے بھی اپنے وسیع خزانے سے حصہٗ وافر عطا فرمائیں اور اپنے کرم و فضل سے نوازیں۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالی عنہ کا یہ شعر بھی آپ کے دیگر اشعار کی طرح آپ کی کمالِ شاعری کا آئینہ دار ہے اور اس شعر کو پڑھ کر بے چون و چرا تسلیم کرنا پڑتا ہے آپ بیشک شہنشاہِ فنِ سخن ہیں اور دنیا کا کوئی شاعر آپ کی شاعری میں ہم مرتبہ نہیں ہوسکتا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی شاعری: ۔امامِ اہلِ سنّت کی شاعری پر بہت کچھ لکھا جاچکا ہے مجلسِ رضا لاہور کی جانب سے اعلیٰ حضرت کی شاعری پر رسائل شائع کیے گئے، بڑے مشہور اور پختہ کار شعراء نے آپ کی شاعری کے تفوّق (1) پر اظہارِ خیال فرمایا۔ فقیر یہاں بینُ الاقوامی شہرت یافتہ عظیم شاعر اور حکیم الامّۃ علامہ اقبال مرحوم کا ایک اِقتباس (2) پیش کرتا ہے۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ علاّمہ (ڈاکٹر محمد اقبال) اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی نعت گوئی سے بھی متاثر ہوئے اور اولین دور میں علاّمہ نے فاضل بریلوی کی زمین (3) میں ہی کافی اشعار کہے ہیں لیجئے ایک دلچسپ واقعہ سنئے غالباً ۱۹۲۹ء کا واقعہ ہے کہ انجمن اسلامیہ سیالکوٹ کا سالانہ جلسہ تھا علاّمہ اقبال اس جلسہ کے صدر تھے۔ جلسہ میں کسی خوش اِلحان (4) نعت خوان نے مولانا احمد رضا خان صاحب رحمہ اللہ کی ایک نعت شروع کردی جس کے بعض اشعار یہ ہیں۔

---

(1) برتری، فضیلت۔(2) چنا ہوا کلام، کلام کا مخصوص حصہ۔(3) غزل کی ردیف۔ قافیہ اور وزن یا بحر۔ (4) اچھی آواز والا، سریلا۔

زہے عزّت واعتلائے محمد (ﷺ) — کہ ہے عرشِ حق زیر پائے محمد (ﷺ)

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم — خدا چاہتا ہے رضائے محمد (ﷺ)

بہم عہد باندھے ہیں وصلِ ابد کا — رضائے خدا اور رضائے محمد (ﷺ)

نعت کے بعد علامہ اقبال اپنی صدارتی تقریر کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور اِرتجالاً (1) ذیل کے دو شعر فرمائے۔

تماشہ تو دیکھو کہ دوزخ کی آتش — لگائے خدا اور بجھائے محمد (ﷺ)

تعجب تو یہ ہے کہ فردوسِ بالا — بنائے خدا اور بسائے محمد (ﷺ)

(نوادرِ اقبال از عبد الغفار شکیل، ایم اے صفحہ ۲۵)

اعجوبہ :۔ اگر یہی اشعار کسی دوسرے سُنّی شاعر نے لکھے ہوتے تو شرک کے مفتی آسمان کو سر پر اُٹھا لیتے لیکن علاّمہ مرحوم نے فرما دیئے تو فتاویٰ شرک اندرونِ خانہ ہیں حالانکہ یہی اشعار عقیدۂ اہلِ سنت کے ترجمان ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اتنا پیار و محبت ہے کہ اگر کسی مجرم کو دوزخ میں دَھکیل دے تو محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے اس کو دوزخ سے نکال کر بہشت عطا فرماتا ہے ۔ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے مِلک و ملک کا مالک اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنا دیا کہ باوجود یہ کہ بہشت بریں ایک بہت بڑی شے ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو اس کی کیا ضرورت ہے اسی لئے اسے آباد کرنے کے لئے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد فرمائی۔

(1) فی البدیہہ، بے ساختہ، بے سوچے سمجھے بولنا۔

مجھ کو رُسوا بھی اگر کوئی کہے گا تو یوں ہی
کہ وہی نا؟ وہ رضؔا بندۂ رُسوا تیرا

حلِ لُغات :۔ رُسوا، بدنام۔ یوہیں، اسی طرح۔ وہی نا، برائے استفہام اقراری یعنی وہی ہے نا؟ وہ رضؔا، وہی احمد رضا رحمۃ اللہ تعالی علیہ۔ بندہ، غلام، مملوک۔

شرح :۔ شرح یہ ہے کہ میں بہر صورت آپ ہی کی طرف نسبت دیا جاؤں گا لہٰذا مجھ سے رسوائی کا داغ مٹا دیں تا کہ آپ کی طرف میری رسوائی کی نسبت نہ ہو سکے۔ اس شعر میں نہایت خوبی اور ایک بڑے انوکھے طریقہ سے اپنا مدّعا بیان کیا گیا ہے جیسا کہ شعراء اپنے قصائد میں ممدوح کی تعریف کے بعد عرضِ حال کرتے ہیں اور کچھ نہ کچھ دنیاوی نعمت طلب کرتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت قدِّس سرّہٗ نے اپنے ممدوح حضرت غوثِ اعظم سے دنیا نہیں بلکہ آخرت کے مراتب طلب کئے اور دشمنوں پر غلبہ مانگا اور غوث الوریٰ کے دروازہ سے آپ کو دنیا میں بھی خوب صلہ ملا اور آخرت میں تو انشاء اللہ دنیا دیکھی گی۔

فاضل بریلوی کو انعامات :۔ امامِ اہلِ سنت شاہ احمد رضا خان بریلوی قدِّس سرّہٗ کو جو انعامات نصیب ہوئے وہ شمار سے باہر ہیں چند ایک تبرکاً حاضر ہیں۔

انعام :۔ فاضل بریلوی قدِّس سرّہٗ جب روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہوئے تو دل میں آرزو تھی کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیداری میں زیارت نصیب ہو۔ فریادی ہوئے، دعائیں، التجائیں کیں مگر مقصود پورا نہ ہوا۔ جب مقصد پورا نہیں ہوتا تو اس سے عاشق صادق کی بے چینی، بے قراری اور بڑھ جاتی ہے پھر نہایت ہی سوز و

گداز(1) کے ساتھ مُواجہہ شریف میں کھڑے ہوکر بارگاہِ رسالت میں ایک نعت شریف پیش کرتے ہیں اور آخر میں مقطع (2) میں عرض کرتے ہیں

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضاؔ
تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

اس کے بعد بس پھر آقائے دو عالم، نورِ مجسم، رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کرم ہوجاتا ہے، حجابات دور ہوجاتے ہیں اور عاشقِ صادق بیداری کے عالم میں اپنے محبوب جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارتِ اقدس سے مُشرف ہوجاتے ہیں۔

ہیں رضاؔ یُوں نہ بلک تو نہیں جَیِّد تو نہ ہو
سَیِّدِ جَیِّدِ ہر دہر ہے مولیٰ تیرا

حلِ لغات :۔ہیں، کلمہ تعجب ہے۔ یوں بمعنی اسی طرح۔ نہ بلک، اردو زبان کا لفظ ہے معنیٰ نہ روئے، نہ بے قرار ہو۔ جَیِّد با کمال۔ سید، سردار، مولا۔ دہر بمعنی زمانہ، اہل زمانہ۔ مولیٰ، مالک حاکم۔

شرح :۔ذرا ہوش سنبھال اے رضا! اپنے ناکارہ اور نِکمّا ہونے پر اس طرح بے قرار ہوکر نہ رو کیونکہ تم اگر اچھے اور باکمال نہیں ہو تو نہ سہی، تیرے آقا تو سارے زمانے کے اچھے اور باکمال لوگوں کے سردار ہیں وہ اگر چاہیں گے تو تم کو اچھے اور باکمال حضرات کی صَف میں کھڑا کردیں گے اسی طرح تمہاری بھی نجات ہوجائے گی۔ یہ اس طرح اشارہ ہے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے خود فرمایا کہ

اِنْ لَّمْ یَکُنْ مُرِیْدِیْ جَیِّدٌ اَنَا جَیِّدٌ(3)

---

(1) دکھ درد، بیقراری (2) غزل یا قصیدہ کا آخری شعر جس میں شاعر کا تخلُّص آتا ہے۔(3) بھجۃ الاسرار ذکر فضل اصحابہ وبشراھم مصطفی البابی مصر ص ۱۰۰

ترجمہ: اگر میرا مرید باکمال نہیں تو نہ سہی میں تو باکمال ہوں۔

قادری مرید :۔اس شعر میں اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنّت نے سلسلۂ قادریہ میں مرید کو نویدِ مسرّت سنائی ہے کہ اگر مرید کتنا ہی نِکمّا اور ناکارہ کیوں نہ ہوا سے قادری نسبت سے آوارہ نہیں چھوڑا جاتا اسی لئے قادری مرید عرض کرتا ہے:

مرجع عالم وملجائے غریباں مدد ے
دستگیر دو جہاں مرشد پیراں مدد ے
ازمتے صحبت اصحاب ھُدا تشنہ لبم
ساقی بزم خدادانی وعرفاں مدد ے (1)

فخرِ آقا میں رضاؔ اور بھی اِک نظمِ رفیع
چل لکھا لائیں ثناء خوانوں میں چہرا تیرا

حلّ لغات :۔فخر، بزرگی۔ آقا، مالک، حاکم۔ نظم، شعر، قصیدہ۔ رفیع، بلند۔ چل، چلو۔ لکھالائیں، درج کرالائیں۔ ثناء خوانوں میں، ثناء خواں کی جمع، تعریف کرنے والوں کے گروہ میں۔ چہرا، منہ، رخسار۔

شرح :۔اے رضا اپنے آقا و مولیٰ سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی بزرگی میں ایک اور بھی بلند و بالا قصیدہ کہہ کر سرکار کی تعریف کرنے والوں کی طرح تو بھی سرکارِ غوثیت میں پیش کر، تا کہ سرکارِ غوثیت میں تعریف کرنے والوں کے گروہ میں تیرا بھی نام درج ہو جائے اور سرکار کے فیضانِ خاص سے فیضیاب ہوتا رہے کیونکہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا

(1) ترجمہ: عالم کے مرجع اور غریبوں کے حاجت روا مدد کیجئے۔ دوجہاں کے دستگیر اولیاء کے مرشد مدد کیجئے۔ ایک عرصہ سے اصحابِ ہدایت کی صحبت سے میرے ہونٹ پیاسے ہیں۔ خدا کی بزمِ عرفانی کے ساقی مدد کیجئے۔

فیض وہ بحرِ قلزم (1) ہے کہ جس نے اُدھر رجوع کیا وہ دارَین میں مالا مال ہوگیا۔

ہمارا تجربہ ہے کہ غوثیت مآب حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے منسوب ہوکر آپ کی خدمات سے دارین کی فلاح نصیب ہوتی ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ ایک روز بغداد شریف کا ایک آدمی حاضرِ خدمت ہوکر عرض کرنے لگا حضور والا! میرے والد کا انتقال ہوگیا ہے میں نے ان کو خواب میں دیکھا ہے کہ وہ مجھے کہہ رہے ہیں کہ میں عذابِ قبر میں مبتلا ہوں تم حضور محبوبِ سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت میں میرے لئے دعائے خیر فرمانے کے لئے عرض کرو۔ آپ نے ارشاد فرمایا: تمہارا والد میرے مدرسہ کے دروازہ سے کبھی گزرا تھا؟ تو اس نے عرض کیا بندہ نواز! جی ہاں آپ یہ سن کر خاموش ہوگئے۔

دوسرے روز پھر وہی شخص حاضر ہوکر عرض کرنے لگا غریب نواز! آج میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا ہے کہ وہ خوش وخرم ہیں اور سبز لباس زیبِ تن ہیں۔

وَقَالَ لِیْ قَدْ رُفِعَ عَنِّی الْعَذَابُ بِبَرَکَةِ الشَّیْخِ عَبْدِالْقَادِرِ.

ترجمہ: اور مجھے کہا کہ اب مجھ سے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالی عنہ کی دعا کی برکت سے عذاب دور کردیا گیا ہے۔

اور مجھے نصیحت کی کہ تم ان کی خدمتِ اقدس میں حاضری دیتے رہا کرو۔

آپ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا:

اِنَّ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ قَدْ وَعَدَنِیْ اَنْ یُّخَفِّفَ الْعَذَابَ عَنْ کُلِّ مَنْ عَبَرَ عَلٰی بَابِ مَدْرَسَتِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ.

---

(1) بحیرہ قلزم جدّہ کی بندرگاہ سے پانچ سو (۵۰۰) کلومیٹر آگے ایک جگہ کا نام ہے۔

(بھجة الاسرار صفحه ۱۰۱ سطر ۱۲ تا ۱۶،قلائد الجوھر صفحه ۱۵ سطر ۱۲ تا ۱۷،سفینة الاولیاء صفحه ۷۰،تحفۂ قادریه صفحه ۵۰) (1)

ترجمہ: بے شک میرے رب کریم عَزَّ وَجَلّ نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ جو مسلمان میرے مدرسہ کے دروازے سے گزرے گا میں اس کے عذاب میں تخفیف کردوں گا۔

ایفائے وعدۂ غوثیہ :۔خود غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالی عنہ کا وعدہ ہے چنانچہ اورنگزیب عالمگیر علیہ الرحمۃ کے بھائی دارالشکوہ قادری علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ غوثُ الثقلین رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ جس کسی کو میرے حلقۂ درس میں شمولیت کا اتفاق ہوا ہے یا جس نے میری زِیارت کی ہے تو قبر کے خطرات اور قیامت کے عذاب میں اس کے لئے کمی کردی جائے گی۔(سفینۃُ الاولیاء صفحہ ۷۰)(2)

مدرسہ کی گھاس اور کنواں :۔ایک دفعہ آپ کے عہد میں بغداد شریف میں مرضِ طاعون ظاہر ہوا اور اس نے اس قدر زور پکڑا کہ ہر روز ہزار ہزار آدمی اور عورتیں مرنے لگے،لوگوں نے حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے اس مصیبت اور پریشانی کا تذکرہ کیا

فَقَالَ يُسْحَقُ الْكَلَا الَّذِىْ حَوْلَ مَدْرَسَتِنَا وَيُؤْكَلُ يَشْفِى اللّٰهُ بِهِ النَّاسَ الْمَرْضٰى.

---

(1)بھجة الاسرار بھامشه ریاض البساتین، ذکر فضل اصحابه وبشراھم صفحه۱۴۵ .(قلائد الجواھر بھامشه فتوح الغیب،ذکر مریدیه وشفاعته لھم،صفحه ۱۵ مطبوعه مصر) (سفینۃُ الاولیاء،(فارسی) صفحہ۷۹ مطبوعہ آگرہ انڈیا)تحفۂ قادریه اردو صفحه ۵۰ (بالفاظ متقاربة)قادری رضوی کتب خانه گنج بخش روڈ لاھور

(2) (سفینۃُ الاولیاء،(فارسی) صفحہ۷۹ مطبوعہ آگرہ انڈیا)

ترجمہ: تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے مدرسہ کے ارد گرد جو گھاس ہے اس کو رگڑ کر اُوپر لگاؤ اور اسی کو کھاؤ اللہ تعالیٰ بیمار لوگوں کو اس سے شِفاء دے گا۔

نیز فرمایا۔مَنْ شَرِبَ مِنْ مَاءِ مَدْرَسَتِنَا قَطْرَةً يَشْفِيْهِ اللّٰهُ.

ترجمہ: جو شخص ہمارے مدرسہ کے کنویں کے پانی کا ایک قطرہ بھی پیے گا اس کو بھی اللہ تعالیٰ شِفاء عطا فرمائے گا۔

پس لوگوں نے آپ کے فرمان کے مطابق عمل کیا

فَوَجَدُوْا شِفَاءً كَامِلًا. ترجمہ: تو ان کو شفاء کامل حاصل ہوئی۔

اہالیانِ بغداد شریف کا بیان ہے

فَمَا وَقَعَ فِيْ عَهْدِهِ الطَّاعُوْنُ فِيْ بَغْدَادِ ثَانِياً. (تفريح الخاطر صفحه ۳۴،۳۵ مطبوعه مصر)(1)

ترجمہ: اِس کے بعد آپ کے عہد میں دوبارہ طاعون کی بیماری قطعاً نہ آئی۔

مدرسہ کے دروازہ پر جھاڑو دینا :۔شیخ ابوعمرو عثمان صریفینی علیه الرحمة فرماتے ہیں کہ شیخ بقاء بن بطو اور شیخ علی بن ابونصر الہیتی اور شیخ ابوسعید قیلوی رضی الله تعالى عنهم حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالی عنه کے مدرسہ میں حاضر ہوا کرتے تھے اور مدرسہ کے دروازے پر جھاڑو دیتے تھے اور پانی کا چھڑکاؤ کیا کرتے تھے۔(بہجۃ الاسرار صفحہ ۱۶۰)(2)

برکاتِ مدرسہ:۔غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنه کا اعلان تھا کہ:

أَيُّمَا مُسْلِمٍ عَبَرَ عَلٰى بَابِ مَدْرَسَتِيْ فَإِنَّ عَذَابَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخَفَّفُ

---

(1)تفريح الخاطر ،المنقبة الثالثة والثلاثون في شفاء الناس من الطاعون الخ، صفحه ۴۳ مطبوعه مصر (2) بحوالہ سیرتِ غوث الثقلین، صفحہ ۱۱۸، قادری کتب خانہ تحصیل بازار سیالکوٹ

عَنۡهُ. (طبقات الکبریٰ جلد ۱، صفحہ ۱۲۷)(1)

ترجمہ: جس کا میرے مدرسہ سے گزر ہوا تو قیامت کے دن اُس سے عذاب کی تخفیف ہوگی۔

اسی بناء پر ایسے بندگانِ خدا جاکر غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مدرسہ میں جھاڑو دینے کو سعادت سمجھتے۔

---

(1) الطبقات الکبری للشعرانی، ومنهم ابو صالح سیّدی عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالی عنه، الجزء الاول، الصفحة ۱۲۹، مطبوعه مصر

قلائد الجواهر، ذکر مریدوه وشفاعته لهم، صفحه ۱۰۵ مطبوعه مصر

وصل سوم

دَرحُسنِ مُفَاخَرَت اَزْ سرکارِ قادریّت رضی اللہ عنہ

منقبت۔۳

تُو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا
تُو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا

حلِّ لُغات:۔شیدا، عاشق، فریفتہ۔غیث، بارش، مینہ۔پیاسا، خواہشمند، تشنہ لب۔

شرح:۔اے غوثُ الثقلین! لوگوں کے آپ ایسے فریاد رس ہیں جس کی بناء پر تمام فریاد رسی کرنے والے اولیاءِ کاملین آپ کے عاشق ہیں آپ رحم وکرم کی ایسی بارش ہیں کہ ہر فیض پہنچانے والے ابدال واقطاب وغیرہ آپ کے کرم کے پیاسے ہیں اور آپ سے فیضیابی کے خواہاں ہیں یعنی آپ کا مرتبہ اتنا بلند ہے کہ آپ سارے جہان کے اولیاءِ کرام کے مَرجع اور ماویٰ ہیں۔نمونے کے طور پر ان میں سے چند اولیائے کرام کے گلہائے عقیدت پیش کیے جاتے ہیں جنہیں اپنے دور میں دنیا والوں نے غوث اور قُطب بنایا۔

تحقیق غوث:۔غوث کا معنی فریاد رسی، مدد کرنا، دستگیری کرنا۔(فیروز اللُّغات فارسی صفحہ ۷۵۴۔حضرت پیرِ پیراں، میرِ میراں، شاہِ جیلاں، واقفِ اَسرارِ لامکاں، محبوبِ ربِ دوجہاں، فریادرسِ انس وجاں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی نَوَّرَاللہُ مَرقَدَہٗ کو اسلاف نے اپنی تصانیف میں غوثُ الاعظم اور غوثُ الثقلین کے القاب سے یاد کیا اور لکھا ہے۔

مخالفین بھی مانتے ہیں:۔اہلِ سنّت کے اسلاف کے علاوہ طائفہ وہابیہ اور دیوبندیہ کے اکابر نے بھی اپنی تصانیف میں حضرت کے لیے غوثُ الاعظم اور غوثُ الثقلین القاب لکھ کر، آپ کو بہت بڑا فریادرس (مانا ہے) اور آپ کے جِنوں اور انسانوں کا فریادرس ہونے کا اقرار بھی کیا ہے مخالفین کے اکابر کی کتابوں کے نام درج ذیل ہیں۔

''صراطِ مستقیم فارسی صفحہ ۵۶، ۱۳۲، ۱۴۷، مصنفہ اسماعیل دہلوی، فتاویٰ نذیریہ مصنفہ مولوی نذیر حسین دہلوی، فتاویٰ اشرفیہ جلد ۳ صفحہ ۹، التذکیر جلد ۳، صفحہ ۱۰۴، دعواتِ عبدیت جلد ۵ صفحہ ۱۷، تصانیف اشرف علی تھانوی، عیون زمزم مصنفہ مولوی عنایت اللہ اثروی گجراتی۔''

شرعی حیثیت:۔ چونکہ حضور غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ دارین میں خلقِ خدا کے بہت سے امور کے بارگاہِ حق میں وسیلہ جلیلہ ہیں۔ حاضرین وغائبین کو مشکلات کے وقت نفع رساں رہے اور اب بھی نفع رسانی فرمارہے ہیں تو مجازاً غوث کا اِطلاق آپ پر ہوا اور ہوتا رہے گا اور مجازاً شرعی امور میں بکثرت چلتا (استعمال ہوتا) ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی کتاب ''فناء وبقاء''۔

غوث کا لقب منجَانبِ اللّٰہ:۔ تفریح الخاطر میں لکھا ہے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کو یہ لقب منجانب اللہ عطاء ہوا ہے۔

أَنَّ سَیِّدَنَا الشَّیْخَ السَّیِّدَ عَبْدَالْقَادِرِ الْکِیْلَانِی هُوَ الْغَوْثُ الْاَعْظَمُ لِاَنَّهٗ کُلَّمَا ذُکِرَ الْغَوْثُ فَالْمُرَادُبِهٖ هُوَرَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ لِاَنَّهٗ مُخَاطَبٌ مِنَ الْحَقِّ کَذَا فِی الْغَوْثِیَّةِ.(1)

یہی وجہ ہے کہ آج کل مخالفین بڑا زور لگا رہے ہیں کہ کسی طرح یہ لقب لوگوں کے دلوں سے اور حضور غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کے اسمِ گرامی سے مٹا دیا جائے لیکن جسے خدا لکھے وہ کیسے مٹے؟

---

(1) ترجمہ: بے شک شیخ سیدنا عبد القادر گیلانی تو غوثِ اعظم ہیں کیونکہ جب بھی غوث کا ذکر کیا جاتا ہے تو مراد آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کی ذات ہوگی اس لیے کہ آپ کو حق تعالٰی کی جانب سے بھی یہی خطاب دیا گیا ہے۔مدنی (تفریح الخاطر، المنقبة الاولی فی وضع قدم المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم علی رقبته رضی اللہ عنه، صفحه ۸)

ازالۂ وھم :۔اس لقب سے گھبراہٹ صرف شرک کے خطرہ کی وجہ سے ہے لیکن درحقیقت یہ صرف وہم اور اولیاء دشمنی کا بین ثبوت ہے کیونکہ غوث اللہ تعالیٰ کا وہ صفاتی نام نہیں کہ اس کے سوا کسی دوسرے پر اس کے اطلاق سے شرک ہو اور وہ بھی اس وقت جب انسان کا عقیدہ ہو ورنہ شرک نہیں جیسا کہ مُطول، مُختصر معانی و دیگر علم بیان کی کتب میں تحقیق ہو چکی ہے اگر ان کو اولیاء سے دشمنی نہ ہوتی تو ایسے مجازات دوسرے کے لئے روا (جائز) نہ رکھتے حالانکہ خود بہت سی صفاتِ الٰہیہ و بہت سے اسمائے خداوندی کو خلق خدا پر بولتے رہتے ہیں مثلاً لفظ مولانا اللہ تعالیٰ کے لئے قرآن مجید میں دو مقام پر آیا ہے

اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○(1)

ترجمہ: تو ہمارا مولا ہے تو کافروں پر ہمیں مدد دے۔

هُوَ مَوْلٰنَاۚ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○(2)

ترجمہ: وہ ہمارا مولا ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے۔

اس کے باوجود یہ لوگ ہر ایرے غیرے نتھو خیرے (3) کو مولانا کہتے ہیں۔

سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے
اُفُق نُور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

حلِّ لغات:۔سورج (اردو) آفتاب۔اگلوں کے (اردو) پہلے والوں کے، گزرے ہوئے ولیوں کے۔چمکتے تھے (اردو) روشنی پھیلاتے تھے۔ڈوبے، غروب ہو گئے۔افق، آسمان کا کنارہ جو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ زمین سے ملا ہوا ہے مجازاً آسمان۔مہر، سورج۔

شرح :۔گزرے ہوئے اولیاء کاملین کے ہدایت کے سورج ایک مُعیّن و مخصوص وقت تک

---

(1)(پارہ ۳، آیت ۲۸۶، سورہ بقرہ)(2)(پارہ ۱۰، سورۂ توبہ، آیت ۵۱)(3) کم حیثیت والا آدمی

خوب چمکتے رہے اور جب تک وہ حیاتِ ظاہری میں رہے اپنے اور بیگانے سبھی بہرہ ور ہوتے رہے لیکن جیسے جیسے ان کے وصال کا وقت آتا گیا وہ ہدایت کے سورج غروب ہوتے گئے مگر آپ کی ہدایت کا روشن سورج آسمان پر آج تک درخشندہ وتابندہ(1) ہے اور وہ کبھی بھی غروب نہ ہوگا۔

فائدہ:۔اس شعر میں حضور غوثِ پاک کے درج ذیل شعر کی طرف تلمیح (2) ہے۔

أَفَلَتْ شُمُوسُ الْأَوَّلِينَ وَشَمْسُنَا

اَبَدًا عَلٰى اُفُقِ الْعُلٰى لَاتَغْرُبُ

اس شعر کی شرح از حضور امامِ رَبّانی سیدنا مجدِّ دالف ثانی رضی اللّٰہ تعالی عنہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں۔

ازالۂ وہم:۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ دیگر اولیاء کرام قبور میں نہیں یا ان کا تصرف ختم ہے بلکہ اس کا مطلب وہی ہے جو امامِ اہلِ سنت فاضلِ بریلوی قُدِّس سِرُّہٗ نے خود بیان فرمایا۔

عرض:۔غوث ہر زمانہ میں ہوتا ہے؟

اِرشاد:۔بغیر غوث کے زمین وآسمان نہیں رہ سکتے۔

عرض:۔غوث کے مُراقبے سے حالات منکشف (ظاہر) ہوتے ہیں

ارشاد:۔نہیں! بلکہ اُنہیں ہر حال یوں ہی مثل آئینہ پیشِ نظر ہے۔اس کے بعد ارشاد فرمایا ہر غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں غوث کا لقب عبداللہ ہوتا ہے اور وزیر دستِ راست (دائیں طرف کا وزیر) ''عبدالرب'' اور وزیر دستِ چپ (بائیں طرف کا وزیر) ''عبدالملک''

---

(1) چمکتا ہوا، نورانی۔(2) کلام میں کسی قصے کی طرف اشارہ کرنا۔

اس سلطنت میں وزیرِ دستِ چپ وزیرِ دستِ راست سے اعلیٰ ہوتا ہے بخلاف سلطنتِ دنیا کے، اس لئے کہ یہ سلطنتِ قلب ہے اور دل جانبِ چپ (1) (ہوتا ہے)۔ غوثِ اکبر و غوثِ ہر غوث (2) حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں صدیق اکبر حضور کے وزیرِ دست چپ تھے اور فاروق اعظم وزیرِ دست راست۔ پھر امت میں سب سے پہلے درجۂ غوثیت پر امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ممتاز ہوئے اور وزارت امیر المومنین فاروقِ اعظم و عثمانِ غنی رضی اللہ تعالی عنہما کو عطا ہوئی اس کے بعد امیر المومنین حضرتِ عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کو غوثیت مرحمت ہوئی اور عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ و مولیٰ علی رضی اللہ تعالی عنہ وزیر ہوئے پھر امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کو غوثیت عنایت ہوئی اور مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم و امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ وزیر ہوئے پھر مولیٰ علی کو اور امامین محترمین رضی اللہ تعالی عنہما وزیر ہوئے پھر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ سے درجہ بدرجہ امام حسن عسکری تک یہ سب حضرات مستقل غوث ہوئے۔ امامِ حسن عسکری کے بعد حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ تک جتنے حضرات ہوئے سب ان کے نائب ہوئے ان کے بعد سیدنا غوثِ اعظم مستقل غوث، حضور تنہا غوثیت کبریٰ کے درجے پر فائز ہوئے۔

حضور غوثِ اعظم بھی ہیں اور سیدُ الافراد (3) بھی، حضور کے بعد جتنے ہوئے اور جتنے اب ہوں گے حضرت امام مہدی تک، سب نائب حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ ہوں گے پھر امام مہدی رضی اللہ تعالی عنہ کو غوثیت کبریٰ عطاء ہوگی۔

(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت حصہ اصفحہ ۱۴۳)(4)

(1) اُلٹی جانب، بائیں طرف۔ (2) ہر غوث کی بھی مدد کرنے والا، غوثیت کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز۔ (3) لوگوں کے سردار۔ (4) ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت حصہ اول صفحہ ۱۷۸ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی۔

فائدہ:۔یہی کلیہ تمام مشائخ نے ذکر کیا ہے جبکہ امام مہدی کی ولایت تک باگ ڈور حضور غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کے ہاتھ میں رہے گی اور آپ کے ہاتھوں ہر ولی کو ولایت نصیب ہوگی خواہ وہ سلسلۂ چشتیہ سے متعلق ہو یا نقشبندیہ سے، قادریہ سے ہو یا سہروردیہ اور اُویسیہ سے۔

بعداز وصال:۔ہم کہتے ہیں کہ دیگر تصرّفات کے علاوہ حضور غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ اب بھی اولیاء کے عزل ونصب(1) کے عہدہ پر فائز ہیں۔

شاہ ولی اللہ کی گواہی:۔آپ فرماتے ہیں کہ

در اولیائے امت واصحاب طریق اقوی کسیکہ بعدہ تمام راہِ جذب باکد وجوہ باصل این نسبت میل کردہ ودر آنجا بوجہ اتم قدم است حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی اند ولهذا گفتہ اندکہ ایشاں درقبور خود مثل احیاء تصرف مے کند۔

(ہمعات ہمعہ نمبر۱۱)(2)

ترجمہ:اولیائے امت واصحابِ طریقت میں سب سے زیادہ قوی شخصیت، جس کے بعد تمام راہِ عشق مؤکد ترین(3) طور پر اسی نسبت کی اصل کی طرف مائل اور کامل ترین طور پر اسی مقام پر قائم ہوچکی ہے حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی ہیں اسی لئے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ یہ اپنی قبروں میں رہ کر زندوں کی طرح تصرّف فرماتے ہیں۔

دور ونزدیک یکساں:۔یہی شاہ ولی اللہ ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ حق تعالٰی نے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو وہ قوّت عطا فرمائی ہے کہ دور ونزدیک ہر

---

(1) ترقّی وتنزّلی،موقوفی وبحالی۔(2) ہمعات ہمعہ ۱۱،صفحہ ۱۶۱،اکادیمی شاہ ولی اللّٰہ حیدرآباد(3) بہت زیادہ تاکید کیا گیا۔

جگہ یکساں تصرّف فرماتے ہیں۔اور یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ حضرت بہاؤالدین نقشبند کونقشبند بنایا توغوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے اور حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالی عنہ کو بعض کمالاتِ ولایت حاصل ہوئے توغوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے طُفیل۔

قبور میں چار اولیاء کا تصرُّف:۔

شیخ علی قرشی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا کہ میں نے چار بزرگوں کو دیکھا ہے کہ جن کا تصرُّف قبروں میں بھی جاری و ساری رہتا ہے یہ تصرف زندگی کی تمام قوتوں کی طرح ہوتا ہے۔

یہ بزرگ شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ معروف کرخی، شیخ عقیل انجی، شیخ حیات بن قیس حرانی رضی اللہ تعالی عنہم ہیں۔(زبدۃ الآثار صفحہ ۱۳)(1)

حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصّلاۃ والسّلام :۔

سیدنا خضر علی نبینا و علیہ الصلاۃ و السلام سے پوچھا گیا کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کیسے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ اس وقت کے فردِ احباب ہیں اللہ تعالیٰ کبھی کسی ولی اللہ کو مرتبہ عالی عطا نہیں فرماتا جب تک حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کو منظور نہ ہو۔کسی مقرب ولیُ اللہ کو اُس وقت تک بزرگی نہیں دی جاسکتی جب تک وہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی بزرگی کا اعتراف نہ کرے۔اللہ کسی کو اُس وقت تک ولی نہیں بناتا جب تک اس کے سینہ میں حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا ادب بدرجہ اتم موجود نہ ہو۔(زبدۃ الآثار صفحہ ۴۰،

(1) قال فیھم الشیخ علی القرشی رضی اللہ عنہ رأیت اربعۃ من المشائخ یتصرفون فی قبورھم کتصرف الاحیاء، الشیخ عبدالقادر والشیخ معروف الکرخی والشیخ عقیل النجی والشیخ حیات بن قیس الحرانی رضی اللہ عنھم (زبدۃ الاسرار وزبدۃ الآثار ،ذکر اربعۃ من المشائخ التصرف فی قبورھم رضی اللہ عنھم ،صفحہ ۷ ،بکسلنگ کمپنی)

تفریح الخاطر صفحہ ۳۸، ۳۹ مطبوعہ مصر)(1)

حضرت عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ﴾جب اللہ اپنے بندوں میں سے کسی کو ولی بنانا چاہتا ہے تو حکم فرماتا ہے

أَنْ يَّأْخُذُوْهُ بِحُضُوْرِ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

ترجمہ: اس کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرو۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں پیش کیا جاتا ہے تو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ

خُذُوْهُ اِلٰى وَلَدِىَ السَّيِّدِ عَبْدِالْقَادِرِ يَرٰى لِيَاقَتَهٗ وَاِسْتِحْقَاقَهٗ بِمَنْصَبِ الْوِلَايَةِ.

ترجمہ: اسے میرے بیٹے عبدالقادر رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس لے جاؤ تا کہ وہ اس کی لیاقت دیکھیں اور یہ بھی دیکھیں کہ یہ اس مرتبہ وعہدہ کے لائق بھی ہے یا نہیں۔

حسبُ الارشادا سے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے آپ اس کو منصب ولایت کے قابل دیکھتے ہیں تو اس کا نام دفترِ محمدیہ میں لکھ کر مہر لگا دیتے ہیں پھر اسے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ مقدسہ میں پیش کیا جاتا ہے پھر بمطابق تحریر حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالی عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم لکھا جاتا ہے

فَيُطْلَعُ لَهٗ خِلْعَةُ الْوَلَايَةِ فَتُعْطٰى بِيَدِالْغَوْثِ فَيُوْصِلُهَا اِلَيْهِ فَفِىْ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ يَكُوْنُ ذٰلِكَ الْوَلِىُّ مَقْبُوْلًا وَمُسَلَّمًا.

ترجمہ: اس کو ولایت کی خلعت سے آگاہ کیا جاتا ہے جو اسے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ

---

(1) (زبدۃ الاسرار وزبدۃ الآثار ذکر احترام المشائخ لہ مطلقاً، صفحہ ۲۰، ۲۱، بکسلنگ کمپنی)(از، تفریح الخاطر المنقبۃ العشرون صفحہ ۳۰)

کے ہاتھ سے عنایت کی جاتی ہے اور وہ شخص اس خِلعت کو پہن لیتا ہے اور عالمِ غیب و شہادت میں مقبول ومسلَّم (1) ہوجاتا ہے۔

فَهٰذِهِ الْعُهْدَةُ مُتَعَلِّقَةٌ بِحَضْرَتِ الْغَوْثِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ لِاَحَدٍ مِنَ الْاَوْلِيَاءِ الْكِرَامِ مُمَاثِلَةٌ وَمُشَارَكَةٌ مَعَ الْغَوْثِ فِي هٰذَا الْمُقَامِ فَفِيْ كُلِّ عَصْرٍ وَزَمَانٍ تَسْتَفِيْضُ مِنْ حَضْرَتِهٖ الْاَقْطَابُ وَالْغَوْثُ وَجَمِيْعُ الْاَوْلِيَآءِ.

ترجمہ: پس اس عہدہ پر حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیامت تک فائز رہیں گے اور اس مقام میں کوئی ولی آپ کے مماثل اور شریک نہیں ہے ہر دور میں قطب، غوث اور تمام اولیاءِ کرام کی ذات آپ کے منبعِ برکات سے مستفیض ہوتے رہتے ہیں۔ (تفریح الخاطر صفحہ ۴۸، ۴۹ مطبوعہ مصر (2))

....

مُرغ سب بولتے ہیں بول کے چپ رہتے ہیں
ہاں اصیل ایک نوانَج رہے گا تیرا

حلّ لُغات:۔ مرغ، مرغا۔ بولتے ہیں، بانگ دیتے ہیں۔ ہاں، البتہ۔ اصیل، اچھی نسل والا، شریف النسل۔ نوانج، آواز دینے والا۔

شرح

سارے جہاں کے مرغ بانگ ضرور دیتے ہیں مگر ہر وقت نہیں دیتے بلکہ بانگ دیتے ہیں، پھر ایک عرصہ تک خاموش ہوجاتے ہیں لیکن آپ کا مرغا جو بڑی اچھی نسل والا ہے ہمیشہ آواز دیتا رہے گا، خاموشی اختیار نہ کرے گا۔

(1) مانا گیا، پسندیدہ، برگزیدہ۔ (2) تفریح الخاطر ،المنقبۃ لاربعون فی قبل کل ولی رتبۃ الولایۃ الخ ،صفحہ ۴۸، ۴۹ مطبوعہ مصر

خروسِ بغداد

یہ سیّدی ابوالوفا علیہ الرحمہ کے ایک قول کی طرف اشارہ ہے جوانہوں نے حضرتِ غوثیت مآب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

كُلُّ دِيْكٍ يَصِيحُ وَيَسْكُتُ اِلَّا دِيْكُكَ فَاِنَّهٗ يَصِيحُ اِلٰى اَنْ تَقُوْمَ الْقِيَامَةُ(1)

کلمة الحق اريد بها الباطل:

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیک (مرغا) جس معنی پر فرمایا گیا وہ ان کے لائق ہے لیکن ہمیشہ سے باطل نے اپنی گوڑھ مغزی (2) کو چھپنے نہیں دیا بعینہٖ اسی لفظ کو لے کر لاہور کے ایک مجتہد شیعہ نے "خروسِ بغداد" رسالہ لکھ کر حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خوب پھبتیاں اُڑائیں (3) اور غلیظ بکواسات لکھے لیکن مغلّظات بکنے والا مر کر ابدی عذاب میں کراہ رہا ہوگا لیکن غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات کا ڈنکا قیامت تک بجتا رہے گا۔ سیّدُنا حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

أَفَلَتْ شُمُوسُ الْأَوَّلِينَ وَشَمْسُنَا　　أَبَداً عَلَى فَلَكِ الْعُلَى لَا تَغْرُبُ

ترجمہ: پہلوں کے آفتاب غروب ہوگئے اور ہمارا آفتاب ہمیشہ بلندی کے افق پر ہے غروب نہ ہوگا۔

اس شعر کی شرح حضرت امامِ ربّانی مجدِّد الفِ ثانی سیّدُنا شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات میں درج ہے جسے ہم بطورِ تبرّک نقل کرتے ہیں

---

(1) ترجمہ: سب مرغ بولتے ہیں اور خاموش ہو جاتے ہیں مگر آپ کا مرغ تا قیامِ قیامت بولتا رہے گا۔ (یہاں مرغ کی بولی اور آواز دراصل کنایہ ہے آپ کے فیوض و برکات سے۔ مدنی) یعنی آپ کی تبلیغ کا سلسلہ اور آپ کے خدّام کی تعداد قیامت تک جاری رہے گی (نزهة الخاطر الفاطر صفحه ٧٦ مطبوعه المؤسّسة الشّرف بلاهور باكستان .)۔ (2) بے وقوفی۔ (3) ہنسی اُڑانا، مذاق کرنا۔

"وہو ہذا راہ ہائے کہ بجناب قدس موصل اندوداند راہیت کہ بقرب نبوت تعلق وارد علیٰ ربابہا الصلوٰۃ والسلام وموصل اصل الاصل است واصلاں ایں راہ باصالۃ انبیاء اندعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات وصحابہء ایشاں وازسائر امتاں تاکرا بایں دولت بنو ازند اگرچہ قلیل بودند بلکہ اقل ودریں راہ توسط وحیلولۃ نیست ہر کہ ازیں واصلاں فیض میگیرد بے توسط احدے از اصل اخذمی نماید وہیچ یکے دیگرے راحائل نیست و راہیست کہ بقربِ ولایت تعلق دارد۔اقطاب واوتاد وبدلا و نجباو عامہ اولیاء اللہ بہ ہمیں راہ واصل اند وراہ سلوك عبارت ازیں راہ ست بلکہ جذبہ متعارفہ نیز داخل ہمیں است و توسط وحیلولت دریں راہ کائن است وپیشوائے واصلان ایں راہ وسر گروہ اینہاد ومنبع فیض ایں بزرگواراں حضرت علی مرتضیٰ است کرم اللّٰہ تعالیٰ وجہہ الکریم واین منصب عظیم ایشان بایشان تعلق دارد۔ دریں مقام گویا ہر دو قدم مبارك آن سرور علیہ وعلیٰ آلہٖ الصلوٰۃ والسلام برفرق مبارك اوست کرم اللّٰہ تعالیٰ وجہہ وحضرت فاطمہ حضرات حسنین رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہم دریں مقام باایشاں شریک اند انگارم کہ حضرات امیر قبل از نشاء عنصر ی نیز ملاذوملجاء ایں مقام باایشاں شریک اندانگارم کہ حضرات امیر قبل از نشاء عنصری نیز ملاذوملجاء ایں مقام بودہ اند

چنانچه بعداز نشاء عنصری وہرکرا فیض وہدایت ازیں راہ
می رسید بتوسط ایشان می رسید چه ایشان نزد نقطه
منتہائے ایں راہ اند و مرکز ایں مقام بایشاں تعلق دارد، وچوں
ودورۂ حضرت امیر تمام شدایں منصب عظیم القدر
وبحضرات حسنین ترتیباً مفوض ومسلم گشت وبعدازایشان
ہمان منصب بہریکے از ائمہ اثنا عشر علے الترتیب
وتفصیل قرار گرفت ودر اعصارایں بزرگواران وہم چنیں
بعدازارتحال ایشاں ہرکرا فیض وہدایت می رسد بتوسط این
بزرگواران بوده وبجلولت ایشانان ہرچنداقطاب و نجبائے
وقت بوده باشندو ملاذ ملجا ہمه ایشاں بوده اند اطراف
راغیراز لحوق بمرکزچاره نیست تا آنکه نوبت بحضرت
شیخ عبدالقادر جیلانی رسید قدس سره
وچوں نوبت به ایں بزرگوار شد منصب مذکورباد قدس سره
مفوض گشت۔ ومابین ائمه مذکورین و حضرت شیخ ہیچ
کس بریں مرکز مشہود نمے گردد۔ ووصول فیوض وبرکات
دریں راہ به ہر که باشداز اقطاب ونجبا بتوسط شریف او
مفہوم مے شود۔ چه ایں مرکز غیر اورا میسر نشده۔
ازینجاست که فرموده۔

شعر

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا

اَبَدًا عَلٰی اُفُقِ الْعُلٰی لَاتَغْرُبَ

مراد شمس آفتاب فیضان ہدایت وارشاد است وازاُفول آن عدم فیضانِ مذکور۔ وچوں بوجود حضرت شیخ معاملہ کہ باولین تعلق داشت با و قرار گرفت دادو واسطہ وصول رشد و ہدایت گردید چنانچہ پیش از وے اولین بودہ اندونیز تامعاملہ توسط فیضان برپاست بتوسل اوست ناچارراست آمدکہ۔

اَفَلَتْ شَمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا الخ

سوال۔این حکم منتقض است بمجدد الف ثانی زیرا کہ درمیان معنی مجدد الف ثانی درمکتوبے از مکتوبات جلد ثانی اندراج یافتہ است کہ ہر چہ از قسم فیض دراں مدت بامتاں برسد بتوسط اوشد ہر چند کہ اقطاب واوتاد باشند و بدلاء،نجباء وقت بودند۔

جواب۔گوئیم کہ مجدد الف ثانی دریں مقام نائب مناب حضرت شیخ ست وبہ نیابت حضرت شیخ ایں معاملہ باُو مربوط است چنانچہ گفتہ اند نور القمر مستفاد من نور الشمس فلا محذور۔

(مکتوبات امام ربانی، صفحہ ۱۶۲۵، حفیظ بک ڈپو، اردو بازار، دہلی انڈیا)

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک پہنچانے والی ''راہ'' کی دوقسمیں ہیں۔

(۱) ایک راستہ وہ ہے جس کا تعلق قربِ نبوّت سے ہے (علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام) اور

یہی راستہ اللہ تک پہنچانے میں اصلی راستہ ہے اور اس راستے سے پہنچنے والے انبیاءِ کرام ہیں اور اُن کے صحابہٗ کرام ہیں اور تمام امتوں میں سے جن کو یہ دولت نصیب ہوئی اگرچہ یہ تھوڑے ہیں اور اس راہ میں اور کوئی وسیلہ یا ذریعہ حائل نہیں ہوتا، جو کوئی انبیاءِ کرام علیہم السلام سے فیض لیتا ہے بغیر کسی وسیلہ کے اصل سے ہی فیض حاصل کرتا ہے، درمیان میں کوئی دوسرا واسطہ نہیں ہوتا۔

(۲) اور دوسرا راستہ وہ ہے جس کا تعلق ولایت سے ہے۔ تمام اقطاب، اوتاد، ابدال، نجباء اور عام اولیاءُ اللہ بھی اسی ولایت کے راستہ سے واصل ہوتے ہیں، راہِ سلوک سے مراد ابھی یہی راستہ ہے، بلکہ جذبہٗ متعارفہ بھی اسی میں داخل ہے اور توسط و جیلولہ اسی راہ میں ہیں، اور اس راہِ ولایت سے فیض پانے والوں کے پیشوا اس گروہ کے سرخَیل اور ان بزرگوں کے منبع فیض حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالی عنہ ہیں اور اس عظیم الشان منصب کا تعلق ان سے ہے، اور اسی مقام کے حوالے سے فرمایا کہ سرکارِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو قدم مبارک کا ہی فرق ہے اور اس مقام میں حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجھہ الکریم، حضرت فاطمۃ الزّہراء رضی اللہ تعالی عنہا اور حضراتِ حسنین کریمین رضی اللہ تعالی عنہما ان کے ساتھ شریک ہیں۔

میرا خیال ہے کہ حضرت امیر رضی اللہ تعالی عنہم نشاءِ عنصری (یعنی عناصر اربعہ کے نشو و نما پانے سے پہلے، جسدی پیدائش) سے پہلے بھی اس میں شریک ہیں۔ میرا خیال ہے کہ حضرتِ امیر جسمانی پیدائش سے پہلے بھی اس مقام پر ہوتے تھے چنانچہ جسدی پیدائش کے بعد جس کسی کو بھی ہدایت ملی انہی کے توسط (وسیلہ) سے ملی ہے کیونکہ یہ اس نقطہٗ منتہیٰ کے نزدیک ہیں اور اس مرکزی مقام کا ان کے ساتھ تعلّق ہے۔

حضرتِ امیر کا اس منصب عظیم القدر کا دورہ مکمل ہو گیا (حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے

وصالِ مبارک کے بعد) تو یہ منصب حضراتِ حسنین کو ترتیب کے ساتھ حاصل ہوا، ان حضرات کے بعد یہ منصب ائمۂ اثنا عشر کو ترتیب اور تفصیل کے ساتھ سونپ دیئے گئے اور ان بزرگواران کے دورِ مبارک اور ان کے وصال فرمانے کے بعد جس کسی کو جو بھی فیض پہنچا وہ انہی کے وسیلہ سے اور ان حضرات کی عظمت سے پہنچتا ہے اگر چہ اقطاب ونجبائے وقت ہی کیوں نہ ہوں اور تمام کے ملجاء وماویٰ (حاجت روا) یہی ہیں کیونکہ اطراف کو اپنے مرکز کے ساتھ لاحق ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں حتیٰ کہ نوبت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی علیہ تک پہنچی تو اس منصبِ مذکورہ کو آپ کے سپرد کیا گیا اور ائمۂ مذکورین اور حضرتِ شیخ کے مابین کوئی دوسرا شخص ظاہر نہیں ہوتا، اور اس راہ کے فیض وبرکات وصول کرنے والا جو کوئی بھی ہو وہ اقطاب اور نجباء ہی کیوں نہ ہو آپ کے توسُّط شریف سے مفہوم ہوئے ہیں کیونکہ یہ مرکز ان کے غیر کو میسر نہیں ہوا اس مقام پر کیا خوب فرمایا ہے کہ

پہلوں (اوّلین) کے تمام سورج غروب ہو گئے (چھپ گئے) ہیں اور ہمارا سورج اُفُقِ اعلیٰ پر ہمیشہ چمکتا رہے گا کبھی غروب نہ ہوگا۔

شمس سے مراد فیضانِ ہدایت وارشاد کا روشن آفتاب ہے اور ان کے غروب ہونے سے مراد فیضانِ مذکور کا عدم ہے اور جب اوّلین کا معاملہ حضرت شیخ سے قرار پا گیا تو وہ رُشد وہدایت کا واسطہ ہوئے جیسا کہ ان کے سامنے اوّلین تھے اور توسُّط فیضان کا معاملہ جب تک قائم ہے جو اُن کے توسُّل سے ہی ہوتا ہے

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا الخ

اوّلین کے تمام سورج چھپ گئے اور ہمارا سورج اُفُقِ اعلیٰ پر ہمیشہ چمکتا رہے گا کبھی بھی غروب نہیں ہوگا۔

سوال۔ یہ حکم حضرت مجددِ الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے قول سے ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ

مکتوبات کی جلد ثانی میں درج ہے جو فیض انتوں (لوگوں) کو پہنچتا ہے وہ ان کے وسیلہ سے پہنچتا ہے اگرچہ وہ اقطاب، اوتاد ہوں یا بدلاء نُجباءِ وقت ہوں۔

جواب۔ میں کہتا ہوں کہ حضرت مجددِ الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس مقام پر حضرتِ شیخ کے نائب ہیں اور حضرتِ شیخ کی نیابت سے ہی یہ معاملہ ان سے وابستہ ہے جیسا کہ کہا گیا ہے کہ نُورُ الْقَمَرِ مُسْتَفَادٌ مِنْ نُورِ الشَّمْسِ فَلا مَحْذُوْرٌ.

چاند کا نور سورج کے نور سے مستفاد ہے تو اب کوئی استحالہ نہ رہا۔

پیرِ پیراں، میرِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔

آپ کی یعنی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ قدر و منزلت خداداد ہے اسی لئے آپ تمام پیروں کے پیر اور شیخ المشائخ ہیں۔

چنانچہ بہجۃ الاسرار صفحہ ۲۳ میں ہے خود فرماتے ہیں:

اَلْاِنْسُ لَهُمْ مَشَائِخُ وَالْجِنُّ لَهُمْ مَشَائِخُ وَالْمَلٰئِكَةُ لَهُمْ مَشَائِخُ وَاَنَا شَيْخُ الْكُلِّ. (1)

انسانوں کے مشائخ ہوتے ہیں جنات اور ملائکہ علیہم السلام کے بھی لیکن میں سب کا شیخ ہوں۔

---

(1) الانس لهم مشائخ والجن لهم مشائخ والملٰئكة لهم مشائخ وانا شيخ الكل لاتقيسونى باحد ولاتقيسوا علىّ احدًا. (رواه الامام الاوحد ابو الحسن على بن يوسف بن جرير اللخمى الشطنوفى نور الملة والدين ابو الحسن قدس سره فى بهجة الاسرار قال اخبرنا ابو على الحسن بن نجم الدين الحورانى قال اخبرنا الشيخ العارف ابو محمد على بن ادريس اليعقوبى قال سمعت الشيخ عبدالقادر رضى الله تعالىٰ عنه فذكره ـ) (بهجة الاسرار ومعدن انوار ،ذكر كلمات اخبر بها عن نفسه محدثا بنعمة رب ، صفحه ۲۳ ، ۲۲ مصطفىٰ البابى مصر) ترجمہ: آدمیوں کیلئے شیخ ہیں اور جنوں کیلئے شیخ ہیں اور فرشتوں کیلئے شیخ ہیں اور میں ان سب کا شیخ ہوں، مجھے کسی پر نہ قیاس کرو نہ کسی کو مجھ پر قیاس کرو (اس کو روایت کیا امام یکتا ابو الحسن علی بن یوسف بن حریر لخمی شطنوفی نور الملۃ والدین قُدِّسَ سِرُّہٗ نے بہجۃ الاسرار میں، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابو علی حسن بن نجم الدین حورانی

بلکہ آپ نے اپنے مخالف کو تا قیامت چیلنج کیا ہے

وَنَحۡنُ لِمَنۡ قَدۡ سَاءَ نَاسِمٌ قَاتِلٌ فَمَنۡ لَمۡ يُصَدِّقۡ فَلۡيُجَرِّبۡ وَيَعۡتَدِىۡ

(قلائدالجواہر صفحہ۱۳۴)(1)

ترجمہ: جو ہماری برائی کرے اس کے لئے ہم زہر قاتل ہیں

جو نہیں مانتا وہ آزمائے پھر قدرت کا تماشا دیکھے۔

منکر نعره ما کو که بما عربده کرد

تا به محشر شنود نعرۂ مستانه ما

ترجمہ: ہمارے نعرہ کے منکر کو کہو کہ تو نے ہمارے ساتھ جنگ کی ہے ان شآء اللہ محشر تک ہمارا نعرہ گونجتا رہے گا۔

فوائد:۔

(۱) اس نعرہ سے آپ کی بزرگی وشرافت مراد ہے اور منکر سے بدمذہب یا حاسد مراد ہے۔

(۲) اس سے یہی ثابت ہوا کہ آپ کی بزرگی اور فیض رسانی تا قیامت اور پھر محشر میں جاری رہے گی۔

(۳) نعرہ سے نعرۂ غوثیہ بھی مراد ہوسکتا ہے جس کے منکر وہابی دیوبندی ہیں لیکن ان کے انکار سے کوئی فرق نہیں ہوا بلکہ بفضلہٖ تعالیٰ یہ نعرہ گونج رہا ہے اور ان شآءاللہ قیامت تک اور محشر میں گونجے گا اور خوب گونجے گا۔

نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی شیخ عارف ابومحمد علی بن ادریس یعقوبی نے، انہوں نے کہا میں نے شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا)

(1) قلائد الجواهر بهامشه فتوح الغيب ذكر اولاد الشيخ محمد بن عبدالعزيز الجيلى صفحه ۵۶ طبع بمطبعة عبدالحميداحمد حنفى بمصر.

کسی نے کیا خوب فرمایا

اسیروں کے مشکل کُشا غوثِ اعظم
فقیروں کے حاجت روا غوثِ اعظم
گھرا ہے بلاؤں میں بندہ تمہارا
مدد کے لئے آؤ یا غوثِ اعظم
تیرا نام لے کر جو نعرہ لگایا
مہم سر ہوئی ایک دم غوثِ اعظم

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب اَدب رکھتے ہیں دِل میں مِرے آقا تیرا

حلِّ لُغات :۔ولی، دوست، صوفیاء کی اصطلاح میں ایک مرتبہ ہے جو اہلِ ایمان کو ملتا ہے۔قبل، پہلے۔بعد ہوئے، پیچھے ہوئے۔ہوں گے، ابھی پیدا ہونے والے ہیں۔

شرح :۔اے میرے آقا! جتنے اولیاء اللہ آپ سے پہلے ہو چکے ہیں یا آپ کے بعد پیدا ہوئے یا ابھی ہونے والے ہیں سارے اوّلین وآخرین دِل سے آپ کا احترام کرتے ہیں اور وہ شمار سے باہر ہیں۔نمونہ کے طور پر چند کا ذکر کرتے ہیں

خضر علیہ السلام ﴿حضرت خضر نے آپ کی شان میں فرمایا ہے

اِتَّخَذَ اللّٰهُ وَلِيًّا كَانَ اَوْيَكُوْنُ اِلَّا وَهُوَ مُتَاَدِّبٌ مَعَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.(1)

ترجمہ:اللہ تعالیٰ کے جتنے ولی ہو گئے یا ہوں گے قیامت تک سب شیخ عبد القادر کا ادب کریں گے۔

---

(1)بهجة الاسرار ،ذکر ابو محمد القاسم بن عبدالبصری، صفحه ۱۷۳ ،مصطفی البابی مصر

حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ :۔محمد بن احمد سعید بن زریغ الزنجانی قدس سرہٗ النورانی نے اپنی کتاب "روضۃ النواظر و نزھۃ الخواطر" کے باب ششم میں ان مشائخ کا جنھوں نے حضرت سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے قطبیت کے مرتبہ کی شہادت دینے کا تذکرہ فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں آپ سے پہلے اولیاء الرحمٰن میں سے کوئی بھی حضرت کا منکر نہ تھا بلکہ انہوں نے آپ کی آمد کی بشارت دی۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالی عنہ نے اپنے زمانے مبارک سے لے کر حضرت شیخ محی الدین قطب سے عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانہ مبارک تک بالوضاحت آگاہ فرمادیا ہے کہ جتنے بھی اولیاء اللہ گزرے ہیں سب نے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالی عنہ کی خبر دی ہے بلکہ تمام اولیاءِ کرام آپ کے ادب سے سرشار رہے اور رہیں گے۔

بقسم کہتے ہیں شاہانِ صَریفین و حریم
کہ ہُوا ہے نہ وَلی ہو کوئی ہمتا تیرا

حلّ لُغات :۔بقسم کہتے ہیں، قسم کھا کر کہتے ہیں۔شاہان، شاہ کی جمع، بادشاہ۔صریفین ایک جگہ کا نام ہے۔حریم، ایک جگہ کا نام ہے۔شاہانِ صریفین وشاہانِ حریم سے مراد وہاں کے دو اولیاء کرام ہیں جو حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالی عنہ کے ہمعصر تھے

(۱) حضرت ابوعمرو عثمان صریفینی (۲) ابو محمد عبدالحق بن ابی بکر حریمی

ہوا ہے نہ ولی، کوئی ولی نہ پہلے گزرا ہے نہ ہوسکتا ہے۔ہمتا، مثل۔

شرح :۔صریفین اور حریم کے بادشاہ یعنی ان دونوں جگہوں کے رہنے والے بڑی شان والے اولیاءِ کرام جن کا بالترتیب اسم گرامی شیخ ابوعمرو عثمان صریفینی اور ابو محمد عبدالحق بن ابی بکر حریمی رضی اللہ تعالی عنہما اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ گئے ہیں کہ اے غوثِ پاک! آپ

کے برابر نہ تو پہلے کبھی کوئی ولی گزرا ہے اور نہ کبھی ہوگا۔ آپ تو یکتا اور بے مثل ہیں یہ صرف ان دو شہنشاہِ ولایت کا اسمِ گرامی بطورِ تبرّک (ذکر کیا ہے) ورنہ جملہ اولیاء بلکہ انبیاء بلکہ خود سرورِ انبیاء (صلی اللہ علیه وآله وسلم) نے یہی فرمایا کہ نہیں کوئی ہمتا تیرا۔

نور دیدۂ فاطمة الزهراء رضی الله تعالیٰ عنها:۔ ایک دن حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیه وآله وسلم فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالی عنہا کے گھر تشریف لائے تو بی بی فاطمہ کھانا پکانے میں مصروف تھیں اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالی عنہما کھیل میں مشغول تھے۔ حضور صلی اللہ علیه وآله وسلم دونوں شہزادوں سے پیار کرنے لگے لیکن اس وقت خصوصی پیار امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ سے زائد تھا بی بی صاحبہ بھانپ گئیں عرض کرنے کو تھیں کہ حضور صلی اللہ علیه وآله وسلم نے خود فرمایا کہ اس وقت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے ہیں اور عرض کی امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ سے تو ائمہ پیدا ہوں گے لیکن امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ سے ایک ایسا ولی کامل پیدا ہوگا جس کا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہوگا اس سے بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا بہت خوش ہوئیں۔ (گلدستہ کرامات صفحہ ۶۱) (1)

امام حسن عسکری رضی الله تعالیٰ عنه:۔ حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنا سجادہ (مصلّٰی) (2) حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت میں پہنچانے کے لئے اپنے ایک مرید کو دیا اور کہا اس کو بہت حفاظت سے رکھنا اور اپنے مرنے کے وقت کسی معتمد اور معتبر شخص کو دے دینا اور اس کو وصیّت کرنا کہ وہ

---

(1) گلدستہ کرامات مناقب بست وہشتم روایت نمبرا صفحہ 81 مکتبہ اشرفیہ بازار مسجد مہاجرین، مرید کے ضلع شیخوپورہ) (2) جانماز، مصلّٰی، پیر یا بزرگ کی گدی

بھی مرتے وقت کسی دوسرے شخص کو دے دے۔ اسی طرح پانچویں صدی کے درمیان تک یہ سلسلہ چلتا رہے حتی کہ غوثِ اعظم جن کا نامِ مبارک شیخ عبدالقادر الحسنی الجیلانی ہوگا، ظاہر ہوں گے یہ ان کی امانت ہے ان کو پہنچانا اور میرا اسلام کہنا۔

شیخ حمّاد نے فرمایا :۔غوث الاعظم رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ تعلیم کے دنوں میں اکثر حضرت شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے اور ان کو شیخ حماد دباس رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ کہا کرتے تھے۔ (دباس کے معنی شیرہ نچوڑنے والا۔ آپ رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ کی انگور کا شیرہ (سرکہ) فروخت کرنے کی دکان تھی۔ کہتے ہیں آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے شیرہ پر مکھی نہ بیٹھتی تھی) اگرچہ بے علم تھے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کا سینہ معرفت کے نور سے منور کیا ہوا تھا۔ ایک دن پیارے دستگیر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ ان کے حجرے میں بیٹھے تھے جب باہر اُٹھ کر آئے شیخ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنے درویشوں کو کہا اس جوان کا قدم ایک دن سب روئے زمین کے ولی اُٹھائیں گے۔ (نزہۃ الخاطر صفحہ ۱۱) (1)

جنید بغدادی :۔شیخ موسیٰ سہروردی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب مکاشفات اولیاء میں لکھتے کہ حضرت شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ نے خبر دی جب کہ وہ ایک دن مراقبہ میں تھے اچانک سر مبارک اُٹھایا

قَدَمُهُ عَلٰی رَقَبَتِیْ (ترجمہ:۔ اس کا قدم میری گردن پر)

کہا اور پھر مراقبہ میں ہو گئے جب فارغ ہوئے تو خادموں نے یہ حال پوچھا فرمایا: مراقبہ میں مجھ پر ظاہر ہوا کہ آج سے دو سال بعد ایک بڑا بزرگ پیدا ہوگا بغداد میں سکونت رکھے گا اور خدا کے حکم سے یہ کہے گا کہ "میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے" مجھے خیال ہوا کہ کیوں نہ

---

(1) (نزهة الخاطر الفاطر صفحه ٢٤ مطبوعه المؤسسة الشرف بلاهور باكستان)

ایسے پیاری شان والے کا قدم میری گردن پر بھی ہو اس خیال سے میں نے وہ لفظ کہے۔
(سیرت غوث الاعظم صفحہ ۱۱)

کرامات کی کثرت :۔شیخ علی ہیتی کا بیان ہے میں نے اپنے زمانہ میں شیخ عبدالقادر جیلانی سے زیادہ کسی کو صاحبِ کرامات نہیں پایا۔ ہم لوگوں میں سے جو کوئی جس وقت چاہتا ان کی کرامت کا مشاہدہ کر لیتا۔ خرقِ عادات، جو ظاہر ہوتی تھیں وہ کبھی خود آپ سے متعلق، کبھی آپ کی بابت اور کبھی آپ کے ذریعہ ہوتی تھیں۔

جواھرات اور موتی :۔شیخ ابو مسعود احمد بن ابی بکر حزیمی اور شیخ ابو عثمانی مرتضیٰ کا مشترکہ بیان ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کی کرامتوں کی مثال اس جواہرات کی تسبیح کی طرح ہے جس کے ہر دانہ کو ہر روز اور ہر وقت دیکھا اور شمار کیا جاتا ہے۔

شھاب الدّین سھروردی :۔شیخ شہاب الدّین سہروردی رحمة الله تعالی علیه فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی طریقت کے سلطان تھے اور در حقیقت وجودِ جسم (1) پر ان کو تصرّف وغلبہ حاصل تھا منجانب اللہ آپ کو ہر چیز پر تصرف کرنے کا اختیار تھا اور آپ کی کرامتیں ہمیشہ ظاہر ہوتی رہتی تھیں۔

امام یافعی رحمة الله تعالیٰ علیه :۔امام عبداللہ یافعی رحمة الله تعالی علیه کا بیان ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کی کرامتیں مسلسل ظاہر ہوتی رہیں اور ہم جانتے ہیں کہ آپ جیسی شخصیت یا آپ کی جیسی کرامتیں دنیا کے کسی شیخ میں نہیں پائی گئیں۔ غرض یہ کہ آپ سے ہر طرح کی کرامتیں ظاہر ہوئیں مخلوقات کے ظاہر و باطن میں آپ تصرف کرتے، انسانوں اور جنّات لوگوں کے دلوں کی باتیں اور بھیدوں سے آپ واقف ہو

(1) لوگوں کی زندگی

جاتے۔

نکتہ :۔ چونکہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب اعظم تھے۔اس لئے آپ کی کرامات حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کی طرح لاتعدّو لاتحصیٰ(1) ہیں۔یہی وجہ ہے کہ تا قیامت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کا ظہور ہوتا رہے گا ایسے ہی حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی کرامات کا صدور ہوتا رہے گا۔

تجھ سے اور دَہر کے اَقطاب سے نسبت کیسی
قُطب خود کون ہے؟ خادِم ترا چیلا تیرا

حلّ لُغات :۔دہر ،زمانہ عالم۔اقطاب جمع ہے قطب کی، اصطلاحی معنی درج ذیل ہے وہ ولی جسے خدا کی طرف سے ملک کا انتظام سپرد ہو جیسے ابدال جمع ہے بدل کی، وہ ستر اولیاء کرام ہیں کہ جب ان میں سے کوئی مرجاتا ہے تو دوسرے فقیروں میں سے کسی کو اس کی جگہ مقرر کردیا جاتا ہے۔اور اسی طرح اوتاد، وتد کی جمع ہے بمعنی میخ، کیل اور اصطلاحاً وہ اولیاء کرام کی جماعت جو دنیا بھر میں اولیاءِ کرام پر مشتمل ہوتی ہے یہ ماخوذ ہے خیموں کی میخوں سے، جو عموماً (۴) چار ہوتی ہیں۔چیلا (اردو لفظ ہے) بمعنی شاگرد۔

شرح :۔اے غوثِ پاک! آپ سے اور زمانہ کے قطبوں سے کوئی نسبت نہیں اس لئے کہ ہر قطب آپ کا خادم اور مرید ہوتا ہے اور کوئی خادم اور مرید اپنے شیخ سے عادۃً اَرْفَعْ واعلیٰ نہیں ہوتا۔

حضرت شیخ محمد اکرم چشتی صابری قدوسی فرماتے ہیں کہ جس کسی کو ظاہری باطنی فیض حاصل

---

(1) بے شمار، اَن گنت ،لاتعداد

ہوا سیّدُنا غوثِ اعظم کی وساطت سے ہی ہوا خواہ اسے معلوم ہو یا نہ ہو، کوئی ولی آپ کی مہر کے بغیر منظور اور معتبر نہیں ہو سکتا۔ حق تعالیٰ نے آپ کو وہ مقام عطا فرمایا ہے کہ تمام تصرّفات کی باگ ڈور آپ کے ہاتھ میں دے دی ہے جسے چاہیں کسی منصبِ ولایت پر مقرر فرمائیں جسے چاہیں ایک آن میں معزول فرما دیں۔ (اقتباس الانوار)

شیخ ابوالمعالی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بھی فرمایا ہے کہ:

گرکسے واللہ بعالم روئے عرفانی است

از طفیل شاہ عبدالقادر گیلانی است

ہست ہردم جلوہ کہ ازچہرہ اش از حسین وحسن

زان جمالش مصطفی راراحت ریحانی است(1)

سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف

کعبہ کرتا ہے، طوافِ درِ والا تیرا

حلّ لُغات :۔سارے، تمام، سب کے سب۔جہاں، دنیا۔اقطاب جہاں، دنیا بھر کے قطب۔کعبے، بیتُ اللہ شریف جو مکہ معظمہ میں ہے جس کے ارد گرد حاجی لوگ چکر لگاتے ہیں۔طواف، چکر، خانہ کعبہ کے گرد حاجیوں کا گھومنا جو نفل نمازوں سے افضل۔در، دربار، چوکھٹ۔والا بمعنی بزرگ، بلند مرتبہ۔در والا بلند چوکھٹ۔

شرح :۔دنیا بھر کے قطب حضرات کعبہ شریف کا طواف حصولِ برکت وبلندئ مرتبت کے لئے کیا کرتے ہیں مگر آپ کا دربار گوہر بار وہ دربار ہے کہ کعبہ خود بحکمِ الٰہی آپ کے بلند

---

(1) ترجمہ: اللہ کی قسم! دنیا میں جسے بھی اللہ تعالیٰ کی معرفت ملی ہے، شاہ عبدالقادر جیلانی کے صدقے ملی ہے، ان کے چہرہ مبارک سے ہردم حسین وحسن رضی اللہ تعالی عنہما کا جلوہ ہو رہا ہے، ان کا جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو بکھیر رہا ہے۔

مرتبہ دربار کا طواف کرتا ہے۔

طوافِ کعبہ برائے اولیاء :۔ یہ مسئلہ بظاہر حیران کن ہے کہ طوافِ کعبہ (طواف تو کعبہ کا) ہوتا ہے یہاں معاملہ برعکس ہے کہ کعبہ اولیاء کا طواف کرے یہ حیرانی صرف انہیں ہے جو شانِ ولایت سے بے خبر ہیں ورنہ یہ مسلّمات (1) سے ہے۔ کامل ولی کعبہ سے افضل ہے حدیث شریف میں صاف اور واضح الفاظ میں فرمایا گیا ہے کہ ولیُّ اللہ کعبۃُ اللہ سے اشرف ہے اور افضل ہے۔ فقیر اُویسی غفرلہ کی اس موضوع پر ایک مستقل تصنیف "اَلْقُوْلُ الْجَلِیُّ فِیْ اَنَّ الْکَعْبَۃَ تَذْھَبُ اِلٰی زِیَارَۃِ الْوَلِیْ" ہے۔ بقدرِ ضرورت یہاں چند امور عرض ہیں۔

عرش اللہ ﴿ کعبہ شریف صرف انوارِ تجلّیات کا مرکز ہے اور ولیُّ اللہ مرکزِ انوار و تجلّیات بھی ہے اور عرشِ حق بھی چنانچہ حدیث شریف میں ہے

لَا یَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَآئِیْ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِی الْمُؤْمِنِ.

ترجمہ: نہ میں آسمانوں میں سماتا ہوں نہ زمین میں لیکن بندۂ مومن کے دل میں سما جاتا ہوں۔

قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللہ تعالٰی (2)

ترجمہ: مومن کا قلب اللہ کا عرش ہے

---

(1) مانی ہوئی باتیں، تسلیم شدہ۔ (2) یہ حدیث حضور سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی معروف کتاب "کشف المحجوب" میں اور سلطان العارفین امام العاشقین حضور سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی کتب میں موجود ہے لیکن تلاش کے عمل کے نتیجے میں معلومات حاصل ہوئی ہیں وہ درج ذیل ہیں

(۱) أن قلب المؤمن عرش الرحمن بعض حوالوں سے معلوم ہوا ہے کہ یہ باقاعدہ حدیث نہیں ہے بلکہ یہ بزرگانِ دین وصوفیاءِ کرام کا قول ہے۔ ان الفاظ کو شیعہ مولوی ملا باقر مجلسی نے اپنی کتاب بحار الانوار جلد ۵۵، صفحہ ۳۹ مطبوعہ بیروت پر حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔ (۲) لم یسعنی سمائی ولا أرضی و وسعنی قلب عبدی المؤمن اس عبارت کے متعلق ہے کہ یہ حدیث قدسی ہے: یہ حدیث امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی

عارف رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

دل بدست آور اکہ حج اکبر است　　از ہزار کعبہ یک دل بہتر است

کعبہ بنیاد خلیل آزر است　　دل نظرگاہ جلیل اکبر است

ترجمہ: اہلِ دل کے دل کو ہاتھ میں لاؤ یعنی انہیں راضی رکھو یہی حج اکبر ہے اس لئے کہ ہزار کعبہ سے ایک دل افضل ہے کیونکہ اس کعبہ کی بنیاد تو حضرت ابراہیم نے رکھی لیکن دل اللہ تعالیٰ کی نگاہ کرم کا مرکز ہے۔ مومن یعنی ولی اللہ کعبہ سے افضل ہے۔

....

کتاب ''اِحیاء علوم الدین جلد ۳، صفحہ ۱۵ بیان مثل القلب بالاضافۃ الی العلوم خاصۃ'' پر نقل کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں قال اللّٰہ تعالیٰ لم یسعنی أرضی ولا سمائی، ووسعنی قلب عبدی المؤمن اللین الوادع. اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ میری گنجائش زمین ہے نہ آسمان ہے اور میری گنجائش میرے اس بندۂ مومن کے دل میں ہے جو نرم اور ساکن ہو۔ اس حدیث کے تحت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''کتاب الزہد، فصل زہد یوسف علیہ السلام، صفحہ ۸۱'' پر لکھا ہے۔ ان اللّٰہ عز و جل فتح السموات لحزقیل حتی نظر الی العرش او کما قال فقال حزقیل سبحانک ما اعظمک یا رب فقال اللہ ان السموات والارض ام تطق ان تحملنی و ضقن من ان تسعنی وسعنی قلب المؤمن الوارع اللین (اخرجہ أحمد فی الزهد، عن وهب بن منبه) ترجمہ: بے شک اللہ عز وجل نے حضرت حزقیل کے لئے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ آپ نے عرش کی جانب نظر کی (اوکما قال) تو حضرت حزقیل نے فرمایا کی ہے تیری ذات کو کیسی عظیم تیری شان ہے اے رب، پس اللہ نے فرمایا آسمان وزمین میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ مجھے اُٹھا سکے اور یہ تنگ ہیں کہ لے سکیں حالانکہ ایک ایسے قلب مومن میں جو پرہیز گاری ونرمی والا ہے، اس میں اتنی وسعت ہے۔ امام احمد نے اسے تخریج کیا زہد کے بیان میں وہب بن منبہ سے روایت کرتے ہوئے۔ اسی حدیث کے تحت وہابیوں کا امام ابن تیمیہ اپنی کتاب مجموع فتاوی ابن تیمیۃ ج ۱۸، صفحہ ۳۷۶ پر لکھتا ہے۔ هٰذَا مَذْكُورٌ فِی الإسرائيليات لَيْسَ لَهُ إِسْنَادٌ مَعْرُوفٌ عَنْ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ابن تیمیہ نے کہا) یہ روایت مذکور ہے اسرائیلیات (یہودیوں کی کتب میں موجود واقعات) میں، اس کی کوئی مشہور اِسناد نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے مروی نہیں ہے۔ اس حدیث کو شیعہ ملا باقر مجلسی نے اپنی کتاب بحار الانوار جلد ۵۵، صفحہ ۳۹ مطبوعہ بیروت پر بھی نقل کیا ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے

وَنَظَرَ ابْنُ عُمَرَ يَوْمًا إِلَى الْبَيْتِ أَوْ إِلَى الْكَعْبَةِ فَقَالَ مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ، وَالْمُؤْمِنُ أَعْظَمُ حُرْمَةً عِنْدَ اللَّهِ مِنْكِ .(ترمذی صفحہ ۲۷۲)(1)

ترجمہ: ابن عمر سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دن کعبہ کی طرف دیکھا اور فرمایا تیری بڑی

---

(1) عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: صَعِدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ فَنَادَى بِصَوْتٍ رَفِيعٍ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ مَنْ أَسْلَمَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يُفْضِ الإِيمَانُ إِلَى قَلْبِهِ، لَا تُؤْذُوا الْمُسْلِمِينَ وَلَا تُعَيِّرُوهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ، فَإِنَّهُ مَنْ تَتَبَّعَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ تَتَبَّعَ اللَّهُ عَوْرَتَهُ، وَمَنْ تَتَبَّعَ اللَّهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ وَلَوْ فِي جَوْفِ رَحْلِهِ قَالَ وَنَظَرَ ابْنُ عُمَرَ يَوْمًا إِلَى الْبَيْتِ أَوْ إِلَى الْكَعْبَةِ فَقَالَ مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ، وَالْمُؤْمِنُ أَعْظَمُ حُرْمَةً عِنْدَ اللَّهِ مِنْكِ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، وَرَوَى إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ السَّمَرْقَنْدِيُّ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، نَحْوَهُ، وَرُوِيَ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الأَسْلَمِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوُ هَذَا.(سنن الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی تعظیم المؤمن، حدیث ۲۰۳۲، جلد۴، صفحہ ۳۷۸، شرکة مکتبة ومطبعة مصطفی البابی الحلبی مصر) ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور بلند آواز سے پکار کر فرمایا: اے وہ گروہ جو زبان سے اسلام لائے لیکن ان کے دلوں تک ایمان نہیں پہنچا مسلمانوں کو ایذا نہ دو، ان کو عیب مت لگاؤ اور ان کے عیبوں کے پیچھے مت پڑو، جو آدمی اپنے مسلمان بھائی کے عیب تلاش کرتا ہے اللہ تعالی اس کے عیوب کے پیچھے پڑتا ہے (یعنی ظاہر فرماتا ہے) اور اللہ تعالی جس کے عیوب کے پیچھے پڑا، اُسے ذلیل کیا اگرچہ وہ اپنی منزل میں ہو۔ نافع فرماتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے ایک دن کعبہ شریف کی طرف دیکھا اور فرمایا تو کس قدر باعظمت ہے اور تیری عزت کتنی عظیم ہے لیکن مومن کی عزت اللہ تعالی کے نزدیک تیری عزت سے بھی زیادہ ہے۔ (امام ترمذی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں) یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف حسین بن واقد کی روایت سے پہچانتے ہیں۔ اسحٰق بن ابراہیم سمرقندی نے اسے حسین بن واقد سے اس کے ہم معنی روایت کیا اور بواسطہ ابو برزہ اسلمی بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے ہم معنی مروی ہے۔

شان ہے اور تیری بڑی حرمت ہے اور بندۂ مومن کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے بھی زیادہ ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی حدیث مذکور اور اس کا ترجمہ لکھ کر یوں رقمطراز ہے "از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است" (1) اس حدیث سے قولِ مشہور کا پورا اثبات (2) ہوتا ہے کیونکہ حدیث میں مومن کو جو کعبہ سے افضل کہا گیا تو مدار اس کا ایمان ہے اور موصوف بالایمان قلب ہے پس قلبِ مومن کا افضل ہونا کعبہ سے، ثابت ہوا اور (لفظِ) "اعظم" کو مطلق فرمایا اس لئے ہزار درجۂ اعظم کہنا بھی بروئے حدیث گنجائش رکھتا ہے اور از ہزاراں بہتر کہنے کا حاصل یہی ہے کہ "ہزاراں درجہ از کعبہ بہتر است" اسی طرح بعض بزرگوں کے کلام میں قلب کو تجلّی گاہ کہنا وارد ہے۔ اس حدیث سے اس کی بھی اصل نکل سکتی ہے کیونکہ جب کعبہ تجلّی گاہِ حق ہے تو "اَفضلُ مِنَ الکَعْبَہ" (3) کو بدرجۂ اولیٰ تجلّی گاہ کہنا صحیح ہوسکتا ہے۔

باقی یہ ظاہر ہے کہ یہ فضیلت جزی ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ انسان کو جہتِ سجدہ بھی بنایا جائے۔ (التکشف عن مہمات التصرف صفحہ ۷۴، ۷۵ جلد ۵ مطبوعہ قاسمی دیوبند)

صاحبِ روح البیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر جلد ا صفحہ ۸۹۹ میں فرماتے ہیں "یہ مکان کا منتقل ہونا ولی کی کرامت ہوتی ہے اور نبی کا معجزہ۔"

کعبہ صرف اسی کمرے کا نام نہیں بلکہ اسی فضاء کا نام ہے جہاں پر وہ کمرہ نصب ہے یہی وجہ ہے کہ کعبہ کی چھت پر بھی نماز جائز ہے بلکہ زمین کے نیچے تحت الثریٰ سے لے کر آسمانوں سے اُوپر عرشِ علا تک کی فضاء قِبلہ ہے۔ اسی لئے اگر کوئی جبلِ قُبیس پر کھڑے

---

(1) ہزاروں کعبہ سے ایک دل بہتر ہے (2) تصدیق۔ (3) کعبہ سے افضل۔

ہو کر نماز پڑھے تو اس کی نماز جائز ہے وہ شخص اگرچہ کعبہ سے اونچا ہے مگر اس کی نماز جائز ہے۔

چنانچہ فقہائے کرام نے فرمایا کہ دُرِ مختار میں ہے

فَهِیَ مِنَ الْاَرْضِ السَّابِعَةِ إِلَى الْعَرْشِ(1)

طحطاوی میں ہے:

لِأَنَّهُ لَوْ صَلّٰی عَلٰی جَبَلِ أَبِیْ قُبَیْسٍ لَا یَکُوْنُ بَیْنَ یَدَیْهِ شَیْءٌ مِّنْ بِنَاءِ الْکَعْبَةِ وَصَحَّتْ صَلَاتَهٗ کَذَا فِی الشَّرْحِ(2)

مراقی الفلاح میں ہے

مِنْ شُرُوْطِ الصَّلٰوةِ اِسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ وَهِیَ الْکَعْبَةُ وَالشَّرْطُ اِسْتِقْبَالُ جُزْءٍ مِّنْ بُقْعَةِ الْکَعْبَةِ أَوْ هَوَائِهَا لِأَنَّ الْقِبْلَةَ اِسْمٌ لِبُقْعَةِ الْکَعْبَةِ الْمَحْدُوْدَةِ وَهُوَ اِنَّهَا إِلٰی عَنَانِ السَّمَآءِ عِنْدَنَا کَمَا فِی الْعِنَایَةِ وَلَیْسَ بِنَاؤُهَا قِبْلَةَ وَلِذَا حِیْنَ أُزِیْلَ الْبِنَاءِ صَلَّی الصَّحَابَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ إِلَی الْبُقْعَةِ.(3)

---

(1) ترجمہ: ساتویں زمین سے لے کر عرش تک کعبہ ہے۔(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مطلب فی ستر العورۃ، جلد ۳، صفحہ ۳۳۰)(2) ترجمہ: اس لئے کہ اگر نماز پڑھے کوئی جبل ابوقُبیس پر تو نہیں ہوگی اس کے سامنے کعبے کی عمارت سے کوئی چیز اور صحیح ہو جائے گی اس کی نماز اور اسی طرح بیان ہے شرح میں۔ (حاشیۃ الطحاوی علی مراقی الفلاح، باب الصلاۃ فی الکعبۃ، جلد ۱، صفحہ ۲۷۳ مطبوعہ مصر)

(3) ترجمہ: نماز کی شروط میں قبلے کی طرف منہ کرنا بھی ہے اور یہ قبلہ کعبہ ہے اور شرطِ استقبال اس بقعہ یا مقامِ کعبہ کا نام ہے یا اس کی ہوا کا، اس لئے کہ قبلہ نام ہے اس محدود حصہ کا جس میں کعبہ موجود ہے اور وہ ہمارے نزدیک آسمانوں تک ہے جیسا کہ عنایہ میں ہے اور نہ کہ محض اس کی عمارت کا، اور اسی لئے اس کی عمارت کے نہ ہونے کے وقت صحابہ نے اسی مقام کی جانب نماز پڑھی۔

(مراقی الفلاح، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ فی الکعبۃ، جلد ۱ صفحہ ۱۸۵)

ان تمام عبارات کا خلاصہ یہ ہے فقہاءِ کرام نے قبلہ اِسی فضاء کو بتایا اور اولیاءِ کرام کے ہاں اسی کمرہ کی منتقلی ہوئی اور وہ منتقلی اسی طرح ہوئی جس طرح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے معراج کی واپسی کے بعد بیتُ المقدس آپ کے سامنے لایا گیا یہی وجہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانہ میں جب کعبہ کا کمرہ ازسرِ نَو تعمیر کے لئے توڑا گیا تو صحابہ کرام نے اسی فضاء کی طرف نماز ادا کی۔

فقہاءِ کرام فرماتے ہیں کہ اگر یہی کمرہ کسی مقام پر منتقل کر کے رکھ دیا جائے اور کوئی شخص اسی کمرے کی جانب رخ کر کے نماز کی نیت باندھے تو اس کی نماز نا جائز ہے چنانچہ

کبیری شرح مُنیہ صفحہ ۲۲۵ مجتبائی میں ہے:

فِیْ شَرْحِ الطَّحَاوِیْ "اَلْکَعْبَۃُ اِسْمٌ لِلْعَرْصَۃِ فَاِنَّ الْحِیْطَانَ لَوْ وُضِعَتْ فِیْ مَوَاضِعَ آخَرَ فَصَلّٰی اِلَیْھَا لَایَجُوْزُ" (1)

طحاوی کی شرح میں ہے: یعنی کعبہ اسی فضاء کا نام ہے یہاں تک کہ اگر کمرے کی دیواریں اُٹھا کر دوسری جگہ رکھی جائیں اور اس کی طرف نماز پڑھی جائے تو وہ نماز نا جائز ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ کعبہ صرف کمرے کا نام نہیں اور وہ کمرہ اپنے مقام سے منتقل ہو کر دوسرے مقام پر منتقل ہو جاتا ہے۔

اور پروانے ہیں جو ہوتے ہیں کعبہ پہ نثار
شمع اِک تُو ہے کہ پروانہ ہے کعبہ تیرا

حلِّ لُغات :۔ اور، دوسرے، کوئی اور دوسرے۔ پروانے جمع پروانہ کی، تتلیاں، پتنگے، عاشق۔ نثار بمعنی قربان، نچھاور۔ شمع، موم بتی، فانوس۔

---

(1) غنیۃ المتملی فی شرح منیۃ المصلّی المشتھر بشرح الکبیر للشیخ ابراھیم حلبی، الشرط الرابع فروع فی شرح الطحاوی صفحہ ۲۲۵

شرح :۔اور لوگ بمنزلہ پروانہ کے ہیں جو شمعِ کعبہ پر نثار ہوتے ہیں اور اس کے ارد گرد چکر لگاتے ہیں لیکن تو ایسی شمع ہے کہ کعبہ بمنزلۂ پروانہ تیرا طواف کرتا ہے۔ علماء کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اولیاءِ کاملین سے ملاقات کرنے اور ان کے دربار میں حاضری دینے کے لئے کعبہ خود سفر کر کے آتا ہے اور یہ صرف شاعرانہ تخیل نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ کعبہ اولیاءِ کرام کی زیارت کو جاتا ہے۔

چنانچہ روح البیان، سورۃ الاسراء، جلد۵ صفحہ ۹۶ داراحیاء التراث العربی میں ہے؛

وَمِنۡهُ زِيَارَةُ الۡكَعۡبَةِ لِبَعۡضِ الۡأَوۡلِيَاءِ

ترجمہ: اس قبیل سے ہے کعبہ کا بعض اولیاء اللہ کی زیارت کو جانا۔

اور بحر الرائق شرح کنز الدقائق جلد ا میں علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ تعالی علیہ تحریر فرماتے ہیں

الۡكَعۡبَةُ إِذَا رُفِعَتۡ عَنۡ مَكَانِهَا لِزِيَارَةِ أَصۡحَابِ الۡكَرَامَةِ فَفِي تِلۡكَ الۡحَالَةِ جَازَتۡ صَلَاةُ الۡمُتَوَجِّهِينَ إِلَى أَرۡضِهَا (1)

ترجمہ: کعبہ شریف (عمارتِ کعبہ) جب صاحبِ کرامت اللہ کے اولیاء کی زیارت کے لئے اپنی جگہ سے اُٹھالیا جائے تو اس حالت میں کعبہ کی فضاء کی طرف نماز پڑھنا جائز ہے۔

علامہ ابنِ عابدین شامی ردّ المحتار علی الدّرّ المختار جلد۳ صفحہ ۵۵۱، مطلب فی ثبوت کرامات الاولیاء والاستخدامات، دار الفکر بیروت میں تحریر فرماتے ہیں:

وَالۡإِنۡصَافُ مَا ذَكَرَهُ الۡإِمَامُ النَّسَفِيُّ حِينَ سُئِلَ عَنۡ مَا يُحۡكَى أَنَّ الۡكَعۡبَةَ كَانَتۡ تَزُورُ وَاحِدًا مِنَ الۡأَوۡلِيَاءِ هَلۡ يَجُوزُ الۡقَوۡلُ بِهِ ؟ فَقَالَ: نَقۡضُ الۡعَادَةِ عَلَى سَبِيلِ الۡكَرَامَةِ لِأَهۡلِ الۡوِلَايَةِ جَائِزٌ عِنۡدَ أَهۡلِ السُّنَّةِ اھ

---

(1) البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، جلد ۳، صفحہ ۱۲۱

ترجمہ: انصاف کی بات وہ ہے جو امام نسفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے کی جب ان سے سوال ہوا کہ بعض حکایات میں ہے کہ کعبہ شریف بعض اولیاء اللہ کی زیارت کو جاتا ہے تو کیا یہ قول صحیح ہے؟ تو انہوں نے فرمایا بطورِ کرامت (خرقِ عادت اس طرح کے امور) اہلِ سنت کے نزدیک اولیاء اللہ کے لئے جائز ہیں۔

اور اسی طرح (شامی) ردُّ المحتار علی الدُّرِّ المختار جلد ۱ صفحہ ۴۳۲، مطلب کراماتُ اولیاء ثابتۃ، دار الفکر بیروت میں ہے:

اَلْكَعْبَةُ إِذَا رُفِعَتْ عَنْ مَكَانِهَا لِزِيَارَةِ أَصْحَابِ الْكَرَامَةِ فَفِي تِلْكَ الْحَالَةِ جَازَتِ الصَّلَاةُ إِلَى أَرْضِهَا.

ترجمہ: کعبہ جب اپنی جگہ سے اُٹھالیا جائے صاحبِ کرامت ولیوں کی زیارت کیلئے تو پھر اس وقت کعبہ کی زمین کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنا جائز ہے۔

ازاں بڑھ کر:۔ یہاں تک کہ فقہاءِ کرام نے یہ بھی تصریح فرمائی ہے کہ اگر وہی کمرہ اگر کسی کو کسی دوسرے مقام پر نظر آئے اور وہ اسی کمرے کو قبلہ سمجھ کر نماز اس کی جانب ادا کرے تو نماز ادا نہ ہوگی۔

كَمَا قَالَ فِي رَدِّ الْمُحْتَارِ ص ۳۲ ج ۱:

لَيْسَ الْمُرَادُ بِالْقِبْلَةِ الْكَعْبَةُ الَّتِي هِيَ الْبِنَاءُ الْمُرْتَفِعُ عَلَى الْأَرْضِ، وَلِذَا لَوْ نُقِلَ الْبِنَاءُ إِلَى مَوْضِعٍ آخَرَ وَصَلَّى إِلَيْهِ لَمْ يَجُزْ، بَلْ تَجِبُ الصَّلَاةُ إِلَى أَرْضِهَا كَمَا فِي الْفَتَاوَى الصُّوفِيَّةِ.(1)

ترجمہ: یعنی قبلہ سے یہی کعبہ مراد نہیں جو زمین پر ایک کمرے کی شکل ہے یہی وجہ ہے کہ اگر

---

(1) رد المحتار علی الد ر المحتار، مطلب کرامات اولیاء ثابتة، جلد ۱ صفحه ۴۳۲، دار الفکر بیروت

وہی کمرہ اپنی جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جائے اور کوئی اس (عمارت) کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرے تو نماز ناجائز ہوگی بلکہ اس پر واجب ہے کہ وہ اس کعبہ کی زمین کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرے۔

حضرت مولانا فضلِ رسول بدایوانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

وَيَرْتَفِعُ بِالتَّأَمُّلِ فِیْ هٰذَا الْمَقَامِ اِسْتِبْعَادُ مُشَاهَدَةِ طَوَافِ الْكَعْبَةِ بِالْاَوْلِيَاءِ الْكِبَارِ عَيَاناً فِیْ بِلْدَانٍ شَتّٰی فِیْ حَالِ الْيُقْظَةِ مَعَ كَوْنِ الْكَعْبَةِ فِیْ مَكَانِهَا. كَذَا فِی الْمُعْتَمَدِ وَالْمُنْتَقِدِ.(1)

اور صاحبِ روح البیان نے فرمایا کہ

وَاعْلَمْ اَنَّ الْبَلَدَ هُوَ الصُّوْرَةُ الْجِسْمَانِيَّةُ وَالْكَعْبَةَ الْقَلْبُ وَالطَّوَافَ الْحَقِيْقِیَّ هُوَ طَوَافُ الْقَلْبِ بِحَضْرَةِ الرَّبُوْبِيَّةِ وَاَنَّ الْبَيْتَ مِثَالٌ ظَاهِرٌ فِیْ عَالَمِ الْمُلْكِ لِتِلْكَ الْحَضْرَةِ الَّتِیْ لَا تُشَاهَدُ بِالْبَصَرِ وَهُوَ فِیْ عَالَمِ الْمَلَكُوْتِ كَمَا اَنَّ الْهَيْكَلَ الْاِنْسَانِیَّ مِثَالٌ ظَاهِرٌ فِیْ عَالَمِ الشَّهَادَةِ لِلْقَلْبِ الَّذِیْ لَا يُشَاهَدُ بِالْبَصَرِ وَهُوَ فِیْ عَالَمِ الْغَيْبِ وَالَّذِیْ يَقْدِرُ مِنَ الْعَارِفِيْنَ عَلَى الطَّوَافِ الْحَقِيْقِیِّ الْقَلْبِیِّ هُوَ الَّذِیْ يُقَالُ فِیْ حَقِّهٖ اِنَّ الْكَعْبَةَ تَزُوْرُهٗ . وَفِی الْخَبَرِ "اِنَّ عِبَادًا تَطُوْفُ بِهِمُ الْكَعْبَةُ" وَفَرْقٌ بَيْنَ مَنْ يَّقْصُدُ صُوْرَةَ الْبَيْتِ وَبَيْنَ مَنْ يَّقْصُدُ رَبَّ الْبَيْتِ. (روح البیان پ ا تحت الایۃ واذ جعلنا البیت الخ)(2)

---

(1) ترجمہ: اور اس مقام میں تأمل (غور وفکر، سوچ وبچار) سے اکابر اولیاء کے گرد مختلف شہروں میں طوافِ کعبہ کے آنکھوں کے سامنے بیداری کی حالت میں مشاہدے کو مستبعد جاننے کا خیال دور ہو جاتا ہے باوجود یکہ کعبہ اپنی جگہ رہے ایسا ہی المعتقد المنتقد میں ہے۔(المعتقد المنتقد، مطبوعہ ھند، صفحہ ٦٠) (2) روح البیان پارہ اول، سورۂ بقرہ، جلد اول، صفحہ ١٨٣، دار احیاء التراث العربی بیروت

ترجمہ: اس آیۃ میں بلد (2) سے صورۃِ جسمانیہ اور کعبہ سے قلب مراد ہے اور طوافِ حقیقی یہ ہے کہ قلب بارگاہِ ربوبیّت کا طواف کرے۔ یہ بیتُ اللہ جو ظاہری طور پر اس عالمِ دنیا میں ہے یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو بارگاہِ ربوبیت کا اِن آنکھوں سے مشاہدہ نہیں کر سکتے کیونکہ وہ عالمِ ملکوت (3) میں ہے (یہ ایسا ہی ہے) جیسے انسان کی ظاہری شکل عالمِ شہادت یعنی دنیا میں، اس دل کے لیے ایک مثال ہے جسے آنکھ سے نہیں دیکھا جا سکتا، کیونکہ وہ عالمِ غیب سے ہے اور عارفین کو قلبی حقیقی طواف نصیب ہوتا ہے جن کے متعلق مشہور ہے کہ کعبۂ معظمہ ان کی زیارت کے لئے حاضر ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض ایسے بندے ہیں جن کا خود کعبہ طواف کرتا ہے۔ عام بندے صرف کعبۂ معظمہ کی زیارت کا ارادہ رکھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ربِّ کعبہ کے طالب ہوتے ہیں ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔

اور انہی صاحبِ روح البیان قدس سرہ نے فرمایا:

وَهٰـذِهِ الْـمَسَـاجِـدُ هِيَ الْمَسَاجِدُ الْمَجَازِيَّةُ ، وَأَمَّا الْمَسَاجِدُ الْحَقِيقِيَّةُ فَهِيَ الْقُلُوْبُ الطَّاهِرَةُ عَنْ لَوْثِ الشِّرْكِ مُطْلَقًا كَمَا قَالَ مَنْ قَالَ

مسجدی کو اندرون اولیاست
سجد گاہ جملہ است آنجا خداست
آن مجازست این حقیقت ای خران
نیست مسجد جز درون سروران

---

(1) روح البیان پارہ اول، سورۂ بقرہ، جلد اول، صفحہ ۱۸۳، دار احیاء التراث العربی بیروت (2) شہر، بستی، اس کی جمع بلدان آتی ہے۔ (3) فرشتوں کا جہاں۔

وَلِهَذَا يُعَبَّرُ عَنْ هَدَمِ الْمَسْجِدِ بِهَدَمِ قَلْبِ الْمُؤْمِنِ.

(روح البیان پ ۱۰ تحت الایة وانما یعمر مساجدالخ)(1)

ترجمہ: صاحبِ روح البیان نے فرمایا: یہ تمام بحث مجازی مساجد کی تھی ورنہ حقیقی مسجد تو اولیاءِ کرام کے قلوب ہیں جو ہر قسم کے شرک سے پاک ہیں۔ کسی نے کیا خوب فرمایا: وہ مسجد حقیقی ہے جو اولیاء کے اندر دل ہے اس لئے کہ وہی خاص خانۂ خدا ہے۔ اولیاء اللہ کے قلوب کے سوا اور کوئی مسجد نہیں یہ مساجد مجازی مسجدیں ہیں اور حقیقی مساجد وہی قلوبِ اولیاء ہیں۔ اسی لئے تو مومن کا دل توڑنے کو هَدَمِ الْمَسْجِدِ (مسجد ڈھانے) سے تعبیر کیا ہے۔

امام جلیل سیّدی حضرت ابوعبداللہ محمد عبداللہ ابن سعد یمنی یافعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا: ہم نے محقق و معتبر طور سے سنا ہے کہ بہت سے لوگوں نے بچشمِ خود دیکھا کہ خود کعبہ شریف اولیاء کی ایک جماعت کا طواف کر رہا ہے جن لوگوں نے یہ عجیب واقعہ دیکھا ہے ان میں سے ایک کی میں نے بھی زیارت کی ہے۔

(نزہۃ البساتین ترجمہ الروض الریاحین صفحہ ۳۷ مصدقہ تھانوی)

کعبہ در طوافِ اولیاء :۔ اس مسئلہ میں عوام حیران ہو جاتے ہیں اور مخالفینِ اولیاء تو اپنے مقام سے کوسوں دور سمجھتے ہوں گے لیکن حیرانی اُسے ہو جو اولیاء کے کمالات کا منکر ہو۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے ''بوادرُ النّوادر'' میں اس مسئلہ کے اثبات میں سات احادیث لکھی ہیں فقیر کی تصنیف ''التحقیق الجلی'' اس موضوع میں خوب ہے ملاحظہ فرمائیں۔

---

(1) روح البیان، سورۃ التوبۃ، جلد ۳، صفحہ ۴۰۲ دار الفکر بیروت

حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر قُدِّسَ سِرُّہٗ نے فرمایا کہ:

ہم حضرت شیخ بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ شیخ اور حاضرین اُٹھ کھڑے ہوئے سب عالمِ تحَیُّر (1) میں مستغرق تھے اور فقیر بھی عالمِ شوق میں تھا۔ ہم پہ ایسا استغراق طاری ہوا کہ ہمیں اپنی بھی خبر نہ رہی اسی موقع پر شیخ اور ہمارے ساتھیوں نے بلند آواز میں تکبیر کہی جس طرح کہ کعبہ کے طواف کے وقت کہی جاتی ہے.... جب ہم عالمِ صَحُو (2) میں آئے تو کعبہ کو اپنے سامنے کھڑا دیکھا الخ۔

شجرِ سروِ سہی کِس کے اُگائے تیرے
مَعْرِفَت پھول سہی کس کا کھلایا تیرا

حلِّ لُغات:۔ شجر، درخت۔ سروِ، ایک مشہور درخت جو سیدھا مخروطی شکل کا ہوتا ہے، بالکل سیدھا دوشاخہ سرو، جس سے شُعَراء (شاعر کی جمع) اپنے محبوب کو تشبیہ دیتے ہیں۔ کس کے؟، برائے سوال، کس شخص کے؟۔ اُگائے، نکلے، لگائے، بوئے۔ تیرے، یہ اس سوال کا جواب ہے کہ آپ کے۔ معرفت، خدا شناسی، اللہ تعالیٰ کی پہچان۔ کس، برائے سوال۔ کھلایا، غنچہ کو شگفتہ کیا، کلی کو پھول بنایا۔ تیرا، جواب آپ کا۔

شرح:۔ یعنی مشائخیت کے سیدھے سادھے ہی کو لے لو، آخر یہ ہدایت کے درخت آپ ہی نے تو لگائے ہیں اور طریقت و معرفت کے غنچوں کو نہایت عمدہ طریقے سے شگفتہ کر کے آپ ہی نے تو پھول بنائے ہیں یعنی علم و عمل، طریقت و معرفت کے ایسے راستے آپ نے سکھائے ہیں کہ آج تک لاکھوں حضرات عمل کر کے منزلِ مقصود تک پہنچ گئے اور پہنچ رہے ہیں۔

(1) حیرانی کے عالم میں۔ (2) بیداری کے عالم میں، ہوش میں آنا۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کے دور سے پہلے تمام اولیاءِ کرام کے سلاسل یا تو بالکل ختم ہو چکے تھے یا اتنا کمزور پڑ گئے تھے کہ ان کا نام لینا بھی ایک جرم سمجھا جاتا تھا کیونکہ پانچویں صدی ہجری کے نصف آخر میں مسلمانوں کی اخلاقی، معاشی، معاشرتی اور سیاسی حالت بگڑ چکی تھی، علماء کی بداعمالیوں اور شاہ پرستیوں نے مسلمانوں کو فرائض اور عبادت کی روح سے نا آشنا کردیا تھا۔ قبلۂ اول، بیتُ المقدّس پر عیسائیوں کا تسلُّط (1) ہو چکا تھا اور وہ بدمست ہو کر حجازِ اقدس، دیارِ حرم پر حملہ آور ہونے کے لئے پر تول رہے (2) تھے۔ اِدھر ہندوستان کی حالت بھی کچھ زیادہ مختلف نہ تھی۔ سلطان محمود غزنوی کے جانشین وہ صلاحیتیں ضائع کرچکے تھے جس سے کفر و شرک کا جگر ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ کتاب و سنت کی تعلیمات پر فلسفہ کی موشگافیوں (3) کو غلبہ ہو رہا تھا اور یہ فساد دراصل خلیفۂ یونان کے عربی تراجم سے پیدا ہوا تھا۔ مُعتَزِلہ (4) کے بانی ''واصل بن عطاء'' فلسفیوں کے معروف گروہ اخوان الصفاء (5) کے سرخیل میمون القراح اور ''حسن بن صباح'' جیسے لوگوں کے عقائد کا دور دورہ تھا۔ مصر میں سلطنتِ باطنیہ بے دینی اور اِلحاد (6)

---

(1) غلبہ، قبضہ، قابو (2) تیار ہونا، آمادہ ہونا۔ (3) نکتہ چینی کرنا، تنقید کرنا۔ (4) واصل بن عطاء غزال کا پیروکار ایک فرقہ کا نام معتزلہ ہے۔ لفظِ معتزلہ عربی زبان کے لفظ 'اعتزال' سے بنا ہے جس کا معنیٰ ہے ''جدا ہونا'' چونکہ واصل بن عطاء حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ کی مجلس سے اُٹھ کر چلا گیا تھا اور الگ نظریات اپنا کر عقائدِ اہلِ سنّت سے جدا ہو گیا تھا، اس لیے اس کے پیروکاروں کو معتزلہ کہا جاتا ہے۔ اِن کے باطل عقائد میں سے چند یہ ہیں رب تعالیٰ کی صفاتِ قدیمہ کا سرے سے اِنکار کرتے ہیں۔ بندوں کو اچھے برے اَفعال کا خالق مانتے ہیں جبکہ اہلِ سنّت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس طرح پوری کائنات کا خالق اسی طرح بندوں کے افعال کا بھی وہی خالق ہے۔ قرآن پاک میں اِرشادِ خُداوندی ہے: وَاللّٰہُ خَلَقَکُمۡ وَمَا تَعۡمَلُوۡنَ (پارہ ۲۳ سورہ صٰفّٰت آیت ۹۶) ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور اعمال کو۔ (5) لفظی مطلب ہے پاک دل لوگ، اچھے لوگ (6) دینِ حق سے پھر جانا، مُلحِد ہو جانا

پھیلانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کر رہی تھی غرض یہ ہے کہ ملّتِ اسلامیہ اضطراب وانتشار کا شکار ہو کر حوادِث وخطرات میں گھر چکی تھی، ضرورت تھی ایسے رَجُل رشید کی جو دینِ اسلام اور سرمایۂ ملّت کی نہ صرف نگہبانی کرے بلکہ حق ادا کرے، جو ماحول کے اندھیرے میں نورِ حق کی مشعل روشن کرے، جو تجدید احیائے دین کرے جو محیُ الدین ہو اور بفضلہٖ تعالیٰ یہ کمال حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے حصہ میں آیا کہ آپ نے جب اِحیائے اسلام و تجدیدِ دین کے لئے کمر باندھی تو شرق سے غرب تک علم و عمل کی شمعیں روشن فرمادیں، طریقت کے سلاسلِ طیّبہ کو نئی جان اور آن و بان بخشی، اب جتنے روحانی سلسلے چل رہے ہیں یہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے پودے لگائے نظر آتے ہیں اور عالمِ دنیا میں آج یہ جو اِسلامی بہار نظر آرہی ہے یہ آپ کی محنت کا پھل ہے۔ ہم اپنے ملک (ہند و پاک) کا مختصر سا جائزہ پیش کرتے ہیں تاکہ قارئینِ کرام کو حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی شخصیت سمجھ میں آئے۔

برصغیر میں سلسلۂ قادریہ :۔ حضرت غوثِ صمدانی محبوبِ سبحانی کے گنجینۂ علم واَسرار سے فیضیاب ہونے والوں کی تعداد دنیا بھر میں ناقابلِ شمار ہے، صرف بَرِّ صَغیر ہندوپاک میں متعدد ایسے بزرگ گزرے ہیں جنہوں نے کفر و جہالت اور شرک واِنحطاط (1) میں گھری ہوئی خلقِ خدا کو تعلیماتِ قادری کے ذریعے سے راہِ مستقیم دکھانے کی کوشش کی اور، اپنے مجاہدۂ نفس سے ایک مقام اور شہرتِ جاوید حاصل کی۔ چند نام یہ ہیں: شیخ عثمان مروندی المعروف لال شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالی علیہ، حضرت شاہ نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ تعالی علیہ، حضرت عبداللہ اصحابی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ٹھٹھہ، حضرت امام پانی پتی

---

(1) تنزّلی۔

رحمۃ اللہ تعالی علیہ، **شیخ میر میاں** رحمۃ اللہ تعالی علیہ لاہور، **شیخ عبد المعانی قادری** رحمۃ اللہ تعالی علیہ، **شیخ بہاؤ الدین جنیدی** رحمۃ اللہ تعالی علیہ، **سیّد شاہ فیروز** رحمۃ اللہ تعالی علیہ لاہور، **حضرت سلطان باہو** رحمۃ اللہ تعالی علیہ جھنگ، **حضرت بلھے شاہ** رحمۃ اللہ تعالی علیہ قصور، **سیّد غوث گیلانی** رحمۃ اللہ تعالی علیہ اوچ شریف، **سیّد بہاؤ الدین گیلانی المعروف بہاول شیر قلندر** رحمۃ اللہ تعالی علیہ، **شاہ بہلول** اوچ شریف، **سیّد عبد الرزاق گیلانی** رحمۃ اللہ تعالی علیہ اوچ شریف، **سیّد مبارک حقانی** رحمۃ اللہ تعالی علیہ اوچ شریف بہاولپور، حضرت جیٹھ بھٹہ (خانپور) حضرت غوثِ اعظم کے تلامذہ صاحبِ علم و فضل صاحبزادوں اور خلفاء و مریدین کے ذریعہ ان کی بلند پایہ تعلیمات چھٹی صدی ہجری میں ہی ممالک عرب، ترکستان، مصر، مراکش، وسط ایشیا اور ہندوستان میں پہنچنا شروع ہوگئیں تھیں۔

سلسلۂ چشتیہ:۔سیّدنا غریب نواز اجمیری اپنے پیرو مرشد قدس سرہٗ کے حکم سے حضورِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاں تشریف لائے۔کئی دن ساتھ گزارنے کے بعد آپ کو کہا؛ ملکِ عراق عطا ہو، آپ نے فرمایا: وہ سہروردی کو دے دیا ہے، آپ کو ملکِ ہند سپرد کیا جاتا ہے۔(تفریح الخاطر)(1)

یہ بھی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی علیہ کا فیض ہے کہ جیسے سلسلہ چشتیہ کو اس ملک میں فروغ ملا ہے دوسرے ملک میں نہیں اور جتنا اس سلسلہ کو اس ملک میں غلبہ ہے دوسرے کو نہیں اگرچہ دوسرے سلاسل بھی با فروغ ہیں لیکن سلسلہ چشتیہ جیسے نہیں یعنی سلسلہ چشتیہ سلسلہ وار ترقی پر رواں دواں ہے مثلاً حضور اجمیری کے خلفاء، ہمہ روشن چراغ قطب

---

(1) تفریح الخاطر، المنقبۃ الحادیۃ عشر فی استفاضۃ خواجہ معین الحق و الدین الجشتی من الغوث الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ، الصفحۃ ۲۶

الدّین، فریدالدّین، صابر کلیر، نظام الدّین چراغ دہلوی، پھر آخر میں مولانا فخر الدّین دہلوی ،قبلۂ عالم مہاروی اوران کے خلفاء اور خواجہ فرید اور خواجہ مہر علی قدست اسرارھم، بخلاف دوسرے سلاسل کے، ایک کے بعد دوسرے کا پہلے کی طرح شہرہ کہاں مثلاً قادریہ حضور سلطان العارفین حضرت سلطان باہو قُدِّسَ سِرُّہٗ جیسی شہرت ان کے کسی خلیفہ کو کہاں، نقشبندیہ میں سیدنا مُجدِّدِ الفِ ثانی امامِ ربّانی رضی اللّٰہ تعالی عنہ کے بعد کوئی خلیفہ کہاں، سہروردیہ میں بہاؤالدین زکریا ملتانی قُدِّسَ سِرُّہٗ کے بعد دوسرا ایسا کہاں وغیرہ وغیرہ۔

سلسلہ نقشبندیہ :۔سیدنا بہاؤالدین نقشبند پر حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا فیض ہوا جو حضرت باقی باللہ کے ذریعہ ملک ہند میں سیدنا مُجدِّدِ الفِ ثانی رضی اللہ تعالی عنہ نے خوب فیض رسانی فرمائی۔

سلسلۂ سہروردیہ :۔حضرت خواجہ شہاب الدّین سہروردی کے خلیفۂ اعظم حضرت سیدنا بہاؤالدین زکریا ملتانی قُدِّسَ سِرُّہٗ سے خطۂ سندھ کتنا سیراب ہوا۔

ازالۂ وھم :۔دورِ حاضر میں چونکہ نفسانیت کا غلبہ ہے روحانیت کا تقدّم نہیں تو کالعَنقاء ضرور ہے(1) اس لئے بعض سلاسلِ طیّبہ سے وابستگیوں والے کو دوسرے سلسلہ کی فوقیت ناگوار گزرتی ہے بالخصوص غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالی عنہ کی بزرگی یا فیض رسانی سے صریح انکار نہیں، تو اِشارات وکِنایات سے کام لیا جارہاہے۔انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اس سے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے مرتبہ وکمال میں کمی تو نہ آئیگی البتہ تمہارے اس رویہ سے تمہارا اپنا بیڑہ غرق ہوگا اس لئے کہ جن سلاسلِ مبارکہ سے تم یہ غلط تصوّر جماتے ہو وُہی خود تمہاری اس غلط خیالی پر تمہارے رویہ سے بیزار ہوں گے۔کوئی یہ خیال نہ فرمائے کہ

---

(1) اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ آجکل روحانیت عملی طور پر تو نہ ہونے کے برابر ہے البتہ اس کا تصوّر ضرور پایا جاتا ہے۔

حضرت غوثِ پاک کی مدح موجبِ توہین باقی اولیاء (باقی اولیاء کی توہین) ہے معاذ اللہ استغفر اللہ۔ ہم نیازمندانِ اولیاءُ اللہ ہیں مطلب یہ ہے کہ جو کچھ .. بهجة الاسرار.. یا.. فتح المبین.. از سید ظهیر الدین میں ہے وہ اردو میں بیان کردوں اور حسبِ "تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ (1)" ایک کی تفضیل سے تحقیر دوسرے کی لازم نہیں آتی ایسا نہ ہو کہ کوئی ناواقف حسد یا بغض دل میں رکھے۔(2)

تُو ہے نوشاہ بَراتی ہے یہ سارا گلزار
لاتی ہے فَصلِ سَمَن گُوندھ کے سہرا تیرا

حلِّ لغات :۔ نوشاہ، نوجوان، دولہا۔ براتی، وہ لوگ جو شادی کے موقع پر دولہا کیساتھ جاتے ہیں۔ گلزار، چمنستان، مجازاً، دنیا، فصل، موسم بہار۔ سمن، چنبیلی کا پھول۔ گوندھ کے، پروکر۔ سہرا، پھولوں کی لڑیاں جو دولہا کے سر پہ باندھی جاتی ہیں۔

شرح :۔ اے غوثُ الثقلین! آپ ایک جنتی دولہا ہیں اور آپ سے عقیدت ومحبت رکھنے والے ساری دنیا کے لوگ براتی کی حیثیت سے آپ کے ہمراہ ہیں اور خود رحمتِ خدا کے موسم بہار نے رحمت وکرامت کے چنبیلی کے پھولوں کو صرف آپ کے لئے پروکر سہرا بنایا ہے یعنی آپ کا علم وعرفان شباب پر ہے اور آپ پر لطفِ خداوندی بھی شباب پر ہے اور آپ کے وسیلہ سے آپ کے مریدین ومعتقدین حضرات بھی لطفِ الٰہی سے مالا مال ہیں۔ اس مضمون کے مطابق اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت قُدِّسَ سِرُّہٗ ایک روایت نقل فرماتے ہیں کہ حدیثِ

(1) ترجمة القرآن كنز الايمان: یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا۔ (پارہ ۳ سورة البقره آیت ۲۵۳) (2) یعنی جس طرح ایک نبی کی فضیلت بیان کرنے سے دوسرے انبیاء کی توہین لازم نہیں آتی اسی طرح ایک ولی کی فضیلت بیان کرنے سے دوسرے ولی کی توہین لازم نہیں آتی۔

مرفوع(1) مروی کتبِ مشہورہ میں ائمہ ومحدثین سے ثابت کہ حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ مع اپنے تمام مریدین واصحاب وغلامانِ بارگاہ اپنے مہربان باپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضورِ اقدس کے ہمراہ بیتُ المعمور میں گئے وہاں حضور پُر نور کے پیچھے نماز پڑھی حضور کے ساتھ باہر تشریف لائے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اب ناظرِ غیر وسیع النظر متعجبانہ(2) پوچھے گا کہ یہ کیونکر؟ ہاں ہم سے سنئے۔ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ(3)

اخرج ابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ وبیہقی وابن عساکر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حدیثِ طویل (بیانِ) معراج میں راوی، حضورِ اقدس سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

ثُمَّ صَعِدْتُ اِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاِذَا اَنَا بِاِبْرَاهِيْمَ الْخَلِيْلِ مُسْنِدًا ظَهْرَهٗ اِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ (فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ اِلٰى اَنْ قَالَ) وَاِذَا بِاُمَّتِيْ شَطْرَيْنِ شَطْرٌ عَلَيْهِمْ ثِيَابٌ بِيْضٌ كَاَنَّهَا الْقَرَاطِيْسُ وَشَطْرٌ عَلَيْهِمْ ثِيَابٌ رُمْدٌ فَدَخَلْتُ الْبَيْتَ الْمَعْمُوْرَ وَدَخَلَ مَعِيَ الَّذِيْنَ عَلَيْهِمُ الثِّيَابُ الْبِيْضُ وَحُجِبَ الْاٰخَرُوْنَ الَّذِيْنَ عَلَيْهِمْ ثِيَابٌ رُمْدٌ وَهُمْ عَلٰى خَيْرٍ فَصَلَّيْتُ اَنَا وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ثُمَّ خَرَجْتُ اَنَا وَمَنْ مَّعِيَ.(4)

---

(1) وہ حدیث جس کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتی ہو حدیث مرفوع کہلاتی ہے۔(نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر) (2) تنگ نظر شخص متعجب ہو کر (3) (اللہ تعالٰی توفیق دینے والا ہے) (4) (تاریخ دمشق الکبیر ، باب ذکر عروجہ السماء الخ، جلد ۳، صفحہ ۲۹۴، داراحیاء التراث العربی بیروت)(دلائل النبوۃ للبیہقی، باب الدلیل علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عرج بہ الی السماء، جلد ۲، صفحہ ۳۹۳، ۳۹۴، دار الکتب العلمیۃ بیروت)(الدر المنثور بحوالہ

ترجمہ: پھر میں ساتویں آسمان پر تشریف لے گیا ناگاہ وہاں ابراہیم علیہ السلام ملے کہ بیت المعمور سے پیٹھ لگائے تشریف فرما ہیں (پھر حدیث کو ذکر کرتے کرتے اِن مبارک کلمات کو بیان کیا کہ) اور ناگاہ اپنی امت دو قسم پر پائی۔ ایک قسم کے سپید کپڑے ہیں کاغذ کی طرح اور دوسری قسم کا خاکستری لباس۔ میں بیتُ المعمور کے اندر تشریف لے گیا اور میرے ساتھ سپید پوش (جن پر سفید کپڑے تھے وہ) بھی گئے اور دوسرے وہ لوگ جو میلے کپڑوں والے تھے انہیں روک دیا گیا، مگر ہیں وہ بھی خیر وخوبی پر۔ پھر میں نے اور میرے ساتھ کے مسلمانوں نے بیتُ المعمور میں نماز پڑھی پھر میں اور میرے ساتھ والے باہر آئے۔

ظاہر ہے کہ جب ساری امتِ مرحومہ بفضلہٖ عزَّ وَجلَّ شرفِ باریاب (1) سے مشرّف ہوئی۔ یہاں تک کہ میلے لباس والے بھی، تو حضور غوثُ الوریٰ اور حضور کے منتسباق باصفا (2) تو بلاشبہ ان اجلیٰ پوشاک والوں میں سے ہیں، جنہوں نے حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیتُ المعمور میں جا کر نماز پڑھی۔ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن۔

مزید تفصیل فقیر کی کتاب ''شب معراج اور غوث اعظم'' کا مطالعہ کیجئے۔

اعجوبہ:۔ عالمِ ارواح میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے حالات عجیب وغریب ہیں

شب معراج ایک سبز مرغ:۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے سدرۃُ المنتہیٰ کے متصل ایک بارگاہ، بانوار آراستہ وپیراستہ دیکھی، اس میں دو مرغ سبز وسپید نہایت خوش پیکر دیکھے سفید تو بجائے خود متمکن ہے اور سبز دَمبدم پرواز کرتا ہے اور عرشِ بریں پر پرواز کر جاتا ہے اور پھر پلٹ کر اپنے مقام پر آجاتا ہے۔ میں نے

ابن جریر وابن حاتم وغیرہ الخ الآیۃ، جلد۵، صفحہ ۱۷۲، دار احیاء التراث العربی بیروت)

(1) اجازت پانے والا، دربار میں پہنچ جانے والا۔ (2) فقیر کی سمجھ میں یہ آیا ہے کہ شاید یہ لفظ منتسبان باصفا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

بارگاہِ لایزال سے اِن کے متعلق سوال کیا تو فرمایا کہ سپید مرغ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اور سبز مرغ سیّد عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالی علیہ ہیں دونوں آپ کی امت میں سے ہیں۔ سید عبدالقادر آپ کی اولاد سے ہوں گے۔

(میلاد نامہ شیخ برحق از قیامت نامہ، تصنیف بحر العلوم لکھنوی، صفحہ ۲۷، ۲۸)

پرواز غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ :۔کار پردازانِ قضاو قدر(1) جملہ ارواحِ انبیاء، اولیاء وعوام کو بارگاہِ حق میں لائے۔ان میں تین صفیں مرتب کیں

(۱) ارواحِ انبیاء

(۲) ارواحِ اولیاء

(۳) ارواحِ جملہ عوام

اس وقت غوثِ اعظم کی روح پرواز کر کے صفِ اوّل میں بار بار شامل ہونے جاتی، جسے ملائکہ کرام بار بار صفِ اولیاء میں لاتے لیکن روحِ غوثِ اعظم قرار نہ پاتی ملائکہ نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور استغاثہ کیا۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روحِ غوثِ اعظم سے فرمایا: آج آپ صفِ اولیاء میں ٹھہریں، کل قیامت میں آپ کو مقامِ محمود کے پہلو میں جگہ دی جائے گی۔اس پر نہایت مسرّت سے صفِ اولیاء میں رونق افروز ہوئے۔مزید کمالات ومناقب فقیر کی کتاب ''غوثِ اعظم کا ہر ولی پر قدم'' میں پڑھیے۔

نوٹ :۔یادر ہے کہ عالمِ اَرواح حق ہے، اِس کے احوال بھی حق ہیں لیکن یہ وہ جانیں جنہیں اس عالم سے وابستگی ہے اہلِ سنّت کو اس عالم پر بھی یقین ہے اوراس کے

---

(1) تقدیر کا انتظام سنبھالنے والے فرشتے

احوال پر بھی۔ اس کی تحقیق فقیر کی تفسیر پارہ ۹ میں ملاحظہ ہو۔

ڈالیاں جھومتی ہیں رقصِ خوشی جوش پہ ہے
بلبلیں جھولتی ہیں گاتی ہیں سہرا تیرا

حلِّ لُغات:۔ ڈالیاں، شاخیں، درخت کی ٹہنیاں۔ جھومتی ہیں، مستی کے عالَم میں جھونکے لیتی ہیں، لہراتی ہیں اور جھولتی ہیں۔ رقص، ناچ، اُچھل کود، مستی۔ جوش، زور و شور، تیزی۔ بلبلیں، بلبل کی جمع، چمن کا ایک مشہور پرندہ عندلیب۔ جھولتی ہیں، جھولا جھولتی ہیں۔ سہرا، وہ نظم جو دولہا کے سر پر پھولوں کا سہرا باندھنے کے بعد پڑھتے ہیں۔

شرح:۔ اے محبوبِ ربانی غوثِ سبحانی! آپ کے دولہا بننے کی خوشی میں درختوں کی ایک ایک ٹہنی مستی میں جھولتی اور لہراتی ہے۔ خوشی اور مسرّت کی مستی پورے زور و شور سے ہے باغوں کی بلبلیں درختوں کی نرم و نازک شاخوں پر بیٹھ کر جھولا جھولتی جاتی ہیں اور خوشی خوشی آپ کا سہرا گاتی جاتی ہیں یعنی آپ کی ذاتِ گرامی وہ ہے جس سے جن و انس، چرند و پرند، نباتات، جمادات الغرض ساری کائنات والہانہ وابستگی رکھتی ہے۔

چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

شیخ عارف ابو محمد شادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ خلیفۂ بغداد نے دعوتِ ولیمہ کی اور سارے بزرگوں کو بلایا۔ جناب شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، شیخ عدی بن مسافر، شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم دعوت میں حاضر نہ ہوئے۔ خلیفہ سے کہا گیا کہ اور تو سب بزرگ شامل ہوئے لیکن یہ تین حضرات حاضر نہیں ہوئے۔ خلیفہ نے کہا پھر تو کوئی مزہ نہ آیا۔ دربان سے کہا کہ جا اِن بزرگوں کو ان کے مقامات سے بلا کر لا۔ راوی کہتا ہے میں اُس وقت خدمتِ غوثیہ میں حاضر تھا۔ جناب غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جاؤ! حلبہ کی مسجد میں شیخ عدی معہ دو آدمیوں کے بیٹھے ہیں انہیں کہہ کر شیخ

عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو بلاتے ہیں۔ پھر مقبرہ شونیزیہ میں وہاں شیخ احمد رفاعی دو مردوں کے ساتھ ملیں گے انہیں بھی یہی پیغام دے۔ میں گیا، عین ایسا ہی اُن دونوں کو وہاں پایا۔ وہ آپ کا پیغام سن کر اُسی وقت کھڑے ہوئے اور خدمت میں حاضر ہوئے، سلام کر کے بیٹھ گئے۔ عین اُسی وقت خلیفہ کا قاصد جناب کی خدمت میں پہنچا دیکھا تو تینوں حضرات وہاں موجود ہیں جن کو طلب کرنے آیا تھا، بڑا خوش ہوا کہ تینوں ایک ہی مقام پر مل گئے۔ سلام کے بعد خلیفہ کا پیغام دیا تو تینوں حضرات اُٹھے خلیفہ راستہ میں آملا اس نے کہا اے میرے سردار! بادشاہ رعیّت پر گزرے تو رعایا اس کے لئے ریشمی کپڑا بچھاتی ہے۔ آپ بادشاہ ہیں میں آپ کا غلام، حکم دیں میں ریشم کی چادریں بچھادوں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن پر چل کر آئیں، اس کی درخواست منظور ہوئی یہ تینوں دین کے چاند گزر رہے تھے۔ جب کھانا کھا کر واپس لوٹے تو رات بڑی اندھیری تھی جنابِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس درخت یا دیوار یا پتھر کے پاس سے گزرتے، ہاتھ مبارک سے اشارہ فرماتے وہ چاند جیسا روشن ہو جاتا اس کی روشنی ختم ہوتی تو دوسری شئے روشن ہو جاتی اور آپ آگے آگے تھے باقی سب پیچھے۔

سوال :۔ بہجۃ الاسرار تو ایک ملفوظ کا مجموعہ ہے اس سے کب ثابت ہوتا ہے کہ ڈالیاں جھومتی، بلبلیں جھولتی، گاتی ہیں اور جو تم نے واقعہ پیش کیا ہے۔ اس سے بھی زیادہ یہی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت کا ثبوت ملتا ہے علاوہ ازیں بہجۃ الاسرار میں غلط باتیں درج ہیں اور سیّد عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ایسے مبالغے ہیں جو شایانِ خدا ہیں۔

جواب :۔ مذکورہ مناقب کون سے عقائد ہیں کہ جن کے لئے نصوصِ قطعیہ چاہئیں فضائل

ومناقب اور کمالاتِ ولی کامل مذکور جن کے لئے مستند کتب کی نقل کافی ہے اور بہجۃ الاسرار کو حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے سلسلۂ کمالات کے ذکر میں اسلاف صالحین رحمھم اللہ نے سند مانا ہے۔ ''کشف الظُّنون'' جو کتب وتصانیف کے تعارف میں بہترین تصنیف ہے، اس کا حوالہ ملاحظہ ہو۔

کتابِ مذکور میں علامہ چلپی رحمۃ اللہ تعالی علیہ لکھتے ہیں کہ

وَأَقُوْلُ مَا الْمُبَالَغَاتُ الَّتِیْ عُزِیَتْ إِلَیْهِ مِمَّا لَا یَجُوْزُ عَلٰی مِثْلِهٖ وَقَدْ تَتَبَّعْتُ فَلَمْ أَجِدْ فِیْهَا نَقْلًا إِلَّا وَلَهٗ فِیْهِ مُتَابِعُوْنَ وَغَالِبُ مَا أَوْرَدَهٗ فِیْهَا نَقَلَهُ الْیَافِعِیُّ فِیْ (أَسْنَی الْمَفَاخِرِ) وَفِیْ (نَشْرِ الْمَحَاسِنِ) وَ (رَوْضِ الرَّیَّاحِیْنَ) وَشَمْسُ الدِّیْنِ بْنِ الزَّکِیِّ الْحَلَبِیِّ أَیْضًا فِیْ (کِتَابِ الْأَشْرَافِ) وَأَعْظَمُ شَیْءٍ نُقِلَ عَنْهُ أَنَّهٗ أَحْیَی الْمَوْتٰی کَإِحْیَائِهِ الدَّجَاجَةَ وَلَعَمْرِیْ إِنَّ هٰذِهِ الْقِصَّةَ نَقَلَهَا تَاجُ الدِّیْنِ السُّبْکِیُّ وَنَقَلَ أَیْضًا عَنِ ابْنِ الرِّفَاعِیِّ وَغَیْرِهٖ وَأَنّٰی لِغَبِیٍّ جَاهِلٍ حَاسِدٍ ضَیَّعَ عُمْرَهٗ فِیْ فَهْمِ مَا فِی السُّطُوْرِ وَقَنَعَ بِذٰلِکَ عَنْ تَزْکِیَةِ النَّفْسِ وَإِقْبَالِهَا عَلَی اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی أَنْ یَّفْهَمَ مَا یُعْطِی اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی أَوْلِیَاءَهٗ مِنَ التَّصْرِیْفِ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ وَلِهٰذَا قَالَ الْجُنَیْدُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ''اَلتَّصْدِیْقُ بِطَرِیْقَتِنَا وِلَایَةٌ. (کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون ص ۲۰۴ ج ۱)(1)

ترجمہ: میں کہتا ہوں ایسے مبالغے کون سے ہیں جو آپ سے منسوب کر دیئے گئے ہیں اور اُن کا اِطلاق آپ پر جائز نہیں۔ میں نے ہر چند تلاش کی مگر مجھے ان میں کوئی نقل ایسی نہیں ملی جس میں دوسروں نے بہجۃ الاسرار کی متابعت نہ کی ہو۔ حصۂ کثیر ان حالات کا جن کو صاحب

---

(1) کشف الظنون ،باب بہجة الاسرار ومعدن الأنوار فی مناقب السادة الاخیار من المشائخ الابرار، جلد ۱ صفحہ ۲۵۶

بہجۃ الاسرار نے ذکر کیا ہے وہی ہے جسے امام یافعی نے ''اسنی المفاخر'' اور ''نشر المحاسن'' اور ''روض الریاحین'' میں اور شمس الدّین بن الزکی الحلبی نے بھی ''کتاب الاشراف'' میں نقل کیا ہے اور بڑی سے بڑی شئے جو آپ سے منقول ہے یہ ہے کہ آپ نے مردوں مثلاً مرغی کو زندہ کردیا، مجھے اپنی زندگی کی قسم کہ اس قصّے کو علامہ تاج الدّین سبکی نے نقل کیا ہے۔ابن الرفاعی رحمہم اللہ سے منقول ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے اولیائے کرام کو دنیا و آخرت میں جو تصرُّف عطا فرمایا ہے اسے وہ غبی و جاہل اور حاسد کیونکر سمجھ سکتا ہے جس نے عمر کتب کے سمجھنے میں ضائع کی اور تزکیۂ نفس اور اللہ کی طرف توجہ کو چھوڑا اسی پر قناعت کی۔اسی لئے سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے طریقہ کی تصدیق ولایت ہے۔

احادیثِ مبارکہ اگلے اشعار میں عرض کروں گا جن سے ثابت ہے۔اولیاءِ کرام کے ساتھ حیوانات و نباتات اور احجار و اشجار (1) کو کتنا پیار اور محبت ہے اور انہیں ان کے ساتھ کتنی عقیدت و نسبت ہے اور اس کے شواہد میں چند واقعات بھی پیش کئے جائیں گے۔(اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تعالیٰ)

نوٹ:۔یاد رہے کہ حضراتِ انبیاء علیٰ نبینا و علیہم السلام اور اولیاء رحمہم اللہ تعالیٰ نائبینِ خدا (2) ہوتے ہیں اس لئے جملہ مخلوق ان کی تابع ہوتی ہے۔حضرت شیخ سعدی قُدِّسَ سِرُّہٗ کی حکایت مشہور ہے آپ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں سرزمینِ رودبار (فارسی میں ایسی زمین کو رودبار کہا جاتا ہے جہاں نہروں کا جال بچھا ہوا ہو، حضرت سعدی کے زمانے میں ایک خاص باغ کا نام بھی تھا) میں تھا کہ اچانک ایسا شخص میرے سامنے آگیا جو چیتے پر سوار تھا، میری نگاہ اُس پر پڑی تو میں تھر تھر کانپنے لگا۔اس شخص نے میری یہ حالت

(1) بالترتیب حجر کی جمع، پتھر۔شجر کی جمع، درخت۔(2) اللہ تعالیٰ کے نائب۔

دیکھی تو مسکراتے ہوئے بولا؛ اے سعدی! مجھے چیتے پر سوار دیکھ کر حیران نہ ہو، اگر تو بھی خلوصِ دل سے اللہ کے حضور میں سرِ اطاعت جھکا دے اور اس کے احکامات کے مطابق زندگی گزارے تو تیرا حکم بھی کوئی نہ ٹالے گا اور اِس طرح سب تیرے فرمانبردار بن جائیں گے اِس لیے کہ جو خدا کی اِطاعت کرتا ہے دوسرے اس کی اِطاعت کرتے ہیں۔

گیت کلیوں کی چٹک غزلیں ہزاروں کی چہک
باغ کے سازوں میں بجتا ہے ترانہ تیرا

حلِّ لُغات :۔ گیت، گانا، راگ۔ کلیوں، کلی کی جمع، غنچے بغیر کھلے ہوئے پھول۔ چٹک، کلی کے کھلنے کی آواز۔ غزلیں، نظم کی ایک خاص قسم، چہک، چہکنا، چہچہانا، خوش اِلحانی میں بولنا۔ سازوں، ساز کی جمع، باجا۔ بجتاہے، آواز نکلتی ہے۔ ترانا، ایک خاص لَے اور سُر۔

شرح :۔ چمنستانِ عالم میں غنچوں کے کھلنے کی آوازیں ترنّم ونغمہ ہیں اور بلبلوں کا چہچہانا چمن کی غزل سرائی ہے۔ دراصل یہ دونوں چیزیں چمن کے باجے "مزامیر" ہیں اور انہیں باجوں میں اے عرب کے محبوب! ایک خاص سُر اور لَے کے ساتھ ایک خاص آواز سنائی دیتی ہے جس میں آپ کا ترانہ محبوبیت ہوتا ہے۔

احادیث مبارکہ :۔ حسبِ عادت بعض کند مزاج اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ کے اِن اشعار کو مبالغہ پر محمول کریں گے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ اشعار مبنی بر حقیقت ہیں جن کا ثبوت مندرجہ ذیل روایات سے ملتا ہے؛

ا۔ عَنْ أَبِی أُمَامَةَ الْبَاهِلِیِّ قَالَ ذُكِرَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا عَابِدٌ وَالْآخَرُ عَالِمٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَأَهْلَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرَضِينَ حَتَّى النَّمْلَةَ فِي جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوتَ لَيُصَلُّونَ عَلَى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ.. (ترمذی، مشکوٰۃ)(1)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے دومردوں کا ذکر ہوا۔ان میں سے ایک عابد تھا دوسرا عالم تو سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے کہ میری فضیلت تمہارے ادنیٰ آدمی پر۔ پھر حضور نے فرمایا کہ لوگوں کو بھلائی سکھانے والے پر خدا تعالیٰ رحمت کرتا ہے اوراس کے فرشتے نیز زمین وآسمان کے رہنے والے یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے سوراخوں میں اور مچھلیاں اپنے (پانی میں) اس کے لئے دعائے خیر کرتی ہیں۔

---

(1) عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ ذُكِرَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا عَابِدٌ وَالْآخَرُ عَالِمٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَأَهْلَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرَضِينَ حَتَّى النَّمْلَةَ فِي جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوتَ لَيُصَلُّونَ عَلَى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ. قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَمَّارٍ الْحُسَيْنَ بْنَ حُرَيْثٍ الْخُزَاعِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ الْفُضَيْلَ بْنَ عِيَاضٍ يَقُولُ عَالِمٌ عَامِلٌ مُعَلِّمٌ يُدْعَى كَبِيرًا فِي مَلَكُوتِ السَّمٰوَاتِ (سنن الترمذی، کتاب ابواب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقه علی العبادة، جلد٥، صفحه ٥٠ شرکة مکتبة ومطبعة مصطفی البابی الحلبی مصر) ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دوآدمیوں کا ذکر کیا گیا جن میں سے ایک تو عابد تھا اور دوسرا عالم۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عابد پر عالم کی فضیلت اسی طرح ہے جس طرح میں تم میں سے ادنیٰ آدمی پر فضیلت رکھتا ہوں۔ پھر فرمایا بے شک اللہ تعالی اوراس کے فرشتے زمین وآسمان والے حتیٰ کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلیاں بھی اس شخص کے لئے رحمت مانگتے ہیں جو لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتا ہے۔امام ابوعیسیٰ ترمذی علیہ الرحمۃ نے

۲. عَنْ قَيْسِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ قَدِمَ رَجُلٌ مِنَ الْمَدِينَةِ عَلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ وَهُوَ بِدِمَشْقَ فَقَالَ مَا أَقْدَمَكَ يَا أَخِي فَقَالَ حَدِيثٌ بَلَغَنِي أَنَّكَ تُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمَا جِئْتَ لِحَاجَةٍ ؟ قَالَ لَا قَالَ أَمَا قَدِمْتَ لِتِجَارَةٍ؟ قَالَ لَا قَالَ مَا جِئْتُ إِلَّا فِي طَلَبِ هٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَبْتَغِي فِيهِ عِلْمًا سَلَكَ اللّٰهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضَاءً لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَإِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ حَتَّى الْحِيتَانُ فِي الْمَاءِ وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا إِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَ بِهِ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ (ترمذی ، ابو داؤد، مشکوۃ)(1)

ترجمہ: قیس بن کثیر فرماتے ہیں مدینہ شریف کا ایک آدمی حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس دمشق میں آیا آپ نے فرمایا اے بھائی کیسے آنا ہوا؟ اس نے عرض کیا میں ایک حدیث سننے آیا ہوں مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ وہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں۔ حضرت ابودرداء نے پوچھا؛ کسی (دنیاوی) ضرورت کے لئے تو نہیں

کہا کہ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے میں نے ابوعمار حسین بن حریث خزاعی سے سنا کہ حضرت فضیل بن عیاض فرماتے ہیں عالم باعمل جولوگوں کوتعلیم دیتا ہے آسمانی سلطنتوں میں اسے "کبیر" کہہ کر پکارا جاتا ہے۔

(1)(سنن الترمذی، کتاب ابواب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقه علی العبادة، حدیث ۲۶۸۲، جلد ۵، صفحه ۴۸، شرکة مکتبة و مطبعة مصطفی البابی الحلبی مصر)(سنن ابی داؤد، کتاب العلم، باب الحث علی طلب العلم، حدیث ۳۶۴۱، جلد ۳، صفحه ۳۱۷)

آئے ؟اس نے کہا نہیں۔آپ نے فرمایا تجارت کے پیشِ نظر تو نہیں آئے ؟عرض کیا نہیں۔فرمایا: تو صرف اس حدیث کی تلاش میں آئے ہو تو سنو!میں نے نبی کریم صلی اللہ

ابن ماجہ شریف میں اسی طرح کے الفاظ سے یہ روایت ہے: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ جَمِيلٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ أَبِي الدَّرْدَاءِ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ أَتَيْتُكَ مِنَ الْمَدِينَةِ مَدِينَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَدِيثٍ بَلَغَنِي أَنَّكَ تُحَدِّثُ بِهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَمَا جَاءَ بِكَ تِجَارَةٌ ؟ قَالَ لَا قَالَ وَلَا جَاءَ بِكَ غَيْرُهُ ؟ قَالَ لَا .قَالَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَإِنَّ طَالِبَ الْعِلْمِ يَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ حَتَّى الْحِيتَانِ فِي الْمَاءِ وَإِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ إِنَّ الْعُلَمَاءَ هُمْ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا إِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ. (سنن ابن ماجه ، المقدمة، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، حدیث ۲۱۹ ،جلداول، صفحہ ۲۵۹) ترجمہ: امام ترمذی اپنی سند سے کثیر بن قیس سے راوی وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوالدرداء کے پاس دمشق کی جامع مسجد میں بیٹھا ہوا تھا ایک شخص آیا اور اس نے کہا اے ابوالدرداء!میں آپ کے پاس مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حدیث کے لئے آیا ہوں، مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہیں۔حضرت ابوالدرداء نے دریافت فرمایا کہ کسی کاروبار کی غرض سے تو نہیں آئے؟اس نے عرض کی: نہیں۔ابوالدرداء نے سوال کیا شاید کوئی اور غرض ہو؟ اس نے جواب دیا؛نہیں (کوئی اور مقصد بھی نہیں ہے)۔حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا، جو علم کی تلاش میں راستہ طے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے اور فرشتے طالبِ علم سے خوش ہو کر اپنے پَروں کو بچھاتے ہیں۔زمین وآسمان میں جتنی چیزیں ہیں اس کے لئے استغفار کرتی ہیں حتیٰ کہ پانی میں مچھلی بھی۔اور عالم کو عابد پر ایسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسے ستاروں پر چاند کو حاصل ہے۔علماء انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں انبیاء ورثہ میں نہ دینار چھوڑتے ہیں، نہ درہم۔وہ ورثہ میں علم چھوڑتے ہیں جس نے اسے لیا اس نے ایک بڑا حصہ حاصل کرلیا۔

علیہ وسلم سے سنا آپ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی طلبِ علم میں کوئی راستہ طے کرے، اللہ تعالیٰ اُسے جنّت کے راستے پر چلائے گا۔ فرشتے طالبِ علم کی رِضا حاصل کرنے کے لئے اس کے پاؤں کے نیچے اپنے پَر بچھاتے ہیں۔ عالم کے لئے زمین وآسمان کی ہر چیز حتیٰ کہ پانی میں مچھلیاں بھی مغفرت طلب کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت ستاروں پر اور علماء انبیاء کرام کے وارث وجانشیں ہیں ۔انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام وراثت میں درہم ودینار نہیں چھوڑتے، انہوں نے وراثت میں صرف علم چھوڑا ہے تو جس نے اسے حاصل کیا اس نے پورا حصّہ پایا۔

تبصرہ اُویسی غُفِرَلَہٗ :۔روایات سے عمومی حیثیت مدِّ نظر رکھ کر حیوانات اور اشجار وغیرہ کا علماء کے لیے اِستغفار وغیرہ ہمارے دلائل میں ہے اور علمِ کلام میں ثابت ہو گا کہ ان کا اِدراک اور کلام مبنی بر حقیقت ہے۔ خلافاً للمعتزلۃ، اہلِ سنّت کے دلائل میں آیاتِ ذیل پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَہٗ وَتَسْبِیْحَہٗ۔(1)

ترجمہ: سب نے جان رکھی ہے اپنی نماز اور تسبیح۔

(۲) وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ(2) ترجمہ: اور کوئی چیز نہیں جو اسے سَراہتی ہوئی اس کی پاکی نہ بولے، ہاں تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔

(۳) یُسَبِّحُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ.(3)

اللہ کی تسبیح کرتے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

---

(1) پارہ ۱۸، سورۃ النور، آیت ۴۱ (2) پارہ ۱۵، سورہ بنی اسرائیل، آیت ۴۴ (3) پارہ ۱۸، سورۃ النور، آیت ۴۱

اور اُن کا اِستغفار برائے علماء کرام کیا ہے وہی گیت جو اعلیٰ حضرت قُدِّس سِرُّہٗ نے فرمایا اور حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نہ صرف عالم بلکہ علماء گر و اولیاء ساز (1) ہیں۔

فَافْهَمْ وَلَاتَكُنْ مِنَ الْوَهَابِيِّيْنَ(2)

حقیقت یہ ہے کہ عام انسان کو اتنا شعور نہیں جتنا جمادات کو محبوبانِ خدا کی خبر ہے۔ احادیثِ مبارکہ کے مطالعہ سے بے شمار ایسے واقعات ملتے ہیں۔

(۱) **نبی پاک** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **کا ستونِ حنانہ اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔**

(۲) **شفاء شریف میں ہے کہ حضور** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **کی اونٹنی مقدس کا جب باغ سے گزر ہوتا تو درختوں کی ٹہنیاں جھک کر بزبانِ حال عرض کرتیں کہ ہمیں قبول فرمالیں۔**

(۳) **نبی پاک** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **ایک باغ سے گزرے تو کھجور بول پڑی "الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ" آپ نے اس کا صیحانی نام رکھا۔** (وفاء الوفا وغیرہ)

صفِ ہر شجرہ میں ہوتی ہے سلامی تیری
شاخیں جھک جھک کے بجا لاتی ہیں مُجرا تیرا

حلِّ لغات:۔ صف، قطار۔ سلامی، تعظیماً جھک کر سلام عرض کرنا، نذرانہ عقیدت پیش کرنا۔ شاخیں، ٹہنیاں۔ مجرا، ادب و احترام۔

شرح:۔ اے غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ! روئے زمین کے درخت جو صَف بہ صَف کھڑے نظر آتے ہیں آپ کی خدمتِ اقدس میں نذرانہ عقیدت و عظمت پیش کرتے ہیں اور درختوں کی ٹہنیاں جھک جھک کر آپ کا ادب و احترام بجالاتی ہیں۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:۔ یہ شعر بھی مذکورہ بالا شعر کی طرح ہے اور ان کے

---

(1) علماء و اولیاء بنانے والے (علماء پروڈکشن) (2) لہٰذا تو سمجھ جا اور وہابی نہ بننا۔

آداب بجالانے میں اُن کرامات کی طرف اشارہ ہے جواولیاءِ کرام سے ان اشیاء میں صادر ہوتی ہیں۔ فقیر نے "تصرّفات الاکابر فی اربع عناصر" میں ذکر کردیا ہے۔ چند واقعات ملاحظہ ہوں۔

آگ کا کام جلانا ہے اور پیدا بھی اسی لئے کی گئی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے انبیاء ورسل علیٰ نبینا و علیہم السلام کا ادب خود سکھایا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ ہمارے دعویٰ کی بیّن دلیل ہے۔ چنانچہ قرآن شاہد ہے کہ جب سَیّدُ نا ابراہیم علیہ السلام آگ میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے فوراً آگ کو فرمایا:

قُلْنَا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ ۝(1)

ترجمہ: ہم نے فرمایا اے آگ! ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی والی ابراہیم علیہ السلام پر۔

یہی وجہ ہے کہ آج تک آگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوران کے سچے وارثین اولیاءِ کرام بلکہ اِسلام کی ہر مقدّس شئے کی تعظیم وتکریم اورادب بجالاتی ہے۔ چند مشاہدات پڑھیے

حضرت انس ﷜ کا دسترخوان:۔ حدیث شریف میں ہے کہ سَیّدُ نا انس بن مالک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں کچھ مہمان آئے۔ آپ نے انہیں کھانا کھلایا جب وہ کھانا کھا چکے تو سالن وغیرہ کے لگ جانے سے دسترخوان زرد اور میلا ہوگیا آپ نے خادمہ سے فرمایا؛ کہ اس دسترخوان کو تنور میں ڈال دے۔ حسبِ اِرشاد اُس نے دسترخوان کو تنور میں ڈال دیا۔ تنور آگ سے پُر تھا لیکن خدا کی قدرت، دسترخوان کو آگ نے گزند(2) نہ پہنچایا بلکہ کچھ دیر کے بعد جب اسے تنور سے نکالا گیا تو صاف وسفید اور میل کچیل سے

---

(1) پارہ ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت ۶۹ (2) صدمہ، رنج، دکھ، تکلیف۔

پاک ہو چکا تھا۔ مہمان حیرت کے سمندر میں ڈوب گئے اور عرض کرنے لگے کہ اس دستر خوان میں کون سی خاصیت ہے جس وجہ سے اس پر آگ اثر نہ کر سکی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ

گفت زانکہ مصطفیٰ دست ودہاں

بس بمالید اندراں دستر خوان

ترجمہ: اس لئے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دستر خوان سے ہاتھ ملا۔(1)

اس کی مزید تشریح فقیر کی کتاب ''صدائے نوی شرح مثنوی'' میں دیکھئے۔

سیدہ زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روٹیاں:۔

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدۃُ النساء فاطمۃُ الزہرہ رضی اللہ تعالی عنہا کے گھر تشریف لے گئے اس وقت حضرت خاتونِ جنت تنور میں روٹیاں لگا رہی تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازراہِ شفقت ومحبت ارشاد فرمایا: کہ بیٹی! تو آرام کر، تنور میں روٹیاں میں لگاتا ہوں۔ سیدہ رضی اللہ تعالی عنہا نے اس رحمت بھرے ارشاد کے سامنے سرِ تسلیم خم کر لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے کچھ روٹیاں تنور میں لگائیں خدا کی قدرت باقی سب روٹیاں پک گئیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لگائی ہوئی روٹیاں جوں کی توں کچی رہیں۔ سیدہ زہرہ رضی اللہ تعالی عنہا نے حیران ہو کر عرض کیا کہ حضور آپ والی روٹیاں پکتی کیوں نہیں آپ نے جواباً ارشاد فرمایا:

اے فاطمہ! عجب ندار آں نانہا شرف مساس دست یافت

وہرچہ دست ما آں رابساید آتش باں کار نکند۔

---

(1)(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح باب النقیع والانبذۃ جلد ۶ صفحہ ۱۳۳)

ترجمہ: اے فاطمہ! تعجب نہ کر، اس روٹی نے میرے ہاتھ کو چھونے کا شرف پایا ہے اور جو میرے ہاتھ کو چھوئے اس پر آگ اثر نہیں کرتی۔

شیخ المحدثین علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِس واقعہ کو ذکر فرما کر یہ ثابت کیا ہے کہ فتح مکّہ مکرّمہ کے موقع پر کعبہ معظمہ کی بلندی پر نصب کئے ہوئے بتوں کو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اس لئے نہیں گرایا تھا کہ بتوں نے حسبِ ارشادِ قرآنی جہنّم میں جلنا ہے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دستِ اقدس سے انہیں گراتے تو اِن پر جہنّم کی آگ بھی اثر نہ کرسکتی بایں وجہ آپ نے حضرت شیرِ خدا علی مشکل کشا رضی اللہ تعالی عنہ کو فرمایا تھا کہ میرے کندھے پر سوار ہو کر تم ان بتوں کو گراؤ۔ (مدارجِ النبوۃ جلد۲، صفحہ ۳۸۵)(1)

آگ نے رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک کا ادب کیا:۔

تاریخِ کشمیر کی ایک کتاب میں بتایا گیا ہے کہ درگاہ حضرت بل سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو موئے مبارک گم ہوا ہے اسے آگ جلانے سے قاصر ہے یہ کتاب ایک نامور کشمیری مورخ غلام محیّ الدین صوفی مرحوم نے لکھی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ کشمیر کے ایک حکمران نے ایک بار موئے اقدس کو آزمائش کے طور پر جلتی آگ میں ڈال دیا جس سے اسے ذرہ بھر گزند نہیں پہنچا تھا۔ مورخ نے مزید بتایا کہ موئے مبارک ۱۶۹۹ء بمطابق ۱۱۱۱ھ کو مدینہ منورہ سے بیجاپور(2) لایا گیا تھا جب کہ شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر ہندوستان پر حکمرانی کرتے تھے۔ (نوائے وقت لاہور یکم جنوری ۱۹۶۴ء)

(1) (مدارجِ النبوۃ فارسی باب سوم بیان فتح مکّہ جلد۲، صفحہ ۳۸۵ طبع نولکشور لکھنؤ)

(2) (بھارت میں ایک جگہ کا نام ہے)

فائدہ :۔موئے مبارک تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جز و شریف ہیں اس کو گزند پہنچانے سے آگ کیوں نہ قاصر ہو یہ بیچاری تو ایسی چیز کو بھی گزند پہنچانے سے قاصر

فائدہ :۔موئے مبارک تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جز و شریف ہیں اس کو گزند پہنچانے سے آگ کیوں نہ قاصر ہو یہ بیچاری تو ایسی چیز کو بھی گزند پہنچانے سے قاصر ہے جسے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک نے صرف مَس فرمایا اور اسے جز و بننے کا شرف حاصل نہ ہوا جیسا کہ ہم نے پہلے واقعات لکھے ہیں۔

ازالۂ وَھم :۔ممکن ہے کہ بعض اذہان میں وہم پیدا ہو کہ بات دائرہ اِمکان میں نہیں تو پھر ہم کیسے مانیں؟ کہ واقعہ ایسا ہوا ہو۔اس وہم کو یوں زائل کیا جا سکتا ہے کہ یہ معجزۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور معجزہ ہوتا وہی ہے جو دائرہ اِمکان سے خارج ہو اور معجزہ رہتی دنیا تک قائم ودائم ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کا ادب :۔اسی لئے ہم اہلِ سنت کے معمولات میں ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک کی تعظیم وتکریم اور آداب بجالاتے ہیں اس لئے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک کی اللہ تعالیٰ نے قسم یاد فرمائی۔چنانچہ فرمایا:

وَ الضُّحٰیO وَ الَّیْلِ اِذَا سَجٰیO(1)

ترجمہ: چاشت کی قسم اور رات کی جب پردہ ڈالے۔

صاحبِ روح البیان اِس کے تحت فرماتے ہیں کہ **الضحیٰ** سے کنایہ نورِ جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے **اللیل** سے مراد زُلفِ پاک ہیں۔

---

(1) پارہ ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت ۱،۲

به وصف رخش والضحیٰ گشت نازل
چو واللیل شد زلف وخال محمد (1)

دوسری جگہ فرمایا

دوچشمی نرگس که مازاغ البصر فوانند
درزلف عنبر ینش راکه واللیل اذایغشی (2)

موئے مبارک کے متعلق نبوی ارشاد :- حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ اپنے بال ہاتھ مبارک میں لئے ہوئے فرما رہے ہیں کہ جس نے میرے ایک بال کو بھی تکلیف پہنچائی یعنی اس کی بے ادبی وتحقیر کی اس پر اللہ تعالیٰ نے جنّت حرام کردی۔ (کنزا لعمال جلد۶، صفحہ ۲۷)(3)

اور فرمایا کہ: جس نے میرے بال کو اذیت پہنچائی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے دُکھایا اللہ تعالیٰ کو اس نے اذیت پہنچائی، اس پر اللہ تعالیٰ زمین وآسمان کے برابر لعنت فرمائے گا اور اس کا کوئی فرض ونفل قبول نہ ہوگا۔(4)

---

(1) ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ کی تعریف میں والضحیٰ (کا قرآنی کلمہ) نازل ہوا، جیسے آپ کی زلفِ عنبریں کی شان میں والّیل (کامبارک قرآنی کلمہ) آیا۔

(2) ترجمہ: دونرگسی نین جن میں مازاغ البصر کا سرمہ ہے، آپ کی معطرو معنبر زلف ہے جب رات کی تاریکی چھاجائے۔

(3) عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ آخِذُ شَعْرِهٖ يَقُوْلُ: مَنْ آذٰى شَعْرَةً مِنْ شَعْرِيْ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ. كنزا لعمال فى سنن الاقوال و الافعال كتاب الفضائل من قسم الافعال، باب فضائل النبى ﷺ، المجلد السادس رقم الحديث ۳۵۳۴۶، دار الكتب العلمية بيروت. (4) كنزا لعمال فى سنن الاقوال و الافعال كتاب الفضائل من قسم الافعال، باب فضائل النبى ﷺ، المجلد السادس رقم الحديث ۳۵۳۴۷، دار الكتب العلمية بيروت.

دیگر معجزے :۔حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی داڑھی مبارک کے بال لے کر گھر آئے اور انہیں نہایت تعظیم سے اندر رکھا تھوڑی دیر بعد قرآنِ پاک پڑھنے کی آواز سنائی دی ۔صدیق اکبر اندر آتے ہیں تب بھی بدستور قرآنِ پاک کی تلاوت جاری ہے لیکن پڑھنے والا کوئی نظر نہیں آتا تعجب ناک ہوکر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ماجرا سناتے ہیں آپ صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ سے واقعہ سن کر مسکرائے اور فرمایا ملائکہ میرے بال کے پاس حاضری دے کر قرآن پڑھتے ہیں۔(جامع المعجزات صفحہ ۲۳)(1)

یہ تو صرف نمونہ کے طور پر تبرک کے طور پر عرض کیا گیا ہے تاکہ کُند مزاج سمجھ جائے کہ اعلیٰ حضرت قدّس سرّہٗ نے مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت بیان فرمائی ہے۔

کس گُلستاں کو نہیں فَصلِ بَہاری سے نیاز
کون سے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا

حلِّ لُغات:۔ گلستان (فارسی) باغ، چمن۔ فصل بہاری، موسمِ بہار لانے والا، مراد غوثِ پاک۔ نیاز، ضرورت۔ سلسلہ، زنجیر، خاندان۔

شرح :۔اے غوثِ پاک آپ موسمِ بہار ہیں اور کوئی چمن یعنی دنیا کا کوئی ولی ایسا نہیں ہے جس کو آپ کی توجہ کے موسمِ بہار کی ضرورت نہ ہو اور سارے سلسلے قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ وغیرہ ان سب میں آپ ہی کا فیض کارفرما ہے۔

چودھویں پندرھویں صدی کے جہلاء، صوفی اور پیر:۔یہ مسلّم ہے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ پیرانِ پیر ہیں یعنی سب کے مرشدِ

---

(1)جامع المعجزات فی سیر خیر البریّات صفحہ ٦٦، ٦٧ مطبوعہ مصر

برحق بلکہ ولایت کنندہ ہیں خواہ وہ کسی سلسلہ کا ولی ہو۔ چشتی، سہروردی، نقشبندی، اُویسی وغیرہ وغیرہ یہ نہیں کہ آپ صرف قادریہ سلسلہ کے سرتاج ہیں اور بس۔ نہیں آپ کے ہاتھ مبارک میں ہے ولایت کا قلمدان جب تک آپ کی مہر ثبت نہ ہو یعنی آپ جب تک کسی کو ولایت عطا نہ فرمائیں وہ ولی نہیں بن سکتا۔ تفصیل فقیر نے پہلے عرض کردی ہے چند حوالہ جات یہاں مناسبت کے طور پر پیش کردوں تاکہ کسی غلط کار کو پھسلانے کا موقع نہ ملے۔

شیخ عدی بن مسافر علیہ الرحمۃ:۔ شیخ عمر البزاز علیہ الرحمۃ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ محبوں کے سردار ہیں اور اولیاء اللہ کی باگ ڈور آپ کے ہاتھ مبارک میں ہے۔ (قلائد الجواہر صفحہ ۷۷)(1)

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، امام اہل سنّت، مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے

سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا! تیرا

میرے خیال میں اس مسئلہ میں کسی بھی صاحب طریقت کو اختلاف نہ ہوگا سوائے چند متعصبین(2) کے۔ اس طویل بحث کو (بیان کرنے سے بہتر یہ ہے کہ) فقیر سیدنا جنید بغدادی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے اقوال پر اکتفا کرتا ہے جنہیں جملہ اہلِ طریقت نے سیدُ الطائفہ مانا ہے۔

سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔

ایک دن عالم کیف میں سیدُ الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان پر یہ

(1) قلائد الجوہر بہامشہ فتوح الغیب صفحہ ۷ مطبوعہ مصر

(2) متعصب کی جمع ہے، تعصب کرنے والا۔

کلمات جاری ہوئے "قَدَمُهُ عَلٰی رَقَبَتِیْ قَدَمُهُ عَلٰی رَقَبَتِیْ"

ترجمہ: اس کا قدم میری گردن پر، اس کا قدم میری گردن پر۔

یہ حالت دیکھ کر لوگ حیران ہو گئے۔ عالمِ کیف کے افاقے کے بعد دریافت کیا تو فرمایا: کشفِ باطن کے ذریعہ مجھے معلوم ہوا کہ پانچویں صدی میں عارفوں کا تاجدار پیدا ہوگا جو مشیت ایزدی کا اشارہ پا کر ارشاد فرمائے گا؛

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ

ترجمہ: میرا یہ قدم سارے اولیاء کی گردن پر ہے۔

اضطرابِ شوق میں آج ہی اس کی جلالتِ شان کے آگے میری گردن خم ہو گئی اور عالمِ کشف میں یہ الفاظ بے ساختہ میری زبان سے جاری ہوئے۔

نہیں کس چاند کی منزل میں تیرا جلوۂ نور
نہیں کس آئینہ کے گھر میں اجالا تیرا

حلّ لُغات:۔ نہیں، برائے استفہامِ اقراری۔ چاند، ماہتاب، مجازاً روشن ضمیر ولی۔ منزل، درجہ، گھر۔ جلوہ، دیدار، نمائش۔ آئینہ، جس میں زیب و زینت دیکھی جائے، شیشہ ، آئینہ کا گھر بمعنی شیش محل، وہ مکان جس میں ہر طرف شیشے جڑے ہوئے ہوں مجازاً روشن سینہ۔

شرح :۔ کسی ماہتاب یعنی بلند سے بلند درجہ والا روشن ضمیر ولی ایسا نہیں ہے جس میں آپ کا نور نہ جھلکتا ہو اور کوئی روشن سینہ نہیں جس میں آپ کی روشنی نہ پائی جاتی ہو۔ آپ ہی کا نورِ ولایت دنیا بھر کے اولیاءِ کاملین کو عطا ہوا ہے جس سے وہ خود روشن ہیں اور دوسروں کو بھی روشن فرماتے ہیں۔

جملہ سلاسلِ اولیاء کے علاوہ آج بطریقۂ اُویسیہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کا فیض جاری ہے۔ سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی فیضِ اُویسیہ کی ایک جھلک ہے بلکہ اب بھی سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دعویٰ آپ کے مزار پر جلی قلم سے لکھا ہے کہ کوئی سالک (1) میرے پاس آئے میں اسے سُلوک کے منازل طے کراؤں گا اور سینکڑوں بندگانِ خدا حضرت سلطان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فیض سے بہرہ ور ہوئے اور ہو رہے ہیں۔

راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خُدّام
باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا

حلّ لُغات:۔ راج کرنا، حکومت کرنا۔ خدّام، جمع خادم، میاں، مرید اور نام لیوا مراد ہے۔ باج، خراج، محصول۔ نہر، کسی دریا سے نکالی ہوئی شاخ مجازاً فیض حاصل کرنے والا شاگرد۔ دریا، ہمیشہ بہنے والی بڑی نہر، مجازاً فیض دینے والا استاذِ کامل۔

شرح:۔ اے سید الاولیاء! کون سا ایسا شہر ہے جس میں آپ کے دریا کے خدمت گزار اولیاءِ کرام حکومت نہیں کرتے اور کون سا ایسا نالہ ہے جس سے آپ کا دریا محصول نہیں حاصل کرتا۔ نہر کے محصول سے مراد ولیوں کا فیض یافتہ اور احسان مند ہونا ہے اور دریا سے مراد خود فیض دینے والے حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ گرامی ہے اسی لئے بالواسطہ اور بلاواسطہ ہر جگہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا "من حیث الولایۃ" راج ہے اور یہ نہ مبالغہ ہے اور نہ مبنی بر عقیدت ہے بلکہ حقیقت ہے کیونکہ دنیا کا نظام تین طریقوں سے چل رہا ہے۔

---

(1) تصوّف کی اصطلاح میں ایسا مخلص مومن جو اللہ تعالیٰ کا قرب بھی چاہتا ہو اور حلال روزی بھی کماتا ہو۔

(۱) اہلِ معرفت (اولیاء) کی نگاہ

(۲) اہلِ شریعت (علماء) کی خدمتِ خلق سے

(۳) اہلِ حکومت (شاہانِ اسلام) کی سیاست (اور حضور غوثِ اعظم ان تینوں کے سربراہ ہیں)

غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تین طرّے:۔

شیخ ابو عبداللہ محمد بن شیخ ابو العباس خضر موصلی قُدِّسَ سِرُّہٗ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے خواب میں سید عبدالقادر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہٗ کو ان کے اپنے مدرسہ بغداد میں کھڑے دیکھا اور وہ اتنا وسیع تھا کہ بحروبر کے تمام مشائخ اس میں جمع ہیں۔ شیخ عبدالقادر ایک بلند تخت پر جلوہ فرما ہیں ہر ولیؔ اللہ کے سر پر عمامہ ہے اور ہر عمامہ پر ایک ایک طرّہ (1) بعض اولیاء اللہ کے دو طرّے تھے لیکن شیخ عبدالقادر کے عمامے کے تین طرّے تھے۔ میں اس خواب سے حیران تھا کہ آپ کے عمامہ کے تین طرّے کس لیے ہیں؟ جب بیدار ہوا تو سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کو اپنے سرہانے کھڑا دیکھا اور آپ فرما رہے تھے کہ اے خضر! ایک طرہ شریعت کے شرف کا، ایک طریقت کا اور ایک حقیقت (کے شرف) کا ہے۔ (زبدۃ الاسرار صفحہ ۵۵) (2)

عقلی کائنات:۔ خالقِ کائنات نے دورِ سابق کا قانون بتایا:

وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ۔(3)

ترجمہ: اور اس کے بعد پے درپے رسول بھیجے۔

---

(1) پگڑی و عمامہ کے اوپر کا سرا جو اُبھار رہتا ہے۔ (مزید اس لفظ کے چودہ معانی ہیں)

(1) زبدۃ الاسرار و زبدۃ الآثار ذکر علمہ اللدنی و علمہ الظاہر صفحہ ۴۶ مطبع بکسلنگ کمپنی (3) پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۸۷

لیکن چونکہ ہمارے آقا محبوب وخاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ مسدود(1) تھا اس لئے شریعتِ مطہرہ کو تھامنے اور مُسلِم قومیت کو اَز سرِ نَو زندہ کرنے کے لئے قدرتِ خداوندی نے ایک ایسے برگزیدہ نفسِ قدسی کو چھانٹ لیا جس نے دنیا کو پھر اُسی شاہراہِ مستقیم پر چلادیا، جس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت کو چھوڑ گئے تھے۔اپنی نیابت میں حضور غوثِ اعظم کو قطبیت و غوثیت کی سندیں عطاء کر کے اولوالعزمی کی پوشاک(2)، امور کمالیت کا تاج(3) سر پر رکھ کر اصلاحِ قوم پر مامور فرمادیا۔اسی لئے آپ قطبُ الاقطاب، غوثُ الاغیاث اور مقتدیٰ اولیاءِ عظام ہی ہیں۔جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گروہِ انبیاء میں بے مثل و بے نظیر اور سردارِ انبیاء ہیں۔اسی طرح حضور غوثِ اعظم گروہِ اولیاء میں بے مثل و بینظیر سرتاجِ اولیاء ہیں اور "قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ" آپ کی ہی شان ہے آپ کا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔اس کی وجہ ظاہر ہے کہ ہر نبی علیہ السلام میں نبوت کے علاوہ ولایت بھی ہے۔حضور سرورِ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نبوت ختم ہوئی تو ولایت ختم نہ ہوئی صحابہ ثلاثہ (سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروق اعظم، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنھم اجمعین) کے بعد ولایت کا باب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ پر مفتوح ہوا۔ان کے بعد نیابتِ ولایت اہل بیت میں منتقل ہوئی جو آخری امامِ اہلِ بیت کے بعد حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو منتقل کردی گئی سیدنا مہدی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تشریف آوری تک یہ سلسلہ آپ کے قبضہ میں ہے جسے چاہیں ولایت سے نوازیں جسے چاہیں معزول فرمائیں۔

---

(1) بند کیا گیا، روکا گیا، بند۔(2)(لُعابِ دہن سات بار عطا فرما کر) مضبوط ارادہ کا مالک بنا دیا۔(3) تمام معاملات کا تاج۔

مزرعِ چشت و بُخارا و عِراق و اجمیر
کون سی کِشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

حلِ لُغات:۔ مزرع، کھیت۔ چشت، ایک گاؤں کا نام جہاں سے سلسلہ چشتیہ کی ابتداء ہوئی۔ بخارا، ماوراء النہر یعنی ترکستان کے ایک مشہور و معروف شہر کا نام۔ حضرت امام بخاری ،صحیح بخاری شریف کے مؤلف امام اسمٰعیل وہیں کے رہنے والے تھے یہاں چاروں سلسلوں میں سے ایک سلسلہ نقشبندی کے بانی حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندیہ علیہ الرحمۃ مراد ہیں اور یہ بزرگ بھی وہیں کے رہنے والے تھے۔ عراق، مراد ہے سلسلۂ سہروردیہ کے بانی حضرت خواجہ شہاب الدین شافعی سہروردی علیہ الرحمۃ سہروردیہ کے رہنے والے تھے جو عراق میں ہے۔ اجمیر، راجپوتانہ کے ایک مشہور شہر کا نام ہے جہاں تبلیغ کے لئے حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی سنجری رحمۃ اللہ تعالی علیہ تشریف لے گئے اور وہیں اپنا مرکز بنایا اور وہیں آپ کا وصال ہوا آپ کا مزارِ مقدس آج تک مرجعِ خلائق ہے آپ حضرت عثمان ہارونی چشتی علیہ الرحمۃ کے خلیفۂ خاص تھے۔ کشت، کھیت۔ جھالا، موسلا دھار بارش۔

شرح :۔ چشت اور بخارا اور عراق اور اجمیر شریف وغیرہ جتنی بھی جگہیں ہیں جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندے پیدا فرمائے ہیں یہ سب جگہیں اے غوثُ الثقلین رضی اللہ تعالی عنہ آپ کے فیضانِ کرم سے سیراب ہیں۔

چشت :۔ چشتیہ سلسلہ اسی بستی مبارک کے نام سے منسوب ہیں اگرچہ ہمارے ملک ہندو پاکستان میں اس کی شہرت حضور غریب نواز اجمیری قدِّس سِرُّہٗ کی وجہ سے ہوئی اور حضور غریب نواز ہوں یا ان کے شیخ یا ان کے شیخ المشائخ سب نگاہِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے معمور ہیں چنانچہ حضور فریدُ الملّت والدین حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف قدِّس

سِرُّہٗ سے سوال ہوا کہ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ اصحابِ رقبہ(1) ہیں تو آپ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ اس وقت آپ کی عمر شریف اٹھارہ سال ہوگی اور یہ عمران کی ابتدائے سلوک کی ہے ہاں اگر آپ کے شیخ حضرت خواجہ عثمان ہارونی قُدِّسَ سِرُّہٗ اصحابِ رقبہ ہوں تو عجب نہیں اگر آپ بھی نہ ہوں تو آپ کے شیخ حضرت حاجی شریف زندنی (2)اصحابِ رقبہ ہوں گے۔

فائدہ :۔خواجہ صاحب رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ کی مراد اصحابِ رقبہ سے یہ ہے کہ غوثِ اعظم کے روبرو سر جھکایا یا غائبانہ (روحانی طور) اور حضرت غریب نواز اجمیری رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ دورانِ اعلان کم عمر تھے لیکن ہم کہتے ہیں کہ سر جھکایا ضرور خواہ بعد کو یا اسی کم عمری میں۔ چنانچہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دنوں خراسان کے پہاڑوں میں مجاہدات وریاضات میں مشغول تھے۔آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے بھی روحانی طور پر جنابِ غوثُ الاعظم کا مندرجہ بالا ارشادِ گرامی سن کر اپنی گردن اس قدر خم کی کہ پیشانی زمین کو چھونے لگ گئی اور عرض کی:

"بَلْ قَدَ مَاکَ عَلٰی رَاْسِیْ وَعَیْنِیْ"

ترجمہ: آپ کے دونوں قدم میرے سر اور میری آنکھوں پر ہوں۔

حضرت غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے اس اظہارِ نیاز سے متاثر ہوکر مجلس میں فرمایا کہ سیدنا غیاث الدین کے صاحبزادے نے گردن جھکانے میں سبقت کی ہے جس کے باعث عنقریب ولایتِ ہند سے سرفراز کئے جائیں گے۔(3)

---

(1)ولایت کے ایک درجہ کا نام ہے۔(2) زندانی دونوں طرح سے استعمال ہوتا ہے لقب نیر الدین ہے آپ سلسلہ چشتیہ کے مشائخ میں سے ہیں آپ علیہ الرحمۃ خواجہ مودود چشتی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ تھے ۱۲۱۵ء میں آپ کا وصال ہوا۔(3)تفریح الخاطر ،المنقبۃ الحادیۃ عشر صفحہ ۲۵ مطبوعہ مصر

شیخ صنعان رحمۃ اللہ علیہ کا انکار وتوبہ :۔اصفہان کے ایک ولی اللہ شیخ صنعان رحمۃ اللہ تعالی علیہ جنابِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے ہم عصر تھے دریائے علم و عرفان کے زبردست شناور(1) تھے اور کرامات و خوارق ان سے بکثرت سرزد ہوتے تھے۔غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا مذکورہ بالا فرمان روحانی طور پر انہوں نے بھی سنا مگر آں جناب رضی اللہ تعالی عنہ کا مرتبۂ کمال پہچاننے میں ٹھوکر کھا جانے کے باعث گردن خم کرنے میں متامّل ہوئے(2) جس پر اسی وقت ان کی ولایت وبصیرت سلب ہوگئی اور تہی دامن ہوجانے کی وجہ سے ایمان بھی خطرے میں پڑ گیا۔ بالآخران کے ایک ارادت مند کی عاجزی وخدمت گزاری کے باعث جنابِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے متوجہ ہوکر انہیں کفر سے بچالیا اور توبہ کرنے پر منصب بحال ہوا۔

فائدہ :۔یہ اشعار دراصل **"قدمی ھذہ علی رقاب اولیاء اللہ"**(3) کی تفسیر ہیں جنہیں مختلف پہلوؤں سے بیان کیا جارہا ہے۔

قدمی ھذہ علی رقبۃ الخ کا مفہوم:۔جنابِ غوثِ اعظم کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے ان الفاظ کے متعلق یہ تو سبھی تسلیم کرتے ہیں کہ وہ بحکم الٰہی کہے گئے تھے مگر وسعت فرمان کے معاملہ میں موجودہ دور کے بعض حضرات نے اختلاف کیا ہے۔ان کا خیال ہے کہ آپ کا یہ فرمان صرف اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص تھا کیونکہ اولیائے متقدمین میں مختلف حضرات صحابہ کرام، تابعین ، تبع تابعین اور اولیائے متاخرین میں حضرت امام مہدی بھی شامل ہیں لیکن اکثریت اور اکابرین کی رائے یہ ہے کہ اس قول کے

---

(1) تیراک، تیرنے والا۔(2) سوچنے لگے۔

(3) بھجۃ الاسرار ومعدن الانوار، ذکر اخار المشائخ عنہ بذلک، صفحہ ۴، مصطفی البابی مصر

تحت آپ کے زمانے کے اولیائے حاضر وغائب کے علاوہ تمام اولیائے متقدمین ومتاخرین بھی آتے ہیں اور اولیاء سے مراد وہ وَلیُ اللہ ہیں جو اصحاب وائمہ اہلِ بیت رضی اللہ تعالٰی عنہم وغیرہ کے مختص ناموں سے منسوب نہیں۔

مزید تفصیل فقیر کی کتاب ''قدم غوث جلی بر گردن ہر ولی'' میں ہے۔

اور محبوب ہیں، ہاں پر سبھی یکساں تو نہیں
یُوں تو محبوب ہے ہر چاہنے والا تیرا

حلِّ لُغات :۔اور، دوسرے کثرت سے۔ محبوب، پیارے دوست۔ ہاں، بیشک۔ پر، لیکن۔ سبھی، سب ہی، سب کے سب۔ یکساں، برابر مساوی۔ یوں تو، اس طرح تو۔

شرح :۔اللہ تعالٰی کے بے شمار پیارے اور دوست ہیں لیکن یقیناً سب برابر اور مساوی نہیں ہیں۔ ان کے مقابلے میں آپ کا درجہ اللہ تعالٰی نے سب سے زیادہ بلند فرمایا ہے یہاں تک کہ آپ سے جو پیار و محبت رکھنے والے ہیں وہی محبوبانِ الٰہی ہیں اور جس نے آپ کو نہ چاہا وہ مردودِ بارگاہ الٰہی ہے کیونکہ آپ کو ہی اللہ تعالٰی نے منبع ولایت اور سیدُ الاولیاء والاقطاب بنایا ہے لہٰذا بڑے سے بڑا بزرگ آپ کے زیر سایۂ عاطفت میں ہوتا ہے۔

ردِّ غُلاۃ (1) :۔اس شعر میں اس بیوقوف غالی کا رد ہے جس نے حضور نظام الدین اولیاء کو محبوبِ الٰہی کے لقب کی وجہ سے کہہ دیا ہے کہ آپ حضور محبوبِ سبحانی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے افضل ہیں۔ اس کی تشریح وتردید آگے چل کر عرض کرونگا یہاں چندان محبوبوں کی باتیں پڑھ لیں جو محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی رضی اللہ تعالی عنہ کے چاہنے والے ہیں۔

عیسیٰ علیہ السلام اور غوثِ پاک ﷺ :۔چاہنے سے مراد، کسی سے

---

(1) غُلاۃ، غالی کی جمع، حد سے بڑھنے والوں کا رد۔

پیار اور محبت کرنا ہے خواہ چاہنے والا افضل بھی ہو۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت قُدِّس سِرُّہٗ نے فرمایا کہ آپ کا ہر چاہنے والا محبوب ہے لیکن آپ کی شان نرالی ہے کہ آپ کو سبھی چاہتے۔

متعدد کتابوں میں ہے کہ ایک دفعہ ایک راہب جس کا نام سنان تھا آپ کی مجلس میں آیا اور آپ کے دستِ مبارک پر اسلام سے مشرّف ہوا۔ اس نے عام مجمع میں کھڑے ہو کر بیان کیا کہ میں یمن کا رہنے والا شخص ہوں میرے دل میں اسلام کا شوق پیدا ہوا میں نے مُصمّم ارادہ (1) کرلیا کہ جو شخص اہلِ یمن میں سب سے زیادہ متقی پرہیز گار متدیّن (دین دار) متشرّع (پارسا) اور افضل ہوگا میں اس کے ہاتھ پر اِسلام قبول کروں گا۔ میں اسی فکر میں تھا کہ مجھے نیند آگئی میں نے حضرتِ سیّدُنا عیسیٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا: اے سنان! تم بغداد جاؤ اور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللّٰہ تعالی عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو کیونکہ وہ اس وقت روئے زمین کے تمام لوگوں سے افضل ہیں۔

شیخ موصوف بیان کرتے ہیں کہ اِسی طرح ایک دفعہ مجلس وعظ میں تیرہ عیسائی آپ کے دستِ مبارک پر مشرّف باسلام ہوئے ان عیسائیوں نے بیان کیا کہ ہم لوگ نصاریٰ عرب ہیں ہم مسلمان ہونا چاہتے تھے مگر متردِّد تھے کہ کس کے ہاتھ پر ایمان لائیں؟ اِسی اثناء میں ہاتِف نے پکار کر کہا کہ تم لوگ بغداد میں جاؤ اور شیخ عبدالقادر جیلانی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو کیونکہ اس وقت جس قدر ایمان تمہارے دلوں میں ان کی برکت سے بھرا جائیگا اس قدر ایمان تمہارے قلوب میں بھرا جانا اور کسی جگہ ممکن نہیں۔

(مرأۃ الفیضان از امام یافعی، قلائد الجواہر صفحہ ۱۸ وغیرہ) (2)

---

(1) پختہ ارادہ۔ (2) قلائد الجواهر بهامشه فتوح الغيب، اسلام اليهود والنصارى على يديه صفحه ۱۸ طبع بمطبعة عبدالحميد احمد حنفى بمصر.

ملائکہ چاہنے والے:۔ منقول ہے کہ ایک مرتبہ لوگوں نے حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے پوچھا آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ آپ ولیُّ اللہ ہیں؟ جواب دیا کہ؛ میں دس برس کا تھا گھر سے مدرسے جاتے وقت دیکھتا کہ فرشتے میرے ساتھ چل رہے ہیں پھر مدرسہ میں پہنچنے کے بعد وہ فرشتے دوسرے لوگوں سے کہتے ولیُّ اللہ کو بیٹھنے کے لئے جگہ دو۔ ایک دن مجھے ایسا شخص نظر آیا جسے میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا اس نے ایک فرشتہ سے پوچھا یہ کون لڑکا ہے. جس کی اتنی عزّت کرتے ہو؟ اُس فرشتے نے جواباً کہا یہ ایک ولیُّ اللہ ہے جو بہت بڑے مرتبہ کا مالک ہوگا راہِ طریقت میں۔ یہ وہ شخصیّت ہے جسے بغیر روک ٹوک کے نعمتیں دی جارہی ہیں اور بغیر کسی حجاب کے تسکین وقرار عنایت ہورہا ہے اور بغیر کسی حجّت کے تقرّب مل رہا ہے۔ الغرض چالیس سال کی عمر میں میں نے پہچان لیا کہ پوچھنے والا اپنے وقت کا ایک ابدال تھا۔

شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:۔ فرماتے ہیں کہ ایک وقت آنے والا ہے جب غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ عارفین میں ان کی وقعت ومنزلت زیادہ ہوگی اور اُن کا ایسے مرتبہ پر پہنچ کر انتقال ہوجائے گا جب کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک تمام زمین پر ان سے زیادہ کوئی محبوب اور مقبول نہیں ہوگا آپ کے مراتب کو کون پہنچ سکتا ہے جب کہ آپ کے دائیں طرف شریعت کا سمندر، بائیں طرف حقیقت کا سمندر جس میں سے آپ چاہیں فیض یاب ہوں آپ کی نظیر کوئی نہیں ہے۔

وعظ:۔ سَیِّدُ نا غوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ ہفتے میں قریباً تین بار مجلسِ وعظ منعقد فرماتے تھے۔ وعظ کیا ہوتا تھا علم وحکمت کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہوتا تھا۔ لوگوں پر وِجدانی کیفیات طاری ہوجاتی تھیں، بعض اپنے گریبان چاک کرلیتے اور کپڑے پھاڑ لیتے

تھے اور بیہوش ہو جاتے تھے، کئی مرتبہ لوگ بحالتِ بے ہوشی واصل بحق ہو جاتے۔ آپ رضی اللّٰہ تعالی عنہ کی مجالس میں علاوہ رِجالُ الغیب (1)، جنّات، ملائکہ اور ارواحِ طیّبہ کے علاوہ عام سامعین کی تعداد ستر ستر ہزار تک پہنچ جاتی تھی اور آپ رضی اللّٰہ تعالی عنہ کی آواز دور و نزدیک بیٹھے ہوئے سب لوگ یکساں سنتے۔ اس دور کے اکثر نامور مشائخ بالالتزام (پابندی کے ساتھ) ان مجالس میں حاضری دیتے تھے آپ سے بکثرت خوارق وکرامات کا ظہور ہوتا تھا۔ آپ رضی اللّٰہ تعالی عنہ کی مجالس کا انعقاد بغداد میں ہوتا مگر آپ کے ہمعصر اولیاء اللہ یعنی حضرت شیخ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ تعالی علیہ طفسونجی اور شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللّٰہ تعالی علیہ وغیرہم اپنے اپنے شہروں میں اسی وقت پر اپنے اپنے ارادت مندوں اور شاگردوں کے ہمراہ دائرے بنا کر بیٹھ جاتے اور نہ صرف حضرت غوثِ اعظم کے مواعظ سنا کرتے بلکہ انہیں قلمبند بھی کرتے پھر جب کبھی بغداد آنے کا موقع ملتا اور آپ رضی اللّٰہ تعالی عنہ کی مجلس میں قلمبند شدہ تحریرات کے ساتھ موازنہ کرتے تو سرِ مُوفرق (2) نہ پایا جاتا۔

فائدہ :۔ حضرت احمد رفاعی قُدِّس سِرُّہٗ غوثِ پاک کے چاہنے والوں میں ہیں ان کا خود کا مرتبہ کیا ہے؟

تعارف :۔ آپ رضی اللّٰہ تعالی عنہ حضرت غوثِ پاک کے ہمعصر ہیں اور آپ وہی ہیں جن کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر انور سے اپنا ہاتھ مبارک باہر نکالا تو آپ نے ہزاروں کے مجمع میں سلام کا جواب بھی سنا اور چوما بھی۔

مولوی اشرف علی تھانوی آپ کے متعلق لکھتے ہیں کہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ

(1) وہ لوگ جو زمین میں گھومتے، لوگوں کی مدد کرتے لیکن نظر نہیں آتے۔ (2) معمولی فرق، بال برابر فرق۔

تعالٰی عنہ کے ہمعصر ایک بزرگ ہیں حضرت سید احمد کبیر رفاعی (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) یہ بہت بڑے اولیاءِ کبار میں سے ہیں مگر حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے برابر مشہور نہیں۔ (افاضاتِ الیومیہ جلد ۱ صفحہ ۴۰)(1)

امام سیوطی نے فرمایا کہ شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اطہر پر حاضر ہو کر اشعار میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک کو بوسہ دینے کی خواہش کا اظہار عرض کیا تو عرض کرنے پر

فَظَهَرَتْ لَهُ يَدُالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلَهَا.(2)

ترجمہ: سرکارِ دوعالم ﷺ نے ہاتھ مبارک نکالا اور انہوں نے بوسہ دینے کا شرف حاصل کیا۔

(نزہۃ المجالس جلد ۱ صفحہ ۱۵۹، الحاوی للفتاوی للسیوطی، جامع کراماتِ اولیا صفحہ ۴۹۴، فضائل حج صفحہ ۲۵۱، ۲۵۲، قلائد الجواہر صفحہ ۸۴، حاشیہ تفریح الخاطر صفحہ ۲۵ وغیرہ وغیرہ)

---

(1) ملفوظات حکیم الامّت ملفوظ نمبر ۴۹ جلداول صفحہ ۶۳، ۶۴ مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان

(2) نزهة المجالس ومنتخب النفائس ، باب فى فضل الجهاد، جلداول صفحه ۱۷۸

قلائد الجواهر بهامشه فتوح الغيب، اسلام اليهود و النصارىٰ على يديه صفحه ۸۴ طبع بمطبعة عبدالحميد احمد حنفى بمصر۔

الحاوى للفتاوىٰ للسيوطى عليه الرحمة، العجاجة الزرنبية فى السلاسة الزينبية، نمبر ۷۰ تنوير الحلك فى امكان رؤية النبىّ ﷺ وللملك ، ماوردفيمن راى النبى ﷺ يقظة، الجزء الثانى صفحه ۲۶۱ دارالكتب العلمية بيروت۔

(جامع كراماتِ الاولياء جلد اوّل صفحه ۴۹۴، ناشر مركز اهلسنّت بركات رضا، پور بندر گجرات هند) حاشيه تفريح الخاطر المنقبة الثانيه ولعشرون فى مصافحته يدالنبىّ ﷺ صفحه ۳۱

اس کو سو فرد سراپا بفراغت اوڑھیں
تنگ ہو کر جو اُترنے کو ہو نیما تیرا

حلِّ لغات :۔ سو، ایک سو، مجازاً بے شمار۔ فرد، لوگ۔ سراپا، سر سے پاؤں تک۔ بفراغت، اطمینان و آرام سے۔ اوڑھیں، بدن کپڑے سے چھپائیں۔ تنگ، چھوٹی۔ اترنے کوہو، اتارے جانے اور استعمال ترک کرنے کے قابل ہو۔ نیما، چھوٹا جامہ، کپڑا۔

شرح :۔ اے غوثِ پاک آپ کا متبرّک جامہ جو آپ کو چھوٹا ہو گیا ہو اور اسی سبب سے اتار دینے کے قابل ہو چکا ہو اگر آپ اسے اتار دیں تو آپ کی برکت سے وہ تنگ جامہ سینکڑوں لوگ سر سے پاؤں تک نہایت اطمینان اور آرام سے اوڑھ سکیں گے۔

مقصد یہ ہے کہ جس مقام سے آپ گزر چکے ہیں اور جو آپ کی عظمتِ شان کے آگے تنگ ہو گیا ہے اس میں سو اولیاءِ کرام اطمینان سے رہ سکتے ہیں۔

مرتبہ غوثِ جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ

قطبُ الابرار حضرت بدیع الدین شاہ مداری قاضی شہابُ الدّین جونپوری نقل کرتے ہیں کہ بعدِ اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے، رتبہَ وراءُالوراء سے سوائے اِن تینوں ولیوں کے اور کوئی ولی آج تک فائز نہیں ہوا۔

(۱) حضرت خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ

(۲) حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالی عنہ

(۳) حضرت بہلول دانا رضی اللہ تعالی عنہ

اور وراءُالوراء ایک مرتبہَ عالی ہے کہ اس سے بلند تر ولایت میں دوسرا درجہ نہیں اور جنابِ محبوبِ سبحانی اس مرتبہ میں مثلِ شہنشاہ ہیں اور کوئی آج تک ایسا پیدا نہیں ہوا کیونکہ یہ مرتبہ آپ کی ذاتِ اقدس پر ختم ہو گیا۔ (مجموعہ میلاد شریف)

علامہ ابنِ حجر مکیّ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتاوی حدیثیہ ’’باب مطلب فی حکم ماذا قال قائل یعلم الغیب‘‘ صفحہ۲۲۲میں فرمایا

قَالَ الْیَافِعِیُّ وَرَوٰی مُسْنَدًا عَنْہُ أَعْنِی الشَّیْخ عبدَ الْقَادِرِ أَنَّ شَیْخًا أَرْسَلَ جَمَاعَۃً یَقُولُونَ لَہٗ إِنَّ لِیْ أَرْبَعِیْنَ سَنَۃً فِی دَرْکَاتِ بَابِ الْقُدْرَۃِ فَمَا رَأَیْتُکَ ثُمَّ فَقَالَ الشَّیْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ فِی ذٰلِکَ الْوَقْتِ لِجَمَاعَۃٍ مِنْ أَصْحَابِہٖ اذْھَبُوا إِلَی فُلَانٍ تَجِدُوْنَ جماعتہ فِی بَعْضِ الطَّرِیْقِ أَرْسَلَھُمْ إِلَی بلدٍ بِکَذَا فَرُدُّوْھُمْ مَعَکُمْ إِلَیْہِ ثُمَّ قُوْلُوا لَہٗ یُسَلِّمُ عَلَیْکَ الشَّیْخ عبدُ الْقَادِرِ وَیَقُوْلُ لَکَ أَنْتَ فِی الدَّرْکَاتِ وَمَنْ ھُوَ فِی الدَّرْکَاتِ لَا یَرٰی مَنْ ھُوَ فِی الْحَضْرَۃِ وَمَنْ ھُوَ فِی الْحَضْرَۃِ لَا یَرٰی مَنْ فِی الْمُخْدَعِ وَأَنا فِی الْمُخْدَعِ أَدْخُلُ وَأَخْرُجُ مِنْ بَابِ السِّرِّ حَیْثُ لَا تَرَانِی بِإِمارۃ إِن خَرَجَتْ لَکَ الخِلْعَۃُ الْفُلَانِیَّۃُ فِی الْوَقْتِ الْفُلَانِیِّ عَلٰی یَدِیْ خَرَجَتْ لَکَ وَھِیَ خِلْعَۃُ الرِّضَا وَبِإِمَارَۃِ خُرُوْجِ التَّشْرِیْفِ الْفُلَانِیِّ فِی اللَّیْلَۃِ الْفُلَانِیَّۃِ لَکَ عَلٰی یَدِیْ خَرَجَ وَھُوَ تَشْرِیْفُ الْفَتْحِ وَبِإِمَارَۃِ أَنْ خَلَعَ عَلَیْکَ فِی الدَّرْکَاتِ بِمَحْضَرِ اثْنَی عَشَرَ أَلْفَ وَلِیٍّ وَھِیَ خِلْعَۃُ الْوِلَایَۃِ وَھِیَ فَرْجِیَّۃٌ خضرآءُ طِرَازُھَا سُوْرَۃُ الْإِخْلَاصِ عَلٰی یَدِیْ خَرَجَتْ لَکَ فَانْتَھُوْا فَوَجَدُوْا جَمَاعَۃَ ذٰلِکَ الشَّیْخِ فَرَدُّوْھُمْ ثُمَّ أَخْبَرُوْہُ بِمَا ذَکَرَہُ الشَّیْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ فَقَالَ صَدَقَ وَھُوَ صَاحِبُ الْوَقْتِ وَالتَّصْرِیْفِ۔(1)

---

(1) فتاویٰ الحدیثیہ جلداول صفحہ ۲۲۲،۲۲۳ دارالفکر بیروت

ترجمہ: امام یافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی سند سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک شیخ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس جا کر کہو کہ میں چالیس سال سے درکاتِ قدرت (1) میں ہوتا ہوں لیکن آپ کو نہیں دیکھتا اور اسی وقت حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بھی اپنے چند خادموں کو فرمایا کہ فلاں شیخ کی طرف جاؤ اور اس کے اصحاب کو جو ہماری طرف بھیجے ہیں راستے میں مل کر ان کو شیخ کے پاس لے جاؤ اور کہو کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ آپ کو السلام علیکم کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تو 'درکات' میں ہے اور جو درکات میں ہوتا ہے وہ 'درگاہ والے' کو نہیں دیکھتا اور جو درگاہ میں ہوتا ہے وہ 'مخدع والے' کو نہیں دیکھتا اور میرا مقام مخدع ہے میں مخفی دروازہ سے آتا جاتا تھا اس لئے تو نے مجھے نہیں دیکھا اگر تو اس بات کی تصدیق کرنا چاہتا ہے تو وہ خلعت جو فلاں رات تم کو دی گئی تھی وہ میرے ہی ہاتھ سے آئی تھی اور وہ خلعتِ رضا تھی اور دوسری بات آپ کی تصدیق کے لئے یہ ہے کہ فلاں رات کو جو فتوحات تم کو ہوئیں وہ میرے ہاتھ سے ہی بھیجی گئی تھی اور وہ فتح کا شرف تھا اور تیسری علامت یہ ہے کہ درکات میں بارہ ہزار ولیوں کو 'خلعتِ ولایت' دی گئی اور وہ سبز خلعت کہ جس کی طبر یزیں (2) سورۂ اخلاص کی تھیں میرے ہاتھوں بھیجی گئیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے خدام اس شیخ کے اصحاب کو راستے میں ملے تو ان کو واپس شیخ کی خدمت میں لے گئے اور جو پیغام حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے دیا تھا بیان کیا اس شیخ نے کہا:

صَدَقَ وَهُوَ صَاحِبُ الْوَقْتِ وَالتَّصْرِيْفِ.

(1) ولایت کے ایک درجہ کا نام ہے۔ (2) تزئین و آرائش۔

یعنی حضرت شیخ عبدالقادر سلطان الوقت اور صاحب تصرّف نے سچ فرمایا۔

فائدہ :۔اس مضمون سے ثابت ہوا کہ ولایت کا ہر مرتبہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے طفیل اور ان کے ہاتھوں نصیب ہوتا ہے یہ علیحدہ بات ہے کہ بعض اولیاء کو اس کا علم بھی نہ ہوتا ہو جیسے مذکور ہوا اور اس میں کسی سلسلہ کی کوئی قید نہیں۔سیّدُ نا مجدّ دِالفِ ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بھی یہی فرمایا ہے جیسے کہ گزرا۔

امام شعرانی قُدِّسَ سِرُّہٗ :۔نے "الیواقیت والجواہر" میں لکھا ہے کہ "قطابۃ کے لئے ۱۴ عالم کی حکومت ہوتی ہے دنیا و آخرت کا عالم ایک ہے" اور لکھا ہے کہ

وَھٰذَا لْاَ مْرُ لَایَعْرِفُہٗ اِلَّا مَنِ الْمُتَّصِفُ بِالْقُطُبِیَّۃِ.(1)

ترجمہ: اور اس امر کو صرف وہی پہچانتا ہے جو قطبیّت سے موصوف ہوتا ہے

اور حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو یہ مرتبہ مسلّم (سونپا گیا ہے) ہے۔

مولانا عبدالرحمن چشتی رضی اللہ تعالٰی عنہ :۔آپ سے پوچھا گیا کہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا فرمان کہ "قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ" سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ تمام امّت کے اولیاء سے افضل ہیں حالانکہ دیگر سلاسل میں بھی غوث وقطب ہوئے ہیں۔آپ نے جواب دیا کہ ہر ولی کسی نبی علیہ السلام کے قدم پر ہوتا ہے اور حضرت محبوبِ سبحانی قُدِّسَ سِرُّہٗ حضرت پیغمبر آخرالزمان علیہ الصلوۃ والسلام کے قدم پر ہیں چونکہ خاتم الانبیاء افضل الانبیاء علیھم الصلوۃ السلام ہیں اسی لئے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی تمام اولیائے امّت سے افضل ہوئے۔

---

(1) الیواقیت والجواھر فی بیان عقائد الاکابر، المبحث الخامس والاربعون فی بیان ان اکبر اولیاء بعد الصحابۃ رضی اللہ عنھم القطب ثم الافراد علی خلاف فی ذلک الخ، جلد ۲، صفحہ ۱۰۱

برکۃ المصطفیٰ فی الھند شیخ المُحدّثین سیدنا شاہ عبدالحق محدِّث دھلوی قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَزِیْز

شیخ محقق قُدِّس سِرُّہٗ نے لکھا ہے کہ یہ جاننا ضروری ہے کہ بعض بزرگانِ دین نے حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی شان میں مختلف روایات بیان کی ہیں جو آپ کی ذات کے ساتھ مخصوص تھیں مگر بعض روایات مطلق تھیں چونکہ آپ سَیِّدُ الْاَولیاء ہیں آپ کے لئے تقدُّم وتأخر کی روایات حضرت خضر علیہ السلام کے علاوہ بھی واقع ہوئی ہیں اور آپ کی فضیلت متقدّمین ومتاخرین مشائخ دونوں پر یکساں وارد ہوتی ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ شہود وعدول کی مثبت (1) زیادہ راجح ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کی حکایات اور معاملات کی تمام اولیاءِ وقت نے تائید کی۔ (انوار الرحمٰن لتنویر الجنان، زبدۃ الآثار، صفحہ ۴۳)

نیز فرمایا: اگر دیگراں قطب انداو قطب الاقطاب است واگر ایشاں سلاطین او سلطان السلاطین۔ محی الدین کہ دین اسلام زندہ گردانید وملت کفر رابمیرانید کہ الشیخ یُحیِی ویُمِیت زھے مرتبہ کہ ایجادِ دین ازحی وقیوم است واحیا ازوے۔ غوث الثقلین آنراگوند کہ جن وانس ھمہ بوے پناہ جوئند۔ من بیکس نیز پناہ بوئے جستہ ام وبردرگاہ افتادہ مراجز عنایت اوکس نیست وبغیر لطف اوفریادرسنے۔ (اخبار الاخیار، صفحہ ۳۱۵)

ترجمہ: اگر دوسرے قطب ہیں تو حضور غوثُ الثقلین رضی اللہ تعالی عنہ قطبُ الاقطاب ہیں

---

(1) ''شہود'' لفظِ شاہد کی جمع ہے اور شاہد اہل تصوف کی اصطلاح میں ولی کا وہ درجہ جس میں پہنچنے والے کو جلوۂ حق بلکہ ہر شئے عینِ حق نظر آئے۔ جبکہ ''عدول'' لفظِ عادل کی جمع ہے، انصاف کرنے والا۔ یعنی ایسے لوگوں کا غوثِ پاک کے واقعات کو بیان کرنا، ان واقعات کے سچے ہونے کی دلیل ہے۔

اور اگر وہ بادشاہ ہیں تو حضور شہنشاہ ہیں (بادشاہوں کے بادشاہ) آپ کا لقب مبارک محیؒ الدّین ہے کیونکہ آپ نے دینِ اسلام کو زندہ کیا ہے اور ملّتِ کفر کی بیخ کنی کی ہے کیونکہ شیخ (کامل) زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے سُبحان اللہ! کیا شان ہے کہ دین کے موجد اللہ تعالیٰ حیّ وقیوم ہیں اور زندہ کرنے والا لیکن وہی صفت اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو بخشی۔ سیّدُنا غوثِ اعظم کو غوثُ الثقلین اس لئے کہا جاتا ہے کہ جن وانسان آپ سے پناہ چاہتے ہیں اور میں انہیں کی بارگاہ میں پڑا ہوں آپ کی عنایت کے سوا میرا کوئی نہیں۔

ازالہ وہم شرک:۔ یہ مجاز ہے جیسے مولوی قاسم نانوتوی نے کرمِ احمدی سے استغاثہ کیا ہے

مدد کرائے کرم احمدی کہ تیرے سوا　　　نہیں ہے قاسمؔ بے کس کا کوئی حامی کار

(قصائد قاسمی، صفحہ ۸، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند یوپی)

گردنیں جھک گئیں سر بچھ گئے دل لوٹ گئے

کشفِ ساق آج کہاں ؟ یہ تو قدم تھا تیرا

حلّ لُغات:۔ جھکنا، مجازاً تواضع کرنا۔ سر بچھ جانا، سر زمین پر رکھ دینا۔ دل لوٹ گئے (دل مائل ہو گئے)۔ کشفِ ساق، یعنی تجلّیِ الٰہی کا یہ ظہور نہیں تھا بلکہ یہ تو آپ کے قدمِ پاک کا جلوہ تھا۔

شرح:۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک خاص تجلّی فرمائے گا اور سارے اہلِ ایمان اس تجلّی کو دیکھ کر سجدے میں گر پڑیں گے مگر منافق وکافر سجدے کی طاقت نہیں رکھیں گے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ اے غوثِ پاک! آپ کے قدمِ پاک کو دیکھ کر بہت سے اولیائے کرام یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ تجلّیِ الٰہی ہے سجدے میں گر پڑے اور دہشت زدہ ہو گئے حالانکہ

تجلیِ الٰہی نہ تھی بلکہ قدمِ پاک غوث الثقلین کا کرشمہ تھا۔

کشف ساق :۔ یہ تو قیامت میں ہی ہوگا لیکن غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ مظہرِ نورِ الٰہی ہیں اس لئے آپ نے بحکمِ خداوندی جب قدم کی جھلک دکھائی کہ جس سے انوار وتجلیات کا ظہور ہورہا تھا تو بعض اولیاء نے سمجھا کشفِ ساق ہوا اسی لئے سجدہ ریز ہو گئے۔

لَمْ یَکُنْ اِلَّا جَلْوَةِ الْعَبْدِ لَا تَجَلّٰی الْمَعْبُوْدِ کَمَا تَسْجُدُاَھْلُ الْجَنَّةِ حِیْنَ یَرَوْنَ نُوْرَ رِدَاءِ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عِنْدَ تَحَوُّلِہٖ مِنْ بَیْتٍ اِلٰی بَیْتٍ زَعْمًا مِنْہُمْ اَنَّہٗ قَدْ تَجَلّٰی رَبُّھُمْ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی کَمَاوَرَدَ فِی الْحَدِیْثِ.(1)

وہ تو اللہ کے بندہ وولی کا جلوہ تھا نہ کہ تجلی حق۔ یہ ایسے ہے جیسے اہل جنت سجدہ میں گر جائیں گے جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چادر کا نور دیکھیں گے جب وہ جنت کے ایک گھر سے دوسرے گھر کو جانے لگیں گے لوگوں کا خیال ہوگا کہ یہ ان کے رب کی تجلی ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔

تاجِ فَرقِ عُرَفاء کس کے قدم کو کہیئے
سر جسے باج دیں وہ پاؤں ہے کس کا تیرا

حلّ لغات :۔ تاج، شاہی ٹوپی۔ فَرق، سر۔ عُرَفاء، عارف کی جمع، خداشناس، اللہ والے لوگ۔ جسے، جس کو۔ باج، خراج، ٹیکس۔ وہ پاؤں ہے کس کا، وہ کس کا پاؤں ہے یہ سوال ہے۔ تیرا، یہ سوال مذکور کا جواب ہے۔

(1)حاشیہ حدائق بخشش ، حصہ اول، ص۷، مطبوعہ حنفیہ پبلیکیشنز، کراچی

شرح :۔حضرت شیخ موسیٰ زری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قُدِّس سِرُّہٗ کا نہایت ہی ادب کرتے تھے آپ سے وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا کہ وہ سلطانُ الاولیاء وسَیِّدُ العارفین ہیں اس لئے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا ارشادِ گرامی ہم پہلے لکھ آئے کہ آپ شیخُ الانس والجن ہیں بلکہ آپ بعض ملائکہ کے بھی پیر ہیں جیسا کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا ارشادِ گرامی ہم پہلے لکھ آئے کہ آپ شیخُ الانس والجن وملائکہ ہیں۔

رجال الغیب نے مژدہ سنایا :۔ایک روز ایک شخص جسے میں اس وقت نہ جانتا تھا ہم پر گزرا۔ جب اس نے فرشتوں کو یہ کہتے سنا تو ان میں سے ایک سے پوچھا یہ لڑکا کون ہے؟ جواب ملا کہ

سَیَکُوْنَ لِھٰذَا شَاْنٌ عَظِیْمٌ ھٰذَا یُعْطٰی فَلَا یُمْنَعُ وَیُمَکَّنُ فَلَا یُحْجَبُ وَیُقَرَّبُ فَلَا یُمْکَرُبِہٖ.(زبدۃ الآثار ص ۱۴)(1)

ترجمہ:اس کی بڑی شان ہوگی اسے عطا کیا جائے گا منع نہیں کیا جائے گا، اسے قادر کردیا جائے گا اور محروم نہ رکھا جائے گا اسے مقرّب بنایا جائے گا اور اس کے ساتھ مکر نہ کیا جائے گا۔

فائدہ :۔یہ حوالہ بتاتا ہے کہ رِجالُ الغیب نے بچپن سے ہی تسلیم کرلیا تھا کہ آپ غوثُ الاغواث ہیں۔

ملائکہ خدّام تھے :۔دس برس کی عمر میں آپ اپنے شہر کے مکتب میں پڑھنے جایا کرتے کیونکہ جب آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو اپنے ولی ہونے کا علم کب ہوا تو آپ نے فرمایا کہ میں دس برس کی عمر میں اپنے شہر میں گھر سے نکلتا اور مدرسے جایا کرتا پس

---

(1)قلائد الجواھر بھامشہ فتوح الغیب،توبۃ قطاع الطریق علی یدیہ صفحہ ۹، مطبوعہ مصر

نوٹ: زبدۃ الآثار میں مذکورہ عبارت کافی تلاش کے باوجود نہیں مل سکی۔

میں فرشتوں کو اپنے پیچھے چلتے دیکھا جب مدرسے پہنچتا تو انہیں یہ کہتے سنتا کہ اللہ کے ولی کو جگہ دو کہ بیٹھ جائے۔

ازالۂ وھم:۔ معتزلہ فرقہ سے متاثر ہو کر کوئی اسے مبالغہ سے تعبیر نہ کرے بلکہ حقیقت ہے کیونکہ اہلِ سنت کا عقیدہ ہے کہ اولیاءِ کرام عام ملائکہ عظام سے افضل ہیں اور معتزلہ تو ملائکہ پر نبوت کی فضیلت کے بھی منکر ہیں اہل سنت کے دلائل میں ایک دلیل "عَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَآءَ" ہے اسی قاعدہ پر اولیاءِ کرام کو عام ملائکہ عظام سے افضل مانا گیا۔ تفصیل علمِ کلام میں ہے چند تصریحات ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضرت شیخ عقیل رحمة الله تعالى عليه کی مجلس میں حضور غوثِ اعظم رضی الله تعالى عنه کا ذکرِ خیر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ: آپ کی شہرت آسمان و زمین سے بھی زیادہ ہے۔ ملاءُ الاعلیٰ میں آپ کا لقب اَشْہب (1) ہے آپ قطبِ وقت ہیں ان کی کرامات اور مقامات کی تصدیق کرنے والا نفع حاصل کریگا۔ (قلائد الجواہر صفحہ ۷۶)(2)

تصدیق الملائکہ:۔ بہجۃ الاسرار صفحہ ۹ میں ہے کہ جب سَیِّدُنا غوثِ اعظم رضی الله تعالى عنه نے فرمایا "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے تو ملائکہ کرام نے جواباً فرمایا "صَدَقْتَ یَا عَبْدَاللّٰهِ" اے اللہ کے بندے! آپ نے سچ فرمایا۔

---

(1) بلند پرواز کرنے والا

(2) (قلائد الجواهر بهامشه فتوح الغيب ،صلاته الصبح بوضوء العشاء صفحه ٧٦ طبع بمطبعة عبدالحميد احمد حنفى بمصر)

سکر کے جوش میں جو ہیں وہ تجھے کیا جانیں
خِضر کے ہوش سے پُوچھے کوئی رُتبہ تیرا

حَلِّ لُغات:۔ سکر، نشہ کی حالت شراب وغیرہ کا نشہ جس سے عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے، اولیاءِ کرام پر بھی ایک حالت گزرتی ہے جس کو سکر کہتے ہیں۔ خِضر، ایک بڑے باعظمت پیغمبر جو لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔

شرح:۔اے مرتبۂ عُلیا والے آقا! آپ کی عظمت کو وہ لوگ کیا سمجھیں جو اپنے ظاہری علوم وفنون کے نشے میں رہتے ہیں اور تجلّیاتِ الٰہی کی کثرت کی وجہ سے مدہوشی کے عالم میں ہیں۔ یہ حالت اُس وقت پیدا ہوتی ہے جب ظرف کی کمی اور تجلّی کی زیادتی ہوتی ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام جو کہ ہمیشہ سیر میں رہتے ہیں اور حالت سکر کبھی ان پر طاری نہیں ہوتی اسی لئے اُن سے آپ کا مرتبہ معلوم کیا جائے کہ کتنا بڑا مرتبہ ہے، ہاں جب علمِ ظاہری کا نشہ اتر جائے تو پھر معلوم ہوگا کہ کتنے رفیع المنزلت ہیں مثلاً ابن الجوزی رحمۃ اللہ تعالی علیہ۔

منکرینِ غوثِ اعظم:۔آپ کے ہم عصر علماء ومشائخ کی جماعت میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ملتا جو مدّت العمر آپ کے فضائل سے منکر رہا ہو۔ ہاں علماء کی جماعت میں سے بعض ایسے تھے جنہوں نے ابتداء میں آپ کی مخالفت کی، معاندت (1) میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا (2) لیکن بعد میں تائب ہوکر انہوں نے آپ سے معافی مانگی اور آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے۔

---

(1) دشمنی، عداوت، جھگڑا۔ (2) کمی نہیں چھوڑی۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ :۔امام ابوالفرج عبدالرحمٰن معروف بہ ابنِ جوزی حدیث وتفسیر میں امامِ زمانہ تھے جمالُ الحفاظ آپ کا لقب تھا۔علمِ حدیث ، علمِ تاریخ اور علمِ ادب میں آپ کی تصنیفات بکثرت ہیں چنانچہ موضوعات تلبیس ابلیس، منتظم فی تاریخ الامم، تلیقح فهوم الاثرة فی التاریخ والسیرة،اور لفظ المنافع وغیرہ بہت سی کتب آپ ہی کی تصانیف ہیں۔

آپ کی تصنیفات کے متعلق ''علامہ ابن خلکان'' کا قول ہے کہ''ابنِ جوزی کی تصنیفات احاطہ واندازہ سے باہر ہیں''

بعض مؤرّخین کا قول ہے کہ ابنِ جوزی نے انتقال کے وقت وصیّت فرمائی تھی کہ میں نے جن قلموں سے حدیث لکھی ہے یہ حجرے میں ہے مرنے کے بعد مجھے نہلائیں تو غسل کے لئے اس تراشہ سے پانی گرم کریں چنانچہ آپ کی وصیت پر عمل کیا گیا پانی گرم ہوکر کچھ تراشہ بچ رہا۔

علامہ ابنِ جوزی ۵۱۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۵۹۷ ہجری میں بغداد کے اندر آپ نے انتقال فرمایا اور بابُ الحرف میں مدفون ہوئے۔

علامہ موصوف حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے ہمعصر تھے اہلِ ظاہر کو چونکہ بوجہِ نافہمی کے اہلِ باطن کے ساتھ بالعموم کاوش (1) رہتی ہے۔

اس لئے علامہ ابنِ جوزی رحمۃ اللہ تعالی علیہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے بعض اسرار کو خلاف ظاہر شریعت جان کر ان کا ردّ کرتے اور طعن وتشنیع میں بڑے زور سے حصّہ لیتے تھے بسا اوقات تو آپ کے حق میں سخت وست اور دل شکن الفاظ

---

(1) خلش ، دشمنی

بھی کہہ جایا کرتے تھے۔

علامہ ابنِ جوزی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی مخالفت نہ صرف حضور غوثیت مآب تک ہی محدود تھی بلکہ دیگر مشائخ وصوفیہ کی نسبت بھی وہ اکثر سختی اور درشتی (1) سے کام لیا کرتے تھے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ جو باعتبار فلسفہ تصوّف دنیا کی تمام شائستہ قوموں میں یکتا مانے گئے ہیں ان کی تردید بھی ابنِ جوزی نے کئی جگہ کھلے دل سے کی ہے اور جن کا جواب کئی اہلِ معارف نے اپنی تصنیفات میں دیا ہے جن میں سے ایک کتاب "قواعد الطریقة فی الجمع بین الشریعة والحقیقة" سید احمد زدنی کی تصنیفات سے ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اس کتاب کے اکثر مسائل کا ذکر اپنے رسالہ "مدح البحرین" میں کیا ہے علاوہ ازیں عبداللہ یافعی نے بھی ان باتوں کا جواب اپنی تالیفات میں دیا ہے۔

الغرض علامہ ابن جوزی عرصہ تک حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مُنْحرف (2) رہے لیکن آخر میں ان کو معلوم ہوگیا کہ وہ غلطی پر ہیں اپنے انکار سے تائب ہوئے اور حضور غوثیت مآب کے ظاہری وباطنی فضائل وکمالات کا اقرار کیا۔

چنانچہ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ "مشکوٰۃ" کے فارسی ترجمہ میں فرماتے ہیں کہ حرم شریف میں ایک رسالہ میری نظر سے گزرا جس میں لکھا تھا کہ بعض علماء ومشائخِ عصر ابنِ الجوزی کو غوثِ اعظم کی خدمت میں لے گئے اور (ابنِ جوزی نے) معافی مانگی آپ نے معاف فرمادیا۔

---

(1) سختی، بے رحمی، بدخُلقی۔ (2) پھرنے والا، باغی۔

علامہ ابن جوزی کا رجوع :۔قلائد الجواہر و بہجۃ الاسرار(1) میں ہے کہ ایک دفعہ ابو العباس ابن جوزی کے ہمراہ حضور غوثِ اعظم کی مجلس میں حاضر ہوئے۔اس وقت آپ ترجمہ پڑھانے میں مصروف تھے قاری نے ایک آیت پڑھی۔آپ نے وجوہ بیان کرنے شروع فرمائے ابو العباس ابن جوزی سے ہر وجہ کے متعلق پوچھتے کیا آپ کو معلوم ہے؟ وہ اثبات میں جواب دیتے گئے۔

اس کے بعد آپ نے پوری چالیس وجہیں بیان فرمائیں اور ہر ایک وجہ کو اس کے قائل کی طرف منسوب کرتے گئے اور حافظ ابو العباس کے پوچھنے پر ابن جوزی اخیر تک ہر وجہ پر نفی میں جواب دیتے رہے کہ مجھے اس کا علم نہیں۔آخر حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے وسعتِ علم پر نہایت متعجب ہو کر بے اختیار کہنے لگے کہ ہم قال کو چھوڑ کر حال (2) کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ.**

اس کے بعد آپ نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے یہ دیکھ کر مجلس میں ایک اضطراب پیدا ہو گیا۔

خوش اعتقادی:۔پھر اسی محدث ابنِ جوزی قُدِّسَ سِرُّہٗ کی یہ کیفیت ہو گئی کہ کہا کرتے۔ **لَامُرِیْدَ الشَّیْخِ اَسْعَدُ مِنْ مُّرِیْدِ الْغَوْثِ.**

ترجمہ: حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالی عنہ کے مرید سے زیادہ کوئی مرید خوش بخت نہیں۔

ازالۂ وہم :۔مخالفین یعنی منکرینِ کمالاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وکراماتِ اولیاء کی عادت ہے کہ حقیقتِ حال پر پردہ ڈال کر دھوکہ دے دیتے ہیں مثلاً انہیں ابنِ الجوزی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی وہ عبارت انکارِ اولیاء میں پیش کریں گے جو آپ کی رجوع الی الغوثُ الاعظم علیہ الرحمۃ سے قبل کی ہوں گی اس سے عوام اہلِ اسلام آگاہ رہیں۔اگر کوئی

(1) بهجة الاسرار بهامشه رياض البساتين ،ذکر علمه وتسمیةبعض شیوخه صفحه ۱۶۹

(1) محاورہ ہے، مراد ظاہری اور دکھاوے کی باتوں کو چھوڑ کر عمل کی طرف آتے ہیں۔

دھوکہ کرے بھی، تو اِس سے اولیاءِ کرام کی شان میں کمی نہیں آئے گی۔ انکار کرنے والے کا اپنا انجام برباد ہوگا۔

وہ تو چھوٹا ہی کہا چاہیں کہ ہیں زیرِ حَضِیض
اور ہر اوج سے اُونچا ہے ستارا تیرا

حلِّ لُغات :۔ چھوٹا ہی چاہیں، کم درجہ کا ہی چاہتے ہیں۔ کہ، برائے تعلیل کیونکہ۔ زیر، نیچے۔ حَضِیض، پستی۔ اوج، بلندی، عروج۔ ستارا، اوج پر ہونا مجازاً بلند نصیبہ والا ہونا۔

شرح :۔اے غوثُ الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ! علمِ نارسا(1) رکھنے والے مخالف تو آپ کو ہرطرح کم مرتبہ والا ہی کہنا چاہتے ہیں کیونکہ وہ خود پستی کے غار میں پڑے ہوئے ہیں حالانکہ آپ اتنے بڑے نصیب والے ہیں کہ عروج کے ہر بلند ترین مقام سے بھی کہیں بلند ترین مقام پر آپ کا ستارا چمک رہا ہے۔

غوثِ اعظم بڑے نصیب والے :۔حضرت شاہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے ہمعصر تھے بیان کرتے ہیں کہ حضرت غوثِ پاک نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک تخت پر جلوہ افروز ہیں میرے مکان پر تشریف لائے اور خوش ہو کر مجھ سے فرمایا! اے نور العین ادھر آئیں میں فوراً آپ کے پاس گیا نہایت محبت سے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو تخت پر بٹھایا اور شفقت سے میری پیشانی پر بوسہ دیا اور پیراہن مبارک جو پہنی تھی اسے اتار کر مجھے پہنا دیا اور فرمایا:

هٰذَا خِلْعَةُالْغَوْثِيَّةِ عَلَى الْاَقْطَابِ وَالْاَبْدَالِ وَالْاَوْتَادِ(2)

---

(1) بے اثر علم ۔(2) ترجمہ: یہ مقام غوثیت کی خلعت ہے جو اقطاب ،ابدال اور اوتاد(کے مقام) پر (فائق) ہے۔مدنی

اور بعد عطائے خلعتِ غوثیت مجھ کو رخصت فرمایا اور تشریف لے گئے مرتبۂ غوثیت یہ ہے۔

رسالۃُ الاولیاء میں سیّد ہاشم علوی بیجاپوری تحریر فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی ملک کے منصبِ ولایت پر منصوب ہوتا ہے تو پہلے بحکمِ خداوندِ عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا جاتا ہے آپ اس کو جنابِ غوث الاعظم کے پاس بھیج دیتے ہیں آپ اس کو اگر لائقِ ولایت دیکھتے ہیں تو نام اس کا دفترِ ولایت میں درج کرتے ہیں اور یہی دستور آپ کے عہد غوثیت سے ہے۔(تفریح الخاطر، مناقب غوثیہ، ترغیب الناظر)

ولادتِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بشارت:۔آپ کے والدِ ماجد ابو صالح رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع صحابۂ کرام واولیائے عظام تشریف لائے ہیں اور فرما رہے ہیں:

یَااَبَا صَالِحِ اَعْطَاکَ اللّٰہُ اِبْنًا وَھُوَ وَلِیٌّ وَ مَحْبُوْبِیْ وَمَحْبُوْبُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَسَیَکُوْنُ لَہٗ شَانٌ فِی الْاَوْلِیَآءِ وَالْاَقْطَابِ کَشَانِیْ بَیْنَ الْاَنْبِیَاءِ وَالرُّسُلِ(1)

ترجمہ: اے ابو صالح اللہ عزّ وجلّ نے تم کو ایسا فرزند عطا فرمایا ہے جو ولی ہے اور وہ میرا اور اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے اور اس کی اولیاء اور اقطاب میں ویسی شان ہوگی جیسی انبیاء اور مرسلین علیہم السلام میں میری شان ہے۔

غوثِ اعظم درمیانِ اولیاء — چوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم درمیانِ انبیاء

شہرہ کسی کے حسن کا نزدیک و دور تھا — روحِ رواں یہاں تو وہاں اشکِ حور تھا

(1)سیرت غوث الثقلین صفحہ ۵۲ ،بحوالہ تفریح الخاطر المنقبۃ الثانیۃ صفحہ ۱۵

فائدہ:۔یہ بشارت بتاتی ہے کہ آپ باستثناءِ صحابہ واہلِ بیت باقی تمام اولیاءِ کرام سے افضل ہیں۔

ولادت کی کرامت:۔آپ کی ولادت کی شب تمام صوبۂ گیلانؔ میں ایک لڑکی بھی پیدا نہیں ہوئی سب کے سب لڑکے ہی تولّد ہوئے جن کی تعداد ایک ہزار ایک سو کے قریب تھی۔لطف یہ کہ جتنے لڑکے اس شب میں پیدا ہوئے سب کے سب ولی کامل نکلے یہ بھی آپ کی ولادت کی برکت تھی۔(مناقبِ غوثیہ)

فائدہ:۔یہ عطیہ بتاتا ہے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کے فیضان سے ہی اولیاءِ کرام پر ولایت کا عطیہ ہوگا نیز اس سے رسول اکرم صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کی کمالِ اتباع کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کی ولادت کے دن تمام عالم دنیا میں بچے ہی بچے پیدا ہوئے۔

مرتبۂ محبوبیت:۔یہ خصوصی مرتبہ صرف اور صرف اولیاءِ کرام میں سے حضور غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کو نصیب ہوا۔چنانچہ ایک بزرگ سیّد محمد مکّی رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ نے بحر العالی میں لکھا ہے کہ:

اِنَّ سُلْطَانَ الْاَوْلِیَاءِ السَّیِّدُ عَبْدُالْقَادِرِ کِیْلَانِیُّ فِی مَقَامِ الْمَحْبُوْبِیَّۃِ لَہٗ شُھْرَۃٌ عَظِیْمَۃٌ وَغَیْرُہٗ مِنَ الْمَحْبُوْبِیْنَ لَیْسَ کَذٰلِکَ.

اس کے بعد لکھا کہ:

وَاشْتِھَارُ مَحْبُوْبِیَّۃِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ کَاشْتِھَارِ مَحْبُوْبِیَّۃِ حَبِیْبِ اللّٰہِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ لِکَوْنِہٖ عَلٰی قَدَمِہٖ.

ترجمہ: سلطانُ الاولیاء سیّد عبد القادر جیلانی رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ مقامِ محبوبیّت میں ہیں، آپ کو بہت بڑی شہرت حاصل ہے، ہاں دوسرے محبوبوں کو یہ مرتبہ حاصل نہیں۔اور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کی محبوبیّت کی شہرت اولیاء میں ایسی ہے جیسی حضور سرورِ عالم نورِ

مجسّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہرت ہے (انبیاءِ کرام علیہم السّلام کے درمیان)۔(1)

فائدہ :۔اس میں کسی کو انکار نہیں ہوسکتا جہاں اسلام نے قدم جمایا وہیں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیوانے مستانے پائے جاتے ہیں اور ساتھ ہی سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے نیاز مند بھی۔

آدمی اپنے ہی احوال پہ کرتا ہے قِیاس
نشے والوں نے بھلا سُکر نکالا تیرا

حلّ لُغات :۔احوال، حال کی جمع، حالات۔ کرتا ہے قیاس، سوچتا ہے، خیال کرتا ہے ،اندازہ کرتا ہے۔ نشے والوں نے، ظاہری علوم وفنون والے۔ بھلا، اچھا، یہ کلمہ طنزاً بھی استعمال کیا جاتا ہے جس کے معنی عجیب وغریب کے لئے جاتے ہیں۔ سُکر ،نشہ، مدہوشی۔ نکالا، بنایا، بیان کیا۔ تیرا، آپ کی اور آپ کی عظمت ومنزلت کے لئے۔

شرح :۔جو انسان اپنے علم وفن کے نشے میں چور ہوتا ہے وہ اولیاء اللہ بلکہ باجود آپ کے سردارِ اولیاء ہونے کے اے غوثِ پاک! آپ کی ذاتِ گرامی کے حالاتِ مبارکہ کو خود اپنے ہی حالات وکوائف پر قیاس کر کے حکم لگاتا ہے کہ وہ تو ہمارے ہی جیسے ایک مجبور انسان تھے ،اور غوثُ الاعظم کی باتوں کو سُکر پر محمول کیا حالانکہ یہ باتیں آپ نے حالتِ ہوش میں فرمائی ہیں۔علم وفن کے نشہ والوں نے اپنے ہی جیسا ظاہری علم وفضل والا تصوّر کیا حالانکہ آپ

(1) بے شک سلطانِ اولیاء سیّد عبد القادر گیلانی مقامِ محبوبیّت میں وہ ایسی عظیم شہرت رکھتے ہیں کہ ان جیسی شہرت کسی دوسرے کو نہیں ملی۔اور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی محبوبیّت کی شہرت اولیاء کے مابین، حضور سرورِ عالم، نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسی شہرت ہے۔آپ اپنے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقشِ قدم پر تھے۔مدنی

ظاہری علم وفضل کے ساتھ ساتھ باطنی وروحانی علم وفضل اور مئے قربتِ الٰہی(1) سے بھی سرشار تھے مگران ظاہر بین لوگوں نے اس طرح آپ کے سارے فضائل ومناقب کو بہت بُرے انداز میں بیان کیا جوان لوگوں کی کم عقلی وکج فہمی اور لاعلمی کی کھلی دلیل ہے۔

سُکر کا اشارہ :۔یہ شعران منکرین کے ردّ میں ہے جو کہتے ہیں کہ "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ" جب حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا تو سُکر کی حالت تھی اس کی تفصیل وتحقیق تو ہم نے "قدم غوثِ جلی برگردنِ ہر ولی" میں لکھ دی ہے یہاں بقدرِ ضرورت عرض ہے کہ "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ" بفضلہٖ تعالیٰ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے حالتِ صحو(2) (ہوش) میں فرمائی ہیں اور اسی طرح مامور من اللہ(3) ہے۔

مامور من اللہ :۔چند شواہد پیش کروں کہ "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ" کہنے پر مَامور مِنَ اللہ تھے۔

(۱) سیّدُنا مُحیُ الدّین ابن عربی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے فرمایا:

وَاَمَّا عَبْدُالْقَادِرِ فَالظَّاهِرُ مِنْ حَالِهٖ اَنَّهٗ كَانَ مَاْمُوْرٌ بِالتَّصَرُّفِ الخ

(الفتوحات المکیۃ، باب ثلاثین).(4)

ترجمہ: بہرحال عبدالقادر رضی اللہ تعالی عنہ، تو آپ کے ظاہری حال سے یہ (واضح ہوتا ہے) کہ آپ تصرّف پر مامور تھے۔

فائدہ:۔اس عبارت میں تصرّف کے عموم میں ہمارا مذکورہ بالا دعویٰ بھی شامل ہے۔

---

(1) اللہ تعالیٰ کے قرب کی شراب۔(2) بیداری کی حالت (3) اللہ کی طرف سے حکم دیے گئے (4) الفتوحات المکیة ،الباب الثلاثون فی معرفة الطبقة الاولی والثانیة من الاقطاب الرکبان، جلد ۱، صفحہ ۳۰۵ ، دار الکتب العلمیة بیروت

(۲) نیز فرمایا جس کا اردو ترجمہ یہ ہے کہ "اولیاءِ کبار سے ہر ایک زمانہ میں ایک ایسا ولی ہوتا ہے کہ اسے ماسویٰ اللہ پر حکومت ہوتی ہے اور وہ سب کا سردار ہوتا ہے، دلیر ہوتا ہے، کبیر الدعویٰ الحق (1) ہوتا ہے جو کہتا ہے حق کہتا ہے اور اس کا ہر ایک (2) حق ہوتا ہے اور فرمایا: كَانَ صَاحِبُ هٰذَا الْمَقَامِ شَيْخَنَا عَبْدَالْقَادِرِ الْجِيلِيَّ بِبَغْدَادِ كَانَتْ لَهُ الصَّوْلَةُ وَالْاِسْتِطَالَةُ بِحَقٍ عَلَى الْخَلْقِ، كَانَ كَبِيْرَ الشَّأْنِ أَخْبَارُهُ مَشْهُوْرَةٌ(3)

(فتوحاتِ مکیہ باب ۷۲)

ترجمہ: اس مرتبہ و مقام کا مالک ہمارا پیشوا اور ہمارا شیخ غوثِ صمدانی جیلانی بغداد والا ہے جن کی شوکت اور استطالت (4) مخلوق پر بالحق تھی اعلیٰ شان تھی ان کے علوِّ مراتب کے اخبار (5) مشہور ہیں۔

(۴) بعض اولیاء کبیرُ الشان صاحبِ ناز ہوتے ہیں چنانچہ فرمایا:

ومنهم من يقام فی الادلال كعبدالقادر الجيلی ببغداد سيد وقته(6)

ترجمہ: اور بعض اولیاء وہ ہیں جو مقامِ ناز میں ہوتے ہیں جیسے سیّد عبدُ القادر جیلانی بغدادی اپنے وقت کے سردار تھے۔

---

(1) بہت سچے دعوے کرنے والے۔ (2) قول (3) الفتوحات المكية ،الباب الثالث والسبعون فی معرفة عدد ما يحصل من الأسرار للمشاهد عند المقابلة والانحراف، جلد ۳، صفحه ۲۳۵، دارالكتب العلمية بيروت (4) مہربانی و کرم نوازی (5) خبریں و واقعات (6) الفتوحات المكية ،الباب التاسع والستون ومائة فی معرفة مقام ترک الأدب وأسراره، جلد ۳، صفحه ۲۳۰، دارالكتب العلمية بيروت

نوٹ: مکتبہ اویسیہ والے نسخہ سے اور اس فائل میں بھی مقطع نہیں ملا اور نہ ہی اس کی شرح دستیاب ہوئی اس لیے المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی) کی تحقیق شدہ مکتبۃ المدینہ سے شائع ہونے والی حدائق بخشش صفحہ نمبر ۲۷ پر مقطع یوں درج ہے۔

دلِ اَعْدا کو رضا تیز نمک کی دھن ہے
اک ذرا اور چھڑکتا رہے خامہ تیرا

حلِّ لُغات:۔ دلِ اعداء، دشمنوں کے دل۔ تیز نمک کی دھن ہے، مزید جلانے کی ضرورت ہے، اور سخت وار کرنے کی ضرورت ہے۔ اک ذرا اور، ایک نمک کی ڈلی مزید، ایک وار اور۔ چھڑکتا رہے، ڈالتا رہے، خامہ، قلم تیرا، آپ کا۔

شرح:۔ سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ خود کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ اے رضاؔ! اتنا کچھ آپ نے جو دشمنانِ اولیاء کے خلاف لکھا ہے، اس نے دلِ دشمن کو، اس فتنے کو ختم نہیں کیا، بلکہ تیرا قلم دفاعِ اولیاء کی خاطر تیز و سخت تحریروں کے ذریعے اور وار کرتا رہے کیونکہ قیامت تک شیطان اولیاء دشمنی کے لیے مختلف حربے استعمال کرتا رہے گا اور انسانوں کے روپ میں اپنے کئی چیلے تیار کرتا رہے گا، لہٰذا تجھے بھی مسلسل ان دشمنوں کے زخموں پر، جن پہ پہلے وار کر کے انہیں زخمی کیا ہے، تحریروں کا نمک چھڑکتے رہنا ہے تاکہ ان کو تکلیف ہوتی رہے اور یہ سکون نہ پا سکیں۔ مدنی

وصلِ چہارم

درمنافحت اعداء واستعانت از آقا رضی اللہ عنہ

یعنی دشمنوں کے دفاع اور آقا یعنی غوثِ اعظم سے مدد حاصل کرنے کے بیان میں

منقبت۴

الامان قہر ہے اے غوث وہ تیکھا تیرا

مر کے بھی چین سے سوتا نہیں مارا تیرا

حلِّ لُغات:۔الامان، خدا کی پناہ۔ قہر، غضب، ناراضگی وخفگی۔ غوث، فریاد کو پہنچنے والا ،حضور سیّدُ نا شاہِ بغداد رضی اللہ تعالی عنہ کا صفاتی اسم۔ تیکھا، (ہندی لفظ) بمعنی تیز ومؤثر اور زہر ملا۔ چین سے سوتا نہیں، یعنی آرام سے نہیں سوتا۔

شرح:۔اے حضور غوثِ پاک! رضی اللہ تعالی عنہ آپ کے غیظ وغضب سے خدا کی پناہ، آپ کا غیظ وغضب جس پر اتر آئے تو پھر وہ زندہ نہیں رہ سکتا بلکہ وہ (قہر وغضب) تو اتنا سخت ہے کہ جس پر اترے اُسے کبھی آرام وچین نصیب نہیں ہوتا بلکہ قبر میں بھی وہ ہمیشہ پریشان اور بے چین رہتا ہے۔دائمی عذابِ خداوندی میں گرفتار رہتا ہے کیونکہ آپ جلالِ خداوندی کے مَظہر بھی ہیں۔ابتدا میں تو یہ ہوتا تھا کہ جو بھی آپ کا بلا وضو (وضو کے بغیر) نام لیتا تو فوراً کسی آفتِ ناگہانی میں مبتلا ہو جاتا۔ بعد کو خلقِ خدا پر رحم فرماتے ہوئے تخفیف کردی گئی چنانچہ حضرت شیخ عبدالقادر الاربلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنی کتاب ''تفریح الخاطر'' میں لکھتے ہیں کہ:غوثِ اعظم حِرزُ الیمانی (یعنی حرز مرتضوی وسیف اللہ) کا ورد کیا کرتے تھے اور اس کثرتِ ورد کی وجہ سے آپ پر ابتدائی حالت میں جلالیت کا غلبہ ایسا تھا جیسی منکروں کی گردن مارنے والی تلوار اور دشمنوں کے جگر کو پہنچنے والا تیر۔اسی لئے منکرین وحاسدین میں سے جس نے بھی آپ کا نامِ مبارک بغیر وضو کے لیا اس کی گردن سیفُ اللہ سے ماری

گئی۔ پس مُکاشفہ (1) میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی تو انہوں نے فرمایا: ''تم خود ہی سیف بن چکے ہو اب اس کے پڑھنے کی ضرورت نہیں'' اس پر کچھ عرصہ آپ نے وِرد ترک کر دیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارہ سے ورد شروع کر دیا۔ اس کی تفصیل ''تفریح الخاطر'' (2) میں ملاحظہ ہو۔

حکایت:۔ ایک بزرگ نے محبوبِ سبحانی، غوثِ صمدانی، قطبِ ربانی حضرتِ شیخ عبدالقادر جیلانی قُدِّس سِرُّہُ النورانی کی بارگاہ میں عرض کیا کہ آپ لوگوں کو اس مصیبت سے نجات دلائیں تو آپ نے فرمایا مراقبہ کرو۔ اس نے مراقبہ میں عرش کے نیچے ایک تلوار لٹکی ہوئی دیکھی جس پر مکھیاں اپنے آپ کو گراتی ہیں اور دو ٹکڑے ہو جاتی ہیں تو آپ نے اسے آنکھ کھولنے کا حکم دیا اور فرمایا مکھیاں اس تلوار سے جنگ کرتی ہیں اور اس سے انہیں یہی فائدہ حاصل ہوتا ہے اور مجھ سے محبت رکھنے والے میرا نام ہر حال میں ادب و احترام سے لیتے ہیں اور ہر حال میں عفو اور مغفرت کا دامن مضبوطی سے پکڑتے ہیں اور مخالفین و منکرین بوجہَ بے ادبی ہلاکت میں پڑ جاتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں میری تلوار مشہور ہے اور میری کمان چڑھی ہوئی ہے اور میرا تیر نشانہ پر لگا ہوا ہے اور گھوڑا زین سے کسا ہوا ہے اور میں اللہ کی بڑھتی ہوئی آگ ہوں تمام اہلِ بغداد کی سفارش پر آپ نے اس حالتِ جلالی کو اہلِ عناد (3) سے اُٹھا لیا۔

واقعات:۔ اسی دور میں چند واقعات بطورِ کرامات نمودار ہوئے۔ ایک روز آپ وعظ فرما رہے تھے۔ خلقِ خدا کا کثیر مجمع تھا پانی برسنے لگا لوگ بھاگنے لگے آپ نے آسمان کی طرف انگلی ہلائی اور فرمایا میں ملاتا ہوں تو جدا کرتا ہے۔ تھوڑی دیر ٹھہر جا۔ فوراً پانی موقوف

(1) حالتِ کشف، اولیاءِ کرام کو اُمورِ غیبیہ معلوم ہو جانا۔ (2) تفریح الخاطر، المنقبة الرابعة فی ہلاک من ذکر اسمه بغیر طهارة، صفحه ١٨، ١٩ (3) دشمنی رکھنے والے۔

ہو گیا۔

کرامت:۔ایک بار گھر میں بچھو نکلا آپ نے فرمایا اے موذی مرجا فوراً مر گیا۔آپ ڈرے اور آبدیدہ ہوئے خادم کو بلا کر اپنا پیراہن دیا اور فرمایا اس کو بیچ کر صدقہ کر دو اور بہت دیر تک استغفار کرتے رہے۔

کرامت:۔ایک بار حضرت غوثِ پاک کتاب دیکھ رہے تھے چوہے نے چھت سے مٹی گرائی آپ نے اس کی طرف جو نظر اُٹھا کر دیکھا فوراً مر کر گر پڑا۔دراصل آپ کو یہ مرتبہ اللہ تعالیٰ نے اسی لئے عطا فرمایا کہ آپ نے اللہ کے نام کی عزّت کی۔چنانچہ ''تفریح الخاطر'' میں ہے کہ جب یہ حالتِ جلالی مشہور ہوئی تو اس وقت آپ کا نامِ مبارک بے وضو موت کے خوف سے کوئی نہ لیتا تھا۔بغداد کے اولیاءِ کرام نے آپ کی بارگاہِ غوثیت پناہ میں حاضر ہو کر عرض کیا حضور!لوگوں پر رحم فرمائیے اور اس سختی کو معاف فرمائیے۔آپ نے ارشاد فرمایا: میں تو اس حالت کو پسند نہیں کرتا لیکن حق تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ تو نے میرے نام کی عزّت کی ہے،ہم تیرے نام کی عزّت کریں گے جو عزت کرتا ہے معزّز بَن جاتا ہے۔اگرچہ یہ سختی اُٹھالی گئی کہ آپ کے بلاوضو نام لینے سے فوراً تباہی آجاتی تھی لیکن تجربہ شاہد ہے کہ جو آپ کا اسم شریف وضو کے بغیر لیتا ہے وہ تنگدستی اور مفلسی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور جو آپ کے نام کی نذر مانے اسے ضرور ادا کر دینا چاہیے تا کہ کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہو جائے جو جمعرات کو حلوا پکا کر اور فاتحہ پڑھ کر اس کا ثواب آپ کی روحِ مبارک کو پہنچائے اور فقراء میں تقسیم کرے اور آپ سے کسی امر میں مدد طلب کرے تو آپ اس کی مدد فرمادیں گے اور جو بعض وقت اپنے مال میں سے کچھ طعام پر ختم شریف پڑھ کر آپ کو ثواب پہنچاتا رہے اس کی دینوی مشکلات حل ہو جائیں گی جو آپ کا نامِ مبارک اخلاص کے ساتھ باوضو لے تو وہ تمام دن خوش وخرم رہے گا اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ مٹادے گا۔

(تفریح الخاطر)(1)

خود فرماتے ہیں رضی اللہ تعالی عنہ

وَنَحنُ لِمَنْ قَدْ سَاءَ نَا سِمٌّ قَاتِلٌ

فَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْ فَلْيُجَرِّبْ وَيَعْتَدِیْ

ترجمہ: اور جو کوئی بھی ہمیں اذیّت پہنچائے ہم اس کے لیے سمِ قاتل (2) ہیں جسے اس کا یقین نہ ہو وہ اذیّت پہنچا کر اس کا تجربہ کرلے۔

اسی لئے (حضرت شیخ علی بن ہیتی علیہ الرحمۃ) آپ کے مخصوص مریدین کو جو آپ کی بارگاہ میں حاضری کا قصد فرماتے تو انہیں غسل کی تلقین فرماتے نیز آپ (اُن) مریدوں کو فرمایا کرتے تھے کہ حضرت غوثُ الثقلین قُدِسَ سِرُّہُ الرّبانی کی خدمتِ اقدس میں مؤدب رہا کرو اور یہ سوچ کر زیارت کا قصد کیا کرو کہ ہم ایک ایسے شیخ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضری دے رہے ہیں جن کی غلامی اور چاکری پر مشائخ کو ناز ہے۔ یاد رہے کہ حضرت علی ہیتی رضی اللہ تعالی عنہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے اوّلین عشاق سے ہیں اور بہت بڑے باکمال ہوگزرے ہیں تاحال آپ کی کرامات کے اثرات جانوروں تک مؤثر ہیں۔ دارالشکوہ برادر بادشاہ عالمگیر رحمۃ اللہ تعالی علیہ لکھتے ہیں کہ شیخ علی بن ہیتی علیہ الرحمۃ وہ صاحبِ تصرّف بزرگ ہیں کہ اگر کسی پر شیر حملہ کرتا اور اس کے سامنے آپ کا نامِ مبارک لے لیا جاتا تو شیر اُلٹے پاؤں لوٹ جاتا۔ (سفینۃ الاولیاء)(3)

آپ غوثِ اعظم کے ہاں آنے سے پہلے پاک وصاف اور باوضو بلکہ غسل کر کے حاضری دیتے۔ شیخ علی بن ہیتی علیہ الرحمۃ نے فرمایا جس نے حضرت سیّدُنا غوثِ اعظم

---

(1) تفریح الخاطر، المنقبة الرابعة فی هلاک من ذکر اسمه بغیر طهارة، صفحه ۱۸، ۱۹

(2) جلد ہلاک کردینے والا زہر۔ (3) (سفینۃ الاولیاء (فارسی) ذکر شیخ علی بن ہیتی صفحہ ۱۰۰ مطبوعہ آگرہ انڈیا)

رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کو اذیّت پہنچائی تو وہ اذیّت اس کی ذات اور اس کی اولاد کی تباہی کا باعث بنی۔ چنانچہ علامہ محمد بن یحیٰی رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس حقیقت کا مشاہدہ بچشمِ خود کیا ہے کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ نائب حماہ (جو کہ نصوح کے نام سے پکارا جاتا تھا) نے آپ کی اولادِ پاک میں سے شیخ احمد بن شیخ قاسم علیہ الرحمۃ کو سخت اذیت پہنچائی۔ اسے عرصہ نہیں گزرا کہ اللہ نے اس کی جڑیں کاٹ دیں کہ "وَقُطِعَ ذُرِّيَّتُهُ وَلَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ اَحَدٌ" اس کی اولاد سے کوئی بھی نہ رہا اور یہ آیت اس اس پر صادق آئی۔

فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ○ (1)

ترجمہ: تو تم ان میں سے کسی کو بچا ہوا دیکھتے ہو۔

(قلائد الجواہر، صفحہ ۵۶)(2)

ابن یونس وزیر ناصرُ الدّین نے سیّدُنا غوثِ اعظم کی اولاد کو طرح طرح کی اذیّت و تکلیف پہنچائی یہاں تک کہ اس نے بغداد سے بھی شہر بدر کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے خاندان کو تباہ و برباد کر دیا اور خود "مَاتَ اَقْبَحَ مَوْتِهٖ" بری موت مرا۔(3)(قلائد الجواہر، صفحہ ۵۶، مطبوعہ مصر)

---

(1) پارہ ۲۹، سورۃ الحاقۃ، آیت ۸

(2) (قلائد الجواهر بهامشه فتوح الغیب ذکر اولاد الشیخ محمد بن عبدالعزیز الجیلی، ص ۵۶، طبع بمطبعة عبدالحمید احمد حنفی بمصر)

(3) هذا ما حضرنی من أولاده وأولاد أولاده وذریته رضی اللّٰه تعالی عنهم وهم معظمون مبجلون عندالخاص والعام بسائر البلاد ماقصد هم أحد بسوء الا ولقیه فی نفسه وذریته فی أسرع وقت وأقربه ولقد شاهدت ذلک فی زماننا هذا فانه کان بحماه نائب یقال له نصوح قصد المرحوم الشیخ أحمد بن الشیخ قاسم السابق ذکره بسوء وحصل له منه الا ذی الزائد فما کان الا قلیل حتی بدداللّٰه شمله وقطع ذریته ولم یبق منهم احد فهل تری لهم من باقیة

انجامِ برباد :۔ ویسے تو ہر ولی کے بے ادب اور گستاخ کا انجام برباد ہوتا ہے جیسے حدیث شریف کا فیصلہ ہے۔ خصوصیّت سے حضور غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے گستاخوں کے انجامِ برباد آنکھوں سے دیکھے گئے۔ ہمارے دور میں مولوی غلام خان (پاکستان) اپنے وقت کا تمام گستاخوں میں نمبر اوّل تھا۔ اس کی تقریر اور تحریر نبوّت اور ولایت کی گستاخی اور

وكيف لا يكون ذلک وجده القائل

ونحن لمن قد ساء ناسم قاتل　　فمن لم يصدق فليجرب ويعتدى

وحكى بعضهم أن ابن يونس وزير الناصر لدين الله كان قصد أولاد سيدنا الشيخ عبدالقادر ببغداد وبدد شملهم وفعل في حقهم كل قبيح ونفاهم الى واسط فبدد الله شمله ومزقه كل ممزق ومات أقبح موته ببركة سلفهم الطاهر. (قلائد الجواهر بهامشه فتوح الغيب ذكر اولادالشيخ محمد بن عبدالعزيز الجيلي، ص ٥٦، طبع بمطبعة عبدالحميد احمد حنفى بمصر) ترجمہ: جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اُن کی تمام آل واولاد اور اُن کی ذرّیت دنیا بھر کے تمام علاقوں میں، تمام خاص وعام کے نزدیک معظّم ومحترم ہیں جب بھی اُن کے ساتھ کسی نے بُرائی کا ارادہ کیا یا اُنہیں تکلیف پہنچائی تو خود ہی وہ اور اُس کی ذرّیت اُس مصیبت میں گرفتار ہوگئی جیسا کہ میں نے اِس زمانے میں خود ہی اس کا مُشاہدہ کیا ہے کہ ایک شخص جیسے نائب حماہ جو ''نصوح'' کے نام سے پکارا جاتا تھا اُس نے جب مرحوم شیخ احمد بن شیخ قاسم کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کی تو اُسے اُس سے بڑھ کر تکلیف اور مصیبت پہنچی چند ہی دنوں میں اُس کا شیرازہ (سلسلہ، اِنتظام) اللہ تعالیٰ نے منتشر کردیا اور اُس کی نسل کو منقطع کر دیا اور اب اُن میں سے کوئی بھی شخص زمین پر باقی نہ رہا اور یہ آیۂ کریمہ واضح طور پر اور صادق نظر آنے لگی ''تو تم ان میں سے کسی کو بچا ہوا دیکھتے ہو؟'' اور ایسا کیوں نہ ہوتا جب کہ اُن کے دادا حضور کا قول ہے: ترجمہ: جو کوئی بھی ہمیں اذیت پہنچائے ہم اس کے لئے سمّ قاتل ہیں جسے اس کا یقین نہ ہو وہ اذیت پہنچا کر اس کا تجربہ کرلے۔ اور جیسا کہ حکایت بیان کی گئی ناصرُ الدین کے وزیر ابن یونس نے جب سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کی اولاد کے ساتھ ظلم وزیادتی کی اور اُن کو منتشر کرنے کا ارادہ کیا اور اُن کی شان میں خوب خوب دریدہ دہنی (گستاخی، بدزبانی) کا مظاہرہ کیا اور اُن کو ''وسط'' کی جانب جلا وطن کردیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُس کے شیرازے کو منتشر کردیا اور اُسے پورے طور پر نیست ونابود کردیا اور وہ اُن کے اسلافِ صالحہ کی حرمت کے طفیل بہت بُری موت سے ہمکنار ہوا۔

بے ادبی پر مبنی ہوتی ہے آخری تقریر دبئی (عرب ممالک میں ہوئی) عینی گواہ شاہد ہیں کہ اس نے جونہی گستاخانہ رویہ اِختیار کیا تو غضبِ الٰہی ایسا جوش میں آیا کہ اسٹیج پر عذابِ الٰہی نے آگھیرا، یہاں تک کہ ہسپتال پہنچتے ہی شکل تبدیل ہوگئی۔ اس کی ہیبت ناک شکل دیکھنے والوں کی حالت غیر ہوجاتی اِسی لئے چہرہ کو چھپادیا گیا اور دبئی سے پاکستان بھیجنے والے ڈاکٹروں نے چہرہ دیکھنے کی ممانعت کردی بالآخر اسے ڈھکے چھپے چہرے سے دفنایا گیا۔

بادلوں سے کہیں رُکتی ہے کڑکتی بجلی
ڈھالیں چھنٹ جاتی ہیں اُٹھتا ہے تیغا تیرا

حلِّ لغات:۔ بادلوں، بادل کی جمع ابر، گھٹا۔ کڑکتی، سخت، مُہیب اور خوف ناک آواز کرتی ہوئی۔ بجلی، برق بادلوں سے دکھائی جانے والی چمک۔ ڈھالیں، اس پر جو لوہے کا گول چپٹا بنا ہوتا ہے جس پر چمڑا یا کوئی اور نہایت مضبوط چیز چڑھائی جاتی ہے جنگجو لوگ تلوار سے بچاؤ کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ چھنٹ جاتی ہے، کٹ جاتی ہے۔ اُٹھتا ہے، بلند ہوتا ہے۔ تیغا (فارسی) چھوٹی اور چوڑی تلوار۔

شرح:۔ اے غوثِ پاک! رضی اللہ تعالی عنہ آپ کے مخالف اور دشمن وحاسد لوگ گھٹاؤں کی طرح نہایت کمزور اور سراپا تاریکی ہیں اور آپ چمکتی ہوئی برق کی طرح ہیں جو سینکڑوں گھرے بادلوں کے آر پار ہوجاتی ہے۔ نادان اور بزدل دشمن آپ کی بڑھتی ہوئی شُہرت اور علم وعرفان اور فضل وکمال کو روکنا چاہتا ہے مگر ذرا بھی ہوش نہیں کہ آخر وہ کیا کررہا ہے۔ آپ کی کیفیت تو یہ ہے کہ جب آپ کی تلوار اُٹھ جاتی ہے تو ڈھالیں وار کو برداشت نہیں کرپاتیں اور ٹکڑے ٹکڑے ہوکر بیکار ہوجاتی ہیں اور مدِّ مقابل کے بچاؤ کا کوئی ذریعہ باقی نہیں رہتا۔ چنانچہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی ایک مریدنی کا واقعہ ہے کہ وہ ایک دن کسی کام سے پہاڑ کی غار کی طرف گئی تو اس کا عاشق بھی اسی غار کی طرف ہولیا اور

اس کے پاس جا کر عصمت ریزی کا ارادہ کیا جب عورت نے دیکھا کہ کوئی نجات ملنے کی امید نہیں، حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کو پکارا:

اَلْغِیَاثُ یَا غَوْثُ اَعْظَمُ، اَلْغِیَاثُ یَا غَوْثَ الثَّقَلَیْنِ، اَلْغِیَاثُ یَا شَیْخُ مُحَیَ الدِّیْنِ، اَلْغِیَاثُ یَاسَیِّدِیْ عَبْدَالْقَادِرِ

اُس وقت آپ مدرسہ میں وضو فرما رہے تھے اور پاؤں میں لکڑی کی کھڑاویں تھیں آپ نے انہیں پاؤں سے اتار کر غار کی طرف پھینکا وہ فاسق کے مراد پانے سے پہلے پہنچ گئیں اور سر پر پڑنے لگیں حتی کہ وہ مرگیا پھر وہ عورت انہیں اُٹھا کر حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے دربارِ عالیہ میں حاضر ہوئی اور حاضرین کے سامنے آپ سے اپنا سارا واقعہ عرض کیا۔(1)

---

(1)ان امرأة حسناء صارت مريدة لحضرته و كان يعشقها رجل فاسق قبل انتسابها الى حضرة الغوث فراحت لحاجة لها الى غار جبل فعلم ذلك الرجل الفاسق برواحها الى الغار فراح ورائها واراد أن يلوث ذيل عصمتها ولم تجد لخلاصها ملحاً فنادت باسم حضرة الغوث وقالت الغياث يا غوث اعظم الغياث يا غوث الثقلين الغياث يا شيخ محى الدين الغياث ياسيدى عبدالقادر .ففى ذلك الوقت كان حضرة الغوث يتوضأ فى المدرسة و كان فى رجليه نعلان من الحسب اى القبقاب فنزعهما من رجليه ورماهما الى طرف الغار وقبل وصول الفاسق الى مراده وصل النعلان الى رأسه و صارا يضربان برأسه حتى مات ثم اخذت المرأة النعلين المباركين وجاء ت بهما الى حضرة الغوث و أخبرته عن حالها وماجرى لها فى حضور جماعة بين يديه رضى الله عنه(تفريح الخاطر . المنقبة السادسة والثلاثون فى تحليص امراةمن مريديه من تلوث فاسق فاجر ، صفحه ٤٦)

ترجمہ: غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی ایک باجمال مریدنی کا واقعہ ہے کہ اس کے مریدنی ہونے سے پہلے اس سے ایک فاسق وفاجر شخص اس سے عشق کرتا تھا۔ وہ ایک دن کسی کام سے پہاڑ کی طرف گئی تو اس کو پتا چلا تو اسکا پیچھا کرتے ہوئے اسی غار کی طرف ہولیا اور اس کے پاس جا کر عصمت ریزی کا ارادہ کیا۔ جب عورت نے دیکھا

فضلائے دیوبند :۔ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ ہوں یا اہلِ سنّت کا کوئی اور بزرگ ان کی کرامات بالخصوص امداد کے متعلق تو سن کر فضلائے دیوبند کا فتویٰ جوش میں آجاتا ہے اور اِن کے اپنے اکابر کی بات ہو تو عینِ اِسلام!

ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔

حضرت حاجی صاحب مہاجر مکی نے فرمایا کہ ایک دن حضرت غوثِ اعظم سات اولیاء اللہ کے درمیان بیٹھے تھے ناگاہ نظرِ بصیرت سے ملاحظہ فرمایا کہ ایک جہاز قریبِ غرق ہونے کے ہے آپ نے ہمت وتوجہِ باطنی سے اِسے غَرق ہونے سے بچالیا۔ (شمائم امدادیہ)(1)

اور مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے جمالُ الاولیاء(2) میں محمد بن عبداللہ کا واقعہ لکھا ہے کہ آپ متوسّلین میں سے کسی کے پاس بیٹھے تھے کہ جلدی سے اُٹھ کھڑے ہوئے پھر لوٹے تو آپ کے کپڑوں سے پانی ٹپک رہا تھا اُن صاحب نے اُٹھنے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا: میرے متوسّلین میں سے بعض کا جہاز پھٹ گیا تھا اُس نے مجھ سے مدد مانگی تو میں نے اپنا کپڑا لگا دیا حتی کہ ان لوگوں نے اس پھٹن کو درست کرلیا اور جہاز جیسا تھا ویسا ہوگیا۔

کہ کوئی نجات کی امید نہیں تو حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کو پکارا: مددائے غوث اعظم مددائے غوث الثقلین مددائے شیخ مُحیٖ الدّین مددائے میرے سردار عبدالقادر۔ اُس وقت آپ مدرسہ میں وضو فرمارہے تھے اور پاؤں میں لکڑی کی کھڑاویں تھیں آپ نے انہیں پاؤں سے اتار کر غار کی طرف پھینکا وہ فاسق کے مراد پانے سے پہلے پہنچ گئیں اور سر پر پڑنے لگیں حتی کہ وہ مرگیا پھر وہ عورت انہیں اُٹھا کر حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے دربارِ عالیہ میں حاضر ہوئی اور حاضرین کے سامنے آپ سے اپنا سارا واقعہ عرض کیا۔

(1) شمائم امدادیہ ترجمہ فحات مکیہ، حصہ دوم، صفحہ ۸۰، قومی پریس لکھنؤ

(2) جمالُ الاولیاء محمد بن عبداللہ بن علوی جلد اول صفحہ ۱۳۲، مکتبہ اسلامیہ بلال گنج لاہور۔

عکس کا دیکھ کے منہ اور بِپھر جاتا ہے
چار آئینہ کے بل کا نہیں نیزا تیرا

حلِّ لُغات:۔ عکس، پرتو، مدمقابل۔ دیکھ کے منہ، صورت دیکھ کر۔ بپھر جاتا ہے، غضب ناک ہوجاتا ہے۔ چار آئینے، ایک قسم کا زرہ بکتر، بنیان کی سی لوہے کی قمیض جو میدانِ جنگ میں بڑے بڑے پہلوان تلوار اور نیزا کے وار سے محفوظ رہنے کے لئے پہن لیتے ہیں۔ بل، طاقت۔ نیزا، بھالا۔

شرح:۔ اے غوثُ الاعظم! رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ سے مقابلہ کرنے والا اگر مدِّ مقابل آجاتا ہے تو اس کی صورت دیکھ کر آپ کا تُند و تیز نیزہ بہت زیادہ تیز ہوجاتا ہے اور مدِّ مقابل خواہ پورا لوہے میں مَنڈھا(1) کیوں نہ ہو آپ کا نیزہ جب چلتا ہے تو پھر مضبوط سے مضبوط زِرہ بکتر کے بس کی بات نہیں رہتی اور اس سے آر پار ہوکر جسم کے اندر پیوست ہوجاتا ہے اور مدِّ مقابل ہمیشہ کے لئے خاموش ہوجاتا ہے اِسی لئے حضرت سیّد جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو جن چمٹ جائے تو اس کے کان میں یا حضرت الشیخ قطب العالم محی الدین السید عبدالقادر الگیلانی پڑھ کر پھونک دیا جائے تو وہ دفع ہوجائے گا۔ اگر کفار کا لشکر اِسلامی ملک پر چڑھ آئے یا کسی کو راہزنوں کا خوف لاحق ہو تو زمین سے سیاہ مٹی لے کر اس پر غوثِ اعظم کا نامِ مبارک پڑھ کر دم کرے اور وہ مٹی اس کی طرف پھینکے جیسا کہ محبوبِ سبحانی قُدِّسَ سِرُّہٗ النورانی نے فرمایا ہے۔ جو شخص ایسا کرے گا کہ یہ مٹی (مذکورہ طریقہ پر) دشمنوں کی آنکھوں میں ڈال دے تو اللہ تعالیٰ اُن کو اندھا کردے گا اور اُن پر قہر و غضب نازل فرمائے گا اور فرمایا: جو شخص کسی مصیبت میں مبتلا ہو تو وہ

(3) ڈھانپا ہوا، چھپایا ہوا۔

حضور غوثِ اعظم کا توسُّل کرے تو اللہ اسے اس تکلیف سے نجات دے گا اور وہ عجز سے خلاصی پائے گا اور اسے خوشی حاصل ہوگی اور جس نے آپ سے خرقۂ خلافت پہنا وہ دنیا وآخرت کی مصیبتوں سے نجات پانے کے علاوہ مراتبِ عالیہ کو بھی پہنچ گیا کیونکہ آپ نے اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کے حق میں خاص طور پر دعا مانگی ہے اور آپ قطبِ عالم ہیں اور آپ کی دعا بارگاہِ خداوندی میں مقبول ہے۔

بیکسان را کس اگر جوئی تو درد نیا ودیں

هست محی الدین سید تاج سرداران یقیں

ترجمہ: اگر تم کسی ایسی برگزیدہ ہستی کے متلاشی ہو جو دنیا اور عقبیٰ میں غریبوں اور لاوارثوں کا یار و مددگار ہے تو یقین جان لو وہ سرداروں کے سرتاج حضور سَیِّدُ نا میراں مُحیُّ الدّین قُدِّسَ سِرُّہٗ کی ذاتِ مبارک ہے۔

صلائے عام:۔ سَیِّدُ نا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے مریدین کے لئے صلائے عام فرمایا۔(1)

أَنَا لِمُرِيدِىْ حَافِظٌ مَا يَخَافُهُ   وَأَحْرِسُهُ مِنْ كُلِّ شَرٍّ وَفِتْنَةٍ

ترجمہ: میں اپنے مرید کی محافظت کرنے والا ہوں ہر اس چیز سے جو اس کو خوف میں ڈالے اور میں اس کی نگہبانی کرتا ہوں ہر قسم کے شر اور فتنہ سے۔

---

(1)من استغاث بی فی كربةٍ كشفت عنه ومن نادى باسمی فی شدة فرجت عنه ومن توسل بی الی الله عزوجل فی حاجة قضيت له ترجمہ: جو کسی تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے وہ تکلیف دفع ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر ندا کرے وہ سختی دور ہو اور جو کسی حاجت میں اللہ تعالی کی طرف مجھ سے توسّل کرے وہ حاجت بر آئے گی ان شاء اللہ تعالی۔ (بهجة الاسرار بهامشه رياض البساتين، ذكر فصل اصحابه وبشراهم، ص ۱۰۲)

مُرِيدِیَ إِذَ مَا کَانَ شَرْقاً وَمَغْرِباً أُغِثْهُ إِذَا مَا سَارَ فِی أَیِّ بَلْدَةٍ

ترجمہ: میں اپنے مرید کی فریاد رسی کرتا ہوں خواہ وہ کسی شہر میں بھی ہو مشرق میں یا مغرب میں۔

مُرِیْدِیُ لَا تَخَفْ وَاشِ فَاِنِّی عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِ

ترجمہ: میرے مرید کسی دشمن سے نہ ڈر کہ بیشک میں مستقل عزم والا سخت گیر اور لڑائی کے وقت قتل کرنے والا ہوں۔

کوہِ سَر مکھ ہو تو اِک وار میں دو پَر کالے
ہاتھ پڑتا ہی نہیں ''بھول کے'' اوچھا تیرا

حلّ لُغات :۔ کوہ (فارسی) پہاڑ، مجازاً دیو پیکر بہادر۔ سرمکھ (ہندی لفظ ہے) مقابلہ۔ وار (ہندی لفظ ہے) ٹھوکر، حملہ۔ دو پر کالے، دو ٹکڑے۔ ہاتھ پڑتا ہی نہیں، دراصل یہ عبارت یوں ہے، ہاتھ اوچھا پڑتا ہی نہیں۔ وار غلط نہیں ہوتا بھر پور نشانہ پر جا لگتا ہے۔ بھول کے (اردو) نادانستگی میں، غیر ارادی طور پر، یونہی۔

شرح :۔ اے غوثُ الکونین! رضی اللہ تعالٰی عنہ آپ کے مقابلے کے لئے اگرچہ کوئی پہاڑ ہی جیسا کیوں نہ آجائے آپ کا صرف ایک ہی وار اس کے دو ٹکڑے کرنے کے لئے کافی ہے کیونکہ آپ یونہی غیر ارادی طور پر بھی اپنے ہاتھوں کو اُٹھا دیتے ہیں تو وہ بھی خطا نہیں کرتا اور اسے ہزاروں لوگوں نے آزمایا۔ فقیر یہاں ایک قصہ حوالۂ قلم کرتا ہے۔

حکایت :۔ صاحب تفریح الخاطر (1) نے مندرج فرمایا ہے کہ بغداد کے علماء میں سے ایک عالم فاضل نمازِ جمعہ ادا کرنے کے بعد شاگردوں کے ساتھ قبرستان کی طرف فاتحہ خوانی

(1) تفریح الخاطر، المنقبة الثانية والثلاثون فی عفو سلطان الجن عن رجل الخ، صفحہ ۴۲، ۴۳

کے لئے نکلے۔ راستہ میں ایک سیاہ سانپ دیکھا تو اس کو اپنے عصا سے قتل کر ڈالا۔ تھوڑی دیر کے بعد اسے ایک لمبے گرد وغُبار نے ڈھانپ لیا اور اچانک نظروں سے غائب ہو گیا۔ یہ دیکھ کر شاگرد حیران ہو گئے کچھ دیر بعد دیکھا کہ استاد صاحب ایک عمدہ لباس پہنے آرہے ہیں، آگے بڑھ کر اِستقبال کیا اور احوال اور لباس کے متعلق دریافت کیا۔ استاد صاحب فرمانے لگے جب مجھ پر غبار چھایا تو جن مجھے پکڑ کر ایک جزیرہ میں لے گئے پھر دریا میں مجھے غوطہ دے کر اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے میں نے دیکھا کہ وہ ایک ننگی تلوار ہاتھ میں لئے تخت پر کھڑا ہے اور اس کے سامنے ایک نوجوان مقتول پڑا ہے جس کا سر زخمی ہے اور جسم سے خون بہہ رہا ہے۔ میرے متعلق سوال کیا گیا کہ یہ کون ہے؟۔ جنّوں نے کہا یہی قاتل ہے۔ نیز اس نے میری طرف غصہ کی حالت میں دیکھا اور کہا اے شہر کے استاد! تو نے اس نوجوان کو ناحق قتل کیوں کیا ہے۔ میں نے انکار کرتے ہوئے کہا خدا کی قسم! میں نے اسے قتل نہیں کیا آپ کے خادموں نے مجھ پر جھوٹا الزام لگایا ہے۔ انہوں نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اس کے ہاتھ کا خون سے لتھڑا ہوا عصا اس بات کی دلیل ہے کہ اس نے ہی قتل کیا ہے دیکھا تو عصا کو واقعی خون لگا ہوا تھا۔ مجھ سے اس خون کے متعلق پوچھا گیا تو میں نے کہا اس سے تو میں نے ایک سانپ کو مارا ہے اور یہ اس کا خون ہے۔ بادشاہ کہنے لگا: اے جاہل وہ سانپ یہی میرا بیٹا ہے یہ سنتے ہی میں ہکّا بکّا (1) رہ گیا۔ پھر قاضی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ یہ شخص اپنے قاتل ہونے کا اقراری ہے تم اس کے قتل کا حکم دے دو۔ قاضی نے میرے قتل کا حکم دے دیا۔ بادشاہ نے تلوار کھینچ کر مجھ پر وار کرنے لگا تو میں اپنے دل سے اپنے شیخ، اُستاد حضرت غوثِ اعظم کی طرف مُلتجی ہوا (2) اور مدد طلب کی، فوراً ایک نورانی مرد نمودار ہوا اور

(1) حیران۔(2) التجا کرنے لگا، منت سماجت کرنے لگا۔

بادشاہ سے کہنے لگا کہ اس شخص کو قتل نہ کرو یہ تو حضرت محبوبِ سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی قُدِّس سِرُّہٗ النورانی کا مرید ہے اگر وہ اس کے سبب تم پر عتاب فرمائیں تو تم کیا جواب دو گے۔؟ آپ کا نام سنتے ہی اس نے تلوار ہاتھ سے نیچے پھینک دی اور مجھے کہا اے شہری استاد! میں نے حضرت غوث الاعظم کے ادب و تعظیم کی خاطر تجھے اپنے بیٹے کا قصاص معاف کیا، اب تم ہی اس مقتول کا جنازہ پڑھاؤ اور اس کے لئے بخشش کی دعا مانگو۔ پھر اُس نے مجھے یہ خلعت پہنا کر جنّات کے ساتھ رخصت کر دیا جو مجھے وہاں لے کر گئے تھے وہ مجھے اس مکان میں چھوڑ کر میری نظر سے پوشیدہ ہو گئے۔

آں شاہ سرفراز که غوث الثقلین است

دراصل صحیح النسب از طرفین است

ترجمہ: وہ عالی مرتبہ بادشاہ جو جن وانس کے فریاد رس ہیں بلحاظِ حسب و نسب نَجِیْبُ الطَّرفین (1) ہیں۔

اس پہ یہ قہر کہ اب چند مخالِف تیرے

چاہتے ہیں کہ گھٹا دیں کہیں پایہ تیرا

حلّ لُغات:۔اس پہ، ایسی صورت میں۔ قہر، ظلم، آفت۔ چند، تھوڑے سے۔ گھٹادیں، کم کردیں۔ کہیں، کسی طرف، کسی جگہ۔ پایہ، مرتبہ، بلندی قدر۔

شرح:۔اے محبوبِ ربانی، غوثِ صمدانی! یہ سب کو معلوم ہے کہ آپ کا وار کبھی خالی نہیں جاتا ایسی صورت میں بھی آپ کے کچھ دشمن یہ کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح موقعہ ہاتھ لگے اور وہ آپ کا بلند مرتبہ کم کر دیں حالانکہ ان کی یہ حرکتیں ان کے لئے ایک دن آفت و مصیبت

(1) جو ماں اور باپ دونوں کی طرف سے صحیح النسب ہو/سید ہو۔

ی کران کے گلے پڑ جائیں گی۔ چنانچہ آپ کے ابتدائی دور میں نقد سزا مل جاتی تھی لیکن
ند کو اِرشادِ حبیبِ خدا صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے اِسے ترک کرا دیا۔ چنانچہ ''تفریح
ناطر'' میں ہے کہ شروع شروع میں آپ پر جلالیت کا بہت غلبہ تھا اس غلبہ کی حالت یہ تھی کہ
و شخص آپ کا نام بے وضو لیتا اس کا سر تن سے جدا ہو جاتا اور وہ مرجاتا تو حضرت محبوبِ
سبحانی ،قطبِ ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہٗ النورانی نے اپنے نانا جان حضرت محمد
مصطفیٰ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ فرمارہے ہیں کہ بیٹا اس حالت کو چھوڑ دو
کیونکہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے جس میں لوگ میرا اور میرے رب تعالیٰ کا نام بھی بغیر اد
ب کے ذکر کیا کریں گے آپ نے نبی پاک ،شہِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر
رحم کھا کر اس حالت کو ترک کر دیا۔ (جیسا کہ گزرا)

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے   یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

حلِّ لغات :۔ عقل ہوتی (اردو) ان کو اگر عقل ہوتی ، کچھ علم وفہم ہوتا۔ تو (اردو) یقیناً
لڑائی (اردو) مقابلہ، جنگ و جدال۔ گھٹائیں (اردو) مرتبہ کم کریں۔ منظور (عربی)
پسند۔ بڑھانا (اردو) مرتبہ دینا، عظمت عطا کرنا۔

شرح :۔اے غوث الاعظم سَیِّدُ الاولیاء! آپ کو تو خود اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا مرتبہ دیا ہے
آپ کو درجۂ محبوبیت پر فائز فرمایا ہے یہ نادان مخالف لوگ کچھ بھی احساس وفہم رکھتے تو آپ
کی عزّت و عظمت کو کبھی کم کرنے کے لئے بیانات نہ کرتے پھرتے۔ آپ کی تنقیص
دراصل رب تعالیٰ سے جنگ ہے اس لئے کہ آپ کو عزّت بخشنے والا رب تعالیٰ ہی ہے۔

حدیث قدسی :۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ. (بخاری شریف) (متن پیچھے گزرا)
ترجمہ: جس نے میرے ولی سے دشمنی کی تو بے شک میں نے اس سے اعلانِ جنگ کیا۔

اللہ تعالیٰ کے اعلانِ جنگ کے دو معانی ہیں۔

(۱) اس کی دولتِ ایمان چھین لیتا ہے اس لئے ''روض الریاحین'' میں قاعدہ لکھا ہے کہ جو کسی ولی اللہ سے گستاخی کرتا ہے تو اس کا خاتمہ خراب ہوتا ہے اس پر ہزاروں واقعات شاہد ہیں ہمارے دور میں مولوی غلام خاں (راولپنڈی) کا حال سب کو معلوم ہے۔ اخبارات میں اس کے متعلق اشارے کنائے سے اس کا حال شائع ہوا۔ جہاں مراد وہاں سے عینی شاہدوں کے خطوط پاکستان میں پہونچے۔ تفصیل فقیر کی کتاب ''گستاخوں کا بُرا انجام'' میں دیکھئے۔

(۲) دنیا میں کسی طرح کی سزا میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اس کے ثبوت پر ہزاروں واقعات کتابوں اور اخباروں میں چھپتے اور شائع ہوتے ہیں۔ ایک جدید واقعہ اخبار کا ملاحظہ ہو۔ ۱۹۸۷ء کے اخبار نوائے وقت کے جمعہ میگزین ۳۱ (اکتیس) اکتوبر میں ایک واقعہ شائع ہوا کہ دھپ (تھپڑ) کا یہ واقعہ بقول لطیف ہمالیہ والا ۶۰،۱۹۵۹ء میں میکلوڈ روڈ پر لاہور ہوٹل کے آس پاس ہی کہیں پیش آیا بقول لطیف ہمالیہ والا کے، عید کا دن تھا اور وہ چند دوست مل کر باغِ جناح کی سیر کے لئے گھر سے نکلے، ابھی وہ اپنے گھروں سے چند قدم ہی دور گئے تھے کہ ایک نیم برہنہ فقیر اُن کے سامنے آگیا۔ یہ فقیر اُن جوانوں کے لئے کوئی اجنبی یا نامانوس شخصیت (1) نہ تھا اس کو وہ پہلے ہی اس علاقے میں اِدھر اُدھر گھومتے دیکھ چکے تھے انہیں یہ بھی پتہ تھا کہ اپنے آپ میں گُم یہ فقیر کسی سے بولتا ہے، نہ کسی سے کچھ مانگتا ہے وہ اس دنیا میں رہتے ہوئے بھی اس دنیا سے کوئی سروکار نہ رکھے ہوئے ہے۔ ادھر وہ خود اہلِ دنیا کے لئے ایک نظر انداز شدہ شئے تھی نہ وہ کسی سے تعرض (2) کرتا تھا، نہ کوئی اس سے، لیکن نہ

---

(1) ناواقف، انجان شخص۔ (2) مزاحمت

جانے عید کے دن کی خوشی کا اثر تھا یا اَنواع واَقسام کے کھانوں پر خواری کا خُمار تھا۔ نتیجہ کہ لطیف کے شوخ دوست نے آگے بڑھ کر اس فقیر کے سر پر ایک ''دھپ'' جمایا (تھپڑ لگایا) بس! جناب یہ دھپ لگانا ہی اس نوجوان کے لئے قیامت کا پیغام بن گیا۔ فقیر نے پیچھے مڑ کر ایک نگاہ اس نوجوان پر ڈالی۔ نہ کچھ کہا اور نہ کچھ بولا، کوئی دنیا دار تھوڑا ہی تھا کہ احتجاج کرتا یا اول فول بکتا(1)۔ بس اس نے تو جو کرنا تھا کر دیا اور پھر اپنی راہ لی مگر نوجوان اپنی راہ بھول بیٹھا اور کیسے نہ بھولتا اسے کچھ نظر آتا، کچھ دکھائی دیتا تو وہ راہ بھی دیکھتا! اس نے سمجھا کہ اس کا وہم ہے لہٰذا پہلے تو اس نے جلدی جلدی آنکھوں کو مَلا اور پھر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے کی کوشش کی مگر اس کوشش سے کیا ہو سکتا تھا آنکھوں میں بصارت رہ گئی ہوتی تو اسے کچھ نظر بھی آتا...... اور پھر اچانک ہی اس پر انتہائی خوفناک حقیقت کا انکشاف ہوا یعنی کہ وہ اندھا ہو چکا ہے۔ فقیر کو دھپ جمانے کے نتیجے میں اس جسارت (2) کی سزا میں اس کی بینائی اس سے چھن گئی ہے اور پھر وہ جو ابھی ایک دو لمحے پہلے نشۂ شباب میں بدمست چُلبلاہٹ (3) اور شوخی کی تصویر بنا ہوا تھا انتہائی بے بسی کے عالم میں چیخا۔

ہائے او! میں اندھا ہو گیا، او! مجھے کچھ نظر نہیں آ رہا مجھے بچاؤ مجھے کچھ نظر نہیں آ رہا۔ لطیف اور اس کے دیگر دوست جو اِسے پہلے ہی پریشانی کے عالم میں آنکھوں کو ملتے اور رگڑتے دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔ اس کی چیخ وپکار پر ہکّے بکّے رہ گئے (4) ایک لمحہ کے لئے تو خود اُن کی بھی دنیا اندھیری ہو گئی اور جب وہ سنبھلے تو کچھ سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ اب کریں تو کیا کریں؟ البتہ اتنی سمجھ اُن سب کو آ گئی تھی کہ یہ سب کچھ اس ''دَھپ'' کا کِیا دھرا ہے جو اُن کے ایک لمحے پہلے کے شوخ دوست نے حالِ مست فقیر کے سر پر رسید کیا ہے۔ بہر حال بیچارگی

(1) بے ہودہ باتیں کرتا، فحش بکتا۔ (2) بے باکی، جرأت۔ (3) بیقراری۔ (4) حیران و پریشان۔

اور پریشانی کے عالم میں اپنے دوست کو پکڑ کر اس کے گھر لائے، گھر والوں کو جب حقیقتِ حال کا علم ہوا تو وہاں بھی ایک کُہرام مچ گیا "اندھے پن" کے چارہ کی سوچنے لگے سب کے جی میں یہی آیا کہ اب چارہ سازی بھی وہیں سے ہوگی جہاں سے درد ملا ہے۔ چنانچہ اب سب نے مل کر اُس فقیر کی تلاش شروع کی بَصد مشکل کہیں وہ ملا، تو ان لوگوں نے جوان کو اس کے قدموں میں ڈال دیا۔ فقیر حالِ مست کے دل میں قہر کے بجائے محبت کے جذبات پیدا ہوئے اس نے ایک پیار بھری نظر اس جوان پر ڈالی جو عجز وانکساری کی تصویر بنا اس کے قدموں پر پڑا اپنی گستاخی کی معافی مانگ رہا تھا اور دوسرے ہی لمحے وہ بینا ہو چکا تھا اس کی آنکھوں کی روشنی اسے واپس مل گئی تھی وہ خوشی سے اچھلتے ہوئے چیخ اُٹھا "او میں سُجاکھا ہوگیا آں، اومینوں نظر آن لگ پیا اے"(1) دوست اور گھر والے خوشی سے اس کی بلائیں لینے لگے(2) اور مارے مسرّت کے ایک دوسرے کے گلے ملنے لگے۔ فوری اور بے پناہ مسرّت کے ان لمحات میں کچھ دیر کے لئے سب لوگ فقیر کے وجود سے غافل ہو گئے اور جب اُن کو فقیر کا خیال آیا تو وہ اس وقت تک جا چکا تھا۔ سب نے مل کر اسے بہتیرا تلاش کیا مگر اس نے ملنا تھا نہ ملا۔ اور ملتا بھی کیوں "بے نامی" و "بے نشانی"(3) کے یہ تمنائی خدا عزوجل مست فقیر وہاں کہاں ٹھہرتے ہیں۔ جہاں یہ ایک دفعہ "ظاہر" ہو جائیں کہ یہ شیوہ تو دنیاداروں اور شعبدہ بازوں کا ہوسکتا ہے مگر اللہ والوں کا نہیں اور وہ تو اللہ والا تھا .... سو پھر اس علاقے میں وہ کبھی نظر نہ آیا مگر نتیجہ اس تمام ماجرے سے یہی نکلا کہ زنہار(4) جو کسی کو حقیر جان کر دھپ جماؤ یا ستاؤ کہ کیا پتہ۔

دریں گرد سوارے باشد   اس گرد میں کوئی سوار ہوگا

---

(1) پنجابی زبان کا جملہ ہے۔ (ترجمہ): دیکھو! میں بینا (دیکھنے والا) ہو گیا ہوں۔ مجھے نظر آنا شروع ہو گیا ہے۔ (2) پیار کرنے لگے۔ (3) گمنامی، بے پتا و بے ٹھکانا۔ (4) خبردار!

ایک اور گستاخ :۔مولوی سلطان محمود دیو بندی وہابی موضع کھٹیالہ شیخ ضلع گجرات نے بائیس برس دہلی میں درسِ حدیث پڑھایا آخر عمر میں گھر پر مدرسہ کھولا۔ایک مرتبہ حدیث شریف پڑھ رہا تھا جس میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میں آگے پیچھے برابر دیکھتا ہوں'' گستاخانہ لہجہ میں کہا کیا آپ کے .... (معاذ اللہ) اس گستاخی کا نتیجہ یہ نکلا کہ چند دنوں کے بعد گلی کوچوں میں مارا مارا پھرتا رہتا جب مرا تو شکل بگڑ گئی اس لئے ایامِ مَرض الموت میں اس کے وُرثاء اس کا چہرہ نہیں دیکھنے دیتے تھے شکل مکمل طور پر بدل چکی تھی ورثاء نے رات کو اندھیرے میں دفنایا لیکن صبح کو سارے گورستان میں عُفونت (1) پھیل گئی عفونت کو ختم کرنے کے لئے مزدوروں کے ذریعے ایک سو بورے مٹی کے ڈالے گئے ،مزدور عفونت کی وجہ سے بیمار پڑ گئے جنہیں کافی علاج معالجہ کے بعد آرام ہوا۔

(قلمی مسودہ صاحبزادہ عبدالجلیل نانگٹ شریف، ضلع گجرات)

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذِکر ہے اُونچا تیرا

حلِّ لُغات:۔وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَک، قرآن مجید کی آیت کا جملہ ہے پارہ ۳۰ سورۂ الم نشرح ،اس کا معنی ہے اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کردیا (اعلیٰ حضرت) اس سے مراد جنابِ رسولِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ ہے۔سایہ، مشہور لفظ ہے بمعنی پرچھائیں، نقشِ قدم۔بول بالا، اونچی بات۔

(1) بدبو۔

شرح اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں "وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ" فرمایا اور آپ کا ذکر اونچا کیا اور چونکہ حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قدم بقدم متبع (1) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اس لئے "وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ" کا یہ سایہ اِن پر بھی پڑتا ہے اس لئے حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

وَ کُلُّ وَلِیٍّ لَهٗ قَدَمٌ وَاِنِّی عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالِ.(2)

ترجمہ: ہر ولی میرے قدم بقدم ہے اور میں حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر ہوں جو آسمانِ کمال کے بدرِ کامل ہیں۔

ایک مرتبہ محبوبِ سبحانی، غوثِ صمدانی، قطبِ ربانی قُدِّسَ سِرُّہُ النورانی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور پر چالیس دن تک کھڑے ہو کر یہ شعر پڑھتے رہے۔

ذُنُوْبِیْ کَمَوْجِ الْبَحْرِ بَلْ هِیَ اَکْثَرْ
کَمِثْلِ الْجِبَالِ الشَّمِّ بَلْ هِیَ اَکْبَرْ
وَلٰکِنَّهَا عِنْدَ الْکَرِیْمِ اِذَا عَفَا
جَنَاحٌ مِّنَ الْبَعُوْضِ بَلْ هِیَ اَصْغَرْ

ترجمہ: یعنی میرے گناہ سمندر کی جھاگ سے بھی زائد اور بلند پہاڑ سے بھی بڑے ہیں لیکن اگر رحیم وکریم معاف کردے تو یہ مچھر کے پَر کی مانند ہیں بلکہ اس سے بھی چھوٹے ہیں۔

دوسری بار جب حاضر ہوئے تو گنبدِ خضریٰ کے سامنے یہ اشعار پڑھے:

(1) ہر ہر لمحہ پیروی کرنے والے۔

(2) فتوح الغیب علی ھامش بھجۃ الاسرار، القصیدۃ الغوثیہ، صفحہ ۲۳۱، مصطفی البابی مصر

اور پھر حجرۂ شریفہ کے قریب ہوکریوں مُناجات کی؛

فِی حَالَةِ الْبُعْدِ رُوْحِیْ اُرْسِلُهَا

تَقَبَّلَ الْاَرْضَ عَنِّیْ وَهِیَ نَائِبَتِیْ

وَهٰذِهٖ نَوْبَةُ الْاَشْبَاحِ قَدْحَضَرَتْ

فَامْدُدْ یَمِیْنَکَ کَیْ تَحْظٰی بِهَا شَفَتِیْ

ترجمہ: حالتِ بعد میں مَیں اپنی روح کوآپ کی خدمت میں بھیجا کرتا تھا جومیری طرف سے زمین بوسی کرتی تھی اوراب میں خودحاضر ہوا ہوں، سواپنا داہنا ہاتھ بڑھایئے تاکہ میرے ہونٹوں کوان کے چومنے کافخر حاصل ہو۔

پس اُسی وقت نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کا دستِ رحمت ظاہر ہوا آپ نے مصافحہ فرمایااس کوبوسہ دیااوراپنے سر پر رکھا۔(1)

اسی قسم کاواقعہ سیدنااحمدکبیررفاعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کابھی مشہور ہےاور قبرِ انور سے نقدجواب پانے والوں کی فہرست طویل مثلاً سیدناامامِ اعظم ابوحنیفہاور سیدنا جلال

---

(1)فی حالة البعد روحی أرسلها　　تقبل الارض عنی وهی نائبتی

وهذه نوبة الاشباح قدحضرت　　فامدد یمینک کی تحظی بها شفتی

فظهرت یده صلی اللہ علیه وسلم فصافحها وقبلها ووضعها علی رأسه رضی اللہ تعالی عنه (تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر، ذکر المنقبة الثانیة والعشرون فی مصافحة النبی صلی اللہ علیه وسلم حین زیارته ،صفحه ۳۱) ترجمہ: اے جدکریم !صلی اللہ علیہ وسلم دوری کی حالت میں اپنی روح وخیال کوبھیجا کرتا تھا جومیری نیابت میں آستاں بوسی کرتے تھےاورآج میں خوددر دولت پر حاضر ہوں لہٰذا آپ اپنے دست کرم کو دراز فرمائیں تاکہ میرے لب دست بوسی کی سعادت حاصل کرسکیں۔پس اُسی وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کادستِ رحمت ظاہر ہوا آپ نے مصافحہ فرمایااس کوبوسہ دیااوراپنے سرپررکھا۔

الدین بخاری سیوطی اور امام احمد رضا بریلوی رحمہم اللہ۔

مِٹ گئے مِٹتے ہیں مٹ جائینگے أعداء تیرے
نہ مِٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

حلِّ لُغات:۔ مٹ گئے، نیست ونابود ہوگئے، تباہ وبرباد ہوگئے۔ أعداء، جمع عدُوّ کی، دشمن، مخالف، حاسد۔ نہ مٹا ہے نہ مٹے گا، نہ ختم ہوا اور نہ ختم ہوگا۔ چرچا، شہرت، تذکرہ۔

شرح:۔ اے شہرتِ دَوام والے آقا! آپ کی شہرت اور تذکرہ کے مخالف اور آپ کے دشمن پہلے بھی پیدا ہوئے اور اب بھی ہو رہے ہیں اور آئندہ بھی ہوں گے دشمنی اور مخالفت میں مر کر دفن ہوئے، اسی طرح اب بھی فنا کے گھاٹ اُتر جائیں گے اور آئندہ بھی ان کا یہی حشر ہوگا اور سب کے سب گمنامی کے دَبیز (موٹے) پردے میں چھپ جائیں گے (یعنی کوئی بھی انہیں یاد کرنے والا نہیں رہے گا) مگر آپ کی شہرت اور تذکرے دشمنوں کی مخالفتوں کے باوجود نہ پہلے کبھی ختم ہوئے اور نہ کبھی ختم ہوں گے۔

غلطی کا ازالہ:۔ یہ دونوں اشعار عوام بلکہ بہت سے واعظین حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے پڑھتے ہیں۔ اگرچہ یہ دونوں اشعار نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بِالاصالۃ (1) ہیں لیکن اعلیٰ حضرت قدِّس سِرُّہٗ نے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی شان میں لکھے ہیں اور اِس کی تشریح فقیر نے سابقہ اوراق میں لکھی ہے۔

(1) حقیقی طور پر، بغیر وسیلہ کے۔

تُو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے

جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

حلِ لُغات :۔ گھٹائے سے، مرتبہ کم کرنے سے۔ نہ گھٹا ہے نہ گھٹے، نہ پہلے کبھی بے قدر ہوا، نہ اب۔ بڑھائے، بلند مرتبہ کرے۔

شرح :۔اے محبوبِ صمدانی رضی اللہ تعالی عنہ آپ کو تو آپ کا عزّت دینے والا اللہ تعالیٰ بلندیٔ درجات عطا فرماتا ہے کوئی مخالف اور کوئی دشمن آج تک آپ کے بلند درجات کو نہ کم کرسکا ہے اور نہ کبھی کم کرسکے گا۔

صدیاں گزر گئیں مخالفین نے بھی طرح طرح کے حیلوں سے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا نام مٹانا چاہا لیکن قدرت نے ہر دور میں آپ کے نام کو روشن فرمایا۔ آزما کر دیکھئے جہاں اسلام ہے وہاں غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا بھی چرچا ہے۔

اس کی وجہ ظاہر ہے کہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ ہر صاحبِ سلسلہ کے مُحسن ہیں اور مُحسن کے اِحسان کا چرچہ ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں اہلِ سنّت اپنا وجود منوانا چاہتے ہیں وہاں محافلِ گیارہویں منعقد کر کے مخالفین پر غلبہ پاتے ہیں۔ اِسی لئے تمام ممالک جہاں مسلمان ہیں اپنے محسن کی محافل قائم کرتے ہیں فقیر انگلینڈ جا کر حیران رہ گیا ہے غیروں کے ملک میں خداعزَّ وجلّ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اذکار کے ساتھ ساتھ گیارہویں کے بھی خوب چرچے دیکھے۔

سِمّ قاتل ہے خدا کی قَسَم اُن کا اِنکار

مُنکِرِ فضلِ حضور آہ یہ لکھا تیرا

حلِ لُغات :۔ سِمّ (سین کے زیر کے ساتھ)، زہر۔ قاتل، جان لیوا، مار ڈالنے والا۔ انکار، نہ ماننا، اقرار کی ضد۔ منکر، انکار کرنے والا۔ فضل، فضیلت۔ حضور، حاضر ہونے

والا، اردو میں کلمۂ ادب واحترام ہے جو بڑے آدمی کے واسطے استعمال کیا جاتا ہے۔ آہ، کلمۂ تأسف۔ لکھا، تقدیر وقسمت۔

شرح :۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مخالفین کا فضائل غوثیہ سے انکار کرنا اُن کے لئے جان لیوا زہر کی طرح ہے اس لئے کہ یہ خدائے منعم کے انعام واکرام سے انکار ہے۔

اے مخالف مجھے تیری بد قسمتی پر بڑا افسوس ہے۔ اس لئے کہ تیری قسمت میں حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالی عنہ کی فضیلت کا منکر ہونا درج ہو چکا ہے جو بد بختی کی واضح دلیل ہے فرمایا غوثِ پاک رضی اللہ تعالی عنہ نے

تَکْذِیْبُکُمْ لِیْ سِمٌّ قَاتِلٌ لِّاَدْیَانِکُمْ وَسَبَبٌ لِذِھَابِ دُنْیَا کُمْ وَاُخْرَاکُمْ. (1)

ترجمہ: تم لوگوں کا مجھے جھٹلانا زہر قاتل ہے تمہارے دین کے لیے اور تمہاری دنیا اور آخرت کی تباہی و بربادی کا سبب ہے۔

میرے سیّاف کے خنجر سے تجھے باک نہیں
چیر کر دیکھے کوئی ''آہ'' کلیجا تیرا

حلِّ لُغات :۔ سیاف، تلوار کا دھنی، شمشیر زن۔ خنجر، کٹار، ایک قسم کا چھرا۔ باک، خوف۔ چیر کر، کھول کر، چاک کر کے۔ آہ (افسوس کا کلمہ) کلیجا، کلیجہ، دل۔

شرح :۔ میرے تلوار کے دھنی کی کٹار سے اے مخالفت کرنے والے! ظاہری طور پر تو محسوس ہوتا ہے کہ تجھے ذرا بھی خوف نہیں، لیکن اگر چیر کر دیکھا جائے تو مارے دہشت کے تیرا کلیجہ پھٹا پڑتا ہے۔

خود فرمایا: **اَنَا سَیَّافٌ اَنَا قَتَّالٌ اَنَا سَلَّابُ الْاَحْوَالِ.** (2)

---

(1) بهجة الاسرار، ذكر كلمات اخبر بها عن نفسه محدثه بنعمة ربه الخ، صفحه ۲۴، مصطفى البابى مصر (2) یہ عبارت نہیں ملی البتہ ''انا سیاف انا قتال'' اس طرح کے الفاظ ملتے ہیں جو بہجۃ

ترجمہ: میں سیاف (1) اور قتال (2)، احوال کا سلب کرنے والا ہوں۔

اَعدائے اولیاء کو ہم نے آزمایا ہے کہ انہیں ہر ولی سے دشمنی کے باوجود، جب غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا نام سنتے ہیں جل بھُن جاتے ہیں۔ پھر وہ اگر اِسی حالت میں یعنی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی دشمنی میں مرتے ہیں تو حرام موت مرتے ہیں۔ مصرعہ اوّل میں مخالفِ اولیاء کی عادت بتائی گئی ہے کہ بظاہر وہ کہتے ہیں کہ ہم اولیاءُ اللہ کے نیاز مند ہیں ،اگر کوئی اِن میں گستاخ ہے تو ڈِھٹائی سے کہہ اُٹھتا ہے کہ اگر اولیاءُ اللہ بالخصوص غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کچھ کر سکتے ہیں تو کرلیں! وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے لیکن یہ تو صرف اِن کی زبانی بات ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ کوئی ان کا دل چیر کر دیکھے یعنی اِن کے اندرونی راز سے آگاہ ہو جائے تو اسے پتہ چلے گا کہ انہیں اولیاءُ اللہ سے کتنا بغض وعداوت ہے جیسا کہ مصرعۂ ثانی میں فرمایا۔

تجربہ شاہد ہے ناظرین دشمنانِ اولیاء کے طریقۂ کار کو خود دیکھ رہے ہیں کہ وہ زبانی طور پر کیسے اولیاءُ اللہ سے محبت وعقیدت کا دم بھرتے ہیں لیکن جب بھی بس چلتا ہے

الاسرار اور دوسری کتب غوثیہ میں ہیں عبارت کو یوں کرلیں جو اخبار الاخیار فارسی میں ہے: انا سیاف انا قتال ویحذر کم اللہ نفسہ اگر نمی بود لگام شریعت بر زبان من ہر آئینہ خبر میکر دم شمارا بانچہ میخورید ومی نہید در خانہا یخود من میدانم انچہ در ظاہر وباطن شماست وشما درر نگ شیشہائید درنظر من. (اخبار الاخیار فارسی، قطب الاقطاب فرد الاحباب الغوث الاعظم، صفحہ ۱۹ مطبع مجتبائی دھلی) ترجمہ: میں سب سے زیادہ تلوار کا دھنی اور سب سے بڑا قتال و جان لیوا ہوں۔ اور اللہ تعالی تمہیں اپنے عذاب سے ڈراتا ہے، اگر شریعت نے میری زبان میں لگام نہ دی ہوتی تو میں لازمی طور پر تمہیں بتا دیتا کہ تم اپنے اپنے گھر میں کیا کھاتے اور کیا رکھتے ہو، میں تم لوگوں کے ظاہر و باطن سے واقف ہوں اور تمہارا رنگ تمہارے شیشوں میں سے مجھے نظر آرہا ہے۔

(1) تلوار ساز، سرکاری حکم پر تلوار سے گردن اُڑانے والا (2) بہت قتل کرنے والا۔

توان سے دشمنی کا نہ صرف اظہار بلکہ ان کے خلاف کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔

ابنِ زَہرا سے ترے دل میں ہیں یہ زہر بھرے
بَل بے او منکرِ بے باک یہ زَہرہ تیرا

حلِّ لُغات :۔ابن، لڑکا۔ زہرا، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کا لقب مبارک۔ ابن زہرا (لفظِ زَہرا، آخر میں الف کے ساتھ)، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے لڑکے، مجازاً غوثِ پاک اس لئے کہ وہ حسنی و حسینی ہیں۔ زہر، کینہ، بغض۔ بل بے، کلمہ استعجاب، واہ رے۔ او، ندا برائے تحقیر۔ منکر، انکار کرنے والا۔ بے باک، نڈر۔ زہرہ، پِتّا، ہمت۔

شرح :۔حضور غوثِ پاک سے، جو اِبنِ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا ہیں اے مخالف! تیرے دل میں کینہ و بغض بھرا ہے۔ اے منکر، بے خوف! مجھے تیری ہمت و جرأت پر سخت تعجب ہے۔

تعجب اس لئے ہے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی کرامات و فیوض و برکات اظہر من الشمس ہیں لیکن منکر محروم ہیں یہ ایسے ہے جیسے کفار و مشرکین نے نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے معجزات دیکھے اور نہ مانے تو اُن پر بھی تعجب کیا گیا۔

بازِ اَشْہَبْ کی غلامی سے یہ آنکھیں پھرنی
دیکھ اُڑجائے گا ایمان کا طوطا تیرا

حلِّ لُغات :۔باز، ایک مشہور شکاری پرندہ۔ اشہب، سفید۔ بازِ اشہب، مقاماتِ الوہیت (1) میں بلند پروازی کرنے والا، جس طرح شاہین فضاؤں میں پرواز کرتا ہے یہ لقب ہے حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا۔ آنکھیں پھرنی، بیزار ہونا۔ دیکھ، خبردار،

(1) معرفتِ الٰہی کے درجات۔

دھیان کر۔ اُڑ جائے گا ایمان کا طوطا تیرا، طوطا مشہور پالا جانے والا پرندہ، طوطا اُڑ جانا بمعنی حواس باختہ ہو جانا۔ ایمان کا طوطا اُڑ جانا، ایمان جاتا رہنا، بے ایمان ہو جانا۔

شرح:۔ اے غوثِ پاک رضی اللہ تعالی عنہ کے تصرّف کے منکرو! حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالی عنہ کی تابعداری وفرمانبرداری سے بیزاری محسوس کرنا، ایمان جاتے رہنے اور بے ایمان ہو جانے کے مترادف ہیں خبردار ہوشیار! یہ تیری بیزاری کہیں تیرے بے ایمان ہو جانے کا سبب نہ بن جائے تو تُو اُس وقت کہیں کا نہ رہ جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر ولی کے لئے "آذَنْتُهُ بِالحَرْبِ" (بخاری شریف) ترجمہ: ولی کے دشمن سے میرا اعلانِ جنگ ہے۔

اور روض الریاحین میں ہے کہ اعلانِ جنگ سے مراد ہے کہ ولیُ اللہ کے دشمن کا خاتمہ اِیمان پر نہیں ہوتا اور بِالخصوص غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے دشمنوں کو ہم نے مرتے دیکھا اور سنا کہ وہ بُری سے بُری موت سے مرے۔

شاخ پر بیٹھ کے جڑ کاٹنے کی فِکر میں ہے
کہیں نیچا نہ دکھا دے تجھے شجرا تیرا

حلِّ لغات :۔ شاخ، درخت کی ٹہنی۔ جڑ، اصل۔ فکر میں ہے، تدبیر میں ہے۔ نیچا نہ دِکھا دے، شرمندہ نہ کرے۔ شجرا، دراصل شجرہ ہے "درخت" اور اِصطلاحِ صوفیاء میں سلسلۂ بیعت۔

شرح :۔ سلسلۂ بیعت میں داخل ہونے کے بعد حضرت غوثِ پاک کی کرامات وعظمت کا منکر ہو کر جڑ کاٹنے کی تدبیر کر رہا ہے، تیرا اِس سلسلہ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنا کہیں تجھے ذلیل وخوار نہ کردے۔

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے سلسلے میں قادری کہلوا کر وہابیت کے

اثرات سے اولیاءِ کرام کے شان میں بیہودہ بکواسیں کرتے ہیں اِن کا حال اُن اَعدائے اولیاء جیسا ہوتا ہے کہ ان کا بھی خاتمہ ایمان پر نہیں ہوتا۔

قاعدہ :۔امام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنی کتاب روض الریاحین میں قاعدہ کلیہ لکھتے ہیں کہ جسے کسی ولی کامل سے بغض ہواس کا خاتمہ خراب ہونے کا خطرہ ہے۔نعوذ باللّٰہ من سوءِ الخاتمۃِ۔(1)

حق سے بد ہو کے زمانہ کا بھلا بنتا ہے
ارے میں خُوب سمجھتا ہوں مُعَمّا تیرا

حلِّ لُغات :۔حق،حق تعالیٰ۔بد،بُرا۔زمانہ کا بھلا بنتا ہے،لوگوں کے سامنے اچھا بننا چاہتا ہے۔ارے،حقارت ونفرت کا لفظ۔مُعَمّا،پوشیدہ اور پیچیدہ بات،پہیلی اور چیستان، اُلجھا ہوا مسئلہ۔

شرح :۔حضرت غوثِ پاک کی مذمت کر کے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بُرا ہے اگر چہ بظاہر تُو عوام کا خیر خواہ بن جاتا ہے۔ارے اَونڈر! میں تیری پہیلی خوب اچھی طرح سمجھتا ہوں ہم نے تجربہ کیا ہے کہ یہ اَعدائے اولیاء،بالخصوص دشمنانِ غوث الوریٰ لوگوں کے بظاہر خیر خواہ بنتے ہیں کہ توحید کا درس دیتے اور شرک سے بچاتے ہیں لیکن اصلی مقصد یہی ہے کہ غوثِ اعظم اور اولیائے کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے نام لیوا اِن کی دامِ تزوِیر(2) میں آجائیں ان بستر بندوں (دیو بندی نام نہاد تبلیغیوں) کو دیکھ لیجئے کہ رات دن دَر دَر کے دَھکے کھاتے پھرتے،عوام کو دِین کی باتیں سکھانے کے رنگ میں کس طرح بدمذہب بناتے ہیں۔اعلیٰ حضرت قُدِّس سِرُّہٗ نے اِن کے معما کو حل فرمایا ہے اور اُن کے (سیّدی امام احمد رضا علیہ

---

(1) ہم بُرے خاتمہ سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔ (روض الریاحین فی حکایا الصالحین،الصفحۃ ٦،المکتبۃ التوفیقیۃ، مصر) (2) مکر کا جال،فریب کا پھندا۔

الرحمة کے) طفیل ان کے غلام خوب سمجھتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ ہمارے دور میں صلحِ کُلّیت کا مرض بڑھ رہا ہے کہ وہ بھی ان مکاروں کے مکروفریب کو خوب جانتے ہیں لیکن نا معلوم کس لالچ اور طمع اور کس خوف سے ان مکاروں کی مکاریوں پر نہ صرف پردہ ڈالتے بلکہ ان کی طرف داری کر کے الٹا اپنوں سے کٹ رہے ہیں؟۔ (اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔ آمین)

سگِ دَر قہر سے دیکھے تو بکھرتا ہے ابھی

بند بندِ بدن اے رُوبہِ دنیا تیرا

حلِّ لُغات :۔ سگِ در، دروازے کا کتا۔ بکھرتا ہے، منتشر ہوتا ہے، برباد ہوتا ہے۔ بند بندِ بدن، بدن کا جوڑ جوڑ۔ رُوبہ (اسکی اصل رُوباہ ہے)، لومڑی۔

شرح :۔ آپ کا سگِ در یعنی مرید ہو کر آپ کو غلط نگاہ سے دیکھے تو فوراً برباد ہو جاتا ہے۔ حاشیہ پر لکھا کہ "اِشارۃٌ بقصّۃ صنعانی" اس کا قصہ مشہور ہے اور فقیر نے اوراقِ گذشتہ میں ان کا واقعہ تفصیل سے لکھ دیا ہے۔

قصہ مذکورہ کے علاوہ ہر دور میں یہ تجربہ شہادت دیتا ہے کہ اللہ والوں سے بغض کی شامت لے ڈوبتی ہے بالخصوص سَیِّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے عداوت کے نتیجہ میں وہ شخص نہ دنیا کا رہتا ہے اور نہ آخرت کا۔

غَرض آقا سے کروں عَرض کہ تیری ہے پناہ

بندہ مجبور ہے خاطِر پہ ہے قبضہ تیرا

حلِّ لُغات:۔ غرض، خلاصۂ کلام۔ خاطر، دل۔

شرح:۔ خلاصۂ کلام یہ کہ دنیا میں رہ کر پھسلنے کا خطرہ ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ

يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا(1)

ترجمہ: ایک شخص صبح مومن ہوگا اور شام کو کافر۔

یعنی ابتدائی دور اہلِ اِیمان میں (سے ہوتا ہے،) پھر کوئی بُری صحبت ملی یا کوئی ایسا جھٹکا لگا کہ وہ کافر ہوگیا، ہزاروں مثالیں دورِ حاضر میں آنکھوں کے سامنے ہیں کہ بہت سے اچھے خاندانی لوگ بدمذہب مرزائی، شیعہ، وہابی بن کر مرے۔ اِسی لئے حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے دعائیہ کلمہ فرمایا:

شالا مُول سلامت، نینواں رہ وچ لڑوں چور۔(2)

خدا کرے ایمان کا دامن سلامت لے کر دنیا سے جاؤں کیونکہ راستہ میں چور لڑتے (لڑائی کرتے) ہیں۔ ڈاکہ ڈال کر ایمان کی پونجی چھین لیتے ہیں بالخصوص دورِ حاضرہ کا حال زبوں تر(3) ہے کہ ہر بدمذہب اپنے ظاہری اسباب کی قوت سے عوام کو گمراہ کرنے پر ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے اور سنّی مذہب اپنے وسائل کی کمی کی وجہ سے عوام کو پوری طرح سنبھال نہیں سکتا یہی وجہ ہے کہ ہر طرف سے بدمذہبی پھیلتی جا رہی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری اولاد کو بدمذہبی سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

---

(1) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا أَوْ يُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا (صحیح مسلم ، کتاب الایمان، باب الحث علی المبادرة بالاعمال قبل تظاهر الفتن، حدیث ۱۶۹ ،جلد ۱ ،صفحه ۲۹۷) ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُن فتنوں کے واقع ہونے سے پہلے نیک اعمال کرلو جو اندھیری رات کی طرح چھا جائیں گے۔ ایک شخص صبح کے وقت مومن ہوگا اور شام کو کافر یا شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر اور معمولی سی دنیاوی منفعت کے عِوض اپنی متاعِ ایمان فروخت کرڈالے گا۔

(2) (سرائیکی زبان کے الفاظ ہیں) (3) بہت ہی بُرا۔

اعلیٰ حضرت قُدِّس سِرُّہٗ نے اِس کا علاج بتایا کہ اگر کسی کو ایمان بچانا ہے تو غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا دامن پکڑے آپ کا نام لیوا بن جائے اس کا ایمان بھی محفوظ رہے گا اور خاتمہ بھی ایمان پہ ہوگا اور کل قیامت میں غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی امان میں ہوگا اس کی تفصیل فقیر ابتداء میں عرض کر چکا ہے۔

خاطر پہ قبضہ تیرا :۔اس جملہ سے مخالفین تو جل بھُن جاتے بلکہ شرک کا فتویٰ جاری کرتے ہیں لیکن جنہیں غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے عقیدت ہے ان کے لئے خود حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا اِرشاد کافی ہے۔ بہجۃ الاسرار میں سے امام احمد رضا قُدِّس سِرُّہٗ نے اس مسئلہ کو رسالہ فقہِ شہنشاہ میں بیان فرمایا۔ چند اِقتباسات(1) ملاحظہ ہوں:

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ عرفات میں ۳۲۳ھ میں دو بزرگ بیٹھے اور حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا ذکر خیر کرنے لگے حضرت صالح رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنی حقیقت سنائی پھر دوسرے بزرگ گویا ہوئے۔فرمایا:

وَأَنَا اَيْضًا كُنْتُ جَالِسًا بَيْنَ يَدَيْهِ فِي خَلْوَتِهٖ فَضَرَبَ بِيَدِهٖ فِي صَدْرِيْ فَأَشْرَقَ فِي قَلْبِيْ نُوْرٌ عَلٰى قَدْرِ دَائِرَةِ الشَّمْسِ وَوَجَدْتُ الْحَقَّ مِنْ وَقْتِيْ وَأَنَا اِلَى الْاٰنَ فِي زِيَادَةٍ مِّنْ ذٰلِكَ النُّوْرِ .(2) (فقہ شہنشاہ ص۱۸، ۱۹)

ترجمہ: یونہی میں بھی ایک روز حضور پُر نور سَیّدُ نا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے سامنے خلوَت میں حاضر تھا، حضور نے اپنے دستِ مبارک کو میرے سینے پر مارا، فوراً ایک نور قُرصِ آفتاب (3) کے برابر میرے دل میں چمک اٹھا، اور اُس وقت سے میں نے حق کو پایا، اور

(1) اقتباس کی جمع ہے، چنا ہوا کلام۔(2) بهجة الاسرار، ذکر فصول من کلامه مرصعا بشيئ من عجائب احواله، صفحه ۵۳ مصطفى البابى مصر (3) سورج کی ٹکیہ، سورج کی گولائی۔

آج تک وہ نور ترقی کر رہا ہے۔

حضرت ابوالخیر محمد بن محفوظ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا وہ بارہ بزرگ حضور غوثِ اعظم کے حضور حاضر ہوئے آپ نے فرمایا:

لِیَطْلُبْ کُلٌّ مِنکُمْ حَاجَۃً اُعْطِیْھَا لَہٗ.

ترجمہ: تم میں سے ہر ایک کوئی مراد مانگے کہ ہم اُسے عطا فرمائیں۔

اس پر دس صاحبوں نے دینی حاجتیں متعلقِ علم و معرفت اور دو شخصوں نے دنیاوی عہدہ و منصب کی مرادیں مانگیں جو بہجۃ الاسرار شریف میں مفصل مذکور ہیں اور اُن بارہ بزرگوں کے اسماء بھی (مذکور ہیں)۔ ان کی حاجاتِ طلبی پر حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا:

کُلًّا نُّمِدُّ ھٰٓؤُلَآءِ وَ ھٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّکَ ؕ وَمَا کَانَ عَطَآءُ رَبِّکَ مَحْظُوْرًا ○(1)

ترجمہ: ہم سب کو مدد دیتے ہیں، ان کو بھی اور ان کو بھی تمہارے رب کی عطا سے اور تمہارے رب کی عطا پر روک نہیں۔

راوی فرماتے ہیں بخدا جس نے جو مانگا تھا، وہ پایا۔ میں نے بھی ایک مراد چاہی تھی کہ ایسی معرفت مل جائے کہ وارداتِ قلبی (2) میں مجھے تمیز ہو کہ یہ وارد اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور یہی راوی اِن دوسرے رُفقاء (3) کی مرادیں بیان کرکے اپنے متعلق فرماتے ہیں کہ:

وَاَمَّا اَنَا فَاِنَّ الشَّیْخَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَضَعَ یَدَہٗ عَلٰی صَدْرِیْ وَاَنَا جَالِسٌ بَیْنَ یَدَیْہِ فِیْ مَجْلِسِہٖ ذٰلِکَ فَوَجَدْتُ فِی الْوَقْتِ الْعَاجِلِ نُوْرًا فِیْ

(1)(پارہ ۱۵ ،سورہ بنی اسرائیل، آیت ۲۰)(2) دِل میں آنے والے خیالات (3) رفیق کی جمع

صَدۡرِیۡ وَاَنَا اِلَی الۡاٰنِ اُفَرِّقُ بِہٖ بَیۡنَ مَوَارِدَ الۡحَقِّ وَالۡبَاطِلِ وَاُمَیِّزُ بِہٖ بَیۡنَ اَحۡوَالِ الۡھُدٰی وَالضَّلَالِ وَکُنۡتُ قَبۡلَ ذٰلِکَ شَدِیۡدَ الۡقَلَقِ لِاِلۡتِبَاسِھَا عَلَیَّ.(1)

ترجمہ: اور میری یہ کیفیت ہوئی کہ میں حضور غوث پاک رضی اللہ تعالی عنہ کے سامنے حاضر تھا۔ حضور نے اُسی مجلس میں اپنا دستِ مبارک میرے سینے پر رکھا کہ فوراً ایک نور میرے سینے میں چمکا کہ آج تک میں اسی نور سے تمیز کرلیتا ہوں کہ یہ وارِدِ حق ہے اور یہ باطل، یہ حال ہدایت ہے اور یہ گمراہی اور اس سے پہلے مجھے تمیز نہ ہوسکنے کے باعث سخت قلق رہا کرتا تھا۔

شہاب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا حال

سلسلہ سہروردیہ کے بانی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قُدِّسَ سِرُّہٗ اپنا حال بتاتے ہیں کہ جوانی میں مجھے علم کلام (2) کا بہت بڑا شغف (3) تھا اس مسئلہ پر کتابیں از بر حفظ کرلی تھیں اور اس میں خوب ماہر ہوگیا تھا۔

میرے عمِ مکرّم و پیرِ معظم حضرت سیدی نجیب الدین عبدالقاہر سہروردی رضی اللہ تعالی عنہ مجھے منع فرماتے تھے اور میں باز نہ آتا تھا۔ ایک روز مجھے ساتھ لے کر بارگاہِ غوثیت پناہ میں

---

(1) (بهجة الاسرار، ذكر فضول من كلامه مرصعا بشيئى الخ، صفحه ۳۰، ۳۱ مصطفى البابى مصر)

(2) وہ علم جس میں مذہبی امور کو دلائل سے ثابت کیا جاتا ہے، مذہبی بحث ومباحثہ اور مناظرہ کا علم۔ (نوٹ: اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالی عنہ فتاوٰی رضویہ، جلد 23 صفحہ 627 تا 628 لکھتے ہیں": ائمہ دین فرماتے ہیں جو علم کلام میں مشغول رہے اس کا نام دفترِ علماء سے محو ہوجائے۔ جب متاخرین کا علم کلام جس کے اصل اصول عقائد سنت و اسلام ہیں بوجہ اختلاط فلسفہ و زیادات مزخرفہ مذموم ٹھہرا اور اس کا مشتغل لقب عالم کا مستحق نہ ہوا تو خاص فلسفہ و منطق فلاسفہ و دیگر خرافات کا کیا ذکر ہے، ولہذا حکم شرعی ہے کہ اگر کوئی شخص علمائے شہر کے لئے کچھ وصیت کر جائے تو ان فنون کا جاننے والا ہرگز اس میں داخل نہ ہوگا۔"مدنی) (3) بہت زیادہ دلچسپی

حاضر ہوئے۔ راہ میں مجھ سے فرمایا؛ اے عمر! (حضرت شیخ شہاب سہروردی کا اسم گرامی رحمۃ اللہ تعالی علیہ) ہم اِس وقت اُس کے حضور حاضر ہونے کو ہیں جس کا دِل اللہ کی طرف سے دیکھتا ہے دیکھو اُن کے سامنے باحتیاط حاضر ہونا کہ ان کے دیدار سے برکت ہو۔ جب ہم حاضرِ بارگاہ ہوئے میرے پیر نے حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے عرض کی اے میرے آقا! یہ میرا بھتیجا علمِ کلام (جس کے مضامین میں سے بعض مضامین دَہریّت کی طرف لیجاتے تھے) میں آلودہ ہے۔ میں منع کرتا ہوں نہیں مانتا۔ حضور غوثِ پاک نے مجھ سے فرمایا؛ اے عمر! تم نے علم کلام میں کون سی کتاب حفظ کی ہے میں نے عرض کی فلاں فلاں کتاب۔

فَاَمَرَّ يَدَهٗ عَلٰی صَدْرِیْ فَوَاللّٰهِ مَانَزَعَهَا وَاَنَا اَحْفَظُ مِنْ تِلْكَ الْكُتُبِ لَفْظَةً وَاَنْسَانِیَ اللّٰهُ جَمِيْعَ مَسَائِلِهَا وَلٰكِنْ وَقَرَ اللّٰهُ فِیْ صَدْرِیْ الْعِلْمَ اللَّدُنِّیَّ فِی الْوَقْتِ الْعَاجِلِ فَقُمْتُ مِنْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنَا اَنْطِقُ بِالْحِكْمَةِ وَقَالَ لِیْ يَاعُمَرُ! اَنْتَ اٰخِرُ الْمَشْهُوْرِيْنَ بِالْعِرَاقِ، قَالَ وَكَانَ الشَّيْخُ عَبْدُالْقَادِرِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ سُلْطَانَ الطَّرِيْقِ وَالتَّصَرُّفِ فِی الْوُجُوْدِ عَلَی التَّحْقِيْقِ.(1)

(بہجۃ الاسرار وفقہ شہنشاہ)

ترجمہ: حضور نے دست مبارک میرے سینے پر پھیرا، خدا تعالیٰ کی قسم! ہاتھ ہٹانے نہ پائے تھے کہ مجھے ان کتابوں سے (جن کا میں حافظ تھا) ایک لفظ بھی یاد نہ رہا، اور ان کے تمام مطالب اللہ تعالیٰ نے مجھے بھلا دیے، ہاں! اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں فوراً علمِ لدنّی بھر دیا، تو میں حضور کے پاس سے حکمتِ الٰہی کا گویا ہو کر اٹھا، اور حضور غوثِ پاک نے مجھ

---

(1) بهجة الاسرار، ذكر فصول من كلامه مرصعا بشيئ الخ، صفحه ۳۲، ۳۳، مصطفى البابى مصر

سے فرمایا: ملکِ عراق میں سب سے پہلے نامور تم ہوگے یعنی تمہارے بعد عراق بھر میں کوئی اس درجہ شہرت کو نہ پہنچے گا، اس کے بعد امام شیخ الشیوخ سہروردی فرماتے ہیں حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالی عنہ بادشاہِ طریق (طریقت کے بھی بادشاہ) ہیں اور تمام عالم میں یقیناً تصرّف فرمانے والے رضی اللہ تعالی عنہ۔

فائدہ:۔ دلوں پر قبضہ کا اس سے بڑھ کر حوالہ اور کیا چاہیے کہ شیخ الشیوخ سہروردی رحمۃ اللّٰہ تعالی علیہ کے دل سے تمام مطالب علمِ کلام مٹا کر اس کے عوض علمِ لدُنی (1) اور اسرار و رُموز سے دل کو پُر فرمادیا۔

شیخ الشیوخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اعتراف:

سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللّٰہ تعالی علیہ نے مجھے بغداد میں چلّہ میں بٹھایا (2) تھا چالیسویں روز میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضورِ غوث پاک ایک بلند پہاڑ پر تشریف فرما ہیں اور ان کے پاس بکثرت جواہر ہیں اور پہاڑ کے نیچے انبوہِ کثیر جمع ہے حضرت شیخ پیمانے بھر بھر کر وہ جواہر خلق پر پھینکتے ہیں اور لوگ لوٹ رہے ہیں جب جواہر کمی پر آتے خود بخود بڑھ جاتے ہیں گویا چشمے ابل رہے ہیں (یہ آخری) دن ختم کر کے میں خلوَت سے نکلا اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ جو دیکھا تھا عرض کروں، میں کہنے ہی نہ پایا تھا کہ حضرت شیخ نے فرمایا: تم نے جو دیکھا، حق ہے اور اِس جیسے کتنے ہی یعنی صرف اِتنے جواہر نہیں جو تم نے دیکھے، اِتنے اِتنے اور بہت ہیں یہ وہ جواہر ہیں جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللّٰہ تعالی عنہ نے علم کلام کے بدلے میرے سینے میں بھر دیئے ہیں۔ (شہنشاہ فقہ صفحہ ۱۹)

---

(1) وہ علم جو کسی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے براہِ راست بغیر استاد کے حاصل ہو۔ (2) چالیس دن تک ریاضت کروائی، خاص وظائف پڑھوائے۔

سوفقہاء کے علوم سلب:۔اِسی بہجۃ الاسرار شریف میں ہے کہ جب حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شہرہ ہوا، فقہائے بغداد سے سوفقیہہ (فقاہت میں) سب اعلیٰ اور ذہین تھے اس بات پر متفق ہوئے کہ انواعِ علوم سے سو مختلف مسئلے حضور سے پوچھیں گے۔ ہر فقیہہ اپنا جدا مسئلہ پیش کریں تاکہ انہیں جواب دینے سے بند کردیں۔ بس مشورہ گانٹھ کر سو مسئلے الگ الگ چھانٹ کر حضورِ غوث پاک کی مجلسِ وعظ میں آئے۔ حضرت شیخ مفرج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اُس وقت مجلس مبارک میں موجود تھا جب وہ فقہاء آکر بیٹھ گئے۔ حضورِ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرِ مبارک جھکایا اور سینۂ انور سے نور کی ایک بجلی چمکی جو کسی کو نظر نہ آئی۔

خدا کے چاہے (حکم سے) اس بجلی نے ان سب فقہیوں کے سینوں پر گزر کیا۔ جس کے سینہ پر گزرتی ہے وہ حیرت زدہ ہو کر تڑپنے لگتا ہے، پھر وہ سب فقہاء ایک ساتھ چلّانے لگے اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور سر ننگے کر کے منبر اقدس پر گئے اور اپنا سر حضورِ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں پر رکھے۔ تمام مجلس سے ایک شور اُٹھا جس سے میں سمجھا کہ بغداد ہل گیا حضورِ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان فقہیوں کو ایک ایک کر کے اپنے سینہ مبارک سے لگاتے اور فرماتے تیرا سوال یہ تھا اور اس کا جواب یہ ہے یوں ہی اُن سب کے مسائل اور ان کے جواب ارشاد فرمائے۔ جب مجلس مبارک ختم ہوئی میں ان فقہیوں کے پاس گیا اور ان سے کہا یہ تمہارا کیا حال ہوا تھا بولے:

لَمَّا جَلَسْنَا فَقَدْنَا جَمِيْعَ مَانَعْرِفُهٗ مِنَ الْعِلْمِ حَتّٰى كَاَنَّهٗ نُسِخَ مِنَّا فَلَمْ يَمُرَّ بِنَا قَطُّ فَلَمَّا ضَمَّنَا اِلٰى صَدْرِهٖ رَجَعَ اِلٰى كُلٍّ مِّنَّا مَانُزِعَ عَنْهُ مِنَ الْعِلْمِ وَلَقَدْ ذَكَرْنَا مَسَائِلَنَا الَّتِىْ هَيَّأْنَا هَالَهٗ وَذَكَرَ فِيْهَا اَجْوِبَةً . (بہجۃ الاسرار وفقہ شہنشاہ)

بهجة الاسرار ، ذكر وعظه رضى الله تعالىٰ عنه ، صفحه ٩٦ مطبوعه مصطفى البابى مصر

ترجمہ: جب ہم وہاں بیٹھے جتنا آتا تھا دفعۃً سب ہم سے گم ہوگیا ایسا مٹ گیا کہ کبھی ہمارے پاس ہوکر نہ گزرا تھا جب حضور غوثِ پاک نے ہمیں اپنے سینہ مبارک سے لگایا ہر ایک کے پاس اس کا چھینا ہوا علم پلٹ آیا ہمیں اپنے وہ مسئلے بھی یاد نہ رہے تھے جو حضور غوثِ پاک کے لئے تیار کر کے لے گئے تھے حضور غوثِ پاک نے وہ مسائل بھی ہمیں یاد دلا دیئے اوران کے وہ جواب ارشاد فرمائے جو ہمارے خیال میں بھی نہ تھے۔

اس سے زیادہ قلوب پر اور کیا قبضہ درکار ہے کہ ایک آن میں اکابر علماء کو تمام عمر کا پڑھا لکھا سب بُھلا دیں پھر ایک آن میں عطا فرما دیں۔

شیخ سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پیرومرشد کا ادب کیا ﴿شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ میرے پیر اور عمِّ مکرّم حضرت سیّدی نجیب الدین عبدالقاہر سہروردی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ہمراہ حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے حضور حاضر ہوا۔ میرے شیخ نے حضورِ غوثِ پاک کے ساتھ عظیم ادب برتا اور حضورِ غوثِ پاک کے ساتھ ہمہ تن گوش، بے زبان ہو کر بیٹھے۔ جب ہم مدرسۂ نظامیہ کو واپس آئے، میں نے اس اَدب کا حال پوچھا تو فرمایا:

کَیۡفَ لَا اَتَاَدَّبُ مَعَ مَنۡ صَرَّفَہٗ مَالِکِیۡ فِیۡ قَلۡبِیۡ وَحَالِیۡ وَفِیۡ قُلُوۡبِ الۡاَوۡلِیَآءِ وَاَحۡوَالِھِمۡ اِنۡ شَآءَ اَمۡسَکَھَا وَاِنۡ شَآءَ اَرۡسَلَھَا۔(1)

ترجمہ: میں کیونکر اُن کا ادب نہ کروں جن کو میرے مالک (اللہ رب العالمین) نے دل اور میرے حال اور تمام اولیاء کے قلوب واحوال پر تصرُّف بخشا ہے چاہیں روک لیں چاہیں

(1) بہجۃ الاسرار، ذکر الشیخ ابو النجیب عبدالقاہر السہروردی، صفحہ ۲۳۵، مصطفیٰ البابی مصر

چھوڑ دیں۔

فائدہ:۔ دیکھئے قلوب پر کیسا عظیم قبضہ ہے۔

دلوں پر قبضہ کا نمونہ:۔ بہجۃ الاسرار میں ہے کہ عارفِ اکمل سیّد عمر بزار نے خبر دی کہ میں پندرہ جمادی الآخر ۵۵۶ھ روزِ جمعہ کو حضورِ غوثِ پاک رضی اللہ تعالی عنہ کے ہمراہ مسجد جامع کو جا رہا تھا، راہ میں کسی شخص نے حضورِ غوثِ پاک کو سلام نہ کیا میں نے اپنے جی میں کہا سخت تعجب ہے ہر جمعہ کو تو خلائق کا حضور پر اِژدِحام (1) ہوتا تھا کہ ہم مسجد تک بمشکل پہنچ پاتے تھے آج کیا واقعہ ہے کہ کوئی سلام تک نہیں کرتا، یہ بات ابھی میرے دل میں پوری آنے بھی نہ پائی تھی کہ حضورِ غوثِ پاک رضی اللہ تعالی عنہ نے تبسّم فرماتے ہوئے میری طرف دیکھا اور دیکھتے ہی دیکھتے لوگ تسلیم و مجرا (سلام کرنے اور آداب بجا لانے) کے لئے چاروں طرف سے اُمنڈ آئے۔ بس دولتِ قُرب نصیب تھی حضورِ غوثِ پاک نے میری طرف پھر دیکھا اور تبسم فرماتے ہوئے اِرشاد فرمایا: اے عمر! تم ہی نے اس کی خواہش کی تھی۔

اَوَمَا عَلِمْتَ اَنَّ قُلُوْبَ النَّاسِ بِيَدِىْ اِنْ شِئْتُ صَرَّفْتُهَا عَنِّىْ وَاِنْ شِئْتُ اَقْبَلْتُ بِهَا اِلَىَّ.(2)

ترجمہ: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں چاہوں تو اپنی طرف سے پھیر دوں اور چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کرلوں۔

شارحِ مشکوۃ صاحبِ مرقاۃ کا حوالہ ﴿ اَحناف اور جملہ اہلِ ملّت کا مجدِّد مصنف تصانیف کثیرہ حضرت علامہ مولانا علی بن سلطان محمد قاری علیہ رحمۃ الباری

(1) مجمع، بھیڑ۔ (2) بهجة الاسرار، فصول من كلامه مرصعا بشيئ من عجائب احواله، صفحه ۷٦، مصطفى البابى مصر

(متوفّٰی ١٠١٦ھ) نے نزہۃ الخاطر الفاتر شریف(1) میں ذکر کیا کہ عارف باللہ سیدی نورُ الملّت والدّین جامی قدس سرہ السامی (2) نفحاتُ الانس شریف میں اس اِرْشادِ اَقدس کا ترجمہ یوں تحریر فرماتے ہیں:

نادانستی که دلهائے مردماں بدست من است اگر خواهم دلهائے ایشاں رازخود بگردانم واگرخواهم روئے درخودکنم۔(3)

ترجمہ: تونہیں جانتا کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں اگر چاہوں توان کے دل اپنی طرف سے پھیردوں اوراگر چاہوں تواپنی طرف متوجہ کرلوں۔

مصنفِ ممدوح مذکور کا دوسرا حوالہ یہی سلطانُ العلماء حضرت ملاعلی قاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے کتابِ مذکور میں لکھا کہ ابوصالح مغربی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا کہ مجھے شیخ ابومدین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ اے ابوصالح! سفر کر کے حضرت شیخ محیُ الدین عبدالقادر کے حضور حاضر ہو کہ وہ تجھے تعلیم فقر(4) فرمائیں۔ میں بغداد گیا، جب حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میں نے اس ہیبت وجلال کا کوئی بندہ (اس سے پہلے) نہ دیکھا تھا۔ حضور نے مجھے تین چلّے خلوت میں

---

(1) سیرت غوثِ اعظم پر لکھی گئی عربی زبان میں منفرد کتاب ہے۔ مؤسسۃ الشرف لاہور سے شائع ہوئی۔

(2) آپ کا اصلی لقب عمادُالدّین تھا مگر نورالدین کے لقب سے مشہور ہوئے۔ اسمِ مبارک ''عبدالرحمان''، تخلص ''جامی''، چونکہ آپ کی ولادت خرجرد میں ہوئی اور یہ ایران کے صوبہ خراسان کی تحصیل 'خواف' کی ایک قدیم آبادی ہے اس آبادی میں ایک بزرگ شیخ الاسلام احمد الجامی کا مزار ہے آپ کو مذکورہ بزرگ سے کافی فیض ملا اس واسطے اس علاقہ کو ولایت جام کہا جاتا تھا اس مناسبت پر آپ نے اپنا لقب ''جامی'' تجویز فرمایا اسی وجہ تسمیہ کو آپ نے اپنے دیوان "فاتحۃ الشباب" میں ذکر فرمایا۔ آپ کا وصال ٨١٧ھ میں وصال ہوا)

(3) نفحات الانس من حضرات القدس، ترجمه شیخ ابو عمر ویفینی از انتشارات، صفحه ٥٢١ کتاب فروشی محمودی (4) درویشی کی تعلیم۔

بٹھایا پھر میرے پاس تشریف لائے اور قبلہ کی طرف اِشارہ کر کے فرمایا: اے ابوصالح! اِدھر دیکھ، تجھے کیا نظر آتا ہے؟ میں نے عرض کی: کعبہ۔ پھر مغرب کی طرف اِشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اِدھر دیکھ، میں نے دیکھا تو میرا مرشد اَبُو مدین نظر آیا، فرمایا: کدھر جانا ہے، کعبہ کو یا پیرو مرشد کے پاس؟۔ میں نے کہا، اپنے پیر کے پاس۔ فرمایا؛ ایک قدم جانا چاہتا ہے یا جس طرح آیا تھا میں نے عرض کی جس طرح آیا تھا فرمایا؛ یہ افضل ہے۔ اِس کے بعد فرمایا: اے ابوصالح! اپنے لوحِ دل کو عَینُ اللہ (1) کے ساتھ بالکل صاف کرلے۔ میں نے عرض کی، میرے آقا! آپ اپنی مدد سے یہ صفت مجھے عطا فرمائیں۔ یہ سن کر حضور نے ایک نگاہِ کرم مجھ پر فرمائی۔

قلوب خلائق آئینہ دار بہجۃ الاسرار شریف ۱۹۴ میں ہے کہ

كَانَ شَيْخُنَا الشَّيْخُ مُحيُ الدِّيْنِ عَبْدُالْقَادِرِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِذَا تَـكَـلَّمَ بِالْكَلَامِ الْعَظِيْمِ يَقُوْلُ عَقِيْبَهٗ بِاللّٰهِ قُوْلُوْا صَدَّقْتَ وَاِنَّمَا اَتَكَلَّمُ عَنْ يَقِيْنٍ لَاشَكَّ فِيْـهِ اِنَّـمَا اُنْطَقُ فَاَنْطِقُ وَاُعْطٰى فَاُفَرِّقُ وَاُوْمَرُ فَاَفْعَلُ وَالْعَهْدَةُ عَلٰى مَنْ اَمَرَنِيْ وَالدِّيَةُ عَلَى الْعَاقِلَةِ تَكْذِيْبُكُمْ لِيْ سِمٌّ سَاعَةٍ لِاَدْيَانِكُمْ وَسَبَبٌ لِاِذْهَابِ دُنْيَـاكُـمْ وَاُخْرٰكُمْ اَنَاسَيَّافٌ اَنَاقَتَّالٌ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ لَوْ لَالَجَامُ الشَّرِيْعَةِ عَـلٰى لِسَانِيْ لَاَخْبَرْتُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَاتَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ اَنْتُمْ بَيْنَ يَدِيْ كَـالْـقَـوَارِيْرِيُـرٰى مَـافِيْ بُطُوْنِكُمْ وَظَوَاهِرِ كُمْ لَوْلَالَجَامُ الْحُكْمِ عَلٰى لِسَانِيْ لَنَـطَـقَ صَـاعُ يُوْسُفَ بِـمَـا فِيْـهِ لٰكِنَ الْعِلْمَ مُسْتَجِيْرٌ بِذَيْلِ الْعَالِمِ كَيْلَا يُبْدَءَ مَكْنُوْنَةً.(2) (فقہِ شہنشاہ ص ۳۹)

(1) ممکن ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے عشق کے چشمہ کے پانی کے ساتھ دل کو صاف کرلے

(2) بهجة الاسرار ، كلمات اخبر بها عن نفسه ،صفحه ۲۴ مصطفى البابى مصر

ترجمہ: حضورِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ جب کوئی عظیم بات فرماتے، اِس کے بعد ارشاد فرماتے: تم پر اللہ عزّ وجل کا عہد ہے کہ تم کہو کہ آپ نے سچ کہا۔ میں اِس یقین سے کلام فرماتا ہوں جس میں اصلاً کوئی شک نہیں، میں کہلوایا جاتا ہوں تو کہتا ہوں اور مجھے عطا کرتے ہیں تو تقسیم فرماتا ہوں اور مجھے حکم ہوتا ہے تو میں کام کرتا ہوں، اور ذمہ داری اس پر ہے جس نے مجھے حکم دیا، اور خون بہا مددگاروں پر، تمھارا میری بات کو جھٹلانا تمھارے دین کے حق میں زہرِ ہلاہل (1) ہے جو اُسی ساعت ہلاک کردے اور اس میں تمھاری دنیا و آخرت کی بربادی ہے۔ میں تیغ زن ہوں، میں سخت کش ہوں، اور اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو غضب سے ڈراتا ہے۔ اگر شریعت کی روک میری زبان پر نہ ہوتی تو میں تمھیں بتادیتا جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو، تم سب میرے سامنے شیشے کی طرح ہو، تمھارے فقط ظاہر ہی نہیں بلکہ جو کچھ تمھارے دلوں کے اندر ہے وہ سب ہمارے پیش نظر ہے، اگر حکمِ الٰہی کی روک میری زبان پر نہ ہوتی تو یوسف کا پیمانہ خود بول اٹھتا کہ اس میں کیا ہے، مگر بات یہ ہے کہ علم عالم کے دامن سے لپٹا ہوا، پناہ مانگ رہا ہے کہ راز کی باتیں فاش نہ فرمائے۔

صاحبِ کلام خود شارح ﴾ امام اہلِ سنّت، مجددِ دین وملت رحمۃ اللہ تعالی علیہ مذکورہ دلائل لکھ کر فرماتے ہیں:

سگ کوئے قادری (غفرلہ مولاہ) نے عرض کیا تھا کہ

بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا

اور دو شعر بعد عرض کیا تھا

---

(1) زہرِ قاتل، مہلک زہر

کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسی کر
کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا

اس قصیدۂ مبارک کے وصلِ چہارم میں ان اَشقیاء(1) کا رد تھا جو حضور غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالی عنہ کی تنقیصِ شان کرتے ہیں۔ظاہر ہے کہ ان کے ناپاک کلموں سے غلامانِ بارگاہ کے قلوب پر کیا کچھ صدمہ نہیں پہنچتا اپنے اور اپنے خواجہ کے شوقِ تسکین کے لئے یہ مصرعہ تھا جس طرح کہ میں نے عرض کیا ہے

رنج اعداء کا رضؔا چارہ ہی کیا ہے جب انہیں
آپ گستاخ رکھے حلم و شکیسائی دوست

اور یہ اس آیۃ کریمہ کا اتباع ہے کہ

وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ○(2)

ترجمہ: اور اللہ چاہتا تو انہیں ہدایت پر اکٹھا کر دیتا تو اے سننے والے! تُو ہرگز نادان نہ بن۔

جس کو للکار دے آتا ہو تو اُلٹا پھر جائے
جس کو چمکار لے ہر پھر کے وہ تیرا تیرا

حلّ لُغات ﴾ للکار (مونث) نعرہ، ہانک، پکار، دھمکانا، ہوشیار کرنا۔ چمکار، اسم چمکارنا، دِلاسا دینا، گھوڑے کی پیٹھ ٹھونکنا، منہ سے پیار کی آواز نکالنا۔ ہر پھر کے، ناچار و مجبور ہو کر۔

شرح ﴾ حضور غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالی عنہ جسے للکاریں کہ آجا اگر مقابلہ کرنا ہے تو وہ آپ کی للکار کی تاب نہ لا کر بے بس ہو کر واپس ہو جائے اور جسے آپ دِلاسہ دے دیں اور

(1) شقی کی جمع ہے۔ بد بخت لوگ، ظالم لوگ۔(2) پارہ ۷، سورۃ الانعام، آیت ۳۵

پیارے اپنے پاس بلائیں تولا چار اور مجبور ہو کر آپکی درگاہ پر ہی حاضری کے بغیر نہیں رہ سکتا۔

حکم نافِذ ہے ترا خامَہ ترا سیف تیری

دم میں جو چاہے کرے دَور ہے شاہا تیرا

حلِّ لُغات ﴾ نافذ، جاری۔ خامہ، قلم۔ سیف، تلوار۔ دم میں، اُسی وقت۔ دور، زمانہ۔

شرح ﴾ اے غوثِ اعظم! رضی اللہ تعالی عنه تیرا ہی حکم جاری ہے، قلم تیرا چلتا ہے تلوار تیری ہی کام کرتی ہے ایک ہی (اشارے) میں آپ جو چاہیں کر سکتے ہیں کیونکہ اے شاہا! تیرا ہی دَور ہے جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ امام مہدی رضی اللہ تعالی عنه سے پہلے تک آپ ہی دنیا کے قطب ہیں آپ کے احکام جاری رہیں گے فلہٰذا عرض ہے کہ ہمارے حال پہ رحم فرمانا۔

دِل پہ کندہ ہو ترا نام کہ وہ دُزْدِ رَجیم

اُلٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طُغرا تیرا

حلِّ لُغات ﴾ کندہ ہو، کھدا ہوا، نقش کیا ہوا۔ کہ، تا کہ۔ دُزد، چور۔ رجیم، راندہ ہوا، دھتکارا ہوا۔ الٹے ہی پاؤں پھرے، فوری واپس ہو جائے۔ طُغرا، شاہی مہر، نشانی، علامت

شرح ﴾ اے کاش آپ کا نامِ مبارک میرے قلب پر کھد جائے اور نقش ہو جائے تا کہ وہ راندۂ درگاہ یعنی شیطانِ لعین آپ کی شاہی مہر دیکھ کر فوراً ہی واپس چلا جایا کرے اور اس طرح ہمیشہ کے لئے میں شیطان مردود کے شر سے محفوظ ہو جاؤں کیونکہ قاعدہ ہے کہ شیطان اولیاءِ کرام کی پناہ گاہوں پر حملہ نہیں کرتا ہے وہاں سے شیطان کوسوں دور بھاگتا ہے اسی لئے کسی کامل ولی اللہ سے بیعت ضروری ہے کیونکہ مشائخ کرام فرماتے ہیں:

مَنْ لَّاشَیْخَ لَهٗ فَشَیْخُهُ الشَّیْطَانُ.

ترجمہ: جس کا شیخ نہ ہوتو اُس کا شیخ شیطان ہوگا۔

اس قول کی تائید قرآن مجید سے بھی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَه وَلِيًّا مُّرْشِدًا ٥(1)

ترجمہ: اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز اُس کا کوئی حمایتی راہ دکھانے والا نہ پاؤ گے۔

لیکن اس میں شرط ہے کہ مرشد کامل ہو اور ناقص کا حال شیخ سعدی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے بیان فرمایا کہ: آنکه خود گم است کرا رهبری کند

ترجمہ: جو خود گمراہ ہو وہ دوسرے کی خاک رہبری کرے گا۔

دورِ حاضرہ میں مرشد کامل کالعنقاء ہے۔ ہاں رسموں کی بہتات ہے، اِسی لئے امام احمد رضا قُدِّسَ سِرُّہٗ نے فرمایا کہ کم از کم پیر و مرشد بننے والے میں چار شرائط ضروری ہیں۔ وہ چار شرائط یہ ہیں:

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سلسلہ (قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، اُویسیہ وغیرہ) متصل ہو۔ یہ شرط پیر و مرشد کے سلسلہ جو اپنے مریدوں کو مطبوعہ دیتے ہیں جیسے یہی ہمارا مطبوعہ سلسلہ عزیزوں پیر بھائیوں کو حاضر ہے یا اس سے سلسلہ کے متعلق زبانی طور پر تسلی کرلے۔

(۲) شیخ سُنّی العقیدہ ہو۔ اگر کسی بدعقیدہ کے ہاتھ لگ جاؤ گے تو وہ سیدھا شیطان تک پہنچائے گا۔ یہ شرط اِس لئے ضروری ہے کہ آج کل بہت بڑے بے دینوں بالخصوص وہابی، دیوبندی ٹولہ نے پیری مریدی کا جال پھیلا رکھا ہے اِن سے بچنا نہایت ضروری ہے کیونکہ یہ لوگ بڑے مکار، چالباز بظاہر شریعت کے پابند اور عجیب وغریب طریقت کے شعبدے

(1) پارہ ۱۵، سورۃ الکہف، آیت ۱۷

دکھا کر اپنے دامِ تزویر میں پھنساتے ہیں ۔ سنی صحیح العقیدہ کہلوانے میں بھی بڑے اُستاذ ہوتے ہیں ان کی پہچان سخت مشکل ہے کیونکہ وہ ہر رنگ و روپ دھار لیتے ہیں چشتی، قادری، نقشبندی، سہروردی سب کچھ بن جاتے ہیں۔

(۳) عالم ہو(1)

(۴) فاسقِ معلِن نہ ہو یعنی پیرومرشد دینی علوم سے واقفیت کے بعد شرعی اُمور کا پابند اور عامِل (شریعت پر عمل کرنے والا) ہو۔ آج یہ بیماری بھی وبائی ہے کہ اکثر پیرومرشد بننے والے علم سے کورے اور فسق و فجور سے بھرپور، جسے بھی کسی بزرگ کی اولاد ہونے کا شرف ملا ہے وہی پیر صاحب بنا ہوا ہے خواہ وہ شرعی علم و عمل صالح سے نہ صرف کوسوں دور بلکہ ابلیس کا دایاں ہاتھ ہو۔

ھوشیار !۔

اے اپنی نجاتِ اخروی اور دین کے شغف رکھنے والے بھائیوں! مذہبی بہروپیوں کی بیعت ہرگز نہ کرو کیونکہ؛

آنکه خود گم است کرا رهبری کند

ترجمہ: جو خود گمراہ ہو وہ دوسرے کی خاک رہبری کرے گا۔

نَزع میں، گور میں، میزاں پہ ، سرِ پُل پہ کہیں

نہ چھٹے ہاتھ سے دامانِ مُعلّٰی تیرا

حلّ لُغات نزع، جان کنی، روح نکلتے وقت۔ گور، قبر۔ میزان، ترازو، جس پہ

(1) (ضروریاتِ دین، فرض علوم کا جاننے والا ہو، اور کم از کم اتنا علم اور اتنی صلاحیت رکھتا ہو کہ اپنی ضرورت کے مسائل کُتب سے بغیر کسی کی مدد کے نکال سکتا ہو۔ مدنی)

قیامت کے دِن عمل تولے جائیں گے، پل، دریا یا دوسرے پانی کے اوپر سے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پہنچنے کا راستہ مجازاً پُلِ صراط جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا، وہ پُل جہنّم پر بچھایا جائے گا جس سے ہر نیکوکار و بدکار کو گزرنا پڑے گا۔

سرِ پل، پُل کا شروع حصہ۔ مُعلّی، بلند۔

شرح اے میرے غوث! رضی اللہ تعالی عنہ میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا ہوں کہ حالتِ نزع اور قبر میں اور میزانِ عمل پر اور پلِ صراط پر، کہیں بھی آپ کا مقدّس دامن میرے ہاتھ سے نہ چھوٹے اور یہ مسلّم اُصول ہے کہ موت کا وقت یا قبر کی کالی رات یا پلِ صراط کی منزلیں اللہ والوں کی برکت سے ہی آسان ہوں گی (نزع کی سختی سب کو معلوم ہے) شیطان کا حملہ بھی اُس وقت سخت ہوتا ہے۔ حضرت امام فخرُ الدّین رازی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا واقعہ مشہور ہے۔ اُنہیں بھی حملۂ شیطانی سے بچاؤ نصیب ہوا تو حضرت نجمُ الدّین کبریٰ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی نگاہِ کرم سے، اِس طرح کے کئی واقعات تاریخِ اِسلام میں ہیں اور قبر میں بھی غوثِ پاک رضی اللہ تعالی عنہ کے کئی مریدین کو نجات ملی اور سیدنا امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ و دیگر اکابر علماء و مشائخ نے لکھا، حوالہ جات گزر چکے ہیں۔

دُھوپ محشر کی وہ جاں سوز قِیامت ہے مگر
مطمئن ہوں کہ مِرے سر پہ ہے پلّا تیرا

حلّ لُغات محشر، قیامت۔ جاں سوز قیامت، تکلیف دہ۔ پلّا، دامن۔

شرح یومِ قیامت کی دھوپ، جب کہ سورج سوا نیزہ پر ہوگا، بہت بڑی آفت ہے لیکن اے غوثُ الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ! مجھے اس سے گھبراہٹ نہیں بلکہ میں پُر سکون ہوں اس لئے کہ میرے سر پر آپ کا دامنِ رأفت و رحمت سایہ فگن ہے۔

میدانِ حشر کی تفصیلات دیکھئے کہ اُس وقت کتنی پریشانی ہوگی، وہاں اپنے بھی بیگانے بن

جائیں گے، ماں باپ، بہن بھائی، جانی جگر دوست دشمن ہوں گے لیکن قرآن کا فیصلہ ہے کہ اللہ والوں سے تعلّق صحیح ہوگا تو بیڑا پار (اِن شآءَ اللہ) چنانچہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ (1)

ترجمہ: گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیز گار۔

حدیث شریف میں ہے

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّہ. (بخاری شریف)(2)

جسے جس سے محبت ہے وہ قیامت میں اسی کے ساتھ ہوگا۔

بَہجَت اُسی سر کی ہے جو ''بہجۃ الاسرار'' میں ہے

کہ فلک وار مُریدوں پہ ہے سایا تیرا

حلِّ لغات بہجت، خوشی ومسرّت، رونق وشادمانی۔ سر، بدن کا حصّہ، سر۔ بہجۃ الاسرار، ایک کتاب کا نام جو سوانح غوثِ پاک پر مشتمل ہے اور بڑی قابلِ اِعتماد ہے۔ فلک، آسمان۔ وار، مثل، طرح۔

شرح اے غوثِ پاک! جس پر آپ کے دستِ اقدس کا سایہ مبارک ہے دراصل خوشی و شادابی اسی سر کو ہے جیسا کہ کتاب بہجۃ الاسرار میں لکھا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ سارے مریدین ومعتقدین آسمان نیلگوں کی طرح حضور غوثِ پاک کے ہاتھوں کے سایہ کے نیچے

(1) پارہ ۲۵، سورہ الزخرف، آیت ۶۷

(2) عَنْ عَبدِ اللہ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلَّم اَنَّہٗ قَالَ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّہٗ. (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب علامۃ حب فی اللہ عزوجلّ، حدیث ۶۱۶۸، الصفحۃ ۱۵۴۱، دار ابن کثیر دمشق بیروت) ترجمہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔

ہیں۔خود حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا:

اِنَّ یَدِیْ عَلٰی مُرِیْدِیْ کَالسَّمَآءِ عَلَی الْاَرْضِ(1)

ترجمہ: تمام مریدین پر میرا ہاتھ ایسے ہے جیسے زمین پر آسمان سایہ فگن ہے

تعارفِ بہجۃ الاَسرار اور اس کے مصنف رحمۃ اللہ علیہ

سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی اکثر کرامات اور کمالات کا بیان اِسی کتاب سے ماخوذ ہیں اِسی لئے مخالف اس کتاب اور اس کے مصنف رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو ضعیف اور غیرِ مستند کہنے کی عادت رکھتے ہیں۔ فقیر یہاں کتاب اور اس کے مصنف رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا تعارف اور توثیق ضروری سمجھتا ہے۔

(۱) امام احمد رضا فاضل بریلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ لکھتے ہیں کہ حضرت امامِ اجل سیّدُ العلماء، شیخ القرّاء، امامُ الوَفاء، نورُ الملۃ والدّین ابوالحسن بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی قُدِّسَ سِرُّہٗ العزیز دو (۲) واسطہ سے امامِ جلیلُ الشان، شیخُ القراء، ابوالخیر شمسُ الدّین محمد بن محمد ابن الجزری رحمۃ اللہ تعالی علیہ مصنفِ حصن حصین کے استاذ ہیں۔

فائدہ ابن الجزری علیہ الرحمۃ کو تو مخالفین نہ صرف مانتے ہیں بلکہ اپنی تصانیف میں ان کی تصانیف کے حوالہ جات کو مستند قرار دیتے اور انہیں اِسلام کا ایک ستون مانتے ہیں لیکن افسوس کہ ان کے استاذُ الاستاذ سے ضد ہے صرف اس لئے کہ وہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے نہ صرف مدّاح ہیں بلکہ آپ کے کمالات وکرامات کی اپنی تصنیف ہذا کے ذریعہ خوب ترویج واشاعت فرمائی۔ جَزَاہُ اللّٰہُ خَیْرًا لْجَزَاءِ

---

(1) بہجۃ الاسرار ومعدن الاسرار، ذکر فضل اصحابہ وبشرھم، صفحہ ۱۰۰، مصطفی البابی مصر

(۲) امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ جیسے متشدّد وناقد صاحب میزان الاعتدال، اِن کی مجلسِ مبارک میں حاضر ہوئے اور کتاب طبقاتُ القراء میں ان کی مدح وستائش کی اور ان کو اپنا امامِ یکتا لکھا۔

چنانچہ ملاحظہ ہو؛

حَیۡثُ قَالَ عَلِیُّ بۡنُ یُوۡسُفَ بۡنِ جَرِیۡرِ اللَّخۡمِیُّ شَطۡنُوۡفِیُّ الۡاِمَامُ الۡاَوۡحَدُ الۡمَقۡرِیُّ نُوۡرُالدِّیۡنِ شَیۡخُ الۡقُرَّآءِ بِالدِّیَارِ الۡمِصۡرِیَّۃِ. (1)

فائدہ امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ جیسا ناقد کہ جن کی تنقید سے بڑے بڑے محدّثین وائمہ وفقہاء نہ بچ سکے، وہ ہمارے ممدوح کی تنقید کے بجائے اُن کے مدّاح ہیں لیکن ہمارے دور کے ناقدین نہیں بلکہ جہلاء ہیں یا ظالم ضدّی ہیں۔ مجھے اپنے دور کے قاریوں (گستاخانِ نبوت وولایت) پر تعجب ہے کہ ایک طرف اس شیخ القراء ہمارے ممدوح کے علم کے ویزہ چین ہیں کہ ان کے علم (فنِ) قراءۃ سے انہیں معمولی سا حصہ ملا کہ جس کی بدولت بینُ الاقوامی قاری ہونے پر فخر کرتے ہیں دوسری طرف اس سرچشمہ پر شرک وغیرہ کا فتویٰ داغتے ہیں۔

ہیں عجب لوگ کھانے غُرّانے والے

(۳) حضرت امامِ اجلّ، عارف باللہ سیدی عبداللہ بن اسعد یافعی شافعی یمنی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے مرآۃ الجنان میں اس جناب کو مناقبِ جلیلہ سے یاد فرمایا کہ "کما قال روی الشیخ .الخ" یعنی علی یوسف نورالدین ابوالحسن شافعی استاد محقق، ایسے کمال والے جو

---

(1) ترجمہ: چنانچہ کہا کہ علی بن یوسف بن جریری لخمی شطنوفی نورالدین امام یکتانے، جو مدرسِ قرأت اور بلادِ مصری کے شیخ القراء ہیں۔ (رحمۃ اللہ تعالی علیہ)

(زبدۃ الآثار بحوالہ طبقات المقرنین، صفحہ ۳، مطبع بکسلنگ کمپنی جزیرہ ۵)

عقلوں کوحیران کردے، بلادِ مصر کے شیخ قاہرہ مصر میں ۶۴۴ھ میں پیداء ہوئے اور مصر کی جامع ازہر میں صدرِ تعلیم پر جلوس فرمایا ان کے فوائد و تحقیق کے سبب خلائق کا ان پر ہجوم ہوا۔ میں نے سنا کہ شاطبیہ پر بھی اس جناب نے شرح لکھی یہ شرح اگر ظاہر ہوتی تو اس کی تمام شرحوں سے بہتر شروح میں ہوتی۔ روزِ شنبہ وقتِ ظہر وفات پائی اور روزِ یک شنبہ بستم ذی الحجہ ۷۱۳ھ میں دفن ہوئے رحمۃ اللہ تعالی علیہ انتھی۔

(۴) امام اجل جلال الملۃ والدین سیوطی نے ''حُسْنُ الْمُحَاضَرَةِ بِاَخْبَارِ مِصْرَ وَ الْقَاهِرَةِ'' میں فرمایا

عَلِیُّ بْنُ یُوْسُفَ بْنِ جَرِیْرِ اللَّخْمِیُّ الشَّطْنُوْفِیُّ الْاِمَامُ الْاَوْحَدُ الْمَقْرِئُ نُوْرُالدِّیْنِ شَیْخُ الْقُرَّآءِ بِالدِّیَارِ الْمِصْرِیَّةِ وُلِدَ بِالْقَاهِرَةِ سَنَةَ اَرْبَعٍ وَاَرْبَعِیْنَ وَسِتِّمِائَةٍ، وَقَرَأَ عَلَی التَّقِیِّ الْجَرَائِدِیِّ وَالصَّفِیِّ خَلِیْلٍ، وَسَمِعَ مِنَ النَّجِیْبِ عَبْدِ اللَّطِیْفِ، وَتَصَدَّرَ لِلْاِقْرَآءِ بِالْجَامِعِ الْاَزْهَرِ، وَتَكَاثَرَ عَلَیْهِ الطَّلَبَةُ(1)

علی بن یوسف بن جریر الخمی الشطنو فی امام زماں عبدالحسن نور الدین جو کہ مصر کے قاریوں کے شیخ تھے ۶۴۴ ہجری میں قاہرہ میں پیدا ہوئے اور تقی جرائدی اور صفی خلیل سے پڑھا اور نجیب عبداللطیف سے سماعت کی اور جامعہ ازہر میں شعبۂ قرأت میں صدر مقرر ہوئے جن سے بہت کثیر طلباء نے فائدہ اُٹھایا۔

(۵) امام سیوطی نے اس جناب کا تذکرہ اپنی کتاب "بغیة الوعاة" میں لکھا اور اس میں

(1)(حسن المحاضرة فی اخبار مصر والقاهرة، ذکر من کا بمصر من أئمة القراء ات، جلد ۱، صفحه ۱۶۹)

نقل فرمایا کہ

لَهُ الْيَدُ الطُّوْلٰى فِىْ عِلْمِ التَّفْسِيْرِ.(1)

ترجمہ: علم تفسیر میں اس جناب کو یدِ طولیٰ (2) تھا

(۶) حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے ''زبدۃ الاسرار'' میں اس جناب کے فضائلِ عالیہ یوں بیان فرمائے؛

بَهْجَةُ الْأَسْرَارِ مِنْ تَصْنِيْفِ الشَّيْخِ الْإِمَامِ الْأَجَلِّ الْفَقِيْهِ الْعَالِمِ الْمُقْرِئِ، اَلْأَوْحَدِ الْبَارِعِ نُوْرِ الدِّيْنِ أَبِى الْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ يُوْسُفَ الشَّافِعِيِّ اللَّخْمِيِّ وَبَيْنَهٗ وَبَيْنَ الشَّيْخِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَاسِطَتَانِ وَهُوَ دَاخِلٌ فِىْ بِشَارَةِ قَوْلِهٖ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ''طُوْبٰى لِمَنْ رَاٰنِىْ وَلِمَنْ رَاٰى مَنْ رَاٰنِىْ وَلِمَنْ رَاٰى مَنْ رَاٰنِىْ.(3)

ترجمہ: بہجۃ الاسرار تصنیف ہے امامِ اجل، فقیہ، عالم، مدرس قراءت، یکتا، عجب صاحبِ کمال نور الدّین ابوالحسن علی بن یوسف شافعی لخمی کی، ان میں اور حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں صرف دو واسطے ہیں اور وہ حضور پُر نور سرکارِ غوثیت کی اس بشارت میں داخل ہیں کہ شادمانی ہے اسے جس نے مجھ کو دیکھا اور اسے جس نے میرے دیکھنے والوں کو دیکھا اور اُسے بھی جس نے میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والوں کو دیکھا۔

فائدہ ﴿ان امامِ اجل یکتا نے کہ ایسے اکابر ائمہ جن کی امامت وعظمت وجلالتِ شان کے ایسے مداح ہوئے اپنی کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار ومعدنُ الانوار میں امامِ اجل وغیرہ

---

(1)(بغية الوعاة ، جلد ۲ ، صفحه ۲۱۳ مطبوعه لبنان) (2) کمال ہنرمندی، اچھی دسترس۔

(3)(زبدة الآثار ،خطبة الكتاب، صفحه۵، مطبع بكسلنگ كمپنى جزيره)

اکابر اس سے سند لیتے آئے۔ امامِ اجل شمس الملۃ والدین ابوالخیر ابن الجزری مصنفِ حصن حصین نے یہ کتاب مستطاب حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر حنفی وشطوطی رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ سے پڑھی اور حدیث کی طرح اس کی سند حاصل کی اور علامہ عمر بن عبدالوہاب حلبی نے اس کی روایات معتمد ہونے کی تشریح کی اور حضرت شیخ محقق محدث دہلوی نے زبدۃ الآثار میں فرمایا:

"ایں کتاب بھجۃُ الاَسرار کتابے عظیم وشریعت و مشہور است" (1)

ترجمہ: یہ کتاب بہجۃ الاسرار ایک عظیم اور شریعت کے احکام پر مشتمل ومشہور کتاب ہے۔

اور زبدۃ الآثار شریف اور اس کی روایات کے صحیح وثابت ہونے کی تصریح کی۔ ان کے علاوہ دیگر محققین نے بھی ہمارے ممدوح کی تعریف وتوصیف اور آپ کی تصنیف بہجۃ الاسرار کی توثیق فرمائی اور اِسے ملفوظات حضور غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کا وہی درجۂ صحت بتایا جیسے کتبِ احادیث میں صحیح بخاری کو درجہ حاصل ہے لیکن تعصُّب اور ضِد اور ولایت دشمنی سے اگر کوئی کہتا ہے کہ یہ کتاب غیرِ معتبر ہے تو ہمارا اُس کے لئے وہی جواب ہے جو اہلِ اِسلام ہنود اور دیگر منکرینِ اسلام کو دیتے ہیں جب وہ کہتے ہیں کہ قرآن غیر مستند کتاب ہے۔ (معاذ اللہ)

اے رضؔا چیست غم ار جملہ جہاں دُشمنِ تُست
کردَہ ام مَامَنِ خود قبلۂ حاجاتے را

حلِّ لُغات ﴿ یہ دونوں مصرعے فارسی ہیں۔ اے، حرفِ ندا۔ رضؔا، اعلیٰ حضرت احمد رضا خان علیہ الرحمۃ کا تخلص۔ چیست، کیا ہے، کیوں ہے "برائے انکاری" غم، رنج وملال۔ را،

(1) (زبدۃ الآثار، خطبہ الکتاب، صفحہ ۲، مطبع بکسلنگ کمپنی جزیرہ)

مخفف ہے اگر کا۔ جملہ، تمام۔ جہاں، دنیا۔ دشمن تست، تیرا دشمن۔ کردہ ام، بنالیا ہے میں نے۔ مامن، ٹھکانا۔ خود، اپنا۔ قبلۂ حاجاتے، ایک شخص حاجت وضرورت پوری کرنے والا۔ را، کو۔

شرح ﴾ اے رضا تمام دنیا اگر تیری دشمن ہو جائے تو بھی کوئی رنج وغم نہیں، میں نے تو اپنا ٹھکانا ایک ایسی ذات کو بنالیا ہے جو اپنے سب عقیدت مندوں کی باذنہٖ تعالیٰ وعطاء حاجت روائی فرماتا ہے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے اہلِ سنّت کے لئے دارین کی فلاح کا ایک بہترین طریقہ بتایا وہ یہی ہے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے عقیدت ونسبت مضبوط کی جائے اس کے بعد پھر دنیا میں کسی دشمن کا خطرہ، نہ آخرت کا غم۔ امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے بتائے ہوئے نسخے پر فقیر نے بہاولپور کی زندگی میں عمل کیا تو الحمد للہ اپنوں بلکہ بیگانوں نے بھی اعتراف کیا کہ اسے کون چکھے جسے خدا رکھے۔

وسیلۂ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ حاجت روائی کا بہترین نسخہ ہے خود حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے بار بار فرمایا ہے:

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ وَاشٍ فَاِنِّیْ   عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِ

ترجمہ: اے میرے مرید! دشمن سے خوف نہ کر، اِس لئے کہ میں ہی اس کے مقابلہ کے لئے تیری طرف سے کافی ہوں۔

اِمداد و اِستمداد:

مقبولانِ خدا حضراتِ انبیائے عظام واولیائے کرام کو مظہرِ صفاتِ الٰہی (1) جان کر

(1) اللہ تعالیٰ کی صفات کے ظاہر ہونے کی جگہ۔

اِن سے مدد مانگنا، اِن کے دربار میں فریاد کرنا، مشکل کے وقت اُن کو یاد کرنا شرعاً بلا شبہ جائز ہے۔ صحابۂ کرام سے لے کر آج تک بزرگانِ دین، مشائخِ عظام اِسی طور پر اِستمداد و اِستعانت کرتے آئے ہیں۔ ''انوارُ الانتباہ'' میں امام بخاری کی ''الادب المفرد'' سے منقول ہے

اِنَّ اِبْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا خَدَرَتْ رِجْلُہٗ فَقِیْلَ لَہٗ اذْکُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَیْکَ فَصَاحَ یَا مُحَمَّدَاہُ فَانْتَشَرَتْ(1)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ صحابی کا پاؤں سو گیا تو کسی نے ان سے کہا آپ ان کو یاد کیجئے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے باآوازِ بلند کہا یا محمداہ تو فوراً پاؤں کھل گیا۔

اور حضرت امام خفاجی نے ''نسیم الریاض شرح شفاء'' میں فرمایا ہے:

ھٰذَا مِمَّا تَعَاھَدَہٗ اَھْلُ الْمَدِیْنَۃِ .(2)

ترجمہ: یہ اہلِ مدینہ کے معمولات میں سے ہے

حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی نے تفسیرِ عزیزی سورۂ انشقاق میں فرمایا:

بعضے از اولیاء اللہ راکہ آلہ جارحہ تکمیل وارشاد بنی نوع خود کرد انیدہ انددریں حالت ہم تصرف در دنیا دادہ اند واستغراق آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ بایں سمت نمیگردد، اویسیاں تحصیل کمالات باطنی

(1)(الادب المفرد، صفحہ ۲۵۰)(عمل الیوم واللیلۃ، حدیث ۱۶۸، صفحہ ۴۷، دائرۃ المعارف النعمانیہ)(2)نسیم الریاض شرح الشفاء، فصل فیماروی عن السلف، جلد ۳، صفحہ ۳۵۵، مرکزِ اہلِ سنت برکات رضا، گجرات، الھند

از انهامی نمایند وارباب حاجات ومطالب حل مشکلات خود از انهامی طلبند ومے یابند(1)

ترجمہ: بعض اولیاء کرام جنھوں نے اپنے آپ کو بنی نوع انسان کی رہنمائی اور تکمیل کے لئے صرف (یعنی وقف) کر رکھا ہے وہ (وفات کے بعد کی) حالت میں بھی دنیا میں تصرّف کرتے ہیں اور کمال وسعت ادراک کی بناء پر اِن کا اِستغراق اس طرف توجہ سے مانع نہیں بنتا اور اویسی خاندان باطنی کمالات کی تحصیل انہی اولیاء سے کرتے ہیں اور اہلِ حاجات ومشکلات انہی سے اپنی حاجات کا حل طلب کرتے ہیں اور مراد پاتے ہیں۔

امام غزالی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے فرمایا

مَنْ یُسْتَمَدُّ فِیْ حِیَاتِہٖ یُسْتَمَدُّ بَعْدَوَفَا تِہٖ(1)

ترجمہ: جس سے زندگی میں مدد مانگی جاسکتی ہے اُس سے بعدِ وفات بھی مدد مانگی جاسکتی ہے۔

---

(1)فتح العزیز "تفسیر عزیزی" پارہ عم، سورۃ انشقاق، جلد ۳ صفحہ ۲۰۶ مطبع مسلم بک ڈپو لال کنواں دھلی

(1)واما الاستمداد باھل القبور فی غیر النبی علیہ السلام اوالانبیاء فقد انکرہ من الفقھاء واثبتہ المشائخ الصوفیہ وبعض الفقھاء قال الامام الشافعی قبر موسی الکاظم تریاق مجرب لِاجابۃِ الدُعاء وقال الامام الغزالی من یستمد فی حیاتہ یستمد بعد وفاتہ

(حاشیہ مشکوۃ شریف، صفحہ ۵۴ انور محمد کتب خانہ کراچی)

(احیاء العلوم، جلد ۲، صفحہ۲۴۷، مطبوعہ مطبعۃ عثمانیۃ مصر)

ترجمہ: نبی علیہ السلام ودیگر انبیائے کرام کے علاوہ اور اہلِ قبور سے دعاء مانگنے کا بہت سے فقہاء نے انکار کیا اور مشائخ صوفیہ اور بعض فقہاء نے اس کو ثابت کیا ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ موسیٰ کاظم کی قبر قبولیت دعاء کیلئے آزمودہ تریاق ہے اور امام محمد غزالی نے فرمایا کہ جس سے زندگی میں مدد مانگی جاسکتی ہے اس سے بعد وفات بھی مدد مانگی جاسکتی ہے۔

نعت شریف

ہم خاک ہیں اور خاک ہی ماویٰ ہے ہمارا
خاکی تو وہ آدم جد اعلیٰ ہے ہمارا

حلِّ لُغات ﴿ خاک، مٹی۔ماویٰ، ٹھکانا۔خاکی، مٹی کا بنا ہوا۔ آدم، وہ پہلا انسان جس سے نسلِ انسانی جاری ہوئی، ابوالبشر۔جدّ، دادا۔اعلیٰ، بالائی اوپر والا۔

شرح ﴿ ہم سب انسان مٹی کے ہیں اور مٹی ہی آخر کار ہمارا ٹھکانہ ہے (جس کی دلیل یہ ہے کہ) آدم علیہ السلام جو ہمارے جدِّ اعلیٰ ہیں اور جن سے انسانی وجود روئے زمین پر آیا وہ مٹی ہی کے بنے ہوئے تھے۔ یہ تمام مضمون قرآن میں مصرّح (1) ہے:

قرآنی آیات

(۱) هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ.(2)

ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے بنایا۔

(۲) خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ(3)

ترجمہ: اس نے آدمی کو بنایا بجتی مٹی سے جیسے ٹھیکری۔

(۳) مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِیْهَا نُعِیْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰی (4)

ترجمہ: ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔

(۴) خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ۝(5)

ترجمہ: تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے پیدا کیا۔

---

(1) صراحت کیا گیا، تفصیل کیا گیا۔(2) پارہ ۲۴، سورۃ المؤمن، آیت ۶۷ (3) پارہ ۲۷، سورۃ الرحمن، آیت ۱۴ (4) پارہ ۱۶، سورۂ طه، آیت ۵۵ (5) پارہ ۲۳، سورۂ ص، آیت ۷۶

شان درود ﴾کسی صاحبِ دل نے اپنے شیخ و مرشد کامل اور عام مولوی کے درمیان تقابل کرتے ہوئے کسی مولوی سے کہا

چه نسبت خاك را بعالم پاك

ترجمہ: خاک (مولوی صاحب) کو عالمِ پاک (ولی کامل) سے کیا نسبت؟

اس پر کسی طعنہ زن نے طعنہ مارا کہ مولوی صاحب کو خاک کیوں کہہ دیا؟ اس کے رد میں فرمایا؛ کہ خاک بھی تو کوئی معمولی شے نہیں، اس سے نفرت کیوں؟ چند اَمثلہ (یعنی مثالیں) قائم فرمائیں اُن میں ایک یہی ہے کہ ہمارے جدِّ اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا فرمایا ہے اور ہم ان کی اولاد ہیں۔

ہاں اس خاک کو کیمیا بنانا یا پھر جہنم کا ایندھن بنانا انسان کے اپنے اختیار میں۔ اِسی لئے علامہ اقبال مرحوم نے فرمایا:

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

اللہ ہمیں خاک کرے اپنی طلب میں
یہ خاک تو سرکار سے تمغا ہے ہمارا

حلِّ لُغات ﴾خاک کرے (اردو) مٹی بنادے، مار ڈالے۔ طلب، تلاش، آرزو، جستجو۔ سرکار، آقا، والی۔ تمغا، سرکاری مہر، ٹھپہ (میڈل) عزّت کا نشان جیسے آج کل مشہور ہے۔

شرح ﴾بارگاہِ ربُّ العالمین میں تمنا اور یہ دعا کی جارہی ہے کہ خداوند قدوس! جلّ جلالہ اپنی راہِ طلب میں ہمیں غبار بنادے (یعنی مٹی بن جائیں تو اُٹھ کر مدینہ پاک پہنچ جائیں) کیونکہ یہی تو ہماری عظمت و شرافت کی نشانی ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ۝(1)

ترجمہ: بے شک ہم نے ان کو چپکتی مٹی سے بنایا۔

پھر فرمایا: وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ.(2)

ترجمہ: اور بے شک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی۔

اِسی پچھلی آیت کی طرف اشارہ ہے کہ انسان باوجودیکہ مٹی کا پتلا ہے لیکن عزت یوں ملی کہ اس کی شان کی بلندی سے ملکوت وقدس عاجز ہیں۔ یہی علمُ العقائد کا مسلّم قاعدہ ہے کہ اَنبیاء علیھم السلام جملہ ملائکہ کرام سے افضل ہیں۔(خِلافاً لِلْمُعْتَزِلَةِ یعنی معتزلہ فرقہ کا ایسا عقیدہ نہیں ہے) اور جملہ اولیاء کرام سوائے مخصوص ملائکہ کے باقی تمام فرشتوں سے افضل ہیں عوام تو کالانعام ہیں ان کی بات نہیں۔

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سیِّدِ عالم
اُس خاک پہ قرباں دلِ شیدا ہے ہمارا

حلِّ لُغات ﴾ جس خاک پہ رکھتے تھے قدم، جہاں چلتے پھرتے تھے۔ سیّدِ عالم، جہاں کے سردار یہ لقب خاص ہے آقا ومولیٰ جنابِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ قربان، نچھاور۔ دلِ شیدا، عاشق دل، دیوانہ قلب۔

شرح ﴾ جس سرزمین یعنی مدینہ طیبہ پر سیدِ عالم قدم رکھتے تھے اس زمین پر ہمارا دل قربان ہے کیونکہ حضور جس زمین پر خرامِ ناز(3) فرماتے تھے اس کی عظمت کا یہ عالَم ہے کہ خدا اُس سرزمین کی قَسَم یاد فرماتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝(4)

---

(1) پارہ ۲۳، سورۃ الصفت، آیت ۱۱ (2) پارہ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۷۰ (3) قدم مبارک رکھتے۔ (4) پارہ ۳۰، سورۃ البلد، آیت ۱، ۲

ترجمہ: مجھے اس شہر کی قسم، کہ اے محبوب! تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔

یہ تو ہوا شہر، جس کی اللہ تعالیٰ نے قسم یاد فرمائی، ویسے بھی علماءِ کرام کا اتفاق ہے کہ جہاں حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم آرام فرما ہیں وہ کعبہ وبیتُ المعمور اور عرشِ معلیٰ بلکہ جملہ کائنات کے ہر مقام سے افضل ہے۔

فائدہ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں جواہرُ البحار جلد ا صفحہ ۶۰ میں ہے؛

فَأَيْنَ مَاحَلَّ بِبُقْعَةٍ أَضَاءَ تْ تِلْكَ الْبُقْعَةُ بِنُوْرِهٖ.(1)

ترجمہ: جہاں بھی حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے قدمِ مبارک رکھا وہ جگہ آپ کے قدموں کے صدقے بقعہ نور(1) بن گئی۔

حضرت عارف رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اھل نور وبیت نور و بلد نور

جائیکہ آمد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کرد نور۔

ترجمہ: آپ کے اہلِ بیت نور اور گھر نور شہر بلکہ جس جگہ بھی آپ تشریف لائے اُسے بھی نور بنا دیا۔

---

(1) جواھر البحار فی فضل النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم، ومنھم الامام العارف باللہ محمد بن علی الترمذی الحکیم وھو غیر ابی عیسی الترمذی صاحب السنن رضی اللہ عنھما، الجزء الاول، الصفحۃ ۶۱، مطبوعہ بیروت

(2) منور مقام، وہ جگہ جہاں بہت زیادہ روشنی ہو۔

خَم ہو گئی پشتِ فلک اِس طعنِ زمیں سے
سُن ہم پہ مدینہ ہے وہ رُتبہ ہے ہمارا

حلِّ لُغات ﴾ خم ہوگئی، جھک گئی اور ٹیڑھی ہوگئی۔ پشتِ فلک، آسمان کی پیٹھ۔ طعن، طنز اور نیزہ مارنا، آواز کسنا۔ سن، خبردار، توجہ سے سن۔

شرح ﴾ زمین کے طنز سے آسمان کی کمر ٹیڑھی ہوگئی۔ انسان کہیں بھی ہو اپنے سر کے اوپر نظر کرے گا تو آسمان بالکل سیدھا دکھائی دے گا اور کنارۂ آسمان پر نظر ڈالے گا تو کمان کی سی کجی اور ٹیڑھا پن محسوس کرے گا۔ آسمان کو اپنی بلندیوں پر فخر تھا لیکن جب زمین نے اِس پر طعنہ مارا کہ سن! ہم پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا وہ مدینہ ہے جس کی مثل تیرے پاس نہیں تو آسمان کی پشت مارے شرم کے جھک گئی۔

فضائلِ مدینہ ﴾ مدینہ منورہ حضور کا دَارُالھِجْرَۃ (1) ہے جو روئے زمین میں سب سے افضل واعلیٰ ہے اور سرکار کا محبوب ترین شہر ہے۔ سرکارِ عالی وقار صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اسے یثرب (مصائب کی جگہ) سے مدینہ طیبہ بنادیا۔

احادیث مبارکہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ بِقَرْیَۃٍ تَأْکُلُ الْقُرَی یَقُوْلُوْنَ یَثْرِبُ وَھِیَ الْمَدِیْنَۃُ، تَنْفِی النَّاسَ کَمَا یَنْفِی الْکِیرُ خَبَثَ الْحَدِیْدِ.(2)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: مجھے ایک ایسے قریہ (شہر) میں ہجرت کرکے جانے کا حکم دیا گیا ہے جو تمام قریوں پر غالب ہوجائے گا۔

---

(1) ہجرت کا گھر (کیونکہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم مکہ کو چھوڑ کر مدینہ تشریف لے گئے)

(2) صحیح البخاری، کتاب فضائل المدینۃ، باب فضلِ المدینۃ وأنھا تنفی الناس، حدیث ۱۸۷۱، الصفحۃ ۱۸۷۱، دار ابن کثیر دمشق بیروت

اِسے لوگ یثرب (مصائب وآلام کی جگہ) کہتے ہیں حالانکہ وہ (میری پاکیزہ ذات کی وجہ سے) مدینہ ہو گیا ہے۔ مدینہ لوگوں کو ایسے پاک کر دیتا ہے جیسے کہ بھٹی لوہے کے زنگ کو۔

مزید فضائلِ مدینہ فقیر کی تصنیف ''محبوبِ مدینہ'' میں پڑھیے۔

مژدۂ بہار اے زائر مدینہ! نجدی کی حکومت کو مدینہ پاک کے فیوضات سے اُس کے مشیروں نے محروم رکھا، اس لئے کہ ان کا عقیدہ ہے کہ مدینۂ پاک کو فی نفسہٖ کوئی فضیلت نہیں سوائے اِس کے کہ اِس میں مسجدِ نبوی ہے اور بس۔ فلہٰذا مدینہ پاک کو آنے والا صرف اور صرف مسجدِ نبوی میں جانے کی نیت کرے۔ اگر اُس نے بلاواسطہ مسجدِ نبوی کے، براہِ راست مدینہ منورہ کا یا اُس کے مکین رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے ہاں حاضری کا اردہ کیا یا آپ کے مزارِ اَقدس کی نیت کی تو مشرک اور بدعتی متصور ہوگا۔ (معاذ اللہ) اِسی لئے اِن کے چھوٹے بڑے اِسی عقیدہ کے نہ صرف پابند بلکہ دوسروں کو بھی اسی عقیدہ پر مجبور کرتے ہیں بلکہ موسمِ حج میں تو ہر زبان میں کروڑوں کی تعداد میں ایسے رَسائل وغیرہ شائع ہوتے ہیں جن میں عقیدۂ مذکورہ پر زور دیا جاتا ہے حالانکہ یہ حقیقت سے عقیدہ کوسوں دور ہے۔ یہاں فقیر اُن کا رد نہیں لکھ رہا ''محبوبِ مدینہ'' میں بہت کچھ لکھ چکا ہے یہاں صرف چند فضائل برائے حاضری بارگاہِ رسول صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم عرض کر دوں۔

تمام اکابرین، صالحین کا اس پر اِجماع (1) ہے کہ نبی اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضری مُستحب بلکہ آپ کی شفاعت کے حصول کا اعلیٰ ترین ذریعہ ہے۔ قرآنِ حکیم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

---

(1) اتفاقِ رائے، مسلمان مجتہدین کا کسی امر شرعی پر متفق ہو جانا۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ٥(1)

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول اُن کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

گو اِس آیتِ کریمہ کا شانِ نزول خاص واقعہ کے بارے میں ہے لیکن اُصول یہ ہے کہ خاص واقعہ کے بجائے عام الفاظ کا اِعتبار کیا جاتا ہے یعنی ہر وہ شخص یقیناً اللہ بزرگ و برتر کی رحمت اور بخشش سے بہرہ مَند ہوتا ہے جسے حاضری جیسی بڑی سعادت حاصل ہو کہ ایک اور مقام پر اِرشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ .(2)

ترجمہ: اور جو اپنے گھر سے نکلا اللہ و رسول کی طرف ہجرت کرتا پھر اسے موت نے آلیا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ پر ہو گیا۔

گو اِس آیۂ مبارکہ میں زیارتِ نبوی کی تصریح نہیں بلکہ اللہ اور اُس کے محبوب کی طرف ہجرت کا ذکر ہے لیکن یہ بات اظہرٌ مِّنَ الشَّمس (3) ہے کہ آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضری خصوصاً دور سے سفر کر کے آنا اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت ہی تو ہے۔

---

(1) پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۴ (2) پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۱۰۰ (3) سورج سے زیادہ ظاہر، بالکل واضح۔

بہت سی اَحادیثِ مبارکہ بھی یہ ثابت کرتی ہیں کہ رسول انور صلی اللّٰہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ زَارَ قَبْرِی وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِی. (بیهقی)(1)

ترجمہ: جس نے میری قبر کی زیارت کی اس پر میری شفاعت واجب ہوگئی۔

ایک اور مقام پر رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ جَاءَ نِی زَائِرًا لَا تُعْمِلُهُ حَاجَةٌ إِلَّا زِيَارَتِی، كَانَ حَقًّا عَلَیَّ أَنْ أُكُونَ لَهُ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.(2)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میری زیارت کو آئے، سوا میری زیارت کے اور کسی حاجت کے لئے نہ آیا تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کا شفیع میں بنوں۔ (ایک اور روایت میں آیا کہ)

مَنْ زَارَنِی مُتَعَمِّدًا كَانَ فِی جَوَارِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ مَنْ سَكَنَ الْمَدِيْنَةَ وَ صَبَرَ عَلٰى بَلَائِهَا كُنْتُ لَهُ شَهِيْدًا وَّ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ مَنْ مَّاتَ فِیْ أَحَدِ الْحَرَمَيْنِ بَعَثَهُ اللّٰهُ مِنَ الْآمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ . (بیهقی)(3)

---

(1) سنن الدارقطنی، کتاب الحج، باب المواقیت، حدیث ۲۶۵۸، الجزء الثانی، الصفحة ۵۳۱، دار المعرفة بیروت لبنان (شعب الایمان للبیهقی، الخامس والعشرون من شعب الایمان وهو باب المناسک، فضل الحج والعمرة، اتیان المدینة وزیارة قبر النبی صلی اللّٰه علیه وسلم والصلاة فی مسجد وفی مسجد قباء، رقم الحدیث ۳۸۶۲، الجزء السادس، الصفحة ۵۱، مکتبة الرشد الریاض) (2) المعجم الاوسط، باب العین، من اسمه عبدان، حدیث ۴۵۴۶، الجزء الخامس، الصفحة ۱۶، دار الحرمین القاهرة (3) شعب الایمان للبیهقی، الخامس والعشرون من شعب الایمان وهو باب المناسک، فضل الحج والعمرة، اتیان المدینة وزیارة قبر النبی صلی اللّٰه علیه وسلم والصلاة فی مسجد وفی مسجد قباء، رقم الحدیث ۳۸۵۶، الجزء السادس، الصفحة ۴۸، مکتبة الرشد الریاض

ترجمہ: (رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) جو شخص خاص اِرادَہ کے ساتھ میری زیارت کرے گا قیامت کے دن میرے قریب ہوگا۔ اور جس نے مدینہ میں رہائش کی اور یہاں آنے والی تکلیفوں پر صبر کیا تو میں اُس کا شفیع اور شہید (گواہ) ہوں گا اور جو حرمین میں سے کسی ایک میں مرے گا، اللہ تعالیٰ اُسے قیامت کے دن امن والوں میں اُٹھائے گا۔

دار قطنی وطبرانی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے حج کیا پھر میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی، تو ایسا ہے جیسے میری حیات میں زیارت سے مشرّف ہوا۔(1)

(سُبُحَانَ اللّٰہِ)

ایک مومن کی زندگی کی سب سے بڑی سعادت سرورِ کائنات صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت ہے اِس مبارک دربارِ رسالت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی برکتوں اور فضیلتوں کا ذکر کیا جائے سر کے بل بھی جائیں تو مشتاقانِ دِید اپنی آنکھوں کی پیاس نہیں بُجھا سکتے۔ وہ سرزمین جہاں نبی رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک پڑے، وہ گلیاں جن سے نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم گزرے، وہ خطۂ پاک جہاں آپ نے قیام فرمایا، اُس کی زِیارت ایک مومن کے دِل کی معراج ہے۔ وہ گلیاں جن کو بڑے بڑے اولیاء نے اپنی پلکوں سے صاف کیا ہو، وہ گلیاں جہاں علماء وصلحاء واولیاء باادَب ہوکر ننگے پاؤں چلے ہوں، اُس زمین کا چپّہ چپّہ مبارک وافضل ہے۔ یہ وہ

---

(1) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِی بَعْدَ مَوْتِی کَانَ کَمَنْ زَارَنِی فِی حَیَاتِی ۔السنن الکبری للبیہقی، کتاب الحج، باب زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث ۱۰۲۷۴، الجزء الخامس، الصفحۃ ۴۰۳، دار الکتب العلمیۃ بیروت

دَرِ اَقدس ہے جہاں سے منگتوں کو خالی ہاتھ نہیں لوٹنا پڑتا، جہاں شاہ و گدا، امیر و غریب لاچار و خوشحال سب مرادیں لے کر جاتے ہیں اور اپنے دامن خوشیوں سے بھر کر لے آتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اس دَر سے سب کچھ ملتا ہے چاہے وہ اِس جہان سے تعلُّق رکھتا ہو، چاہے اُس آخرت کے جہان سے تعلُّق رکھتا ہو، چاہے وہ حسّی خزانے ہوں، چاہے غیر حسّی خزانے ہوں۔ چنانچہ اس درِ اقدس کی حاضری ہر مسلمان کی دِلی آرزو اور اِس کی زندگی کی اعلیٰ ترین خواہش بن جاتی ہے۔

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ ۝(1)

ترجمہ: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز اُنہیں مُردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رَب کے پاس زِندہ ہیں، روزی پاتے ہیں۔

فائدہ ﴿ جب شہداء کی حیات ثابت ہے تو انبیاء و مُرسلین علیہم السلام کی حیات بطریقِ اَولیٰ ثابت ہوگی اور عقلاً بھی اُن کی حیات ثابت ہے گو بظاہر قبور میں اُن کے اَجسام اَرواح سے خالی ہیں مگر اُن کی مثال اِس طرح ہے کہ مثلاً گہری نیند سونے والا کائنات کے عجائبات موجود پاتا ہے اور ایسے ایسے اَسرار پر آگاہی پالیتا ہے جو اس کے لئے نافع ہوں اور بیدار ہونے کے بعد دوسروں سے بیان کرتا ہے۔

پھر یہ بات بھی مسلّم ہے کہ سرورِ دوعالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے اُمّتی نماز میں یا نماز کے علاوہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں درود

(1) پارہ ۴، سورۂ آل عمران، آیت ۱۶۹

وسلام عرض کررہے ہوتے ہیں اور اُن کا وہ درود وسلام آپ کی خدمتِ اَقدس میں مقرر پہنچ رہا ہوتا ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم درود پڑھنے والے کے لئے دُعا اور سلام عرض کرنے والے کے سلام کا جواب عنایت فرماتے ہیں۔

بلال درِ رسول پر ﴾ یہ واقعہ جس کی سند نہایت جیّد ہے یہ ثابت کرنے کو کافی ہے کہ درِرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری کس قدر اَفضل ہے۔

اِبن عساکر(1) نے حضرتِ سیّدُنا اَبوالدّرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب حضرتِ سیّدُنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیتُ المقدس کو فتح فرمایا تو اُس وَقت حضرتِ سیّدُنا بلالِ حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملکِ شام میں حلب یا دمشق کے مقام پر رہائش پذیر تھے انہی دنوں میں خواب میں آقا علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَاھٰذِہِ الْجَفْوَۃُ یَا بِلَالُ اَمَا اَنْ لَّکَ اَنْ تَزُوْرَنِیْ .

ترجمہ: اے بلال! یہ کیا بے وفائی ہے، کیا تیرا ملاقات کے لئے آنے کو جی نہیں چاہتا؟ ہجر و فراق کی حالت میں تڑپتے ہوئے جاگے۔ سواری پر سوار ہو کر شہرِ مدینہ پہنچے، جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی زیارت کی؛

فَجَعَلَ یَبْکِیْ عِنْدَہٗ وَیَمْرُغُ(2) وَجْھَہٗ عَلَیْہِ .(3)

ترجمہ: تو بار بار روپڑتے اور چہرے کو بار بار قبرِ اَنور پر رکھتے۔

---

(1)فتاوٰی رضویہ (کتاب الزکوٰۃ والصوم والحج) باب الجنایات فی الحج ،جلد ١٠ صفحہ ٧٢١،٧٢٠ رضا فاؤنڈیشن لاہور (2) یہی صیغہ "خ" کے ساتھ بھی آیا ہے۔ یعنی یَمْرُخُ (3)وفاء الوفاء، الباب الثامن الفصل الثانی، جلد ٤، صفحہ ١٣٥٦ ،داراحیاء التراث العربی بیروت

اتنے میں حسنینِ کریمین (امام حسن وحسین رضی اللہ تعالی عنهما) تشریف لائے۔ حضرتِ سیّدنا بلال رضی اللہ تعالی عنہ نے دونوں کو بغل میں لے کر چوما، اُن دونوں نے آپ سے کہا: ہم وہی اذان آپ سے سننا چاہتے ہیں جو آپ ہمارے جدِّ اَمجد پیارے مصطفیٰ کریم علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم کو سنایا کرتے تھے اور ہاتھ پکڑ کر اذان کی جگہ کھڑا کر دیا۔

جب حضرتِ سیّدُنا بلال رضی اللہ تعالی عنہ نے اذان شروع کی تو مدینۂ منورہ میں ایک زلزلہ سا شروع ہو گیا جیسے جیسے اَذان پڑھتے جاتے زلزلہ بڑھتا جاتا جب آپ "اَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ" پر پہنچے تو پردہ دار خواتین بھی گھروں سے باہر نکل آئیں۔ ہر شخص کی زبان پر تھا کہ یوں لگتا ہے گویا قیامت برپا ہو گئی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم دوبارہ حیاتِ ظاہری میں تشریف لے آئے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد اس دن سے بڑھ کر اہلِ مدینہ کو اتنا روتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ چنانچہ درِ اقدس کی حاضری کی دلیل میں یہ واقعہ نہایت قوی ہے۔

محروم کی سزا ﴾ دربارِ رسالت میں حاضری کے ترک کے متعلق علامہ ابنِ حجر نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے تارکِ زیارت کو بار بار متنبہ فرمایا اور اس کے انجام سے آگاہ فرمایا۔ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ .(1)

(1) (کامل ابن عدی ترجمہ النعمان شبلی الباھلی،، جلد۷ صفحہ ۲۴۸۰، دار الفکر بیروت) ☆ علامہ علی قاری "شرحِ لُباب" میں اس کی سند کو حسن اور وہی "شرح شفاء" و "درہ مضیہ" اور امام ابنِ حجر علیہ الرحمۃ "جوہرِ منظم" میں صحیح بہ فرماتے ہیں انہی دونوں کتابوں میں فرمایا: "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر جفا کرنا حرام ہے تو زِیارت نہ کرنا متضمّنِ جفا (یعنی زیارت کو نہ آنا جفا کو شامل) ہے (لہٰذا زیارت کو نہ آنا بھی) حرام ہوا" (الجوھر المنظم لابنِ حجر مکی، فصل اول، صفحہ۸، مطبعہ خیریہ مصر)

ترجمہ: جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی، تو تحقیق اُس نے مجھ سے جفا کی۔

اِسی طرح یحییٰ بن حسن الحسینی، نعمان بن شبل کی سند سے بیان کرتے ہیں کہ محمد بن الفضل المدینی، انہوں نے جابر، انہوں نے محمد بن علی، انہوں نے سیّدنا علی کرم اللّٰہ وجھہ الکریم سے مرفوعاً روایت کی

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ وَمَنْ لَّمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ.(1)

ترجمہ: جس نے بعد از وِصال میری قبرِ انور کی زِیارت کی، گویا اُس نے میری ظاہری حیات میں زیارت کی اور جس نے میری زیارت نہیں کی اُس نے مجھ پر جفا کی۔

علامہ شیخ احمد الخضر اوی لکھتے ہیں شیخ مفتی جمال المکیی نے ہم سے بیان فرمایا کہ ہم نے ایسے لوگوں کو دیکھا جنہوں نے اِستطاعت کے باوجود آپ کی خدمتِ اَقدس میں حاضری نہ دی

فَأَوْرَثَهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِذٰلِکَ ظُلْمَةً مَحْسُوْسَةً ظَهَرَتْ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ وَفَتْرَةً عَنِ الْخَیْرَاتِ قَطَعَهُمْ عَنْ عِبَادَةِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی وَشَغَلَتْهُمْ بِالدُّنْیَا اِلٰی أَنْ مَاتُوْا عَلٰی ذٰلِکَ وَکَثِیْرِیْنَ غَلَبَتْ عَلَیْهِمْ مَظَالِمُ النَّاسِ اِلٰی اَنْ مَنَحُوْا مِنْهَا قَبْرًا.(حوالہ)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اِن کو ایسی تاریکی میں مبتلا فرمادیا جو اِن کے چہروں سے عیاں تھی اِنہیں خیرات وحسنات سے اس طرح دور کردیا کہ عبادتِ الٰہی ان سے ترک ہوگئی۔ دنیا میں مشغول ہوگئے یہاں تک کہ اسی حالت میں انہیں موت آگئی اور بہت سے ایسے ہیں جن پر لوگوں کے مظالم غالب آگئے پھر وہ قبر تک جاری رہے۔

---

(1) شِفَاءُ السّقام فی زیارۃ خیر الانام، صفحہ ۱۵۲، الحدیث الرابع عشر دار الکتب العلمیۃ بیروت

انتبـاه ﴿غور فرمائیے تارکینِ زیارت کس طرح دنیا وآخرت دونوں میں ذلیل ورُسوا ہوتے ہیں اس سے بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے کہ زیارت سے فیض یاب ہونے والے کتنے خوش قسمت ہوتے ہیں کہ دنیا اور آخرت دونوں میں سُرخُرو ہوتے ہیں اور تارکین شرمندہ۔

مقصدِ زیارت ﴿شیخ احمد المعروف القشاشی لکھتے ہیں کہ زیارت سے مراد شرعاً یہ ہے کہ آپ کی بارگاہ کی حاضری، مسجدِ نبوی، شہرِ مدینہ کی زیارت، اُس میں قیام، آپ کی خدمت میں سلام، آپ کے دربار سے جوابِ سلام کی آرزو، شفاعت کے لئے آپ کا بارگاہِ الٰہی میں توسُّل تاکہ زائر کو اِس بات کی خوشخبری حاصل ہوجائے کہ اس کا خاتمہ اِیمان و اِسلام پر ہوگا یہی زیارت ہے۔

امام اِبن حجر مکّی علیہ الرحمۃ کے بقول، زِیارت کے لئے وہی شرائط ہیں جو حج کے لئے اِستطاعت کی شرائط ہیں جب صاحبِ اِستطاعت نے آپ کی طرف سفر کیا، آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر سلام عرض کیا، اپنی یا جس نے بھیجا ہے اس کی ذات کی بخشش کی درخواست کی تو وہ زائر قرار پائے گا اور یہی وہ زیارت ہے جس پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اجر وثواب کا وعدہ فرمایا ہے خود رسولِ رحمت، نورِ مجسم، شفیعِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی:

مَنْ زَارَ قَبْرِی وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِی(1)

ترجمہ: جس نے میری قبر کی زیارت کی اس پر میری شفاعت واجب ہوگئی۔

زیارت کی اہمیت اور فوائد میں سب سے قابلِ غور ہے۔

---

(1) سنن الدار قطنی، کتاب الحج، باب المواقیت، حدیث ۲۶۵۸، الجزء الثانی، الصفحۃ ۵۳۱، دار المعرفۃ بیروت لبنان

چنانچہ اگر خلوصِ دِل سے زائرِ زیارت کو جائے گا تو یقیناً رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اسے اِنعام واِکرام سے نوازیں گے، اِس کے درجات بلند ہوں گے اور یقیناً اُن لوگوں میں اس کی شمولیت ہوجائے گی جو بلا حِساب جنّت میں جائیں گے۔

پھر زیارتِ نبوی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے فائدوں میں سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم خود زائر کا سلام سنتے ہیں اور اِس کے سلام کا جواب عنایت فرماتے ہیں بلکہ اپنا عقیدہ تو یہ ہے کہ سرکارِ اَبدِقرار، مالک ومختار صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا دربارِ دُرْبار(1) اب بھی اُسی طرح سجا ہوا ہے جیسے چودہ سو سال پہلے سجا رہتا تھا جہاں مَن مانگے ہر شے ملتی ہے جب حاضرِ حضور ہو کر مانگا جائے تو رحمتِ کائنات صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم عطائے کریمانہ سے محروم نہیں فرماتے۔

حکایت سیدنا ابن الجلاء رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں مدینۂ منورہ میں حاضر ہوا اور مجھ پر دو ایک فاقے گزرے تو میں نے روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر عرض کی؛

اَنَا ضَیْفُکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ (صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم)

ترجمہ: یارسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم میں آپ کا مہمان ہوں۔

پھر مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا تو سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم خواب میں تشریف لائے اور مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی اور میں خواب میں ہی کھانے لگا ابھی آدھی ہی ختم کی تھی کہ میری آنکھ کھل گئی جب کہ آدھی ہاتھ میں موجود تھی۔ (رحمت کائنات صفحہ ۱۱۴)(1)

---

(1) موتی برسانے والا یعنی عطا کی بارش کرنے والا آستانہ۔

(حجۃ اللہ علی العالمین الفصل الثالث فی ذکر من استغاث بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم للجوع والعطش ۸۰۵ مطبوعہ بیروت)

سچ ہے

سرکار کھلاتے ہیں سرکار پلاتے ہیں
سلطان و گدا سب کو سرکار کھلاتے ہیں

اس قسم کے ہزاروں واقعات ومشاہدات اب بھی ہو رہے ہیں۔ تفصیل کے لئے فقیر کی کتاب ''ندائے یارسول اللہ'' کا مطالعہ فرمائیے۔

چکّر بازوں کے چکّر ایک لاکھ اور پچاس ہزار ثواب یانبی علیہ السلام زندہ بھی ہیں یانہیں (معاذ اللہ) ودیگر چکّر بازیاں سابق دور کے گستاخوں کو بھی لے ڈوبیں، آج بھی اگر کوئی ڈوبتا ہے تو (اُس کی قسمت !)

حکایت عارف باللہ حضرت علامہ نبہانی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ حج کرنے کے لئے روانہ ہوئے تو ایک آدمی نے پیغام دیا کہ سرکار کو عرض کرنا کہ روضۂ اَقدس پر حاضر ہونے کی بڑی تمنا ہے لیکن چونکہ آپ کے ساتھ حضرتِ سیدُ نا ابوبکر اور حضرتِ سیدُ نا عمر (رضی اللہ تعالی عنہما) بھی ہیں اِس لئے میں حاضر نہیں ہوسکتا۔ جب یہ بزرگ مدینۂ منورہ حاضر ہوئے تو یاد آنے کے باوجود اِس شخص کا پیغام سرکار کی بارگاہ میں عرض کرنے کی جرأت نہ کر سکے لیکن جب مدینہ منورہ سے رخصتی کا وقت آیا تو سرکار علیہ السلام نے ان کو اپنی زیارت سے مشرّف کر کے فرمایا: تُو نے مجھے اُس شخص کا پیغام نہیں پہنچایا لیکن میرا پیغام اُس کو ضرور پہنچا دینا کہ تحقیق اللہ عزوجل اور میں خود بھی اُس شخص سے بیزار ہیں جو اِن (ابو بکر وعمر رضی اللہ تعالی عنہما) سے بیزار ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین) (1)

نوٹ اس جیسے درجنوں واقعات فقیر کی کتاب ''گستاخوں کا بُرا انجام'' میں پڑھئے۔

---

(1) حجة اللّٰه علی العالمین الفصل الثالث فی ذکر من استغاث بالنبی صلی اللّٰه علیه وآله وسلم للجوع والعطش ۸۰۵ مطبعه بیروت)

فائدہ ﴾اِس مصرعہ(1) میں اُس اِختلاف کودور فرمایا جومشہور ہے کہ زمین افضل ہے یا آسمان ؟۔اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس اختلاف کو ایک مصرعہ میں حل فرمایا جو اختلاف بعض شعراء کا،مناظرہ کے طور پر منظوم مشہور ہے۔

زمین وآسمان کا مناظرہ ﴾مالکِ کائنات نے زمین وآسمان کو پیدا فرمایا پھران کا آپس میں ایک دوسرے سے مناظرہ ہوا۔

فلک بولا کہ مجھ میں ماہ وخورشید درخشاں (2) ہیں
زمین بولی کہ مجھ میں لعل ہیں گلہائے خنداں (3) ہیں
فلک بولا زمین سے مجھ میں اَنوارِالٰہی ہیں
زمین بولی فلک سے مجھ میں اَسرارِالٰہی ہیں
فلک بولا کہ مجھ میں کہکشاں تاروں کی جڑی ہوگی
زمین سن کر یہ بولی مجھ میں پھولوں کی لڑی ہوگی
فلک بولا گھٹا اُٹھ کر میری تجھ کو گھٹا دے گی
زمین بولی کہ مجھ کو عاجزی تجھ سے بڑھا دے گی
فلک بولا بلندی دی خدا نے ہر طرف مجھ کو
زمین بولی ملا ہے خاکساری کا شرف مجھ کو
فلک بولا کہ تارے مجھ میں ہیں تاروں سے زینت ہے
زمین بولی کہ غنچے مجھ میں ہیں غنچوں میں نکہت (4) ہے

(1) آدھا شعر،ایک پٹ۔(2) چاندوسورج روشن۔(3) کھلی ہوئی کلیاں۔(4) کلیوں کی خوشبو۔

فلک بولا میرے اوپر ملائکہ کے محل ہوں گے

زمین بولی کہ مجھ میں بیل بوٹے اور پھل ہونگے

فلک بولا ستاروں سے مزیّن میرا سینہ ہے

زمین بولی کہ مجھ پر طور ہے مکہ، مدینہ ہے

فلک بولا کہ مجھ پر کرسی وعرشِ علیٰ ہوں گے

زمین بولی کہ مجھ پر انبیاء واَولیاء ہوں گے

آمنہ کا چاند ارضِ بطحا کے اُفق پر طلوع ہُوا تو زمین نے مسرّت میں ڈوب کر اپنا سر اُونچا کرلیا اور آسمان کو مخاطَب کر کے کہا؛ کہ اے آسمان ! اب میں تجھ سے بہر صورت بہتر ہوں کیونکہ مجھ پر سیّدِ عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم جلوہ فرما ہیں وہ روحِ دوعالم جن کے صدقے اللہ تبارک وتعالیٰ نے کُل کائنات کی تخلیق کی ۔ یہ سُن کر آسمان نے اعترافِ عجز کرتے ہوئے سر کو جھکا دیا۔

اُس نے لقبِ خاک شَہنشاہ سے پایا

جو حیدرِ کرار کہ مولیٰ ہے ہمارا

حلِّ لُغات ﴿ شہنشاہ، سب سے بڑا بادشاہ، یہ دراصل شاہانِ شاہ تھا مخفّف کردیا گیا اس لفظ میں اِضافتِ مقلوبی (1) ہے کیونکہ اِضافت سے پہلے یہ دراَصل شاہِ شاہان ہے۔ حیدر، شیر، یہ لقب امیر المومنین حضرت علی کرّمَ اللہ تعالی وَجْهَهُ الکریم کا، جواُن کی والدہ فاطمہ بنتِ اَسَد نے رکھا تھا۔ کرّار، دشمن پر تابڑ توڑ حملہ کرنے والا، بہادر۔ مولیٰ، آقا، ناصر، مددگار، محبوب۔

(1) وہ اضافت جس میں مضاف کو مضاف الیہ جبکہ مضاف الیہ کو مضاف بنادیا جائے۔

شرح ﴾حضورِ پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُس وقت ابوتُراب کا لقب عطا فرمایا تھا جب وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ناراض ہوکر مسجدِ نبوی میں لیٹ گئے تھے تو اُن کی پُشتِ مبارکہ پر خاک لگ گئی تھی۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیار و محبت سے فرمایا:

قُمْ اَبَا تُرَابٍ (ترجمہ: اٹھ اے مٹی والا!) فرما کر آپ کو اُٹھایا، یہ مٹی کو بہت بڑا شرف ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو

تُراب سے بہت خوش ہوا کرتے تھے یہی ابوتُراب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مٹی والے) ہم سب کے آقا و مددگار ہیں۔(1)

ازالۂ وہم ﴾سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مولیٰ کہنا شیعی شعار نہیں یہ وہابیہ کا وہم ہے۔ الحمدللہ وہ ہمارے (اہل سنت) بلکہ سب کے آقا و مولیٰ ہیں کوئی باغی ہوکر آپ کا مولیٰ ہونا نہیں مانتا تو اُس کی بدقسمتی ہے کیونکہ حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم

---

(1) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَا كَانَ لِعَلِيٍّ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَبِي تُرَابٍ وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ بِهِ إِذَا دُعِيَ بِهَا جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ فَقَالَ: أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟ فَقَالَتْ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِنْسَانٍ اُنْظُرْ أَيْنَ هُوَ؟ فَجَاءَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هُوَ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ فَأَصَابَهُ تُرَابٌ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَهُوَ يَقُولُ: قُمْ أَبَا تُرَابٍ قُمْ أَبَا تُرَابٍ!. (صحيح البخاری، كتاب الاستئذان، باب القائلة فی المسجد، حديث ٦٢٨٠، الصفحة ١٥٦٨، دار ابن كثير بيروت) ترجمہ: ابوحازم کا بیان ہے کہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ

نے تصریح فرمائی ہے:

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ(1)

ترجمہ: جس کا میں مولیٰ ہوں اسی کے حضرت علی بھی مولیٰ ہیں۔

تعالی عنہ نے فرمایا کہ حضرت علی کو ابوتراب سے بڑھ کر اپنا کوئی اور نام پسند نہیں تھا جب انہیں اس نام سے بلایا جاتا تو بہت خوش ہوتے۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ تمہارا چچازاد بھائی کہاں ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ میرے اور ان کے درمیان کوئی بات ہوگئی ہے لہٰذا وہ مجھ سے ناراض ہوکر باہر چلے گئے ہیں اور میرے پاس نہیں ٹھہرے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص سے فرمایا کہ دیکھو تو سہی وہ کہاں گئے ہیں؟ وہ گیا اور آکر عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! وہ مسجد میں لیٹے ہوئے ہیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے اور اس وقت بھی وہ لیٹے ہوئے تھے جبکہ ان کی چادر ان کی کروٹ سے ہٹ گئی تھی اس لئے وہ مٹی سے بھر گئی تھی چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جسم سے مٹی جھاڑتے اور فرماتے جاتے ابوتراب کھڑے ہو جاؤ ابوتراب کھڑے ہو جاؤ۔

(1) حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِیَةَ حَدَّثَنَا مُوسَی بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ ابْنِ سَابِطٍ وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِی وَقَّاصٍ قَالَ قَدِمَ مُعَاوِیَةُ فِی بَعْضِ حَجَّاتِهِ فَدَخَلَ عَلَیْهِ سَعْدٌ فَذَكَرُوا عَلِیًّا فَنَالَ مِنْهُ فَغَضِبَ سَعْدٌ وَقَالَ تَقُولُ هَذَا لِرَجُلٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُولُ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ وَسَمِعْتُهُ یَقُولُ أَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِیَّ بَعْدِی وَسَمِعْتُهُ یَقُولُ لَأُعْطِیَنَّ الرَّایَةَ الْیَوْمَ رَجُلًا یُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ. (سنن ابن ماجه، المقدمة، فضل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنه، حدیث ۱۲۱، الجزء الاول، الصفحة ۱۳۵، دار الجیل بیروت) ترجمہ: عبدالرحمن بن سابط جن کا نام عبدالرحمان ہے، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان فرمایا: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ حج کے لئے تشریف لائے تو حضرت سعد رضی اللہ تعالی عنہ ان کے پاس گئے وہاں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالی عنہ کا کچھ بے ادبی کے ساتھ ذکر ہوا، جسے سن کر حضرت سعد رضی اللہ تعالی عنہ غضب ناک ہو گئے اور فرمایا: تم اس شخص کے بارے میں گفتگو کرتے ہو جس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: ''میں جس کا ولی ہوں، علی بھی اس کے ولی ہیں'' اور فرمایا تھا: ''تم میری جگہ پر اسی طرح ہو جیسے

لیکن اس سے خلافتِ بلا فصل (1) کا اِستدلال بھی جاہلانہ حرکت ہے، اس لئے مولیٰ علی رضی اللہ تعالی عنہ انبیاء ورسل علی نبینا وعلیهم السلام کے مولیٰ تو نہیں ہو سکتے کیونکہ غیرِ نبی نبی کا آقا و مولیٰ کیسا؟ اس معنی پر حدیث مخصوص عنہ البعض (2) ٹھہری۔

دوسرا: یہ کہ یہ حدیث سنداً صحیح نہیں جس حدیث کی سند صحیح نہ ہو اس سے عقائد کا اِستدلال نہیں البتہ فضائل کے طور پر بیان کیا جاسکتا ہے لیکن اس حد تک (اِستِدلال جائز ہے) جو صاحبِ فضیلت کے لائق ہو۔ اسی لئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالی عنہ اصحابِ ثلاثہ رضی اللہ تعالی عنہم سے افضل ثابت نہ ہوئے بلکہ انبیاء ورسل علیهم السلام اور اصحابِ ثلاثہ (3) اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنهم احمعین کے سوا آپ واقعی ہم سب کے آقا و مولیٰ ہیں۔ (رضی اللہ تعالی عنہ)

تیسرا جواب: یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مولیٰ اپنے عموم پر ہو تو مولیٰ بمعنی محبوب ہے اور حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جملہ کائنات کے محبوب ہیں تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالی عنہ بھی خلقِ خدا کے ہر فرد کے محبوب ہیں سوائے کفار ومشرکین اور منافقین اور خوارِج ونواصِب (4) کے۔

ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جگہ پر تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں'' اور فرمایا: ''میں آج اس شخص کو عَلَم عطا کروں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو محبوب رکھتا ہے''۔ عَلَم کا مطلب جھنڈا، نشان، خاص نام۔

(1) بغیر کسی فاصلے وواسطے کے ڈائریکٹ جانشین وخلیفہ بننا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بلا فصل حضرت ابوبکر صدیق ہیں جو تمام صحابہ کے اتفاق سے پہلے خلیفہ بنے۔ (2) اس حدیث کا کچھ حصہ خاص کرلیا گیا ہے۔ (3) حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم اجمعین (4) خوارج، خارجی کی جمع ہے وہ فرقہ جنہوں نے حضرت علی المرتضیٰ پر خروج کیا تھا حتیٰ کہ آپ کو مشرک تک کہہ دیا تھا۔ وجہ یہ بتاتے کہ آپ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ سے صلح کی حضرت ابوموسیٰ اشعری کی ثالثی کو قبول کیا ہے لہٰذا غیرِ خدا کے فیصلے کو قبول کرنا شرک ہے۔ (ہم ایسے باطل استدلال کرنے والوں کے فتنے سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔) اور نواصب، خوارج کا ہم معنی ہے حضرت علی رضی اللہ تعالی عن کو نا ماننے والا۔

چوتھا: یہ کہ مولیٰ اٹھارہ معنوں میں آتا ہے تو ایک معنی متعین کرنا ترجیح بلا مرجح (1) ہے۔

پانچویں: یہ کہ یہ جملے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر منکرین کے چند بیجا اعتراضات کے جواب میں فرمائے تاکہ اَعداء (دشمن) حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معمولی شخصیت نہ سمجھیں بلکہ انہیں یقین ہو جائے کہ حبیبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے طرفدار (2) ہیں۔

اے مُدَّعیو! خاک کو تم خاک نہ سمجھے
اس خاک میں مَدفوں شہِ بَطحا ہے ہمارا

حلِّ لُغات ﴾اے مدعیو!، بترکیب اردو، اے دعویٰ کرنے والو، اے مخالفو۔ خاک (فارسی) مٹی۔ تم خاک نہ سمجھے (اردو) بالکل نہ سمجھ سکے۔ اس خاک میں (اردو) اس زمین میں۔ مدفون (عربی) دفن کیا ہوا۔ شہِ بطحا (فارسی) مکہ کے بادشاہ۔

شرح ﴾اے مخالفو! تم اس (مدینے کی) مٹی کی عظمت کو بالکل نہ سمجھ سکے حالانکہ اس کی بہت بڑی عظمت ہے اس لئے کہ سیّد دوعالم شہِ بطحا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی میں مدفون ہیں اور آپ کا مدفن عرش و کرسی، لوح و قلم سے بھی عظیم ہے۔

حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى سَمَّى الْمَدِينَةَ طَابَةَ (3)

---

(1) بلا وجہ فوقیت دینا، بلا وجہ اہمیت یا فضیلت دینا۔ (2) مددگار، حمایت کرنے والا۔ (3) صحیح مسلم، کتاب الحج، باب المدینة تنفی شرارها، حدیث ۳۳۴۷، الصفحة ۷۱۴، دار الفکر بیروت مشکاة المصابیح کتاب المناسک باب حرم المدینة حرسها الله تعالی الفصل الاوّل رقم الحدیث ۲۷۳۸ صفحه ۸۳۷ مطبوعه المکتب الاسلامی بیروت.

ترجمہ: حضرت جابر بن سَمُرَہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام طَابَہ (طیبہ، عمدہ بنانے والا) رکھا ہے۔

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا مِثْلَ لِلْقَتْلِ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ مَا عَلَی الْأَرْضِ بُقْعَۃٌ ھِیَ أَحَبُّ إِلَیَّ أَنْ یَکُونَ قَبْرِی بِھَا مِنْھَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ یَعْنِی الْمَدِینَۃَ (مشکوۃ).(1)

ترجمہ: آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ کی راہ میں قتل ہونے کے برابر کوئی چیز نہیں مگر ساری زمین میں مدینے سے بڑھ کر کوئی مقام ایسا نہیں کہ جہاں میں اپنی قبر کا ہونا پسند کرتا ہوں ۔تین بار آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے یہ آخری کلمات ارشاد فرمائے۔(2)

---

(1)مشکاۃ المصابیح کتاب المناسک باب حرم المدینۃ حرسھا اللہ تعالیٰ الفصل الثالث رقم الحدیث ۲۷۵۷ صفحہ ۸۴۰ مطوعہ المکتب الاسلامی بیروت.

موطا امام مالک، کتاب الجہاد، باب الشہداء فی سبیل اللہ، حدیث ۸۷۷، جلد ۳، صفحہ ۳۵۷ (2)و حَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیدٍ قَالَ کَانَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَالِسًا وَقَبْرٌ یُحْفَرُ بِالْمَدِینَۃِ فَاطَّلَعَ رَجُلٌ فِی الْقَبْرِ فَقَالَ بِئْسَ مَضْجَعُ الْمُؤْمِنِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِئْسَ مَا قُلْتَ فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّی لَمْ أُرِدْ ھٰذَا یَا رَسُولَ اللّٰہِ إِنَّمَا أَرَدْتُ الْقَتْلَ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا مِثْلَ لِلْقَتْلِ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ مَا عَلَی الْأَرْضِ بُقْعَۃٌ ھِیَ أَحَبُّ إِلَیَّ أَنْ یَکُونَ قَبْرِی بِھَا مِنْھَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ یَعْنِی الْمَدِینَۃَ. ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے اور مدینہ میں قبر کھودی جارہی تھی کہ ایک شخص قبر کو دیکھ کر بولا: کیا بری جگہ ہے مسلمان کی! آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: کیا بری بات کہی تو نے! وہ شخص بولا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میرا یہ مطلب نہیں تھا بلکہ میرا مقصد یہ تھا کہ اللہ کی

افضیلتِ مدینہ ﴿ جن حضرات نے شہرِ مدینہ کو شہرِ مکہ سے افضل مانا ہے، انہوں نے ایک دلیل یہ بھی لکھی ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں تو اللہ تعالیٰ نے جس شہر میں آپ کی سکونت اور پھر اس میں دائمی آرام گاہ بنائی تو وہ مقام افضل ہونا چاہیے یہی وجہ ہے کہ مُوافق ومُخالف (اہلِ سُنّت اور ان کے مخالف فِرقے) سب کو مسلَّم ہے۔

''حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی آرام گاہ جملہ کائنات یہاں تک کہ عرشِ معلیٰ اور بیتُ المعمور(1) اور کعبۂ معظمہ سے بھی افضل ہے اسی لئے آپ کا شہر خالصاً بیتُ الحرام کی حدود کو چھوڑ کر، باقی شہر مکہ اور تمام بلاد سے افضل ہے۔ اس کے متعلق فقیر نے کتاب ''محبوبِ مدینہ'' میں مفصَّل بحث لکھی ہے۔ مختلف مذاہب کے ساتھ آخر میں امام احمد رضا بریلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ کا یہ فیصلہ لکھا کہ

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

یہاں صرف ایک حدیث شریف مع شرح پر اِکتفا کرتا ہوں۔ مسلم شریف میں ہے

لَا يَخْرُجُ مِنْهُمْ أَحَدٌ رَغْبَةً عَنْهَا إِلَّا أَخْلَفَ اللّٰهُ فِيهَا خَيْرًا مِنْهُ، أَلَا إِنَّ الْمَدِينَةَ كَالْكِيرِ، تُخْرِجُ الْخَبِيثَ، لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَنْفِيَ الْمَدِينَةُ شِرَارَهَا، كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ. (1)

راہ میں قتل ہونا اس سے بہتر ہے۔ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ کی راہ میں قتل ہونے کے برابر کوئی چیز نہیں مگر ساری زمین میں مدینے سے بڑھ کر کوئی مقام ایسا نہیں کہ جہاں میں اپنی قبر کا ہونا پسند کرتا ہوں۔ تین بار آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے یہ آخری کلمات ارشاد فرمائے۔ (1) لفظی معنیٰ ہے آباد مکان۔ اصطلاحاً خانۂ کعبہ کے عین اوپر آسمانوں پر اللہ کا گھر جس کے گرد فرشتے کثیر تعداد میں طواف کرتے ہیں اور وہاں عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔

ترجمہ: مدینہ سے روگردانی کر کے جو بھی یہاں سے نکل جاتا ہے تو اللہ اس میں اِس کا نعم البدل (اس سے) بہتر اس میں ٹھہراتا ہے۔ خبردار! مدینہ بھٹی کی طرح پلیدی دور کرتا ہے اور قیامت اُس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک مدینہ پاک فسادیوں اور شرارتیوں کو نہ نکال لے جیسے بھٹی لوہے کی زنگ نکالتی ہے۔

فائدہ ﴾اس سے پہلے فصل میں "تنفی الناس" کے الفاظ ہیں۔ایک روایت میں "تنفی الرجال" ہے اس سے شرارتی لوگ یا ان کی خباثت مراد ہے اسی لئے "خبث الرجالِ" کا لفظ بھی مروی ہے۔

(۲) بخاری شریف میں ہے:

إِنَّهَا طَيْبَةُ، تَنْفِي الذُّنُوبَ، كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الفِضَّةِ (1)

....

(1) صحیح مسلم ، کتابُ الحج، باب المدینة تنفی شرارها، حدیث ۳۳۴۲، الصفحة ۶۴۳، دارابن کثیر دمشق بیروت (1) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ لَمَّا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أُحُدٍ، رَجَعَ نَاسٌ مِمَّنْ خَرَجَ مَعَهُ، وَكَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةٌ تَقُولُ نُقَاتِلُهُمْ، وَفِرْقَةٌ تَقُولُ لَا نُقَاتِلُهُمْ، فَنَزَلَتْ[فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا]-(پارہ ۵، سورة النساء، آیت ۸۸) وَقَالَ إِنَّهَا طَيْبَةُ، تَنْفِي الذُّنُوبَ، كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الفِضَّةِ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة احد، حدیث ۴۰۵۰، الصحة ۹۹۵، دارابن کثیر دمشق بیروت) ترجمہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم غزوہ اُحد کے لئے نکلے تو ساتھ نکلنے والوں میں سے بعض (منافقین) آپ کا ساتھ چھوڑ کر واپس لوٹ گئے۔ ان کے متعلق مسلمانوں کے دو گروہ ہو گئے ایک گروہ کہتا تھا کہ ہم پہلے ان سے لڑیں گے، اور دوسرا گروہ کہتا تھا ہم ان سے نہیں لڑیں گے تو اللہ تعالی نے یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی ''ترجمہ: تو تمہیں کیا ہوا کہ منافقوں کے بارے میں دو فریق ہو گئے اور اللہ نے انہیں اوندھا کر دیا ان کے کرتوتوں (بُرے کردار، بُرے کام) کی وجہ سے'' اور اس پر آپ نے فرمایا کہ یہ (مدینہ منورہ) طیبہ ہے گناہوں کو اس طرح نکال پھینکتا ہے جیسے بھٹی چاندی کے میل کو نکال دیتی ہے۔

ترجمہ: یہ (مدینہ منورہ) طیبہ ہے، گناہوں کو اس طرح نکال پھینکتا ہے جیسے بھٹی چاندی کے مَیل کو نکال دیتی ہے۔

حکایت

(۳) صحیحین میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ مدینہ طیبہ میں ایک اَعرابی آیا اور آپ سے بیعت کی کہ وہ مدینہ میں ٹھہرے گا۔ دوسرے دِن اِتفاقاً وہ بیمار پڑ گیا اِسے تپ لگ گیا(1) اس نے حضور نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے بیعت توڑنے کی درخواست کی اور اپنے اصلی وطن جانے کی اجازت چاہی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلمَدِینَۃُ کَالکِیرِ تَنفِی خَبَثَھَا وَیَنصَعُ طَیِّبُھَا (2)

---

(1) بخار میں مبتلا ہو گیا۔ (2) عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، جَاءَ أَعْرَابِیٌّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَبَایَعَہُ عَلَی الإِسْلَامِ، فَجَاءَ مِنَ الغَدِ مَحْمُومًا فَقَالَ أَقِلْنِی، فَأَبَی ثَلَاثَ مِرَارٍ، فَقَالَ الْمَدِینَۃُ کَالْکِیرِ تَنْفِی خَبَثَھَا وَیَنْصَعُ طَیِّبُھَا. (صحیح البخاری، کتاب فضائل المدینۃ، باب المدینۃ تنفی الخبث، حدیث ۱۸۸۳، الصفحۃ ۴۵۳ بیروت) ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک اَعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے بیعت کی، اُس اَعرابی کو مدینہ میں شدّت سے بخار آنے لگا وہ فوراً رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا: میری بیعت واپس کر دو، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے انکار کیا، وہ پھر آیا اور کہنے لگا: میری بیعت واپس کر دو، آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے پھر انکار کیا، وہ پھر آیا اور کہنے لگا: اے محمد! صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میری بیعت واپس کر دو، آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے پھر انکار فرما دیا، وہ اَعرابی چلا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: مدینہ منورہ بھٹی کی طرح ہے جو میل کچیل کو نکال کر دور کرتی ہے اور خالص حصے کو رکھ لیتی ہے۔

ترجمہ: مدینہ منورہ بھٹی کی طرح ہے جو مَیل کچیل کو نکال کر دور کرتی اور خالص حصے کو رکھ لیتی ہے۔

فوائد

(۱) یہی معنی ظاہر ہے کہ اس سے خبیث لوگوں کو وعید سنانا ہے۔

(۲) یہ حرف حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس سے مخصوص نہیں جیسا کہ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَنْفِيَ الْمَدِينَةُ شِرَارَهَا (1)

ترجمہ: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ مدینہ پاک اپنے شرارتیوں (بدترین لوگوں) کو دور نہ کرے۔

---

(1) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَدْعُو الرَّجُلُ ابْنَ عَمِّهِ وَقَرِيبَهُ: هَلُمَّ إِلَى الرَّخَاءِ، هَلُمَّ إِلَى الرَّخَاءِ، وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا يَخْرُجُ مِنْهُمْ أَحَدٌ رَغْبَةً عَنْهَا إِلَّا أَخْلَفَ اللّٰهُ فِيهَا خَيْرًا مِنْهُ، أَلَا إِنَّ الْمَدِينَةَ كَالْكِيرِ، تُخْرِجُ الْخَبِيثَ، لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَنْفِيَ الْمَدِينَةُ شِرَارَهَا، كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ. (صحیح مسلم، کتاب الحج، باب المدینة تنفی شرارها، حدیث ۳۲۴۲، الصفحة ۶۴۳، دار الفکر بیروت) ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ اپنے چچازاد بھائیوں اور رشتہ داروں کو بلا کر کہیں گے کہ جہاں آسانی اور سہولت ہو اُس جگہ چلو، عیش و عشرت کی طرف چلو، کاش! کہ وہ اس بات کو جان لیتے کہ مدینہ ہی ان کے لئے بہتر ہے۔ قسم اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جو شخص مدینہ سے اعراض کر کے چلا جائے گا، اللہ اس سے بہتر شخص کو لا کر مدینہ میں آباد کر دے گا۔ سنو! مدینہ ایک بھٹی کی مانند ہے جو مَیل کچیل کو نکال کر باہر پھینک دیتا ہے اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک مدینہ خبیث لوگوں کو نکال کر باہر نہیں کر دے گا جیسا کہ لوہار کی بھٹی لوہے کے مَیل کو نکال پھینکتی ہے۔

(۳) دورِ حاضرہ میں یہ مُعجزہ (مشتملِ بر علم غیب) اَظہر مِن الشمس ہے کہ ہمارے جیسے تو ہر آن (آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے) تصور میں ہیں۔

''میں یہاں ہوں میرا دل مدینے میں ہے''

اور ایک برادری شب وروز کئی چکر دے کر حاضریٔ مدینہ سے روکتے ہیں اور خود اگر وہاں پہنچ جائیں تو (اِس آیت کے مِصداق ہوتے ہیں)

لَا یُجَاوِرُوْنَکَ فِیْهَآ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ مَّلْعُوْنِیْنَ ج (1)

ترجمہ: پھر وہ مدینہ میں تمہارے پاس نہ رہیں گے مگر تھوڑے دن پھٹکارے ہوئے۔

پھر مدینہ پاک اُن سے خالی کرالیا جائے گا اور وہ وہاں سے نکال دیئے جائیں گے، قرآن کے اس حکم کے مطابق مدینہ پاک سے لاکھ نیکی کی لالچ میں بہت جلد نکل جاتے ہیں۔

موازنہ مدینہ پاک و مکّہ شریف

ہمیں حق نہیں کہ ہم مکہ و مدینہ کے درمیان کسی قسم کی تفریق کا اِظہار کریں لیکن جب سے نجدی وہابی برسرِ اقتدار ہوئے، عوام کے ذہن مدینہ پاک کی ہر فضیلت سے پہلو بچانے کے عادی بنتے جارہے ہیں۔ یہاں صرف ایک نمونہ عرض کرنا ہے وہ یہ کہ آج کل عوام بلکہ بہت سے خواص سمجھنے لگ گئے کہ مدینہ پاک (مسجدِ نبوی) میں پچاس ہزار اور مکہ معظمہ (مسجدُ الحرام) میں ایک لاکھ نیکی اور دعویٰ میں وہی مشہور حدیث، حالانکہ مُعاملہ برعکس ہے۔اس پر فقیر نے کتاب ''محبوبِ مدینہ'' میں طویل بحث لکھی ہے۔اِختصاراً یہاں (چند دلائل) ملاحظہ ہوں۔

(۱) پچاس ہزار نیکی مدینہ پاک کے متعلق مسلم اور ایک لاکھ مکہ معظمہ کی لیکن اس اِرشاد کے

(1) (پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۶۰، ۶۱)

بعد حضور نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم **نے دعا فرمائی کہ**

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِینَةِ ضِعْفَیْ مَا جَعَلْتَ بِمَکَّةَ مِنَ الْبَرَکَةِ (1)

اے اللہ مدینہ پاک میں مکہ مکرمہ کی برکتوں سے دوگنی برکتیں عطا فرما۔

مسلم شریف کی روایت میں ہے

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِی مَدِینَتِنَا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ مَعَ الْبَرَکَةِ بَرَکَتَیْنِ .(2)

اے اللہ! ہمارے مدینہ میں برکت دے،

اے اللہ! اس کی ایک برکت میں دو برکتیں جمع فرما۔

....

(1) عَنْ أَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِینَةِ ضِعْفَیْ مَا جَعَلْتَ بِمَکَّةَ مِنَ الْبَرَکَةِ تَابَعَہُ عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ یُونُسَ (صحیح البخاری، کتاب فضائل المدینة، باب ،حدیث ۱۸۸۵ ، الصفحة ۴۵۳ ،دار ابن کثیر بیروت) ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے دعا کی ''اے اللہ! مدینہ پاک میں اُس سے دوگنی برکت رکھ، جتنی تُو نے مکہ مکرمہ میں رکھی ہے''۔ متابعت کی اس کی عثمان بن عمر نے یونس سے

(2) عَنْ یَحْیَی بْنِ أَبِی إِسْحٰقَ أَنَّہُ حَدَّثَ عَنْ أَبِی سَعِیدٍ مَوْلَی الْمَھْرِیِّ أَنَّہُ أَصَابَھُمْ بِالْمَدِینَةِ جَھْدٌ وَشِدَّةٌ وَأَنَّہُ أَتَی أَبَا سَعِیدِ الْخُدْرِیَّ فَقَالَ لَہُ إِنِّی کَثِیرُ الْعِیَالِ وَقَدْ أَصَابَتْنَا شِدَّةٌ فَأَرَدْتُ أَنْ أَنْقُلَ عِیَالِی إِلَی بَعْضِ الرِّیفِ فَقَالَ أَبُو سَعِیدٍ لَا تَفْعَلْ، الْزَمِ الْمَدِینَةَ فَإِنَّا خَرَجْنَا مَعَ نَبِیِّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَظُنُّ أَنَّہُ قَالَ حَتَّی قَدِمْنَا عُسْفَانَ فَأَقَامَ بِھَا لَیَالِیَ فَقَالَ النَّاسُ وَاللّٰہِ مَا نَحْنُ ھَاھُنَا فِی شَیْءٍ وَإِنَّ عِیَالَنَا لَخُلُوفٌ مَا نَأْمَنُ عَلَیْھِمْ فَبَلَغَ ذٰلِکَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا ھٰذَا الَّذِی بَلَغَنِی مِنْ حَدِیثِکُمْ مَا أَدْرِی کَیْفَ قَالَ؟ وَالَّذِی أَحْلِفُ بِہِ أَوْ وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہِ لَقَدْ ھَمَمْتُ أَوْ إِنْ شِئْتُمْ (لَا أَدْرِی أَیَّتَھُمَا قَالَ) لَآمُرَنَّ بِنَاقَتِی تُرْحَلُ ثُمَّ لَا أَحُلُّ لَھَا عُقْدَةً حَتَّی أَقْدَمَ الْمَدِینَةَ وَقَالَ اَللّٰھُمَّ إِنَّ إِبْرَاھِیمَ حَرَّمَ مَکَّةَ فَجَعَلَھَا حَرَمًا وَإِنِّی حَرَّمْتُ الْمَدِینَةَ حَرَامًا مَا بَیْنَ مَأْزِمَیْھَا أَنْ لَا یُھْرَاقَ فِیھَا دَمٌ وَلَا یُحْمَلَ فِیھَا سِلَاحٌ لِقِتَالٍ وَلَا تُخْبَطَ فِیھَا شَجَرَةٌ إِلَّا لِعَلْفٍ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِی مَدِینَتِنَا اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِی صَاعِنَا اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِی مُدِّنَا اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِی صَاعِنَا اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِی مُدِّنَا اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِی مَدِینَتِنَا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ مَعَ الْبَرَکَةِ بَرَکَتَیْنِ

وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهِ مَا مِنَ الْمَدِینَةِ شِعْبٌ وَلَا نَقْبٌ إِلَّا عَلَیْهِ مَلَکَانِ یَحْرُسَانِهَا حَتَّی تَقْدَمُوا إِلَیْهَا ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ اِرْتَحِلُوا فَارْتَحَلْنَا فَأَقْبَلْنَا إِلَی الْمَدِینَةِ فَوَالَّذِی نَحْلِفُ بِهِ أَوْ یُحْلَفُ بِهِ (الشَّکُّ مِنْ حَمَّادٍ) مَا وَضَعْنَا رِحَالَنَا حِینَ دَخَلْنَا الْمَدِینَةَ حَتَّی أَغَارَ عَلَیْنَا بَنُو عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ غَطَفَانَ وَمَا یَهِیجُهُمْ قَبْلَ ذٰلِکَ شَیْءٌ .(صحیح مسلم ، کتاب الحج، باب الترغیب فی سکنی المدینة والصبر علی لاوانها ، حدیث ٣٢٢٦، الصفحة ٦٤٠ دارالفکر بیروت) یحییٰ بن ابواسحاق سے مروی ہے کہ مُہری کے غلام ابوسعید بیان کرتے ہیں کہ جب اہلِ مدینہ قحط اور تنگی میں مبتلا ہوئے تو مُہری نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللّٰہ تعالی عنہ کی خدمت میں آکر عرض کیا : کہ میرے بال بچے بہت ہیں اور ہمیں تنگی کا سامنا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اپنے بچوں کو کسی سرسبز وشاداب جگہ پر لے جاؤں۔ حضرت ابوسعید خدری نے فرمایا ایسا مت کرو اور مدینہ کو مت چھوڑو کیونکہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر پر گئے (راوی کہتے ہیں میرے خیال میں آپ نے کہا کہ) جب مقام عسفان میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم نے وہاں چندرات قیام فرمایا، لوگ کہنے لگے: یہاں تو ہمارے پاس کچھ نہیں ہے اور پیچھے ہمارے بچوں کی نگہداشت کے لئے کوئی نہیں ہے ہمیں اُن کی طرف سے اطمینان نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم کو بھی اس بات کی اطلاع ہوگئی، رسول اللہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: یہ میں کس قسم کی باتیں سن رہا ہوں؟ راوی کہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ آپ نے کیا الفاظ فرمائے تھے۔ آپ نے فرمایا: قسم اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر تم چاہو تو میں اونٹنی پر پالان کسنے کا حکم دوں اور جب تک مدینہ نہ پہنچوں اس کی گرہ نہ کھولوں۔ پھر فرمایا: اے اللہ! حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکۂ مکرمہ کو حرم قرار دیا تھا اور میں مدینۂ منورہ کو حرم بناتا ہوں اس کے دونوں پہاڑوں کے درمیان حرم ہے یہاں خونریزی کی جائے، نہ لڑنے کے لئے ہتھیار اُٹھائے جائیں، چارہ کے علاوہ درختوں سے کسی اور غرض کے لئے پتے نہ توڑے جائیں۔ اے اللہ! ہمارے مدینہ میں برکت نازل فرما، اے اللہ ہمارے صاع (تولے کا ایک وزن ،ایک پیمانہ) میں برکت عطا فرما، اے اللہ ! ہمارے مُد (ایک پیمانہ جو وزن میں ٢رطل ہوتا ہے) میں برکت نازل فرما، اے اللہ! ہمارے مدینہ میں برکت عطا فرما، اے اللہ! ہمارے صاع میں برکت نازل فرما، اے اللہ! ہمارے مُد میں برکت نازل فرما۔ اے اللہ! اس میں (مکہ سے) دوگنی برکت کردے۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے مدینہ کی ہر گھاٹی اور ہر درہ پر دو فرشتے رہتے ہیں اور تمہاری واپسی تک اس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے لوگوں سے فرمایا: کُوچ کرو (روانہ ہو) پھر ہم روانہ ہوئے اور مدینہ کی طرف چل پڑے۔ پس قسم اس ذات کی جس کی ہم قسم کھاتے ہیں ابھی ہم نے مدینہ منورہ پہنچ کر سامانِ سفر نہیں اُتارا تھا کہ غطفانیوں نے ہم پر حملہ کردیا حالانکہ اس سے پہلے ان میں کسی قسم کی بے چینی نہیں پائی جاتی تھی۔

قاعدہ مسلّم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ہر دُعا مُستجاب ہے، اور یہ دعا بھی یقیناً مُستجاب ہوئی، جس کا مشاہدہ آج حرمین کے زائرین کو نمایاں طور پر محسوس ہوتا ہے۔ دینوی اور حِسّی اُمور (ظاہری امور، محسوس کیے جانے والے امور) یہاں تک کھانے پینے وغیرہ میں مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ میں کئی گنا زائد برکات محسوس ہوتی ہیں۔

فائدہ امام سمہودی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ کی مدینہ پاک کے لئے دعا یعنی برکات کا سوال نہ صرف اُمورِ دنیویہ کے متعلق تھا بلکہ اُمورِ دینیہ کو بھی شامل تھا۔

اس معنی پر اب مدینہ پاک کی ایک نیکی اڈھائی لاکھ ہوئی پچاس ہزار دعا مانگنے سے پہلے، دولاکھ مکہ معظمہ کے ایک لاکھ سے دوگنا دعا سے۔ (خلاصۃ الوفاء)(1)

نیز اگر صرف وہی پچاس ہزار والی بات بھی ہو تو مکہ معظمہ کی لاکھ نیکی اور مدینہ کی ایک کا مقابلہ کہاں اس لئے کہ قاعدہ ہے کہ کبھی تھوڑی شے اپنی برکات کی وجہ سے کثیر شے سے بڑھ جاتی ہے۔ (خلاصۃ الوفاء للسمہودی صفحہ ۳۱)(2)

لوگ لاکھ کا نام سن کر پھولے نہیں سماتے، یہ نہیں سمجھتے کہ مدینہ کی ایک نیکی ہیرا اور جوہر اور مکہ معظمہ کی صرف گنتی کا ایک لاکھ۔

نوٹ نیکی کے عاشق کو یاد رہے کہ مکہ معظمہ میں ایک نیکی کا لاکھ ملتا ہے تو یہاں کی ایک برائی بھی لاکھ کے برابر ہوتی ہے اِسی لئے میں سمجھتا ہوں کہ مکہ معظمہ سے واپسی پر سودا برابر تھی۔

(1) خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم الباب الثانی، الفصل الرابع فی الدعاء لها ولاهلها، صفحہ ۳۳ مطبوعہ المکتبۃ العلمیۃ، المدینۃ المنورۃ

(2)

ہوجائے تو غنیمت ہے ورنہ گھاٹے اور خسارہ کا خطرہ ہے اور مدینہ تو مدینہ ہی ہے یہاں وفادار امتی سے گناہ کا صدور کہاں اگر ہوا بھی تو ایک گناہ کا ایک ہی لکھا جاتا ہے۔

موازنۂ عبادت مکہ ومدینہ ﴾ اگرچہ یہ موازنہ بھی نامناسب ہے لیکن نجدی وہابی تاثرات کہ مدینہ پاک کی حاضری کو سمجھایا جارہا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ مکہ میں حج، عمرے، طواف وغیرہ وغیرہ اور کہتے ہیں کہ پہلے تو مدینے کی حاضری ضروری نہیں، اگر کچھ ہے تو صرف مسجد نبوی کی نیت ہو جس میں صرف پچاس ہزار نیکی ملے گی اور بس۔علامہ سمہودی کی خلاصۂ الوفاء اور ملا علی قاری کی المناسک مع شرح کا بیان ملاحظہ ہو۔

مکہ معظمہ	مدینہ طیبہ
حج	عبادت مسجدِ نبوی میں قربِ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بالخصوص ریاض الجنۃ میں
عمرہ	مسجدِ قبا کا دوگانہ
طواف	مدینہ پاک کی گلیوں میں گھومنا پھرنا، روضہ پاک کو چارسو سے نگاہوں میں بسانا
زیارتِ کعبہ	زیارتِ گنبد خضراء

مزید تفصیل فقیر کی کتاب ''محبوبِ مدینہ'' میں ہے۔

فیصلہ اویسی غُفِرَلَہٗ ﴾

ایسے موازنے عُشاق کے لئے موزوں نہیں لیکن جہاں نجدیت ووہابیت کے اَثرات کا غلبہ ہو وہاں مدینہ طیبہ کے فضائل ایسے طریقہ سے بیان کئے جائیں جن میں مکہ معظمہ کی تحقیر کا پہلو نہ نکلے۔

وبسیار است اخبار فضائل مدینہ منورہ ولیکن اختصار گرفتم بر حسب مدعا و اختلاف فرمودند کہ علماء

بفضل مکہ معظمہ عظمہا اللّٰہ تعالیٰ تعظیماً بدلیل آنکہ قال ﷺ "واللّٰہ انک لخیر ارض اللّٰہ واحب ارض اللّٰہ ولو لا انی اخرجت منک ما خرجت" بفہم درمندی ایں فضل مدینۃ الرسول ﷺ جزئی من وجہ است نہ کلی پس نیست نزاعی در فضل ہمہ گر برقع تعارض پس فضلِ مکہ معظمہ در حداواست وفضل مدینہ منورہ در حد او، کرمہا اللہ تعالیٰ تکریماً وتفاضل ہمہ گر بہ فضل کلی در تقابل نمیکند درباب انچہ درواست۔ تعارض واہانت طرفی از طرفین۔

(ماہنۃ الحق مطبوعہ نوکشور ہند صفحہ ۴۹)

اور فضائلِ مدینۂ منوّرہ کے اخبار بہت ہیں لیکن میں نے مدعا کے موافق اختصار کرلیا اور بعض علماء نے مکۂ معظمہ کی فضیلت میں اختلاف فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس کی عظمت کو اور زیادہ کرے اس دلیل سے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے کعبۃ اللہ! بیشک تو البتہ بہتر ہے خدا کی زمین میں سے اور محبوب تر ہے خدا کی زمین میں سے اور اگر میں نہ نکالا جاتا تجھ سے تو میں نہ نکلتا'' اہلِ دل کی سمجھ کے مطابق مدینۃ الرّسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ فضیلت جزئی اور مِنْ وَجْہٍ ہے، نہ کہ کُلّی، کیونکہ ایک وجہِ خاص کے سبب یہ جزئی فضیلت مدینۃ الرّسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے، نہ کہ کُلّی طور پر۔ لہٰذا اس فضیلتِ جزئی من وجہ سے تعارضِ فضیلت ختم ہوگیا، اب باہمی فضیلت میں کوئی اختلاف نہ رہا تو مکہ معظمہ کی فضیلت اپنی حد میں ہے اور مدینہ منورہ کی فضیلت اپنی حد میں ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں کی بزرگی میں اضافہ فرمائے، اور (مکۂ مکرمہ، مدینۂ منوّرہ) میں تقابل کرتے ہوئے کسی ایک کو دوسرے پر، یہ دردمند فضیلت نہیں دیتا

کیونکہ تقابل کی صورت میں کسی ایک طرف (شہر) کی اہانت ہے۔

برادرانِ اسلام سے اپیل ﴾توحید کے دم بھرنے والے تومکّہ معظمہ کو بڑھاتے ہیں اور حقیقت یہی ہے انہیں مدینہ پاک سے دلچسپی نہیں لیکن ہمارے سنّی مسلمان برادری بھی عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مکہ معظمہ میں طنز کرتے نظر آتے ہیں۔ کبھی جلال و جمال کے اشاروں سے تو کبھی مکّہ والوں کے ایذائے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سامنے رکھ کر مکہ معظمہ کی خِفّت وتحقیر(1) کا پہلو اختیار کر لیتے ہیں۔ انہیں چاہیے کہ عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تقاضا پورا کریں کہ دونوں سے یوں محبت ہو کہ مکّہ معظمہ میں بھی آپ کا ڈیرہ سیرہ رہا اور مدینہ طیبہ میں بقایا زندگی بسر فرمائی اور تاحال اسی میں رونق افروز ہیں فلہٰذا ہمیں دونوں شہر مبارک محبوب ہیں۔

ہے خاک سے تعمیر مزارِ شہِ کونین
معمور اِسی خاک سے قبلہ ہے ہمارا

حلِّ لُغات ﴾ معمور، تعمیر کیا ہوا، آباد۔ اِسی خاک سے، اسی مٹی سے۔ شہِ کونین، دنیا وآخرت کا بادشاہ یعنی ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ قبلہ، سمت، توجہ۔

شرح ﴾یعنی مٹی کی یہ عظمت ہے کہ اس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روضۂ اقدس بنا ہے اور کعبہ معظمہ بھی اسی سے تعمیر ہوا ہے۔ یاد رہے کہ پتھر بھی جنسِ ارض یعنی مٹی ہی سے ہے اِسی لئے یہ کوئی شبہ نہ کرے کہ کعبہ کی تعمیر تو پتھروں سے ہے تو ہم نے اس کا ازالہ عرض کر دیا ہے کہ پتھر بھی مٹی کی جنس ہے۔

اس مسئلہ کی تحقیق مطلوب ہو تو امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

(1) گھٹانا، یہاں مراد مرتبے کو کم کرنا۔

"فتاویٰ رضویہ شریف جلداول باب التیمم" کامطالعہ کیجئے جس میں ہمارے امام رضی اللہ تعالی عنہ نے مٹی کی بیشمار قسمیں بیان فرمائی ہیں جن میں پتھر بھی شامل ہیں۔

ہم خاک اُرائیں گے جو وہ خاک نہ پائی
آباد رضاؔ جس پہ مدینہ ہے ہمارا

حلِّ لُغات ﴾ خاک اُرائیں گے ،آوارہ پھریں گے، حیران وسرگرداں پھرتے رہیں گے۔ مدینہ ،شہر، مدینۃُ الرّسول کامخفف ہے جب بھی یہ لفظِ (مدینہ) مطلق ہووہاں یہی مدینۃُ الرسول (صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم) مرادہوگا۔

شرح ﴾ جس سرزمین پر ہمارے پیارے نبی کا پیاراشہرآباد ہے اگروہ مٹی نہ پائی یعنی اس کی زیارت نہ کی اوروہاں نہ پہنچے توساری عمریونہی حیران وسرگرداں رہیں گے۔

فضائلِ زیارتِ مدینہ پاک

عَنْ رَجُلٍ مِنْ آلِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ زَارَنِىْ مُتَعَمِّدًا كَانَ فِىْ جَوَارِىْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَكَنَ الْمَدِيْنَةَ وَ صَبَرَ عَلٰى بَلَائِهَا كُنْتُ لَهٗ شَهِيْدًا وَشَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ مَنْ مَاتَ فِىْ اَحَدِالْحَرَمَيْنِ بَعَثَهُ اللّٰهُ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ(1)

---

(1)(الجامع لشعب الایمان للبیھقی الخامس والعشرون من شعب الایمان وھو باب المناسک ،فضل الحج والعمرة ،اتیان المدینة وزیارة قبرالنبی،رقم الحدیث ۳۸۵۶ الجزء السادس صفحه ۴۸ مطبوعه مکتبة الرشدالمملکة العربیة السعودیة) قارئین کے ذوق کے یہ حدیث بھی درج کی جارہی ہے ،عَنْ ابْنِ عمرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيه وَسَلَّم مَن اسْتَطاعَ اَنْ يَمُوتَ بِالْمَدِينَة فَلْيَمُتْ بِها فَإنِّى اَشْفعُ لِمَنْ يَمُوتُ بها .وفی الباب عَنْ سُبَيْعَة بِنْتِ الحارث الْاَسْلَمِيَّةِ .هذا حديثٌ حسَنٌ صَحِيحٌ غرِيبٌ مِنْ حديثِ أيُّوب السَّخْتِيانِيِّ(سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللّٰه ، باب ماجاء فی فضل المدینة، حدیث ۳۹۱۷، الصفحة

ترجمہ: آلِ خطاب میں سے ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: جو قصداً میری زیارت کو آئے وہ قیامت والے دن میرے قریب ہوگا۔ اور جس نے مدینے میں رہائش کی اور یہاں کی تکلیف وشدّت پر صبر کیا تو میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور شفیع ہوں گا۔ اور جو حرمین میں سے کسی ایک حرم میں فوت ہوگا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن امان پانے والوں میں اُٹھائے گا۔

فضیلتِ گنبد خضراء ﴿ مُحدِّثینِ کرام کا مذہب ہے کہ شہرِ مدینہ مکہ کے شہر سے افضل ہے سوائے حرمِ معلّیٰ کے لیکن فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ شہرِ مکّہ افضل ہے اِس کی تفصیل میں نہیں پڑتے کیونکہ بے ادبی کا شائبہ ہے۔

امام اہلِ سنّت شاہ احمد رضا خاں بریلوی قُدِّس سِرُّہٗ نے فرمایا:

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

لیکن اس میں دونوں متفق ہیں کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آرام گاہ کعبہ معظمہ اور عرشِ معلّیٰ سے بھی افضل ہے۔

اَلْمَکَّۃُ اَفْضَلُ مِنھَا عَلَی الرَّاجِحِ اِلَّا مَسَّہُ الْاَعْضَاءُ الشَّرِیْفَۃُ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام فَاِنَّہٗ اَفْضَلُ مُطْلَقًا حَتّٰی مِنَ الْکَعْبَۃِ وَالْعَرْشِ وَالْکُرْسِیِّ.

۹۔۸، مکتبۃ المعارف الریاض) ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس سے ہو سکے مدینے میں مرے تو اسے یہاں ہی مرنا چاہیے کیونکہ میں یہاں مرنے والوں کی (خاص طور پر) شفاعت کروں گا۔ اس باب میں حضرت سبیعہ بنت حارث اسلمیہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت مذکور ہے۔ یہ حدیث اس طریق یعنی ایوب کی روایت سے حسن صحیح غریب ہے۔

ترجمہ: فتویٰ یہ ہے کہ مکہ معظمہ شہر مدینہ سے افضل ہے مگر اِس زمین سے نہیں جسے میرے مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالی علیہ واٰلہ وسلم کے اعضائے شریفہ سے قیامت تک برکتیں حاصل کرنے کا شرف حاصل ہے یعنی تربتِ مبارک آپ کی ذات سے مس ہونے والی، وہ فضیلت مطلقاً رکھتی ہے یہاں تک کہ کعبۃ اور عرشِ معلیٰ اور کرسی سے خاکِ قبر مبارک اُفضل ہے۔

یہ قبہ منورہ جو حضرت کا خاص ایوان ہے اور تربت شریف کا سائبان یہ سب زمین عرشِ معلیٰ سے افضل ہے۔اب حدیث شریف جو بخاری و مسلم میں وارد ہوئی ہے صراحتاً ثابت کررہی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا ہے:

مَا بَيْنَ مِنْبَرِی وَبَيْتِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ (1)

ترجمہ: میرے بیت (گھر) اور منبر کے درمیان کی زمین جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

وہ زمین جو درمیان منبر اور قبر میری کے جس قدر اِحاطہ وسیع رکھتی ہے یہ ایک باغیچہ ہے جنت کے باغات سے کیونکہ یہ سب زمین احاطہ ودامنِ عرشِ معلیٰ میں شمار کی جاتی ہے۔اب حدیث اور فقہ اس باب میں متفق ہیں۔اب بتلاؤ کیوں نہ اہلِ سنّت وجماعت کیلئے آستانہ اِیوانِ محمدی متبرک وجائے ادب، قابلِ اِحترام سمجھا جائے گا بلکہ یہاں کی مٹی چاٹنی بیماروں کے لئے خاکِ شفاء اور مومنین کی چشموں (آنکھوں) کا سرمہ ہے۔

کسے کہ خاک درش نیست خاک برسر او

ترجمہ : وہ شخص جو آپ کے در کی خاک نہیں، اس کے سر پر خاک ہے۔

(1) صحیح مسلم، کتاب الحج، باب ما بین القبر والمنبر روضۃ من ریاض الجنۃ ،حدیث ۱۳۹۰ ،جلد ۲ ، صفحہ ۱۰۱۰

اب اس گنبد خضریٰ کو جو کہ نور علیٰ نور ہے، کون دشمنِ دین حقارت کی نگاہ سے دیکھ سکتا ہے۔ خداوندِ کریم اپنے حبیب پاک کے ایوان عالیشان کا خود بخود مُحافظ ہے پس یہ ایوانِ نبوی مہبطِ ملائکہ وموردِ فرشتگان (1) بے شمار ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف مشکوٰۃ جلد رابع باب الکرامات(2) میں وارد ہوا ہے:

أَنَّ كَعْبًا دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ، فَذَكَرُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَعْبٌ مَا مِنْ يَوْمٍ يَطْلُعُ إِلَّا نَزَلَ سَبْعُونَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ، حَتّٰى يَحُفُّوا بِقَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْرِبُونَ بِأَجْنِحَتِهِمْ، وَيُصَلُّونَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى إِذَا أَمْسَوْا، عَرَجُوا وَهَبَطَ مِثْلُهُمْ فَصَنَعُوا مِثْلَ ذَالِكَ حَتّٰى إِذَا انْشَقَّتْ عَنْهُ الْأَرْضُ، خَرَجَ فِي سَبْعِينَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ يَزِفُّونَهُ. رواہ الدارمی(3)

ترجمہ : حضرت کعب احبار صحابی حضرت عائشہ کے حُجرے میں داخل ہوئے (کہ جہاں حضرت عائشہ تشریف فرما رہتی تھیں بعد وفات حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے اسی حُجرہ شریفہ میں اور صحابی بھی موجود تھے) پس ذکر کرنے لگے یہ سب حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا۔ پس فرمایا کعب نے: کہ نہیں طلوع ہوتا ہے کوئی روز مگر یہ کہ نازل ہوتے ہیں ستر ہزار فرشتے یہاں تک کہ ارد گرد قبر شریف کے آتے ہیں اور مارتے ہیں (مس کرتے ہیں) بازو اپنے اور درود شریف پڑھتے ہیں ملائکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم پر

---

(1) فرشتوں کے اترنے کی جگہ (2) مشکوۃ المصابیح کتاب الفضائل و الشمائل باب الکرامات، الفصل الثالث، رقم الحدیث ۵۹۵۵ الجزء الاول صفحہ ۱۶۷۸ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت (3) سنن الدرامی، کتاب المقدمة، باب ما أكرم الله تعالى نبيه صلى الله عليه وسلم بعد موته، حديث ۹۴، الجزء الاول، الصفحة ۵۷، قديمی کتب خانہ کراچی

(پس وہ فرشتے دن بھر وہیں رہتے ہیں) اور جب شام ہوتی ہے تو وہ فرشتگان آسمان پر عروج کر جاتے (1) ہیں اور اترتے ہیں آسمان سے دیگر ستر ہزار فرشتے پھر وہ بھی وہی کام کرتے ہیں جو زمین کے فرشتے کر رہے ہیں یہاں تک کہ قیامت تک جب قبر آپ کی شق ہوگی تو ستر ہزار فرشتوں (کے جلوس) میں قبرِ انور سے باہر تشریف لائیں گے کہ وہ فرشتے آپ کے گرد حلقہ بنائے ہوں گے۔

پس اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ روضۂ اقدس کا مرتبہ جو آپ کی آرام گاہ ہے سب سے بڑھ کر ہے اس لئے کہ وہاں اس ایوانِ محمدی میں ہر وقت ستر ہزار فرشتوں کا ورود (2) اور اِژدہام (3) رہتا ہے کہ ہر طرح سے ملائکہ اَدب وآدابِ قبر شریف اور درود شریف آپ پر پڑھتے ہیں تعظیم وتکریم وزیارت کر کے برکت وخوشنودئ خداوندی حاصل کرتے ہیں اور یہ تا قیامت ہوتا رہے گا۔

خدا حافظ ﴾ اس سے ثابت ہوا کہ گنبد خضراء کا محافظ خود خدا تعالیٰ ہے جیسا کہ مذکورہ بالا (حوالہ جات) سے واضح ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود محافظ ہیں ﴾

صدیوں پہلے یہ واقعہ روح فرسا (4) ہو چکا ہے جس کی تصدیق ہر دور کے مورّخ (5) نے کی یہاں تک کہ اپنی تصانیف میں کمالاتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم فخریہ انداز میں بیان کیا۔ وہ واقعہ ہے عاشقِ صادق نور الدین زنگی قُدِّسَ سِرُّہٗ کا، جسے تفصیل سے آگے ذکر کروں گا۔ وہ شہنشاہ نور الدین جن کی حضرت سعدی رحمۃ اللہ تعالی علیہ تعریف ومدح میں لکھتے ہیں:

(1) اوپر کو جانا۔ (2) اترنا، وارد ہونا، پہنچنا۔ (3) بھیڑ، مجمع (4) روح کو تباہ کرنے والا، خطرناک۔
(5) تاریخ لکھنے والا۔

نیائد چوبکر بعداز عمر

عمر بن عبدالعزیز کے بعد (میرے بادشاہ) ابوبکر جیسا نہیں آیا

یعنی اپنے بادشاہ ابوبکر کو عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں۔

صحابہ میں سے حضرت انس ودیگر بعض اَصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنھم اجمعین عمر بن عبدالعزیز کے عہد میں حیات تھے بلکہ صحابہ کرام تو اس نیک کام کرنے پر عمر بن عبدالعزیز کو شاباش اور آفرین (1) کہہ رہے تھے۔اس کے بعد ترکوں نے وہ زیب وزینت، تعمیرِ بینظیر وبے مثال روضہ اقدس کرکے پوری طرح سے حفاظت کی ہے، نہ کوئی ایسا کرسکتا ہے نہ کریگا۔انہوں نے اپنے آپ کو عرب کا بادشاہ کبھی نہیں کہلایا یہی کہتے رہے کہ ہم خادمُ الحرمین ہیں ترکوں ہی کی تعمیر سے اس قبہ منورّہ کا نام گنبدِ خضراء رکھا گیا ہے۔ خبردار!!! کوئی مسلمان اہلِ سنّت و جماعت ہوکر وہابیوں کی صحبت میں آکر کچھ روضہ شریف یا اس قبہ نور علیٰ نور کی بے ادبی کربیٹھے فوراً اس کا ایمان سلب ہوگا اور شفاعت سے محروم۔وہابی نجدی جو منہ میں آیا کفر بکتے اور یہ تو خود ہی اہلِ سنّت و جماعت سے خارج ہیں یعنی خوارج کی شاخ ہیں جیسا کہ فتاویٰ شامی میں تصریح ہے اور فقیر نے (اپنی کتاب) ''ابلیس تا دیوبند'' میں اِسے تحقیق سے لکھا ہے۔

عقیدہُ مشائخ حضرت شیخ مصلح الدّین سعدی رحمۃ اللہ تعالی علیہ جن کے کلام کی مسلم یا غیر مسلم دین ودُنیا میں تقلید کرتے ہیں اور بالواسطہ حضرت پیرانِ پیر کے مُرید ہیں اور خاندانِ قادریہ، سہروردیہ کے اِماموں میں سے ہیں آپ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے محل کی یہ شان اور فضیلت بیان فرماتے ہیں:

(1) مبارک باد دینا

عرش است مکیں پایہ زایوان محمد

جبریل امیں خادم دربانِ محمد

ترجمہ: عرش تو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی شاہی کا ایک چھوٹا سا پایہ ہے جبریل امین علیہ السلام تو آپ کے دربان اور خادم ہیں۔

تاریخِ گنبدِ خضراء ﴾ گنبدِ خضراء کا کمرہ وہی بیتِ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا ہے جسے حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے بعد تعمیرِ مسجدِ نبوی کے دوران بی بی رضی اللہ تعالی عنہا کے لئے بنایا تھا پھر مدنی زندگی میں یہ کمرہ بی بی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی رہائش کے ساتھ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم بھی یہاں رونق افروز رہے۔ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کو اِسی کمرہ میں دفنایا گیا۔ آپ کے وصال کے بعد بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے اِس کے دو حصے کر دیئے، ایک حصہ میں خود رہتی تھیں دوسرا حصہ زیارت گاہِ اہلِ ایمان رہا۔

حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے وصال ۵۷ھ کے بعد جب لوگ کثرت سے قبرِ اطہر کی خاک اُٹھا اُٹھا کر لے جانے لگے تو دروازہ بند کر دیا گیا اور زیارت کرنے والوں کے لئے ایک دریچہ کھول دیا گیا مگر بعد میں اس کھڑکی کو بھی مصلحتاً بند کر دینا پڑا۔ (صفحہ ۱۰۲، آئینہ حرم از سفر نامہ دریا آباد)

۱ھ سے لے کر بیتِ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا پھر مزارِ رسول علی صاحبہا الصلوۃ والسلام ۶۷۸ھ تک بغیر قُبّہ (1) کے تھا۔ سلطان قلاوٗن صالحی نے سب سے پہلی مرتبہ

(1) گنبد

چھوٹا قبہ تعمیر کردیا۔ (آئینہ حرم صفحہ ۱۰۸)

ظاہر چقمق نے ۸۵۶، ۸۴۱ھ قبہ کی تجدید کی، نئے سرے سے نئی طرز کا قبہ بنایا۔ ۸۸۶ھ میں ملک الاشراف نے موجود قبہ پر بلند ایک اور قبہ سنگِ سفید کا بنوایا اس طرح اب دوسرا قبہ بھی تیار ہو گیا۔

قبہ نیلگوں موجودہ دو قبوں پر تیسرا قبہ ۸۹۲ھ سلطان قائتبائی نے بنوایا یہ بڑا قُبہ سنگ جس کا رنگ سفید تھا۔ گنبدِ خضراء ۱۲۵۵ھ میں سلطان محمود عبد الحمید خان ثانی نے نیلگونی کو سبز رنگ چڑھایا (جو تا حال موجود ہے) اندر کے دو قبے مستور (1) ہیں۔ (آئینہ حرم صفحہ ۱۱۰)

سفید گنبد یہی گنبدِ خضراء جو اَدوارِ سابق میں مختلف اطوار (2) بدلتا رہا، قربِ قیامت یعنی دجال کے دور میں سفید ہوگا۔ چنانچہ امام احمد و حاکم کی روایت میں ہے کہ جب دجال مدینہ منورہ میں آئے گا تو جبلِ احد پر چڑھ کر مدینہ کی طرف نگاہ کر کے اپنے ماننے والوں سے کہے گا کہ یہ سفید محل جو تم مدینے میں دیکھ رہے ہو یہ احمد (صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم) کی مسجد ہے پھر وہ مدینہ پاک کی طرف جانے کا ارادہ کرے گا تو مدینہ پاک کے ہر راستہ کے سرے پر فرشتے دیکھے گا جو ننگی تلواریں لے کر مدینہ پاک کی حفاظت کر رہے ہیں اس کے بعد جُرف میں ڈیرہ ڈالے گا۔ (وفاء الوفاء وخلاصۃ الوفاء) (3)

فائدہ یہ جرف ایک وادی ہے آج بھی اسی نام سے مشہور ہے۔ یہ وادی وہی، جس کے غربی جانب فہد نے شاہی محل بنایا ہے۔ اِسی وادی میں دجّال یہودیوں اور اپنے پرستاروں سمیت چند دن قیام کرے گا تو گویا فہد کا یہ شاہی محل دجال کے لئے تیار ہو رہا ہے۔

---

(1) چُھپا ہوا، پوشیدہ۔ (2) طور کی جمع، وضع؛ ڈھنگ (3) (وفاء الوفا بأخبار دار المصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم، الباب الثانی، الفصل الخامس فی عصمتھا من الدجّال والطّاعون،

الصفحة ٥٦، دار الكتب العلمية بیروت) خلاصةُ الوَفا باخبار دار المصطفیٰ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم الباب الاوّل فی فضلها ومتعلّقاتها، الفصل الرابع فی الدعاء لها ولاهلها الخ، صفحہ ۴۱ مطبوعہ المکتبة العلمیة المدینة المنوّرة

رضویات میں حضرت فیضِ ملّت قُدِّسَ سِرُّہٗ کی خدمات

مقالہ نگار

ابنِ فیضِ ملّت محمد فیاض احمد اُویسی رضوی

مدیر ماہنامہ ''فیضِ عالم'' بہاولپور

اعلیٰ حضرت اِمام احمد رضا رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ ایک ایسی عظیم شخصیت کا نام ہے جسے قدرت نے تحفُّظِ ناموسِ رِسالت وتجدید دین اور مسلمانوں کے اِیمان کی حفاظت کے لئے ہندوستان کے شہر بریلی میں ۱۰شوال المکرم ۱۲۷۲ھ۔۱۴جون ۱۸۵۶ء بوقت ظہر میں پیدا فرمایا۔

والدِ ماجد مولانا نقی علی خان علیہ الرحمۃ نے آپ کا نام ''محمد'' تجویز فرمایا اور جدِّ امجد مولانا رضا علی خان علیہ الرحمۃ نے ''احمد رضا'' اور تاریخی نام ''المختار'' رکھا گیا جس سے آپ کا سنِ ولادت ۱۲۷۲ھ برآمد ہوتا ہے۔

خدا داد صلاحیت تھی کہ بچپن میں انہوں نے بڑی تیزی کے ساتھ جلدی جلدی کامیابی کے تمام مراحل طے کر لئے اور منصبِ امامت وقیادت پر انہیں فائز کر دیا گیا۔ قدرت نے انہیں عالَمِ اسلام اور خاص کر برِّ صغیر کے سادہ لوح مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے پیدا فرمایا۔ یہ وہی تھے جو آگے چل کر دنیائے اسلام کی ایک عظیم عبقری شخصیت بن کر اُبھرے۔ جن کو علمائے عرب وعجم نے ''مجدّدِ دین وملت'' تسلیم کیا۔

وہ امام احمد رضا جنھوں نے سب سے پہلے اُس وقت ''دوقومی نظریہ'' کا پرچار کیا۔ جب قایدِ اعظم اور علاّمہ اقبال بھی متحدہ قومیت کے حامی تھے۔ امام احمد رضا ایسے عالم کہ جنہیں ہر علم پر

دسترس حاصل ہے۔ وہ کونسا فن ہے جو اُن کی گرفت میں نہ ہو۔

☆ ایسے مفتی کہ ان کے ''فتاویٰ رضویہ شریف'' کی صرف چند جلدوں کے مطالعہ کے بعد شاعرِ مشرق ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بے ساختہ کہا ''میں نے دورِ آخر میں اِن (مولانا احمد رضا خاں) جیسا فقیہ نہیں دیکھا۔ مولانا جو رائے ایک بار قائم کر لیتے ہیں اُسے دوبارہ بدلنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ اپنا مؤقف ہمیشہ خاصی سوچ و بچار کے بعد اختیار کرتے ہیں (سرمستیٔ عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے اگر) ان کی طبیعت میں شدت نہ ہوتی تو وہ اپنے دور کے امام ابوحنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہوتے۔

☆ وہ امام احمد رضا جنہیں دنیا آج اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت، مجدِّددین وملت فاضلِ بریلوی کے نام سے یاد کرتی ہے۔ جو اس صدی کے مجدد برحق ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

☆ یقیناً یہ القابات واعزازات انہیں کو زیبا ہیں مثلاً پروانۂ شمعِ رسالت، امامِ اہلِ سنّت، مجدددین و ملت، حامی سنّت، ماحی بدعت، شیخِ طریقت، رہبرِ شریعت، رائس الفقہا والمحدّثین، زینتِ مسندِ رُشد وارشاد، علامہ مولانا قاری الحافظ، مفتی الشاہ عبدالمصطفیٰ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان جن کا وجود دینِ متین کی رونقوں کا باعث بنا۔ جن کی برکت سے گلشنِ اسلام کے مُرجھائے ہوئے پھولوں پر پھر سے بہاریں نمودار ہوئیں۔ جن کی زندگی کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ اور اس پیارے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عظمتوں کا پرچار کرنا۔ خود فرماتے ہیں کہ ؎

اُنہیں ماننا اُنہیں جاننا نہ رکھا غیر سے کام
لِلّٰہِ الْحَمْدُ میں دنیا سے مسلمان گیا

شانِ اُلوہیت اور مقامِ رِسالت اور صحابہ واہلبیتِ عظام، محبوبانِ خدا، اولیاء کرام کے خلاف زبان درازی کرنے والوں کو اپنے قلم کے خنجر کے وار سے ذلت کی موت اتار دیتا تھا۔

کلکِ رضا ہے خنجرِ خوں خوار برق بار
اَعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

اعلیٰ حضرت، مجدّدِ دین وملت نے پوری زندگی دینِ متین کی حمایت میں گزار دی اور لوگوں کے دلوں میں عشقِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شمع کو روشن کیا۔ ایک سو سے زائد علوم وفنون پر ان کی علمی، روحانی، تعلیمی، تبلیغی، تدریسی اور تصنیفی، اشاعتی خدمات کے بارے میں کچھ کہنا یا لکھنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ سچ ہے

مُلکِ سُخن کی شاہی تم کو رَضاؔ مسلّم

جس سمت آگئے ہو سکّے بٹھا دیئے ہیں

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان بے مثال خدمات کو سراہتے ہوئے دنیا بھر کی پچاس سے زائد یونیورسٹیوں میں کام ہو رہا ہے۔ کئی خوش نصیب حضرات نے اُن کی زندگی کے مختلف گوشوں پر ڈاکٹریٹ (پی۔ ایچ۔ ڈی) کی ہے۔ اُن پر مقالہ جات لکھنے والوں کے صرف اگر نام لکھے جائیں تو دفتر درکار ہیں۔

کئی علماء ومشائخِ عظام نے رضویات کے موضوع پر بے شمار مدلّل ومحقق کتابیں تصنیف فرما کر امّت کی رہبری ورہنمائی کی۔ اس جلیل القدر امام کی بارگاہ میں خراجِ عقیدت پیش کیا۔ پاک وہند میں جن محققین علماءِ کرام نے رضویات پر کام کرنے کا اعزاز حاصل کیا اِن میں سے چند ایک نام بطورِ برکت درج ہیں مثلاً ملِکُ العلماء حضرت علامہ ظفر الدین بہاری، صدرُ الافاضل حضرت علامہ سیّد نعیم الدین مراد آبادی (انڈیا)، حضرت محدّث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد محدّث فیصل آبادی، ماہرِ رضویات علامہ ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد مظہری مجددی، حکیمِ اہلِ سنت حضرت قبلہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری بانی مجلس رضا (لاہور)، شرفِ ملّت حضرت علامہ عبد الحکیم شرفؔ القادری (لاہور) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، نبّاضِ قوم پاسبانِ مسلکِ رضا علامہ حاجی ابوداؤد محمد صادق رضوی (بانی رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ) حضرت علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی (بانی جہانِ رضا لاہور) علامہ عبد الستار ہمدانی وغیرہم قابلِ قدر ہیں۔

ہمارے ملک میں ''اِدارہ معارفِ رضا کراچی'' رضویات پر کام کرنے والوں کے لیے

نہایت ہی اہم کردار ادا کررہا ہے۔آج حکومتی ایوان سے لیکر علمی دیوانوں تک نغماتِ رضا کی گونج ہے ۔اس کا سہرا ادارہ "معارف رضا کراچی" کے سر ہے۔علاوہ ازیں بہت سارے ادارے ہیں جو مصروف بہ کار ہیں۔

چونکہ اِس مقالہ میں صرف حضور فیضِ ملت قُدِّسَ سِرُّہٗ کا رضویات کے کام کے حوالے سے کچھ عرض کرنا ہے تو آمدم برسرِ مطلب۔

فقیر اپنے اس موضوع سے متعلق چند محترم ممتاز قلمکار حضرات کے مقالہ جات کی مدد سے اپنی تحریر کو مزّین کرتا ہے۔

☆سید صابر حسین شاہ برہان شریف اپنے مقالہ میں لکھتے ہیں کہ:ماضی قریب میں امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدّث بریلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ کو یہ انفرادی اعزاز حاصل ہے کہ آپ نے مختلف موضوعات پر ایک ہزار تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔

عصرِ حاضر میں آپ کے شیفتہ وفریفتہ فیضُ العلماء علامہ محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی نے تین ہزار سے زائد تصانیف صفحۂ قرطاس پر لا کر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی یاد تازہ کر دی ہے ۔

احمد رضا کا تازہ گلستان ہے آج بھی

خورشیدِ علم اُن کا درخشاں ہے آج بھی

(الحدائق میانوالی کا مفسر اعظم پاکستان نمبر ماہنامہ "فیض عالم" بہاولپور)

☆ انڈیا میں اہلسنّت کے قلمکار علامہ غلام مصطفیٰ قادری رحمٰن عالم ۔گلی باسنی ناگور شریف (انڈیا) حضور فیضِ ملت مفسرِ اعظم پاکستان قُدِّسَ سِرُّہٗ کے بارے اپنے مقالہ میں لکھتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری محدّث بریلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی حیات وخدمات کے مختلف گوشوں کو اُجاگر کرنے کے سلسلے میں گزشتہ کئی برسوں سے علمائے کرام محققین اور دانشورانِ ملت نے جو خدمات تحریر وتقریر کے ذریعے انجام دی ہیں وہ لائقِ تحسین ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ

آج عالمِ اسلام میں امام احمد رضا کے نام اور کام کا ڈنکا بج رہا ہے۔ اب تک کافی کتابیں آپ کی حیات و کارناموں پر مشتمل شائع ہو کر جہانِ سنّیت کو مستفید کر رہی ہیں۔

ناشرین افکار و نظریاتِ رضا اور مدّاحانِ رضا ہیں۔ ملک پاکستان کی معروف علمی شخصیت مفسّرِ اعظم پاکستان شیخ القرآن فیضِ ملّت حضرت علامہ الحافظ الحاج محمد فیض احمد اُویسی کا نام سرِ فہرست ہے۔ جن کی ذات اہلِ سنّت و جماعت میں سرمایۂ افتخار کی حیثیت رکھتی ہے۔ زیرِ نظر مقالہ میں راقمِ حروف قبلہ موصوف کا مختصر تعارُف اور اُن کے عظیم کارناموں پر قدرے روشنی ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے۔

<u>ولادت:</u> حضرت علامہ فیض احمد اویسی صاحب بن مولانا نور احمد قدّس سرّہٗ 1351ھ/1932ء میں حامد آباد ضلع رحیم یار خان (بہاولپور) کے مقام پر پیدا ہوئے۔ (مفتی اعظم اور ان کے خلفاء ص 540/1)

<u>تعلیم و تربیت:</u> موصوف نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل فرمائی اور اپنی خداداد علمی صلاحیت کی وجہ سے چند اساتذہ سے درسِ نظامی سے فارغ ہو کر محدّثِ اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد صاحب علیہ الرحمہ سے دورہ حدیث فرما کر جامعہ رضویہ فیصل آباد سے 1372ھ بمطابق 1952ء میں بیس سال کی عمر میں ''سندِ فضیلت و عالمیت'' حاصل کی۔ چونکہ فیضِ ملّت نے شروع ہی سے دینی خدمات کے لیے کمر باندھ لی تھی اور مسلسل اِسی کارِ خیر میں مصروف رہنے کا عزمِ مصمّم کر لیا تھا۔ اِس لیے چند دنوں بعد اپنے علاقہ بہاولپور میں ایک دینی ادارہ بنام **''جامعہ اویسیہ رضویہ''** قائم فرمایا، جہاں تا ہنوز تشنگانِ علوم اپنی پیاس بجھا رہے ہیں اور اشاعت دین کا کام بحسن و خوبی انجام پا رہا ہے۔

<u>بیعت و خلافت:</u> فیضِ علماء نے حضرت خواجہ محکمُ الدین سیرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے شرفِ بیعت حاصل کیا اور حضور مفتیٔ اعظم ہند علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ نے خلافت واجازت سے نوازا۔ حضور مفتیِ اعظم ہند کے نامور خلفاء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔

تصنیفات وتالیفات: پروردگارِ عالم نے حضرت فیضِ ملّت کو گوناگوں (1) فضائل عطا فرمائے ہیں یہی وجہ ہے کہ جہاں آپ ایک متحرّک وفعّال مدرّس، مفسّر، مفتی اور مدبّر ہیں، وہیں قدیم المثل تصانیفِ کثیرہ کے مصنّف بھی ہیں تصنیف وتالیف آپ کا بہترین مشغلہ ہے۔ جس سے آپ کو بہت دلچسپی ہے یہی وجہ ہے کہ زمانہ طالب علمی سے لیکر اب تک مسلسل لکھ رہے ہیں اور تادمِ تحریر مختلف عناوین پر ہزار سے زائد علمی اور تحقیقی کتابیں تالیف فرما چکے ہیں جو یقیناً آپ کا یادگار کارنامہ ہے۔

حضرت فیض العلماء کی تصانیف جہاں اہلِ علم ودانش کو مستفید کرتی ہیں، وہیں عوام بھی ان سے بہت مستفیض ومستفید ہوتے ہیں اس لئے کہ آپ کی تصانیف جہاں قرآن واحادیث اور اقوالِ صحابہ وائمہ وعلماء سے مدلّل اور مبرہن (2) ہوتی ہیں، اعتقادی اور عملی اصلاح کا بھی بہترین ذریعہ ثابت ہوتی ہیں۔ اب تک سینکڑوں کتب ورسائل شائع ہوکر منظر عام پر آچکے ہیں۔ اور بقول علامہ سید صابر حسین شاہ بخاری "عصرِ حاضر میں آپ (امام احمد رضا) کے فریفتہ فیض العلماء علامہ فیض احمد اویسی مدظلہ نے ڈھائی ہزار سے زائد تصانیف صفحہ قرطاس پر لاکر اعلیٰ حضرت کی یاد تازہ کردی ہے" (افکار رضا ممبئی۔ اکتوبر تا دسمبر ۱۹۹۸ء ص ۵۱)

(جبکہ تادمِ وصال تصانیف کی تعداد چار ہزار سے متجاوز ہوچکی تھی محمد فیاض احمد اویسی)

اعلیٰ حضرت سے عقیدت ومحبت۔ حضور سیدی اعلیٰحضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حضرت فیض العلماء کو جو عقیدت اور قلبی لگاؤ ہے وہ آپ کی تصانیف ورسائل میں بخوبی عیاں ہے۔ اپنی زندگی کے قیمتی لمحات مسلکِ حقہ اہلسنت جماعت (مسلکِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ) کے فروغ اور اس کی ترویج واشاعت میں صَرف فرما رہے ہیں۔ جب کوئی کتاب

---

(1) طرح طرح کے۔ (2) دلیل سے ثابت کیا ہوا، مضبوط۔

سے قیمتی حوالہ جات اپنی کتابوں میں درج فرما کر انہیں مستند بنانے کی کوشش کرتے ہیں یہی وجہ ہے آپ کی کتابوں میں رضوی فیضان کی برکھا برس رہی ہے۔(1)

(ماہنامہ فیضِ عالم بہاولپور شمارہ فروری ۲۰۰۶ء)

امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیض ملت قدس سرہٗ کی عقیدت

مفسرِ اعظم حضرت فیض ملت قدس سرہٗ امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہایت عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔اس کا اظہار بھی فرمایا مثلاً

☆ اپنے آبائی گاؤں کا نام اپنے جد امجد مولانا محمد حامد اویسی اور اعلیٰ حضرت کے شہزادے سیّدی حضرت حجۃ الاسلام علامہ محمد حامد رضا کے نام پر حامد آباد رکھا۔

☆ اپنے تعلیمی ادارہ کا نام خواجہ اویس قرنی سہیل الیمنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت سے اُویسیہ اور امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت سے رضویہ تجویز کیا۔

(الحمد للہ یہ مدرسہ دینی تعلیم اور مسلکِ رضا کے فروغ کے لیے ملکِ پاکستان میں عظیم ادارہ ہے جہاں سے ہزاروں تشنگانِ علوم اپنی پیاس بجھا رہے ہیں)

☆ جون ۱۹۸۹ء سے ان کی سرپرستی میں شائع ہونے والے جریدہ ماہنامہ ''فیضِ عالم'' بہاولپور کے سرورق پر ''بفیضانِ کرم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان'' لکھنے کا فقیر کو حکم فرمایا۔تقریباً اپنی ہر تصنیف (کتاب، رسالہ) میں امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیق کو اپنے پیشِ نظر رکھتے تھے۔

☆ ملک محبوب الرسول قادری کو انٹرویو دیتے ہوئے ''مختارِ کل''(2) کے عقیدہ کے بارے جواب دیا کہ اختیاراتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عطائے خدا ہیں۔آپ جملہ عالمین کے ذرّہ ذرّہ میں جس طرح چاہیں، جیسے چاہیں باذن اللہ تعالیٰ تصرّف فرمائیں۔اس کی بہترین

(1) بارش برس رہی ہے۔(2) پورا صاحب اختیار، مکمل بااختیار جسے قطعی اختیار حاصل ہو۔

توجیہات امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تصنیف "سلطنتُ المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ" میں بیان فرمائی ہے۔ان کے فیض وکرم سے فقیر کی تصنیف "اختیارُ الکل لمختار الکل" بھی خوب ہے۔

ایک اور سوال کے جواب میں فرمایا۔

سوال: خضاب کا مسئلہ۔

جواب: خضاب سیاہ کا استعمال مکروہِ تحریمی ہے اس پر امامِ اہلسنت شاہ احمد رضا محدثِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رسالہ "حک العیب فی تسوید الشیب" خوب ہے ان کے فیض سے فقیر کی تصنیف "کالا خضاب کا استعمال" بھی قابلِ مطالعہ ہے۔

غرضیکہ امام احمد رضا کی تحقیق کو حرفِ آخر جانتے تھے۔

اپنی معروف تفسیر "فیض الرحمٰن اردو ترجمہ روح البیان" کے ترجمہ سے پہلے ابتدائیہ کے تحت سببِ تالیفِ ترجمہ پر اپنا اظہارِ خیال اس طرح فرمایا ہے "ناکارہ وآوارہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ عرض پرداز ہے کہ فقیر نے زمانۂ طالبِ علمی میں اپنے اکابر اہلسنت سے تفسیر رُوح البیان کا بہت غُلغلہ سنا تھا۔ مخالفینِ اہلسنت نے اسے ضعیف وغیر معتبر گردانا۔ تحصیلِ علوم وتکمیلِ فنون کے بعد ۱۳۷۱ھ ۱۹۵۱ء میں اپنے گاؤں حامد آباد ضلع رحیم یار خاں میں تعلیم و تدریس میں مشغول ہو گیا انہی دنوں تفسیر ابنِ کثیر کا اردو ترجمہ شائع ہوا۔ عوام میں یہ تاثر پیدا کر دیا گیا کہ یہ زمانۂ قدیم کی معتبر تفسیر ہے۔ حالانکہ ابن کثیر ابنِ تیمیہ کا شاگرد اور اس کے مذہب و مسلک کی خاطر سر دھڑ کی بازی لگانے والا اور خارجی مذہب ومسلک کا پیروکار تھا۔ اس نے تفسیر ابنِ کثیر میں اہلسنّت کے خلاف بہت کچھ لکھا۔ یہ تفسیر اہلسنّت وجماعت کے عقائد کے بھی خلاف ہے اور مسلکِ حنفیت کے بھی......"

آگے چل کر حضرت فیضِ ملّت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی نسبت اور عقیدت ومحبت کا نذرانہ نچھاور کرتے ہوئے اپنی نیاز مندی کا ثبوت اس طرح

دیتے ہوئے نظر آتے ہیں ”فقیر نے ترجمہ (روح البیان) میں کسی قسم کی ترمیم یا اضافہ نہیں کیا۔ محض اِس نیت سے کہ عوام تفسیر کے مطالعے کے بعد خود اس نتیجہ پر پہنچیں اور سمجھیں کہ گیارہویں صدی ہجری میں عقائد و مسائل یہی تھے جن کی اِمام اہلسنّت مجدّدِ دین وملّت، شیخ الاسلام و المسلمین سیّدنا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قُدِّس سِرُّہٗ نے چودھویں صدی ہجری میں ترجمانی کی ہے“۔(فیوض الرحمٰن اردو ترجمہ روح البیان پارہ اول)

سنی ہو کر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف جو تحقیق کرے وہ؟

مسلکِ حق اہلسنّت کے عقائد و معمولات میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیق کے خلاف تحقیق کو گمراہی جانتے تھے۔ چنانچہ ملک محبوب الرسول قادری کو انٹرویو دیتے ہوئے ایک سوال کے جواب میں فرمایا

جواب: تحقیق کم ہے تخریب زیادہ ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ”ہمچو ما دیگرے نیست“ کا مرض چمٹ گیا ہے۔ خود کو محقّق بلکہ مجتہد تک سمجھتے ہیں۔ یہاں تک کہ اعلیٰ حضرت کی تحقیق پر اپنی غلط تحقیق کو ترجیح دیتے ہیں۔ محدّثِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے اور فقیر نے بھی تجربہ کیا کہ جو سنی ہو کر اعلیٰ حضرت کی تحقیق پر اپنے نظریہ کو ترجیح دیتا ہے تو وہ ہزاروں ٹھوکریں کھاتا ہوا گمراہی کی طرف چلا جاتا ہے (فقیر تو دعا ہی کرسکتا ہے) اور کیا عرض کروں۔ (سوئے حجاز لاہور)

☆ ایک قلمی خط (مکتوب ۱۶ جمادی الآخرہ ۱۴۱۰ھ) میں خانوادۂ رضا کے ساتھ اپنی عقیدت کا اِس طرح اظہار کرتے ہیں ”... فقیر خاندان رضویت کا یوں سمجھئے غلام بے دام.........

حضرت تاج الشریعہ العلامہ الفہامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے دلائل کا کیا کہنا۔ محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ“

الحدائق فی الحقائق شرح حدائق بخشش حضور فیضِ ملّت مفسّرِ اعظم قُدِّس سِرُّہٗ نے اُمّتِ مسلمہ کی رہبری و رہنمائی کے لیے جہاں ہزاروں رسائل اور بیش بہا کتب

تصنیف وتالیف فرمائیں ،وہاں آپ نے اہلسنت کے جلیل القدر امام مجدّدِ مائتہ حاضرہ امام احمد رضا رضی اللہ تعالی عنہ کوخراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے بہت ضخیم کتب ورسائل تحریر فرمائے ہیں (ان کی تفصیل آنے والے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں)

اُن میں ''امامُ الکلام کلامُ الامام'' امامِ اہلِ سنّت کے عشق رسول صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم میں لفظ لفظ ڈوبا ہوا نعتیہ دیوان ''حدائقِ بخشش'' کی شرح بنام ''الحدائق فی الحقائق معروف شرح حدائقِ بخشش'' ۲۵ مجلدات میں نہایت شہرۂ آفاق ہے۔

شرح حدائق بخشش کی کہانی اُن کے اپنے قلم سے

شرح حدائق کے ابتدائیہ میں لکھتے ہیں فقیر اُویسی نے جب سے ہوش سنبھالا تو امام احمد رضا قدِّس سِرُّہٗ کا تعارُف ''دیوانِ حدائقِ بخشش'' کے نام سے ہوا، جوں جوں زندگی کی منزلیں طے ہوتی رہیں اُن سے عقیدت ومحبت میں اضافہ ہوتا رہا۔ (شرح حدائقِ بخشش)

حقیقت یہ ہے امام احمد رضا کی عظیم عبقری شخصیت (1) آج کسی تعارف کی محتاج نہیں رہی بریلی شریف کی سرزمین سے طلوع ہونے والے آفتاب وماہتاب کی علمی شعاعوں سے پوری دنیائے اسلام روشن ہورہی ہے یہی وجہ ہے یہ ہستی اہلِ اِسلام کے دلوں کی دھڑکن بن چکی ہے۔ امام احمد رضا رضی اللہ تعالی عنہ کوخالق کائنات نے بے شمار اوصاف وکمالات سے مالامال فرمایا تھا جس کا اندازہ امامِ موصوف کی حیات وکارناموں کے مطالعہ سے بخوبی ہوجائے گا لیکن آپ کے تمام اوصاف میں نمایاں سب سے زیادہ اور نرالا وصف عشقِ رسولِ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم ہے جوآپ کے رگ وپے میں کُوٹ کُوٹ کر بھرا ہوا تھا جس کوآپ نے اپنی متاعِ زیست (2) قرار دیا۔ فرماتے ہیں۔

(1) ذہین واعلیٰ شخصیت۔ (2) زندگی کی پونجی، زندگی کا اثاثہ۔

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ اُن سا نہیں اِنساں وہ اِنسان ہیں یہ

قرآن تو اِیمان بتاتا ہے انہیں ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

اسی عشق رسول میں شیفتگی و فریفتگی نے جہاں سنیت میں آپ کو امامِ عشق و محبت کا عمدہ لقب دیا محبت و عشقِ رسول صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم میں آپ اتنے ڈوبے ہوئے تھے کہ آپ کی ہر ادا میں سنتِ نبوی کے جذبے نظر آتے۔

اسی عشقِ رسول اور وارفتگی مصطفیٰ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو آپ نے اپنی شاعری میں پیش کیا۔ مولانا محمد علی جوہر نے ڈاکٹر محمد اقبال کے لیے کہا تھا کہ انہوں نے مسلمانوں کے دل قرآن کی طرف پھیر دیئے لیکن مولانا احمد رضا کا اعجازِ شاعری یہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کے دل صاحبِ قرآن کی طرف پھیر دیئے۔ نعتیہ شاعری کا کمال یہ ہے اس سے شاعر کے کمالِ فن کا نہیں کمالِ عشق کا سکہ دل پر بیٹھ جائے۔ حدائق بخشش امام احمد رضا کی نعتیہ شاعری پر مشتمل دو جلدوں میں ہند و پاک سے متعدد بار شائع ہو چکا ہے جس کے متعلق علامہ محمد منشا تابش قصوری نے بڑی عمدہ بات کہی ہے کہ ”قصیدہ بردہ شریف کے بعد اردو زبان میں اگر نعتیہ کتاب کو مقبولیت آفاقی کا شرف ملا تو امامِ اہلسنت مجدّ دِ دین وملت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے عدیمُ المثال دیوان حدائقِ بخشش کو حاصل ہوا، جس کا ایک ایک شعر قرآن وحدیث کا ترجمان اور تفسیر معلوم ہوتا ہے ہر نعت ہر قصیدہ ایک خاص لذّت اور عجیب کیف وسرور رکھتا ہے ایک صدی سے برّ اعظم ایشیاء کے مسلمانوں کے ایمان وایقان میں حدائقِ بخشش اضافہ کا باعث بن چکا ہے۔ امام احمد رضا رضی اللہ تعالی عنہ کا کلام ایسے اشعار نہیں جن کو ہر ایک سمجھ سکے بلکہ ان کے کلام میں قرآن وحدیث کی ایسی ترجمانی کی گئی ہے کہ ان کو بلند فہم اور عربی، فارسی اور اردو زبان میں دسترس رکھنے والا عالم ہی سمجھ سکتا ہے۔ جس کا ایک ایک شعر محبتِ خدا اور سول (جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم) میں مستغرق ہو کر پڑھنے کے قابل ہے، اس لیے عرصہ دراز سے یہ ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ کوئی فاضل اس اہم نعتیہ دیوان کی صحیح تشریح وتوضیح کردے تا کہ ہر عام وخاص ان

اشعار کو سمجھ کر مستفیض و مستفید ہو سکے۔ حالانکہ اس سے قبل چند حضرات نے حدائقِ بخشش کے منتخب اشعار کی اجمالی شرح لکھی تھی لیکن پورے دیوان رضا کی مفصّل اور مکمل توضیح و تشریح کرنے والی ذات کا نام ہے فیضِ رضا حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی مدظلہٗ العالی (بہاولپوری) جنہوں نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا اور پچیس جلدوں میں ہزاروں صفحات پر پھیلا کر فروغِ افکارِ رضا کے ایک جدید باب کا اضافہ کیا ہے۔

ماہرِ رضویات حضرت علامہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری مدظلہ تحریر فرماتے ہیں؛ علامہ (فیض احمد) اویسی صاحب نے جامعہ رضویہ فیصل آباد میں قیام (۱۹۵۲ء) کے دوران شرح کا آغاز کیا پھر وہ لکھتے رہے یہاں تک کے پانچ ضخیم مجلّدات تیار ہو گئیں جس کا پہلا جلد شائع کیا جا رہا ہے یہ ایک فکری اور علمی شرح ہے جس کا مقصد مسلکِ اہلسنّت کا تحفظ ہے۔ امام احمد رضا نے قرآن و حدیث اور اقوالِ سلف کی روشنی میں عقائدِ اہلسنّت کو اپنے اشعار میں سمو دیا ہے حضرت علامہ اویسی صاحب نے ان کو شرح و بسط سے بیان فرمایا ہے شرح میں پہلے حلِ لُغات ہے پھر فائدہ، اس کے بعد شرح کا خلاصہ اور واقعات وغیرہ کی تفصیل (شرح حدائق بخشش جلد اول تقدیم ص ۱۲)

حدائق بخشش کی شرح کیوں کی؟ حدائق بخشش کی شرح کا آغاز اور وجہ شرح

خود شارح موصوف کی زبانی ملاحظہ کریں لکھتے ہیں:

دورانِ تصانیف ایک دن خیال آیا کہ حدائقِ بخشش کی شرح بھی لکھ ڈالوں (کیونکہ اس میں عشقِ رسول صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا سمندر موجزن ہے فقیر کو اس سے ایک بُوند نصیب ہو جائے اس کا آغاز تو کر دیا لیکن ''قلمے دارم درہے نہ دارم'' کا بندنہ ٹوٹ سکا لیکن ہمت نہ ہاری اس پر لکھتا ہی رہا بالآخر پانچ مجلدات معرضِ وجود میں آئے اور شرح میں صرف ایک پہلو سامنے رکھا یعنی امام احمد رضا خاں کا کلام قرآن و حدیث اور اَسلاف کے عقائد کا ترجمان ہے اگر ہر پہلو پر گفتگو ہو تو اس کے کئی ضخیم مجلّدات تیار ہوں لیکن چونکہ مجھے صرف اور صرف مسلکِ حق اہلسنّت کا تحفظ مدِ نظر ہے اس لیے امام احمد رضا قُدِّسَ سِرُّہٗ کے اشعار کی شرح قرآن و حدیث

اور عباراتِ اسلاف سے عرض کروں گا''۔(شرح حدائقِ بخشش جلد اول ص ۱۵)

علامہ اویسی صاحب نے جس عرق ریزی اور مسلسل تگ ودو کے ساتھ اس اہم کارِ خیر کو انجام دیا یہ ان کا حصہ ہے کلامِ رضا کی شرح میں آپ نے علم کے دریا بہادیئے ہیں ایک ایک شعر کی شرح بسا اوقات ۸،۸، ۱۰، ۱۰، صفحات پر پھیلادی ہے جس کو دیکھ کر جہاں امام احمد رضا رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کے عشقِ رسول صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم میں مستغرق ہونے کا پتہ چلتا ہے وہیں شارح موصوف (علّامہ اُویسی صاحب علیہ الرحمۃ) کی علمی جلالت اور دینی بصیرت وبصارت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے حلقۂ علم وادب اور اربابِ فکرونظر کے درمیان زبان وادب کی چاشنی لئے ہوئے ہے۔(مقالہ نعیم احمد جسولی انڈیا)

حضرت علامہ محمد سراج الدّین شریفی 98 مغل پوری سہسرام، بہار (انڈیا) اپنے مقالہ میں ''شرح حدائقِ بخشش'' کے متعلق یوں رقمطراز ہیں۔

حدائقِ بخشش'' کی اردو شرح ہے جو پچیس مجلدات (جلدوں) پر پھیلی ہوئی ہے اور ہر جلد پانچ سو صفحات سے زائد کی ہے۔خوش قسمتی ہے آج یہ قیمتی شاہکار نقوشِ طباعت کے مراحل سے گزر کر مقبولِ عام وخاص ہو چکے ہیں۔(فیضِ عالم ماہنامہ بہاولپور)

حضور فیضِ ملّت قدّس سرّہٗ کی رضویات سے متعلق چند خصوصی تصانیف

۱)۔۔۔امام احمد رضا اور فنِ تفسیر (یہ رسالہ مطبوعہ ہے)

۲)۔۔۔امام احمد رضا اور علم الحدیث (خود فرماتے ہیں کہ فقیر نے "امام احمد رضا اور علم الحدیث" ایک مقالہ لکھا جس کے مرکزی مجلسِ رضا لاہور نے کئی ایڈیشن شائع کیے ہیں۔ہاں وہ صرف مقالہ تھا اگر فقیر کو حالات اجازت دیتے تو مستقل تصنیف پیش کرتا جس سے معلوم ہوتا کہ فاضل بریلوی کس بلند پائے کے حدیث دان تھے۔

۳)۔۔۔امام احمد رضا کا درسِ ادب

۴)۔۔۔امام احمد رضا اور احادیثِ موضوعہ

۵)۔۔۔امام احمد رضا اور مسئلہ وحدۃ الوجود

۶)۔۔۔امام احمد رضا اور سلاسل اربعہ

۷)۔۔۔تفسیر امام احمد رضا۔۔(یہ مکمل مُسوّدہ (1) تیار فرما کر آپ نے حضرت سید وجاہت رسول قادری صاحب ادارہ معارفِ رضا کراچی کو روانہ فرما دیا تھا)

۸)۔۔۔اسانیدِ امام احمد رضا

۹)۔۔۔کیا اعلیٰ حضرت بریلوی مادرزاد ولی تھے؟ (یہ رسالہ مطبوعہ ہے)

۱۰)۔۔۔امام احمد رضا اور مشائخ وعلماء بہاولپور (یہ رسالہ مطبوعہ ہے)

۱۱)۔۔۔الحقائق فی الحدائق (عرف شرح حدائقِ بخشش)(۲۵ جلدیں)۱۴ جلدیں شائع ہوچکی ہیں۔

۱۲)۔۔۔الاحادیث السنیہ فی الفتاوی الرضویہ (۵ جلدیں)

۱۳)۔۔۔الدرۃ البیضاء فی فقہ الشاہ احمد رضا۔ (یہ رسالہ مطبوعہ ہے)

---

(1) وہ تحریر جو سرسری طور پر لکھی گئی ہو اور جسے صاف اور صحیح کرنے کی ضرورت ہو۔جمع مسوّدات)

۱۴)... کنزالایمان پر اعتراضات کے جوابات (یہ رسالہ مطبوعہ ہے)

۱۵)۔۔۔امام احمد رضا کا فقہائے سلف سے اِختلاف اور اس کی نوعیت (یہ رسالہ مطبوعہ ہے)

۱۶)۔۔۔امام احمد رضا کی کرامات

۱۷)امام احمد رضا اور عشق رسول صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

۱۸)...جانِ ایمان کنزالایمان

۱۹)....حاشیہ قصیدۂ نور (یہ رسالہ مطبوعہ ہے)

(۲۰)....دوقومی نظریہ اور علماءِ اہلسنّت (یہ رسالہ مطبوعہ ہے)

۲۱).....رضویات

۲۲).....رضوی پاکٹ۔ ۲۳)...سلب الغوائۃ عن مسلک اعلیٰ حضرت

۲۴).....فیوض الرضانی اصول الافتاء

۲۵).....امام احمد رضا کا قلمی جہاد

الشاہ امام احمد رضا کا وصال باکمال ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ جمعۃ المبارک ہندوستان کے شہر بریلی میں ہوا۔ ۲۵ ویں کی نسبت سے رضویات پر حضور فیضِ ملت قُدِّسَ سِرُّہٗ کی تصانیف و تالیفات ۲۵ ہیں۔ یادرہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالی علیہ کا نعتیہ دیوان حدائق بخشش کی شرح "الحقائق فی الحدائق شرح حدائقِ بخشش" بھی ۲۵ جلدوں میں ہے۔

دعا ہے کہ اللہ ربُّ العزّت حضور فیضِ ملت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے درجات بلند فرمائے اور ہم سب کو عشقِ رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم میں مسلکِ حق اہلسنت پر زندگی گذارنے کی توفیق بخشے۔

اٰمِین بِحُرمَتِ سَیِّدِ الْاَنْبِیاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ﷺ وَعَلیٰ آلِکَ وَاَصْحَابِکَ اَجْمَعِیْنَ.

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری محمد فیاض احمد اویسی رضوی

جامعہ اُویسیہ رضویہ سیرانی مسجد بہاولپور ۲۸/ذوالحجہ ۱۴۳۱ھ شبِ اتوار بعد صلوٰۃ العشاء

اظہارِ تشکر

الحمد للہ! بزمِ فیضانِ اُویسیہ گذشتہ کئی سالوں سے دینِ متین کی خدمت کے لئے کام کر رہی ہے اور وقتاً فوقتاً حضور قبلہ مُفسّرِ اعظم پاکستان حضور مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی کی تصانیف کو تحقیق و تخریج کے بعد خوبصورت انداز میں چھاپ کر پاکستان بھر میں ان کتب کی ترسیل کو یقینی بنا رہی ہے۔ حال ہی میں قبلہ مُرشدِ کریم کی ضخیم کتاب ''فرشتے ہی فرشتے'' چھاپنے کا شرف حاصل ہوا۔

ایک مُدّت ہوئی دل میں ارمان لئے بیٹھے تھے کہ سیّدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی نور اللہ مرقدہٗ کے نعتیہ کلام حدائقِ بخشش کی شرح جو کہ قبلہ اُویسی صاحب علیہ الرحمۃ نے ۲۵ جلدوں پر لکھی ہے، پر تخریج و تحقیق کا کام کروا کر چھاپا جائے۔ اسی خواہش کو دل میں لئے ''ادارہ تحقیقاتِ اُویسیہ'' کا قیام وجود میں لانے کی بہت بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔ یہ ہمارا حُسنِ ظن ہے کہ اس ادنیٰ کاوش نے قبرِ انور میں قبلہ مُرشدِ کریم کی روح مبارکہ کو یقیناً خوش کیا ہوگا اور آپ نے ضرور بالضرور ہم نا اہلوں کے لئے دستِ شفقت بارگاہِ ایزدی میں دُعا کے لئے بلند کئے ہونگے تب ہی تو ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے اور ''ادارہ تحقیقاتِ اُویسیہ'' کے ماہر علمائے کرام نے اپنی علمی صلاحیتوں اور تجربہ کو بروئے کار لاتے ہوئے بہت محنت سے ''شرح حدائقِ بخشش'' کی پہلی جلد کی تحقیق و تخریج اور حواشی کے ساتھ ساتھ مُشکل الفاظ کو سہل کر کے اس علمی خزانہ کو اور بھی نایاب بنا دیا۔ اللہ رب العزت سے دُعا ہے کہ اپنے حبیبِ کریم رؤف و رحیم کے صدقہ و طفیل ان علمائے کرام کے علم و عمل، عمر و اقبال میں خوب خوب برکتیں و رحمتیں عطا فرمائے۔ (آمین)

یہاں ایک بات بتانا نہایت ضروری ہے کہ ''شرح حدائقِ بخشش'' کی ان تمام مجلّدات کے لئے کئی ناشرین نہ صرف تیار تھے بلکہ اسرار کئے بیٹھے تھے کہ یہ سعادت ان کے

حصے میں آئے مگر صاحبزادہ حضور فیضِ ملت حضرت علاّمہ مفتی محمد فیاض احمد اُویسی صاحب نے ہماری درخواست کو قبول فرماتے ہوئے نہ صرف شفقت فرمائی بلکہ بہت سے دعائیہ کلمات سے نوازا۔ اس کتاب کی اشاعت کے لئے بڑی رقم درکار تھی اس سلسلے میں علامہ محسن مکی قادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ (خطیب وامام مسجدِ عائشہ شکاگو، امریکہ) نے تعاون فرمایا اور نمازیوں کا ذہن بنایا کہ اس گوہرِ نایاب کی اشاعت کس قدر ضروری ہے اور آپ نے امریکہ سے فنڈ جمع کر کے ہماری بزم کو عنایت فرمایا جو کہ اس کتاب کی اشاعت کو یقینی بنانے میں بہت کام آئی۔ آج یہ کتاب مکمل چھپ کر آپ کے ہاتھوں میں ہے اور ہم پُر اُمید ہیں کہ آپ بھی پڑھنے کے بعد ہمارے حق میں ضرور دُعا فرمائیں گے۔

اللہ کریم اپنے محبوب کے صدقہ ہمیں خلوص کی دولت سے مالا مال فرمائے اور اس کتاب کو ہمارے لئے ذریعۂ نجات بنائے۔ (آمین)

احقر محمد فہد احمد اُویسی

صدر: بزمِ فیضانِ اُویسیہ پاکستان ٹرسٹ

ادارہ تحقیقاتِ اُویسیہ کا تعارف

اَلۡحَمۡدُلِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

الحمدللہ! بزمِ فیضانِ اُویسیہ پاکستان (ٹرسٹ) ملک و بیرونِ ملک، اشاعتی و غیر اشاعتی طرز پر مسلکِ حق اہلِ سنت و جماعت کی خدمات میں سالوں سے مصروفِ عمل ہے جس میں خاص طور پر حضور فیضِ ملّت، شیخ القرآن والتفسیر حضرت علامہ الحاج الحافظ مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی علیہ رحمۃ اللّٰہ القوی کی تصانیف سے عوام اہل سنت کو فائدہ پہنچانا ایک نمایاں کوشش ہے۔ تاہم ضرورت اس امر کی تھی کہ حضور فیضِ ملّت علیہ الرحمہ کی کتب و رسائل کو معیاری طرز پر تحقیقی مراحل سے گزار کر منظرِ عام پر لایا جائے لہٰذا اس مقصد کے حصول کے لئے بزمِ فیضانِ اُویسیہ پاکستان (ٹرسٹ) کے کراچی کے ذمہ داران نے علمائے کرام کی خدمات حاصل کیں اور ایک ادارہ بنام ''ادارہ تحقیقاتِ اُویسیہ'' قائم کیا۔ اس ادارہ کے قیام کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ماضی میں حضور فیضِ ملّت علیہ الرحمہ کی کتب مختلف پبلشرز چھاپتے رہے تاہم اس میں کتابت کی اغلاط، سُرخی (Heading) اور متن (Text) میں عدمِ فرق، عربی و غیر عربی رسم الخط (Fonts) کا بسا اوقات امتیاز نہ ہونا، وغیرہ اُمور اصلاح طلب تھے لہٰذا بشمول حضور فیضِ ملت علیہ الرحمہ کے مریدین و متعلقین کے، علماء کرام و دیگر اہلِ علم حضرات شدت سے منتظر تھے کہ حضور فیض ملت علیہ الرحمہ کے علمی خزانہ پر کوئی تحقیقی کام شروع کیا جائے اور اُن کو تحقیق و تخریج مع تسہیل کے بعد اعلیٰ طباعت کے مراحل سے گزار کر عوام الناس تک پہنچایا جائے لہٰذا مذکورہ اُمور کی اصلاح کے ساتھ ساتھ حضور فیض ملت علیہ الرحمہ کی کتب و رسائل (جن کی تعداد کم و بیش 4000 ہے) کی از سرِ نو تحقیق و تخریج مع تسہیل کر کے عوامِ اہل

سنت تک پہنچانے کے لئے ’’ادارہ تحقیقاتِ اُویسیہ‘‘ کا قیام عمل میں لایا گیا۔

ایک اچھے اور مستحکم ادارے کو بنانے اور پھر باقاعدگی سے چلانے کے لئے کثیر رقم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس ضمن میں بزمِ فیضانِ اُویسیہ پاکستان (ٹرسٹ) کے مڈل ایسٹ کے ساتھیوں سے جب تعاون کے لئے اپیل کی گئی تو انہوں نے ’’لبیک‘‘ کہتے ہوئے اپنے حقیقی و اعلیٰ خلوص کا ثبوت دیا اور ہر ماہ باقاعدگی سے فنڈ بھجوا کر اس خواب کی تکمیل کو یقینی بنا دیا۔

’’اللہ کریم اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہمارے ان بھائیوں کے رزق میں کشادگی فرمائے اور انہیں اپنے اس عمل پر ثابت قدمی نصیب فرمائے‘‘ (آمین)

اس ادارے کو جگر گوشۂ حضور فیضِ ملت علیہ الرحمہ حضرت علامہ مفتی ابوالایاز محمد فیاض احمد اُویسی دامت برکاتہم القدسیہ کی سرپرستی حاصل ہے اور آپ ہی کی مشاورت و معاونت کے ساتھ ادارے کے معاملات کو حتمی قرار دیا جاتا ہے نیز یہ کہ ادارے سے منسلک علمائے کرام اپنے علمی تجربہ کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنی تمام تر کوششیں کتب کی تخریج و تصحیح میں لگائے ہوئے ہیں۔ ایک کتاب کمپوزنگ، عربی متن کی تصحیح مع اعراب، اُردو مشکل الفاظ کی تسہیل، حواشی اور مکمل حوالہ جات کے بعد اپنے تمام تر مراحل طے کرتے ہوئے چھپنے کے لئے تیار ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس ادارہ کو تا صبح قیامت سرسبز و شاداب رکھے اور ترقی و کامیابی سے ہمکنار فرمائے۔

آمین بجاہِ طٰہٰ و یٰسین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ادارہ تحقیقاتِ اُویسیہ

﴿حضور فیض ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشاداتِ مبارکہ﴾

☆ ہر کام اللہ کی رضا کیلئے خلوص سے کرو۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عشق ومحبت کا بیج دل میں بوؤ یونہی آپکے ادب اور تعظیم کو جانِ ایمان سمجھو۔

☆ انبیاء واولیاء سے عقیدت رکھو ان کے آداب اور اعزاز میں کمی نہ کرو۔ (یونہی علمائے اہلسنّت کے ساتھ پیش آؤ)

☆ اپنے رتبے سے بڑھ کر دعویٰ نہ کرو۔ ہر وقت عجز وتواضع میں رہو۔

☆ جس لیاقت کا جو آدمی ہو اس کی ویسی ہی عزت کرو۔

☆ ہر اک کا حق پہچانو۔

☆ جو راز کہنے کے قابل نہ ہو اُس کو منہ سے ہرگز نہ نکالو۔

☆ دوست کی پہچان یہ ہے کہ وقتِ مصیبت کام آئے۔

☆ احمق اور نادان آدمی کی صحبت سے کنارہ کرو۔

☆ عقلمند اور دانا آدمی سے دوستی کرو۔

☆ نیک کام میں جس قدر ہو سکے جلد کوشش کرو۔

☆ جب تم کوئی بات کہو تو دلیل کے ساتھ کہو اور جھوٹا دعویٰ نہ کرو۔

☆ جوانی کے دن بڑے خطرناک ہیں ان میں نیکی کرنا مردانگی ہے۔

☆ کسی شخص سے فضول بحث ومباحثہ مت کرو خواہ دوست ہو یا دشمن۔

☆ ماں باپ کو اپنے سر پر غنیمت سمجھو۔

☆ اساتذہ کی عزت باپ سے زیادہ کرو کیونکہ وہ تمہاری روح کی اصلاح کرتے ہیں۔

☆ آمدنی سے زیادہ کبھی خرچ نہ کرو۔

☆ سب کاموں میں میانہ روی اختیار کرو۔

☆ اگر کوئی شخص مہمان بن کر تمہارے گھر آئے تو اسکی خدمت کرو۔

☆ اپنی آنکھ اور زبان کو ہر وقت اپنے قابو میں رکھو۔

☆ اپنے پڑوسی کو ہر گز تکلیف نہ دو بلکہ اپنی طرح تصوّر کرو۔

☆ اپنا لباس اور اپنا بدن پاک اور صاف رکھو تا کہ صحت اور عزت حاصل ہو۔

☆ اپنی اولاد کو علم و ادب سکھاؤ کہ دین و دنیا کی خوشیاں ملیں۔

☆ جب کس مجلس میں کوئی بات کہنا چاہو تو خوب غور کر لو کہ وہاں وہ بات کسی کے خلاف نہ ہو۔

☆ کوئی بات ایسی نہ کرو کہ اہلِ محفل کی نفرت یا ناراضگی حاصل ہو۔

☆ حاکم کو لازم ہے کہ انصاف کی بات کہے اگر چہ کسی بھی فریق کے خلاف ہو۔

☆ اہلِ مجلس میں سے ہر اک کو اپنا ہم مذہب، اپنا دوست یا اپنے جیسا مت سمجھو۔

☆ بھوک سے زیادہ کھانا کھانا مناسب نہیں یہ بات صحت کے خلاف ہے۔

☆ جس بات کو تم اپنے لئے بُرا سمجھتے ہو وہ دوسروں کے لئے بھی پسند نہ کرو۔

☆ کسی کی چیز کا لالچ مت کرو، حسد سے بچو، رشک کی عادت ڈالو۔

☆ کم بولنا، بہت سوچنا اور حسبِ ضرورت سونا دانائی کے کام ہیں۔

☆ مطلب پرست دوست سے کبھی وفا کی اُمید نہ رکھو۔

☆ جس کام کو تم ابھی تک نہیں کر پائے یہ مت سمجھو کہ وہ ہو گیا۔

☆ جب بولنا چاہو تو خوب سوچ لو کہ یہ بات کہوں کہ نہ کہوں بولنے میں اس قدر جلدی نہ کرو جس طرح سوچنے میں۔

☆ جو کام آج کرنا چاہیے اُسے کل پہ مت چھوڑو۔

☆ جو شخص اپنے سے بزرگ ہو اس سے مذاق نہ کرو۔

☆ بڑے عہدے والے آدمی کے رُوبرو بہت مختصر بات کرو۔

☆ عوام الناس سے اس طرح بات چیت نہ کرو کہ وہ بے باک ہو جائیں۔

☆ اگر کسی حاجت مند کا کوئی کام تمہارے ہاتھ یا بات سے ممکن ہو تو اسے ہرگز مایوس نہ کرو۔

☆ اگر کوئی بے وقوفی کی بات تم سے صادر ہو جائے تو اسے ہمیشہ یاد رکھو کہ آئندہ یہ غلطی دوبارہ نہ ہو۔

☆ ایسا مختصر بھی نہ بولو کہ مقصد کسی کی سمجھ نہ آئے۔

☆ ہر روز رات کو جب سونا چاہو تو پہلے شمار کر لیا کرو کہ آج کے دن کس قدر غلطیاں ہوئی ہیں مجھ سے تاکہ دوسرے دن اُن سے بچ سکو۔

☆ اگر کوئی نیکی تم سے ہو گئی ہو تو اس کو بھول جاؤ کیونکہ اس کا یاد رکھنا غرور پیدا کرتا ہے۔

☆ اگر کسی کا بھلا ہوتا ہو تو بہانے مت کرو۔

☆ دشمن کی بھی بُرائی مت چاہو اگر ہو سکے تو اس پر کچھ احسان کر دو۔

☆ نیکی کرنا کسی کے ساتھ ایسا ہے کہ گویا اس کو تمام عمر اپنا غلام بنانا ہے۔

☆ بُرے آدمی کا مقابلہ نیکی سے کرنا ایسا ہے کہ گویا اس کو احسان کے قید خانے میں ہمیشہ کے لئے قید کرنا۔

☆ تم بھلائی کر کے بھول جاؤ گے لیکن جس کے ساتھ تم کچھ بھلا کرو گے وہ تمہیں کبھی نہ بھولے گا۔

☆ جب کسی شخص سے کوئی اور شخص بات کر رہا ہو تو تم ہرگز اس کے بیچ میں نہ بولو اگرچہ تم اس سے بہتر جانتے ہو۔

☆ احمق کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ وہ بغیر پوچھے بول اٹھتا ہے۔

☆ اپنے مال اور اسباب کو اپنے اقارب سے ایسا چھپا کے نہ رکھو کہ بعد تمہارے مرنے کے

بھی انہیں دستیاب نہ ہو۔

☆ مغرور آدمی کو کوئی پسند نہیں کرتا اگر چہ وہ بادشاہ ہی کیوں نہ ہو۔

☆ غیبت کسی کی نہ کرو خصوصاً نیک آدمیوں کی بُرائی کبھی نہ کرو۔

☆ جہاں مجمع ہو اسکے برخلاف بات نہ کرنی چاہیے اگر خلافِ شرع ہو تو اس سے دور رہنا بہتر ہے۔

☆ اگر ہو سکے تو سخاوت پسند رہو۔

☆ خود بینی، خود غرضی اور خوشامد سے بچو۔

☆ سستی کو پاس نہ آنے دو یہ تمام خرابیوں کی جڑ ہے۔

☆ بیہودہ، طعنہ آمیز گفتگو سے پرہیز کرو اور کسی کا مذاق نہ اڑاؤ۔

☆ کسی آدمی کو غیر آدمیوں کے سامنے شرمندہ نہ کرو۔

☆ اگر کسی کو تنبیہ کرنا ہو تو گوشہ میں تنہا بلا کر سمجھا دو۔

☆ اگر کوئی شخص عیب دار ہو جیسے لنگڑا، لنجہ، کوتاہ گردن، لاغر یا دائم المرض تو اسے اپنا نوکر نہ رکھو۔

☆ کسی غیر کے نام کا خط ہرگز نہ پڑھو۔

☆ اگر کہیں سے کوئی خط آپکے نام آیا ہو تو سب کام چھوڑ کر پہلے اسکو پڑھو۔

☆☆☆☆☆☆

جھگڑتے آئے ہیں برسوں سے بس یہ دشمنان دین
قدم ہلنے نہیں پائے عظیمت فیض احمد کی
عمر بھر فیض احمد دین احمد کو نہیں بھولے
مگر دین بھی نہیں بھولے گا خدمت فیض احمد کی
اشاعت
بزم فیضانِ اویسیہ پاکستان ٹرسٹ